BAEC301CCT

کلی معاشیات-I

(Macroeconomics-I)

فاصلاتی اور روایتی مواد پر مبنی خود اکتسابی مواد

برائے

بیچلر آف آرٹس (بی۔اے)

(تیسرا سمسٹر)

نظامتِ فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ-بھارت

©Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

Course: Macroeconomics-I

ISBN: 978-93-95203-06-7

First Edition: 2022

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدر آباد
اشاعت	:	2022
تعداد	:	400کاپیاں
ترتیب وتزئین	:	جناب محمد وسیم، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
گراف ڈیزائین	:	جناب محمد وسیم، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
سرورق	:	ڈاکٹر محمد اکمل خان، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
مطبع	:	پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹرپرائزس، حیدرآباد

Copy Editor

Fasalurahman P. K.

Bachelor of Arts

Macroeconomics-I

3rd Semester

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), Bharat

Director: dir.dde@manuu.edu.in **Publication:** ddepublication@manuu.edu.in

Phone: 040-23008314 **Website:** manuu.edu.in

©All rights reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopy, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing from the publisher (registrar@manuu.edu.in).



(Editors)

Mr. Fasalurahman P. K.
Assistant Professor, DDE, MANUU

Mohd Waseem
DDE, MANUU

(Language Editors)

Mohd Waseem
DDE, MANUU

Doctor Mohd Akmal Khan
DDE, MANUU

(Editorial Board)

Mr. Mohd Waseem
DDE, MANUU

Mr. Fasalurahman P. K.
Assistant Professor, DDE, MANUU

Professor Farida Siddiqui
Head, Department of Economics, MANUU

Dr. Sayed Hasan Qayed
Assistant Professor, Department of Economics, MANUU

Mr. Mustajab Khatir
Assistant Professor, Department of Economics, MANUU

مدیران

جناب فضل الرحمان پی۔کے۔
اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

محمد وسیم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو

زبان مدیران

محمد وسیم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو

ڈاکٹر محمد اکمل خان
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو

مجلس ادارت

جناب محمد وسیم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

جناب فضل الرحمان پی۔کے۔
اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

پروفیسر فریدہ صدیقی
صدر، شعبہ معاشیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

ڈاکٹر سید حسن قائد
اسسٹنٹ پرفیسر، شعبہ معاشیات، مولا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

جناب مستجاب خاطر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ معاشیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

کورس کوآرڈی نیٹر

جناب فضل الرحمان پی۔ کے۔
اسسٹنٹ پروفیسر (معاشیات)، نظامت فاصلاتی تعلیم
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

مصنفین	اکائی نمبر
• جناب محمد وسیم، گیسٹ فیکلٹی / اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)، نظامتِ فاصلاتی تعلیم، مانو، حیدرآباد	اکائی 4, 5, 6, 7, 8, 9, 10, 11, 12, 13, 14, 15, 16, 19, 24
• جناب ابصار عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ معاشیات، متھلا یونیورسٹی	اکائی 20, 21, 22, 23
• جناب فضل الرحمان پی۔ کے۔ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈی ڈی ای، مانو، حیدرآباد	اکائی 1, 2, 3
• جناب محمد غفران برکاتی اسسٹنٹ پروفیسر، مانو، حیدرآباد	اکائی 17, 18

پروف ریڈرس:

اول	:	جناب محمد وسیم
دوم	:	جناب مستجاب خاطر
فائنل	:	جناب فضل الرحمان پی۔ کے۔

فہرست

پیغام		وائس چانسلر	7
پیغام		ڈائرکٹر	8
کورس کا تعارف		کورس کوآرڈی نیٹر	9
بلاک	**I**	**کلی معاشیات کا تعارف**	
اکائی	1	کلی معاشیات کے معنی، تعریف اور دائرہ کار	11
اکائی	2	جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات	24
اکائی	3	معیشت میں کلی معاشیاتی مسائل؛ کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود	37
بلاک	**II**	**قومی آمدنی کا حساب کتاب**	
اکائی	4	قومی آمدنی اور متعلقہ مجموعات	55
اکائی	5	قومی آمدنی ماپنے کے طریقے: پیداوار طریقہ	72
اکائی	6	آمدنی کا طریقہ	90
اکائی	7	اخراجات کا طریقہ	106
اکائی	8	قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات	121
بلاک	**III**	**صَرف اور سرمایہ کاری کے نظریات**	
اکائی	9	تفاعل صرف	137
اکائی	10	کینز کا نفسیاتی قانونِ صَرف	153
اکائی	11	تفاعلِ صرف کے مابعد کینزی نظریات	169
اکائی	12	سرمایہ کاری تفاعل	187
بلاک	**IV**	**ضارب اور اسراع**	
اکائی	13	ضارب کا تصور	203
اکائی	14	تین سیکٹر اور چار سیکٹر ماڈل میں ضارب	217
اکائی	15	ضارب کی اہمیت	235
اکائی	16	اصولِ اسراع	247

بلاک V		**آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ**	
	اکائی 17	آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-I	262
	اکائی 18	آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-II	275
	اکائی 19	آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-III	287
بلاک VI		**آمدنی اور روزگار کا کیینزی نظریہ**	
	اکائی 20	کینز کا نظریہ روزگار	303
	اکائی 21	آمدنی کے تعین کا کینزی نظریہ	321
	اکائی 22	کینزی ماڈل کا تنقیدی جائزہ	338
	اکائی 23	مجموعی طلب مجموعی رسد ماڈل-I	354
	اکائی 24	مجموعی طلب مجموعی رسد ماڈل-II	372
	نمونہ امتحانی پرچہ		387

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔ اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔ (1) اردو زبان کی ترویج و ترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند "ادبی" اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل و اخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اُردو قاری اور اُردو سماج دور حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرین علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25 ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا نظامتِ فاصلاتی تعلیم از سر نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگِ میل کی طرف رواں دواں ہے اور نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگانِ علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ دو برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورتِ حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلبا کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر

پیغام

فاصلاتی طریقۂ تعلیم پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اِس طرزِ تعلیم کو اختیار کیا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور ٹرانسلیشن ڈِویژن سے ہوا اوراس کے بعد 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ نو قائم کردہ شعبہ جات اور ٹرانسلیشن ڈِویژن میں تقرریاں عمل میں آئیں۔ اس وقت کے اربابِ مجاز کے بھرپور تعاون سے مناسب تعداد میں خود مطالعاتی مواد تحریر و ترجمے کے ذریعے تیار کرائے گئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یو جی سی۔ڈی ای بی UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کماحقہ ہم آہنگ کر کے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات کو ہم آہنگ اور معیار بلند کر کے خود اکتسابی مواد SLM از سرِ نو بالترتیب یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کرائے جارہے ہیں۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلا رہا ہے۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جائیں گے۔ متعلمین کی سہولت کے لیے 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 144 متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) نیز 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ نظامت فاصلاتی تعلیم نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جارہی ہیں، نیز جلد ہی آڈیو۔ویڈیو ریکارڈنگ کا لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کی جارہی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو مرکزی دھارے میں لانے میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ خان

ڈائرکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم

کورس کا تعارف

نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد کے لیے یہ بات انتہائی باعث مسرت ہے کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی)، ڈسٹنس ایجوکیشن بیورو (ڈی ای بی) کے 2017 ضابطوں اور دوسرے ترمیمی ضوابط 2018 کے مطابق معاشیات کے موضوع پر اردو زبان میں درسی مواد تیار کیا گیا ہے۔ یو جی سی ہدایت کے تحت یونیورسٹی کے روایتی اور فاصلاتی نظام تعلیم کے لیے ایک ہی نصاب لازمی قرار دیا گیا ہے؛ تاکہ نہ صرف ان دونوں نظام تعلیم کے طلبہ کا معیار یکساں ہو، بلکہ حصول تعلیم کے لیے فراہم کی جانے والی مختلف سہولیات کے اس دور میں ایک نظام تعلیم کے طلبہ کے لیے دوسرے نظام تعلیم کی طرف منتقلی بھی قابل عمل ہو۔ ان ضوابط کے تحت یونیورسٹی میں فراہم کیے جارہے تمام مضامین میں روایتی اور فاصلاتی نظام تعلیم کا ایک ہی نصاب تیار کیا گیا، اور اس کے مطابق درسی مواد کی تیاری کی گئی جو بیک وقت دونوں نظام تعلیم کے طلبہ وطالبات کے لیے ذریعہ استفادہ بن سکے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہم بی اے کورس کی یہ کتاب آپ کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ کلی معاشیات-I کے عنوان سے یہ کتاب بی اے تیسرے سمسٹر کے ان طلبا کے لیے ہے جنہوں نے معاشیات کو کور پیپر کے طور پر منتخب کیا۔ اس میں کلی معاشیات کے متعلق مختلف تصورات اور نظریات سے متعلق تحریری مواد فراہم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چھ بلاک پر مشتمل ہے۔ اس میں کل 24 اکائیاں (ابواب) ہیں۔ اکائیوں کی ساخت میں تعارف، مقاصد، عنوانات، ذیلی عنوانات، اکتسابی نتائج، کلیدی الفاظ، ماڈل امتحاناتی سوالات اور تجویز کردہ کتابیں شامل ہیں۔ کتاب میں زیر بحث تصورات کی نظریاتی، گرافیکل اور ریاضیاتی وضاحت کو ذہن میں رکھا گیا ہے تاکہ معاشیات کے تصورات کی بہتر تفہیم ممکن ہو سکے۔ امید ہے کہ اس کتاب سے صرف مانو کے ہی نہیں بلکہ اطراف وجوانب کے ان تمام طلبا کی ضروریات پوری ہو سکیں گی جو اردو میڈیم سے بی اے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب فضل الرحمان پی۔ کے۔

کورس کوآرڈی نیٹر

کلی معاشیات-I

(Macroeconomics-I)

بلاک I: کلی معاشیات کا تعارف

اکائی 1: کلی معاشیات کے معنی، تعریف اور دائرہ کار

(Meaning, Definition and Scope of Macroeconomics)

اکائی کے اجزا:

1.0 تمہید (Introduction)

1.1 مقاصد (Objectives)

1.2 کلی معاشیات کے معنی، تعریف اور دائرہ کار
(Meaning, Definition and Scope of Macroeconomics)

1.2.1 کلی معاشیات کا معنی (Meaning of Macroeconomics)

1.2.2 کلی معاشیات کی تعریفیں (Definitions of Macroeconomics)

1.2.3 کلی معاشیات کا دائرہ کار (Scope of Macroeconomics)

1.3 کلیدی الفاظ (Keywords)

1.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

1.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1.0 تمہید (Introduction)

عام اصطلاح میں، معاشیات ایسا سماجی علم ہے جو انسانوں کے طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ معاشیات کے مطالعے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے؛ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات۔ جزوی معاشیات، معاشیات کی ایسی شاخ ہے جو انفرادی صارفین اور کاروباری تنظیموں کے

بازار رویے کا جائزہ لیتی ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات مجموعی طور پر معیشت کا تجزیہ کرتی ہے۔ اس اکائی کا مقصد کلی معاشیات کے تصور اور تعریف کی معلومات فراہم کرنا ہے۔ اس کے بعد کلی معاشیات کی نوعیت اور دائرہ کار کا مطالعہ کیا جائے گا۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کلی معاشیات کے معنی اور اس کے مضمون کی وضاحت کرنا۔
- کلی معاشیات کے دائرہ کار کی وضاحت کرنا۔

1.2 کلی معاشیات کے معنی، تعریف اور دائرہ کار

(Meaning, Definition and Scope of Macroeconomics)

1.2.1 کلی معاشیات کا معنی (Meaning of Macroeconomics)

معاشیات ایک وسیع مضمون ہے جس میں کئی تصورات شامل ہیں۔ معاشی مسائل سے نمٹنے کے طریقہ کار مختلف ہیں۔ لہذا، معاشیات کو دو شاخوں میں درجہ بند کیا گیا ہے یعنی جزوی معاشیات اور کلی معاشیات۔ جزوی معاشیات کسی ایک صنعت یا تنظیم کے معاشی مسائل کی نشاندہی کرتی ہے، جبکہ کلی معاشیات مجموعی طور پر معیشت کے مسائل کی نشاندہی کرتی ہے۔ جزوی معاشیات، معاشیات کی ایسی شاخ ہے جو انفرادی صارفین اور تنظیموں کے بازار رویے کا جائزہ لیتی ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات قومی آمدنی، روزگار، افراط زر، کساد بازاری اور معاشی نمو سے متعلق مسائل کی نشاندہی کرتی ہے۔ عالمگیریت کی آمد کے ساتھ کاروباری فیصلہ سازی میں پیچیدگیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ یہ دونوں شاخیں براہ راست یا بالراست طور پر کاروباری تجزیے اور فیصلہ سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لہذا، افراد اور تنظیموں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مختلف معاشی تصورات، نظریات، اور آلات کی واضح سمجھ حاصل کریں۔

معاشیات میں مائیکرو (micro) اور میکرو (macro) کی اصطلاح سب سے پہلے راگنار فریش (Ragnar Frisch) نے وضع کی۔ کلی معاشیات معاشیات کی وہ شاخ ہے جو مجموعی معیشت بشمول کلی عوامل کا مطالعہ کرتی ہے۔ کلی معاشیات میں معیشت کی انفرادی اکائیوں کا مطالعہ شامل نہیں ہے۔ بلکہ یہ مجموعی طور پر معیشت کے بارے میں بتاتی ہے۔ یہ پوری معیشت کے مجموعوں اور اوسطوں جیسے قومی آمدنی، کل روزگار، مجموعی بچت اور مجموعی سرمایہ کاری، مجموعی طلب اور مجموعی رسد اور قیمت کی سطح کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ ایک فرم کی پیداوار کا مطالعہ نہیں ہے بلکہ قومی پیداوار کا مطالعہ ہے، یہ انفرادی قیمتوں کا تجزیہ نہیں کرتی بلکہ عام قیمت کی سطح کا تجزیہ کرتی ہے۔

1.2.2 کلی معاشیات کی تعریفیں (Definitions of Macroeconomics)

مختلف ماہرین معاشیات نے کلی معاشیات کی تعریف اپنے انداز میں کی۔ بعض تعریفیں ذیل میں پیش کی گئی ہیں۔

آر جی ڈی ایلن: کلی معاشیات کی اصطلاح کا اطلاق وسیع معاشی مجموعات کے درمیان تعلقات کے مطالعے پر ہوتا ہے۔

"The term macroeconomics… applies to the study of relations between broad economic aggregates."[1]

جے۔ایم۔کلبر ٹسن: کلی معاشیاتی نظریہ آمدنی، روزگار، قیمتوں اور پیسے کا نظریہ ہے۔

"Macroeconomic theory is the theory of income, employment, prices and money"[2]

کینتھ ای بولڈنگ: کلی معاشیاتی نظریہ، معاشیات کا وہ حصہ ہے جو نظام کے مجموعی اوسطوں اور مجموعوں پر بحث کرتا ہے۔ کلی معاشیات انفرادی مقداروں سے نہیں بلکہ ان مقداروں کے مجموعے سے؛ انفرادی آمدنی سے نہیں بلکہ قومی آمدنی سے؛ انفرادی قیمتوں سے نہیں بلکہ قیمت کی سطح سے؛ انفرادی پیداوار سے نہیں بلکہ قومی پیداوار سے متعلق بحث کرتی ہے۔

"Macro-economic theory is that part of economics which studies the overall averages and aggregates of the system. Macroeconomics deals not with individual quantities as such but with the aggregates of these quantities; not with individual incomes but with the national income; not with individual prices but with the price level; not with individual output but with national outputs."[3]

جی۔ایکلے: کلی معاشیات ان قوتوں یا عوامل کا مطالعہ ہے جو معیشت میں مجموعی پیداوار، روزگار اور قیمتوں کی سطح اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تبدیلیوں کی شرح کا تعین کرتی ہیں۔ اس کا تعلق معیشت کی پیداوار کے مجموعی حجم، اس کے وسائل کس حد تک استعمال کیے جاتے ہیں، قومی آمدنی کے سائز اور عام قیمت کی سطح جیسے متغیرات سے ہے۔

"Macroeconomics is the study of the forces or factors that determine the levels of aggregate production, employment and prices in an economy and their rates of changes over time. It concerns with such variables as the aggregate volume of the output of an economy, with the extent to which its resources are employed, with the size of national income and with the general price level."[4]

ایڈورڈ ایل شاپیرو: کلی معاشیات مجموعی طور پر معیشت کے کام کاج پر بحث کرتی ہے، جس میں یہ بھی شامل ہے کہ معیشت کی اشیا اور خدمات کی مجموعی پیداوار، اشیا اور خدمات کی قیمتوں کی سطح اور وسائل کے مجموعی روزگار کا تعین کیسے کیا جاتا ہے اور ان کی مقدار میں اتار چڑھاؤ کی

[1] Allen, R.G.D. (1967). *Introduction. In: Macro-Economic Theory.* London: Palgrave Macmillan.
[2] Culbertson, J.M. (1968). *Macroeconomic Theory and Stabilization Policy.* McGraw Hill.
[3] Boulding, K. E. (1941). *Economic Analysis.* New York: Harper and Brothers.
[4] Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory.* Macmillan Company

وجہ کیا ہے۔ کلی معاشیات یہ وضاحت کرتی ہے کہ بعض اوقات لیبر فورس کا 3 فیصد اور دیگر اوقات میں نو فیصد یا اس سے بھی زیادہ حصہ بے روزگار کیوں ہوتا ہے اور بعض اوقات معیشت کی پیداواری صلاحیت کا مکمل استعمال کیوں ہوتا ہے جیسا کہ اس کے مزدوروں کے کارخانوں، سازوسامان اور فنی جان کاری سے ماپا جاتا ہے اور دیگر اوقات میں کیوں اس صلاحیت کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس میں یہ بھی بتانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کیوں پیدا کی گئی اشیا اور خدمات کی مجموعی پیداوار ایک دہائی میں اوسطاً 4 فیصد سالانہ کی شرح سے اور دوسری میں اوسطاً 2 فیصد کی شرح سے بڑھتی ہے، اور کیوں بعض عرصوں میں قیمتوں کی سطح میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے، جبکہ دوسروں میں یہ مستحکم رہتی ہے یا گر جاتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ کلی معاشیات معاشی زندگی کے بڑے مسائل پر بحث کرتی ہے۔

"Macroeconomics deals with the functioning of the economy as a whole, including how the economy's total output of goods and services, the price level of goods and services and the total employment of resources are determined and what causes these magnitudes to fluctuate. Macroeconomics seeks to explain why at some times as little as 3 percent of the labour force is unemployed and at other times as much as nine percent or even more, and why at sometimes there is full utilisation of the economy's productive capacity as measured by its workers factories, equipment, and technological know-how and why at other times a good part of this capacity goes to waste. It also seeks to explain why the total of goods and services produced grows at an average rate of 4 percent per year in one decade and at an average rate of 2 percent in another, and why in some time periods the price level rises sharply, whereas in others it remains stable or even falls. In short macroeconomics attempt to deal with big issues of economic life."[5]

ڈور نمبش اور فشر: کلی معاشیات کا تعلق مجموعی طور پر معیشت کے طرز عمل، تیزی اور کساد بازاری، معیشت کی اشیا اور خدمات کی مجموعی پیداوار اور پیداوار میں اضافے، افراط زر اور بے روزگاری کی شرح، ادائیگیوں کے توازن اور شرح تبادلہ سے ہے۔

"Macroeconomics is concerned with the behaviour of the economy as a whole, with booms and recessions, the economy's total output of goods and services and the growth of output, the rate of inflation and unemployment, the balance of payments and exchange rates."[6]

دی اکانومسٹ معاشیات کی لغت: فعال انفرادی معاشی اکائیوں کے مجموعی معاشی نظام کا مطالعہ۔ اس کا تعلق بنیادی طور پر ان متغیرات سے

[5] Shapiro, E. L. (2001), *Macroeconomic Analysis.* 5th Edition

[6] Dornbusch, R., & Fischer, S. (2018*). Macroeconomics* (12th ed.). McGraw Hill Education.

ہے جو طرز عمل کے منظم اور متوقع راستوں کو اپناتے ہیں اور جن کا تجزیہ ان کی سطح کا تعین کرنے والے متعدد ایجنٹوں کے فیصلوں سے آزادانہ طور پر کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ واضح طور پر یہ قومی معیشتوں اور قومی آمدنی کے تعین کا مطالعہ ہے۔

"The study of whole economic systems aggregating over the functioning of individual economic units. It is primarily concerned with variables which follow systematic and predictable paths of behaviour and can be analysed independently of the decisions of the many agents who determine their level. More specifically, it is a study of national economies and the determination of national income."[7]

ان تمام تعریفوں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کلی معاشیات، معاشیات کا وہ میدان ہے جو مجموعی طور پر معیشت کے طرز عمل سے بحث کرتا ہے؛ مخصوص کمپنیوں کے طرز عمل سے نہیں بلکہ تمام صنعتوں اور معیشتوں طرز عمل سے بحث کرتا ہے۔ اس میں مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) جیسے معیشت کے وسیع مظاہر پر نظر ڈالی جاتی ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح یہ بے روزگاری، قومی آمدنی، شرح نمو اور قیمتوں کی سطح میں تبدیلیوں سے متاثر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کلی معاشیات اس سے بحث کرتی ہے کہ خالص برآمدات میں اضافے یا کمی سے کسی ملک کے سرمایے کے کھاتے پر کیا اثر پڑے گا یا بے روزگاری کی شرح سے جی ڈی پی کس طرح متاثر ہوگی۔ یہ معیشت کی مجموعی جہتوں کا ادراک کرتی ہے۔ یہ معیشت کے انفرادی حصوں کے عمل کے بجائے مجموعی طور پر معیشت کے حجم، شکل اور عمل کو دیکھتی ہے۔ ان تعریفوں کی بنیاد پر ہم کلی معاشیات کے معنی اور نوعیت کا خلاصہ اس طرح بیان کرسکتے ہیں:

- یہ مجموعی اور میکروسکوپک ہے: کلی معاشیات، مجموعی طور پر معیشت کے مطالعے سے متعلق ہے۔ اس کا تعلق مجموعی تصورات جیسے قومی آمدنی، قومی پیداوار، روزگار، عام قیمت کی سطح، کاروباری ادوار وغیرہ سے ہے۔
- یہ مجموعی یا قومی آمدنی اور قومی آمدنی کے تعین میں شامل مختلف عوامل کے بارے میں مطالعہ کرتی ہے۔ مجموعی آمدنی کا نظریہ کلی معاشیاتی نظریے کا ایک بڑا پہلو ہے۔ کلی معاشیات کا ایک بڑا کام قومی آمدنی کا تعین کرنا ہے۔ کلی معاشیات، قومی آمدنی کا تعین کرنے والے عوامل اور قومی آمدنی میں رجحانات کے اسباب کا مطالعہ کرتی ہے۔
- اس میں قومی آمدنی کے مختلف تصورات جیسے جی ڈی پی، جی این پی، این ڈی پی، این این پی وغیرہ اور قومی پیداوار کے ان تصورات کی پیمائش اور اہمیت پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔
- یہ معیشت میں مجموعی صَرف، سرمایہ کاری اور ضارب کی اہمیت کا مطالعہ کرتی ہے۔
- اس میں مجموعی قیمت کی سطح اور روزگار اور اس میں اتار چڑھاؤ کے ذمہ دار مختلف عوامل کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔
- کلی معاشیات زیادہ حقیقت پسندانہ نوعیت کا ہے کیونکہ یہ معیشت اور اس کے مسائل کو حصوں یا اس کے اجزا کے عناصر کی بجائے

[7] The Economist's Dictionary of Economics

مجموعی طور پر مد نظر رکھتا ہے۔ لہذا اس میں مسائل کی اصل نوعیت کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ اس سے پالیسی سازوں کو آسان طریقے سے پالیسی تشکیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

- یہ باہمی انحصار پر مبنی ہے۔ کلی معاشیات مجموعوں پر یقین رکھتی ہے۔ یہ مجموعات اور ان کے تفاعلی تعلقات سے متعلق ہے۔ یہ ایک عمومی توازن کا نقطہ نظر ہے جس میں تمام متغیرات ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سرمایہ کاری میں تبدیلی آمدنی کی سطح، پیداوار کی سطح، روزگار اور آخر کار معاشی نمو کی سطح کو تبدیل کرتی ہے۔
- یہ قومی پیداوار، روزگار، قیمتوں کی سطح، شرح تبادلہ، بی او پی عدم توازن وغیرہ میں تبدیلی کے ذمہ دار تمام عوامل کا جائزہ لیتی ہے۔
- کلی معاشیات، تقسیم کے بجائے تجمیع کا طریقہ استعمال کرتی ہے۔ تجمیع کے طریقہ کار کے تحت، ہم حصوں اور ٹکڑوں کی بجائے کل اکائیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔
- کلی معاشیات کی پالیسیاں عام قیمتوں کی سطح میں استحکام برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہیں اور مجموعی طور پر افراط زر، تفریطِ زر، بے روزگاری اور غربت جیسے معیشت کے بڑے مسائل کو حل کرتی ہیں۔

1.2.3 کلی معاشیات کا دائرہ کار (Scope of Macroeconomics)

کسی بھی مضمون کے دائرہ کار کی وضاحت اس موضوع کے ذریعے کی جاسکتی ہے جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور جن کا وہ احاطہ کرتا ہے۔ کلی معاشیات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کی ابتدا سماج کی ابتدا کی طرح ہی قدیم ہے۔ لیکن ایک الگ موضوع کے طور پر، یہ عظیم معاشی بحران کے بعد ابھری ہے۔ اس کا اطلاق عظیم معاشی بحران سے بہت پہلے بھی ہوتا تھا لیکن آج کی طرح آشکار نہیں تھا اور نہ ہی اس نے اتنا فروغ پایا تھا۔

کلی معاشیات کا موضوع فطرت میں بالکل عام ہے اور انسانوں کے مسائل خاص طور پر سماجی جانور کے طور پر انسانوں کے مسائل سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ کلی معاشیات کا موضوع درج ذیل ہے:

کلی معاشیات کا موضوع آمدنی اور روزگار کے تعین کے گرد گھومتا ہے۔ لہذا، اسے "آمدنی اور روزگار کا نظریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ مہنگائی اور افراط زر کے چکر پر کنٹرول موجودہ معاشی پالیسیوں کے انتخاب سے ہی ممکن ہوا۔ یہ پالیسیاں میکرو لیول پر بنائی گئیں۔ معیشت میں زری اور مالیاتی اقدامات کے ذریعے حکومتوں کی شراکت میں اضافہ ہوا ہے۔ لہذا، میکرو تجزیے کا استعمال ناگریز ہے۔ تو اب، ہم سمجھتے ہیں کہ کلی معاشیات، معاشیات کی ایک خصوصی شاخ ہے۔ یہ انفرادی اکائیوں کے مجموعے کے ذریعے معیشت پر توجہ مرکوز کرتی ہے تاکہ اس بات کا تعین کیا جاسکے کہ پوری قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔ تمام نمایاں پالیسیاں اور اقدامات اسی تصور پر مبنی ہیں۔ مثال کے طور پر، فی کس آمدنی قومی آمدنی کا تعین کرتی ہے۔ یہ ملک کے تمام شہریوں کی مجموعی آمدنی کے اوسط کے سوا کچھ نہیں ہے۔

معاشی ماہرین کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ ایک لازمی مطالعہ ہے۔ حکومت، مالیاتی ادارے، اور محققین عام قومی مسائل اور ملک کی معاشی بہبود کا تجزیہ کرتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر معیشت کے بنیادی مسائل کی پیمائش کرتا ہے جو بنیادی طور پر کلی معاشیاتی نظریات اور کلی

معاشیاتی پالیسیوں کی تشکیل کا باعث بنتا ہے۔ یہاں کلی معاشیاتی نظریات میں معاشی نمو اور ترقی، قومی آمدنی کا نظریہ، زر، بین الاقوامی تجارت، روزگار، اور عمومی قیمت کی سطح شامل ہے۔ اس طرح، کلی معاشیات پالیسیاں زری اور مالیاتی پالیسیوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ ہندوستان میں بے روزگاری یا عام قیمت کی سطح یا ادائیگی کے توازن (Balance of Payment) کا مسئلہ جیسے مسائل کا مطالعہ کلی معاشیاتی مطالعے کا ایک حصہ ہے کیونکہ اس کا تعلق مجموعی معیشت سے ہے۔

1. کلی معاشیاتی نظریات (Macroeconomic Theories)

یہ سمجھا جاتا ہے کہ حکومت قوم یا سماج کا تعدیلی ادارہ ہوتا ہے۔ کلی معاشیات ان مختلف پہلوؤں پر غور کرتی ہے جو اہم ہیں اور شہریوں کی زندگیوں پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ کلی معاشیات کے دائرے میں چھ نظریات ہیں:

معاشی نمو اور ترقی کا نظریہ (Theory of Economic Growth and Development)

طویل عرصے کے دوران کسی ملک کی فی کس آمدنی میں اضافے کو معاشی نمو کہا جاتا ہے۔ کلی معاشیات نمو کے تعین کنندگان کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس میں بتایا جاتا ہے کہ ممالک کے مابین یا ایک ہی ملک میں مختلف اوقات میں شرح نمو میں اتار چڑھاؤ کیوں ہوتا ہے۔ زری اور مالیاتی پالیسی کس طرح اعلی شرح نمو کے حصول میں مدد کر سکتی ہیں، یہ بھی کلی معاشیات کا موضوع ہے۔ معیشت کے وسائل اور استعداد کا جائزہ بھی کلی معاشیات کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ یہ قومی آمدنی، پیداوار اور ماحولیات کی معقول سطح کو بڑھانے کی اسکیموں کو تشکیل کرتی ہے۔ ان کا براہ راست اثر معیشت کی نمو پر پڑتا ہے۔

نظریہ زر (Monetary Theory)

معیشت میں زر کا بہت اہم کردار ہے۔ یہ معیشت میں طلب، رسد، قیمتوں، پیداوار اور روزگار کو متاثر کرتی ہے۔ زر کیا ہے؟ اس کے اہم کام کیا ہیں؟ اور یہ مختلف معاشی متغیرات کو کیسے کنٹرول کر سکتی ہے؟ کلی معاشیات میں اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ نامور ماہرین معاشیات کی طرف سے دیے گئے زر کے مختلف نظریات جیسے کمرشل بینکوں کے ذریعے قرض کی تخلیق بھی کلی معاشیات میں کی جاتی ہے۔ کلی معاشیات، معیشت میں ریزرو بینک کے اثرات، سرمایے کی آمد اور اخراج، اور روزگار کی شرحوں پر اس کے اثرات کا جائزہ لیتی ہے۔ افراط زر اور تفریط زر اور ان کی وجہ سے زر یا پیسے کی قدر میں متواتر تبدیلی کسی بھی قوم کی معیشت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ معیشت کے لیے زری، مالیاتی پالیسیاں، اور براہ راست کنٹرول کے اقدامات اختیار کر کے افراطِ زر اور تفریطِ زر جیسے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔

نظریہ قومی آمدنی (Theory of National Income)

کلی معاشیات قومی آمدنی کے مختلف تصورات جیسے بازار قیمت پر جی ڈی پی، عاملی لاگت پر جی ڈی پی، جی این پی، این این پی، نجی آمدنی، ذاتی آمدنی تصرفی آمدنی وغیرہ کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ قومی آمدنی کے مختلف تصورات کے درمیان تعلق کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ قومی آمدنی کی پیمائش کے مختلف طریقوں جیسے پیداوار کا طریقہ، آمدنی کا طریقہ اور اخراجات کے طریقہ کار کا بھی مطالعہ کرتی ہے۔ حقیقی آمدنی اور زری آمدنی کے درمیان فرق کی وضاحت کرنا بھی کلی معاشیات کا موضوع ہے۔

کلی معاشیاتی مطالعے کے طور پر قومی آمدنی کے لحاظ سے معیشت کی مجموعی کارکردگی کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے۔ 1930 کی دہائی کے عظیم بحران کے آغاز پر، عموم سے زیادہ پیداوار اور عام بے روزگاری کے محرکات کی تحقیقات کرنا ضروری تھا۔ یہ قومی آمدنی کے اعداد و شمار کی تخلیق کا باعث بنا۔ قومی آمدنی کے اعداد و شمار معاشی سرگرمی کی سطح کی پیش گوئی کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ شہریوں کے مختلف طبقات میں آمدنی کی تقسیم کو سمجھنے میں بھی مدد کرتا ہے۔ قومی آمدنی کے مختلف تصورات اقوام اور معیشت کے مختلف شعبوں کی کارکردگی کی پیمائش کے آلات ہیں جس میں ہم معاشی پالیسیوں کے اثرات اور معیشت میں غیر معمولی معاشی جھٹکوں اور ان کے اثرات کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بین الاقوامی تجارت کا نظریہ (Theory of International Trade)

کلی معاشیات مطالعے کا وہ شعبہ ہے جو مصنوعات یا خدمات کی برآمد اور درآمد پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ مختصراً، اس میں سرحد پار تجارت اور کسٹم ڈیوٹی کے معیشت پر اثرات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ عالمگیریت کے دور میں کوئی بھی ملک الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ کلی معاشیات اس بات کا مطالعہ کرتی ہے کہ ممالک ایک دوسرے کے ساتھ کیوں تجارت کرتے ہیں۔ مختلف اقسام کے ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹیں اور ان کو عائد کرنے کے جواز کلی معاشیات کا موضوع ہیں۔ یہ تجارت سے حاصل ہونے والے فوائد کی صحیح پیمائش کرتی ہے اور تناسبِ تجارت کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ تجارت کس طرح معاشی نمو کا انجن بن سکتی ہے۔ ادائیگیوں کا توازن کیا ہے اور ادائیگی کے توازن کو کس طرح درست کیا جا سکتا ہے ان تمام چیزوں پر کلی معاشیات کے اس حصے میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔

روزگار کا نظریہ (Theory of Employment)

بے روزگاری کی مختلف اقسام کیا ہیں؟ روزگار کے مختلف تعین کنندگان جیسے مجموعی طلب، مجموعی رسد، مجموعی صَرف، مجموعی بچت، مجموعی سرمایہ کاری اور ضارب کا تصور اور عمل کلی معاشیات کے اجزا ہیں۔ کلی معاشیات میں ہم کلاسیکی، نو کلاسیکی اور کینزی نظریہ روزگار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ 1930 کی دہائی کی بے روزگاری تھی جس کی وجہ سے یہ موضوع قیام میں آیا اور بے روزگاری اب بھی معاشیات کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے۔

عمومی قیمت کی سطح کا نظریہ (Theory of General Price Level)

کلی معاشیات کے اہم موضوعات میں ایک اہم موضوع اشیا کی قیمتوں اور کس طرح افراط زر یا تفریطِ زر کی وجہ سے قیمتوں کی مخصوص شرحوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے کا مطالعہ ہے۔ آپ نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے اور کبھی وہ مسلسل گرتی رہتی ہیں۔ قیمتوں کی سطح میں مسلسل اضافے کو افراطِ زر یا مہنگائی کہا جاتا ہے جبکہ قیمتوں میں مسلسل کمی کو تفریطِ زر کہا جاتا ہے۔ ہم کلی معاشیات میں افراط زر کی اقسام، وجوہات اور اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ افراط زر اور مہنگائی پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے، قیمتوں کی سطح کی قابلِ قبول شرح کیا ہے، اسے کیسے برقرار رکھا جا سکتا ہے ان تمام موضوعات کو کلی معاشیات میں شامل کیا گیا ہے۔

نظریہ کاروباری ادوار یا کاروباری چکر (Theory of Business Cycle)

کاروباری ادوار مختلف معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ کو کہتے ہیں۔ تیزی کے دوران قومی پیداوار، روزگار، آمدنی، طلب، قیمتوں

اور منافع میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ڈپریشن کے دوران طلب، قیمتوں اور پیداوار میں مسلسل کمی ہوتی ہے۔ کلی معاشیات کاروباری ادوار کے نظریات کا مطالعہ کرتی ہے۔ اور کاروباری ادوار کی وجوہات، اثرات اور کنٹرول کلی معاشیات کا حصہ ہیں۔

2. کلی معاشیاتی پالیسیاں (Macroeconomic Policies)

آر بی آئی اور حکومت ہند مل کر ملک کی بہتری اور ترقی کے لیے کلی معاشیاتی پالیسیوں کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسے درج ذیل دو حصوں میں درجہ بند کیا گیا ہے:

مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

مالیاتی پالیسی معیشت پر اثر انداز ہونے کے لیے حکومتی اخراجات اور ٹیکس کا استعمال ہے۔ جب حکومت اپنی خریدی ہوئی اشیا اور خدمات، تقسیم کی جانے والی انتقالی ادائیگیوں یا اس کو حاصل ہونے والے ٹیکسوں کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے تو وہ مالیاتی پالیسی میں مشغول ہوتی ہے۔ حکومتی بجٹ میں کسی بھی تبدیلی کا بنیادی معاشی اثر مخصوص گروپوں کو محسوس ہوتا ہے، مثال کے طور پر بچوں والے خاندانوں کے لیے ٹیکس میں کٹوتی ان کی قابل صَرف آمدنی کو بڑھاتی ہے۔ تاہم مالیاتی پالیسی پر بات چیت عام طور پر حکومتی بجٹ میں تبدیلیوں کے مجموعی ماحولیات پر پڑنے والے اثرات پر مرکوز ہوتی ہے۔ اگرچہ ٹیکسوں یا اخراجات میں ایسی تبدیلی کو جو "ریونیو نیوٹرل" ہیں مالیاتی پالیسی سمجھا جاسکتا ہے، اور فرموں یا افراد کو درپیش مراعات کو تبدیل کرکے پیداوار کی مجموعی سطح کو متاثر کر سکتی ہے، لیکن "مالیاتی پالیسی" کی اصطلاح عام طور پر مجموعی معیشت پر اخراجات اور ٹیکس کی مجموعی سطح اور خاص طور پر ان کے درمیان فرق کے اثرات کو بیان کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

مالیاتی پالیسی کو تخصیری یا انقباضی کہا جاتا ہے جب حکومت کی آمدنی اخراجات سے زیادہ ہوتی ہے (یعنی سرکاری بجٹ سرپلس میں ہوتا ہے) اور جب اخراجات آمدنی سے زیادہ ہوتے ہیں (یعنی بجٹ خسارے میں ہوتا ہے) تو پالیسی کو توسیعی پالیسی کہا جاتا ہے۔ اکثر توجہ خسارے کی سطح پر نہیں بلکہ خسارے میں تبدیلی پر مرکوز ہوتی ہے۔ اس طرح خسارے کو 200 ارب ڈالر سے کم کرکے 100 ارب ڈالر کرنے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ تخصیری مالیاتی پالیسی ہے حالانکہ بجٹ ابھی بھی خسارے میں ہے۔ مالیاتی پالیسی کی مجموعی پیداوار کی مقدار کو متاثر کرنے کی صلاحیت اسے معیشت کی تعدیل کا اہم ذریعہ بناتی ہے۔ مالیاتی توسیع کا پہلا اثر اشیا اور خدمات کی طلب کو بڑھانا ہے۔ مالیاتی پالیسی کی مجموعی طلب کو متاثر کرکے پیداوار کو متاثر کرنے کی یہ صلاحیت اسے معاشی استحکام کا ایک ممکنہ آلہ بناتی ہے۔ کساد بازاری میں حکومت توسیع پسندانہ مالیاتی پالیسی اختیار کر سکتی ہے اور اس طرح پیداوار کو معمول کی سطح پر بحال کرنے اور بے روزگار کارکنوں کو دوبارہ کام پر لگانے میں مدد کر سکتی ہے۔ تیزی کے دوران جب افراط زر کو بے روزگاری سے زیادہ بڑا مسئلہ سمجھا جاتا ہے تو حکومت بجٹ سرپلس چلا سکتی ہے جس سے افراطِ زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس طرح کی پالیسیوں سے ایسا بجٹ پیدا ہوگا جو اوسطاً متوازن ہوگا۔

زری پالیسی (Monetary Policy)

ریزرو بینک حکومت کے ساتھ مل کر زری پالیسی کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ پالیسیاں مختلف شرح سود کو منظم کرکے ملک میں معاشی

استحکام اور نمو کو برقرار رکھنے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات ہیں۔ زری پالیسی ان آلات کا مجموعہ ہے جو کسی ملک کے مرکزی بینک کے پاس ملک کے بینکوں، اس کے صارفین اور اس کے کاروباروں کو دستیاب زر کی مجموعی فراہمی کو کنٹرول کر کے پائیدار معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے دستیاب ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد معیشت کو اس شرح سے قریب رکھنا ہے جو نہ بہت زیادہ ہو اور نہ بہت کم ہو۔ مرکزی بینک اخراجات کی یا قرض لینے کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے شرحِ سود کو بڑھا سکتا ہے اور اس کے برعکس، قرض خواہی اور اخراجات کی ترغیب دینے کے لیے شرحِ سود کم کر سکتا ہے۔

اس کے پاس سب سے بڑا ہتھیار قوم کا پیسہ ہے۔ مرکزی بینک ملک کے بینکوں کو قرض دینے کے لیے وصول کی جانے والی شرحیں مقرر کرتا ہے۔ جب یہ اپنی شرحوں میں اضافہ یا کمی کرتا ہے تو تمام مالیاتی ادارے اُن شرحوں میں تبدیلی کرتے ہیں جو وہ اپنے خریداروں سے وصول کرتے ہیں۔ تمام گاہک شرح سود کو لیکر حساس ہوتے ہیں۔ جب شرحیں کم ہوتی ہیں تو ان کے قرض لینے کا امکان زیادہ ہوتا ہے اور جب شرحیں زیادہ ہوتی ہیں تو قرض لینے سے رک جاتے ہیں۔ رسدِ زر کا انتظام کر کے مرکزی بینک کا مقصد افراطِ زر، صَرف کی شرح، معاشی

کلی معاشیات	
قومی آمدنی اور روزگار کا نظریہ	• جی ڈی پی، جی این پی، این این پی وغیرہ • نظریہ صرف • سرمایہ کاری کا نظریہ • آمدنی اور روزگار کے تعین کا عام نظریہ
عام قیمت کی سطح کا نظریہ	• افراطِ زر • تفریطِ زر • قیمت کی سطح کے استحکام کی پالیسیاں وغیرہ
معاشی نمو اور ترقی کا نظریہ	• نمو کا تعین کرنے والے عوامل • نمو اور ترقی کے نظریات
بین الاقوامی تجارت کا نظریہ	• بی او پی • بی او پی کا توازن اور عدم توازن • زرِ مبادلہ اور اس کے نظریات • تجارت کے نظریات
تجارتی چکر	• اقسام • وجوہات • اثرات • کنٹرول

جدول 1.1: کلی معاشیات کا موضوع

نمواور مجموعی سیالیت جیسے کلی معاشیاتی عوامل پر اثرانداز ہوناہے۔ کلی معاشیات کے موضوع کو تصویری طور پر جدول 1.1 میں دکھایا گیاہے۔

اختتام پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کلی معاشیات معاشی مسائل کے مطالعے کے لیے ایک الگ نقطہ نظر ہے جس میں وہ معیشت کے مسائل کے حل کے لیے اوپر سے نیچے کا نقطہ نظر (Top Down Approach) استعمال کرتا ہے۔ اس کا اطلاق بہت وسیع ہے کیونکہ یہ حقیقت پسندانہ نوعیت کا ہے اور افراد، فرموں، ریاستوں اور دنیا کے حقیقی زندگی کے معاشی مسائل سے نمٹتا ہے۔ اس کا ارتقا اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ جدید قوموں اور معاشرت کا وجود ہے۔

1.3 کلیدی الفاظ (Keywords)

کلی معاشیات :Macroeconomics- معاشیات کا وہ حصہ جو معیشت کے مجموعی اوسطوں اور مجموعوں کا مطالعہ کرتا ہے۔

کاروباری چکر :Business Cycle- مختلف معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ کے ادوار

1.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد:

- طلبا کلی معاشیات کی وضاحت کرسکتے ہیں۔
- طلبا ممتاز ماہرین معاشیات کی طرف سے دی گئی کلی معاشیات کی مختلف تعریفوں میں فرق کرسکتے ہیں۔۔
- طلبا کلی معاشیات کی نوعیت اور دائرہ کار کی وضاحت کرسکتے ہیں۔

1.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مالیاتی پالیسی ہوتی ہے:
   (a) حکومت کی ٹیکس اور اخراجت سے متعلق پالیسی
   (b) حکومت کی بین الاقوامی پالیسی
   (c) مرکزی بینک کی زر کی رسد سے متعلق پالیسی
   (d) حکومت کی زرعی اور صنعتی پالیسی
2. عام قیمت کی سطح کے نظریے میں شامل ہیں:
   (a) افراطِ زر (b) تفریطِ زر
   (c) قیمت کے استحکام (d) درج بالا سبھی

3. طویل عرصے کے دوران ملک کی فی کس آمدنی میں اضافے کو کہا جاتا ہے:

(a) آمدنی ضارب (b) معاشی نمو

(c) مسرع (d) درج بالا سبھی

4. تجارتی چکر کہتے ہیں:

(a) افراطِ زر کو (b) تفریطِ زر کو

(c) بے روزگاری کو (d) معاشی اتار چڑھاؤ کو

5. کلی معاشیات کی تعریف کس نے اس طرح کی: کلی معاشیات ان قوتوں یا عوامل کا مطالعہ ہے جو معیشت میں مجموعی پیداوار، روزگار اور قیمتوں کی سطح کا تعین کرتی ہیں۔

(a) کینتھ ای بولڈنگ (b) ج۔ایم کلبر ٹسن

(c) گارڈنر ایکلے (d) ای ایل شاپیرو

6. کلی معاشیات کا مطالعہ ہے.....

(a) پورے معاشی نظام کا (b) انفرادی معاشی نظام کا

(c) دستور ساز حصوں کا (d) مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں

7. کلی معاشیات ان عوامل کا جائزہ لیتا ہے جو۔۔۔۔۔۔۔ میں تبدیلیوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

(a) قیمت کی سطح (b) روزگار کی سطح

(c) قومی پیداوار (d) مندرجہ بالا سبھی

8. کلی معاشیاتی پالیسیاں نمو میں مدد دیتی ہیں:

(a) استحکام کے ذریعے (b) بیروزگاری کے ذریعے

(c) تفریطِ زر کے ذریعے (d) مندرجہ بالا سبھی

9. کلی معاشیات کے تحت نظریات میں شامل ہیں:

(a) معاشی نمو اور ترقی کا نظریہ (b) قومی آمدنی کا نظریہ

(c) قیمت کی عام سطح کا نظریہ (d) درج بالا سبھی

10. کلی معاشیات حقیقت پسندانہ نوعیت کا ہے کیونکہ:

(a) یہ مجموعی معیشت سے متعلق ہے۔ (b) یہ معیشت کے حقیقی مسائل سے نمٹتا ہے۔

(c) (a) اور (b) دونوں۔ (d) مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں

1.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کلی معاشیات کی وضاحت کریں۔
2. کلی معاشیات کی نوعیت کی وضاحت کریں۔
3. مالیاتی پالیسی کیا ہے؟
4. زری پالیسی کیا ہے؟
5. بین الاقوامی تجارت کا نظریے پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

1.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کلی معاشیات کا مطلب کیا ہے؟ کلی معاشیات کی مختلف تعریفوں پر تبادلہ خیال کریں۔
2. کلی معاشیات کی نوعیت اور دائرہ کار کی وضاحت کریں۔

1.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory.*
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 2: جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات

(Microeconomics vs Macroeconomics)

اکائی کے اجزا:

2.0 تمہید(Introduction)

2.1 مقاصد(Objectives)

2.2 جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات(Microeconomics vs Macroeconomics)

2.2.1 جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات(Microeconomics vs Macroeconomics)

2.2.2 بقائے باہمی اور تکمیل(Coexistence and Complementarity)

2.2.3 جزوی/کلی کے فرق کو ختم کرنا(Bridging the Micro/Macro Divide)

2.2.4 جزوی معاشیاتی نظریے کا کلی معاشیات پر انحصار
(Dependence of Microeconomic Theory on Macroeconomics)

2.2.5 کلی معاشیات کا جزوی معاشیاتی نظریے پر انحصار
(Dependence of Macroeconomics on Microeconomic Theory)

2.2.6 جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان مماثلت
(Similarities between Microeconomics and Macroeconomics)

2.3 اختتام(Conclusion)

2.4 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

2.5 کلیدی الفاظ(Keywords)

2.6 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

2.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

2.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

2.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

2.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

2.0 تمہید (Introduction)

معاشیات کے موضوع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے - جزوی معاشیات اور کلی معاشیات۔ جزوی معاشیات انفرادی معاشی اکائیوں کا مطالعہ ہے، جبکہ کلی معاشیات مجموعی معاشی اکائیوں کا مطالعہ ہے۔ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات دونوں معاشی تجزیے اور پالیسی سازی میں اہم ہیں۔ اس اکائی میں ہم جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے بنیادی معنی اور تعریف پر تبادلہ خیال کریں گے۔ اس کے بعد جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان بنیادی مماثلت اور فرق کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے بنیادی فرق کی وضاحت کرنا۔
- جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان مماثلت کی نشاندہی کرنا۔

2.2 جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات (Microeconomics vs Macroeconomics)

طبیعیات دان سیاروں، ستاروں، کہکشاؤں اور کشش ثقل کی بڑی دنیا کو دیکھتے ہیں۔ لیکن وہ ایٹموں کی باریک دنیا اور ان ایٹموں پر مشتمل چھوٹے ذرات کا بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ ماہرینِ معاشیات بھی دو دائروں کو دیکھتے ہیں۔ ایک بڑی تصویر ہے - کلی معاشیات، جس کا تعلق اس بات سے ہے کہ مجموعی معیشت کس طرح کام کرتی ہے۔ یہ روزگار، خام ملکی پیداوار، افراط زر، تجارت، نمو، حکومتی پالیسی مباحثوں وغیرہ جیسی چیزوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ چھوٹی تصویر - جزوی معاشیات کا تعلق اس بات سے ہے کہ اشیا اور خدمات کے لیے انفرادی منڈیوں میں رسد اور طلب کس طرح تعامل کرتی ہے۔ یہ انفرادی قیمت، ایک مصنوع، ایک فرم، ایک صارف وغیرہ سے متعلق ہے۔

حقیقی معنوں میں صِرف ایک معاشیات ہے لیکن حقیقی زندگی کے حالات میں معاشی مسائل کے مطالعے اور حل کا طریقہ مختلف ہے۔ معیشت کے مسائل سے نمٹنے کے نقطہ نظر کی بنیاد پر راگنار فریش نے سب سے پہلے 1933 میں معاشیات میں جزوی اور کلی کی اصطلاح استعمال کی۔ Microeconomics (جزوی معاشیات) کی اصطلاح یونانی لفظ mikros سے ماخوذ ہے جس کا مطلب چھوٹا ہے اور Macroeconomics (کلی معاشیات) کی اصطلاح یونانی لفظ makros سے ماخوذ ہے جس کا مطلب بڑا ہے۔

سابقہ اکائی میں ہم کلی معاشیات کی تعریفیں بیان کر چکے ہیں۔ کلی معاشیات اور جزوی معاشیات کے تقابل سے پہلے آیئے جزوی معاشیات کی تعریف پیش کریں۔ جزوی معاشیاتی نظریہ ایک روایتی تصور ہے۔ جزوی معاشیات کی بنیادیں ایڈم سمتھ کے کام "قوموں کی دولت کی نوعیت اور وجوہات کا ایک مطالعہ"[1] میں دیکھی جاسکتی ہیں جو 1776ء میں شائع ہوئی تھی۔ جزوی معاشیات انفرادی اکائیوں اور چھوٹے گروہوں کے معاشی اقدامات اور طرز عمل کا مطالعہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جزوی معاشیات میں ہم معیشت کا خوردبینی مطالعہ

[1] An Enquiry into the Nature and Causes of Wealth of Nations

کرتے ہیں۔ کسی شے یا کسی فرم یا کسی خاص گروہ یا صنعت کی توازنی پیداوار کا تعین، کسی خاص قسم کی محنت، اشیا کی قیمت جزوی معاشیاتی نظریے کے کچھ شعبے ہیں۔ اس طرح مصنوعات کی قیمتوں کے تعین کا نظریہ اور عوامل کی قیمتوں کا نظریہ جزوی معاشیات کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

1. جزوی معاشیات کی تعریف

مختلف ماہرین معاشیات نے جزوی معاشیات کی تعریف مختلف انداز میں کی۔

- ڈیوڈ ریکارڈو- جزوی معاشیاتی تجزیہ مخصوص اجناس کے بارے میں انفرادی فیصلوں کا تفصیلی تجزیہ پیش کرتا ہے۔
- ایڈورڈ ایل شاپیرو- جزوی معاشیات کا تعلق کل پیداوار، کل روزگار یا کل اخراجات سے نہیں بلکہ ایک فرم یا انڈسٹری کی طرف سے مخصوص اشیا اور خدمات کی پیداوار اور ایک گھرانے کی بازار میں مخصوص اشیا اور خدمات پر اخراجات سے ہے۔
- موریس ڈوب- جزوی معاشیات درحقیقت معیشت کا خوردبینی مطالعہ ہے۔
- پروفیسر اے۔ پی لرنر- جزوی معاشیات خوردبین کے ذریعے معیشت کو دیکھنے پر مشتمل ہے۔۔۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ معیشت کے جسم میں لاکھوں خلیات -(افراد یا گھرانے بحیثیت صارفین اور افراد یا فرمیں بحیثیت پیداکار) کیسے پورے معاشی نظام کے عمل میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔

جزوی معاشیاتی تجزیہ پہلے تیار کیا گیا تھا۔ یہ ایک روایتی طریقہ ہے۔ اس نقطہ نظر کی ابتدا کو کلاسیکی ماہرین معاشیات مثلاً ایڈم اسمتھ، ڈیوڈ ریکارڈو، جے ایس مل وغیرہ کے دور سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اسے نو کلاسیکی ماہرِ معاشیات پروفیسر الفریڈ مارشل نے اپنی کتاب "معاشیات کے اصول" جو 1890 میں شائع ہوئی سے مقبولِ عام بنایا۔ دیگر ماہرین معاشیات جیسے پروفیسر پیگو، جے آر ہکس، پروفیسر سیمو ئلسن، مسز جان رابنسن وغیرہ نے بھی جزوی معاشیات کے فروغ میں کردار ادا کیا۔

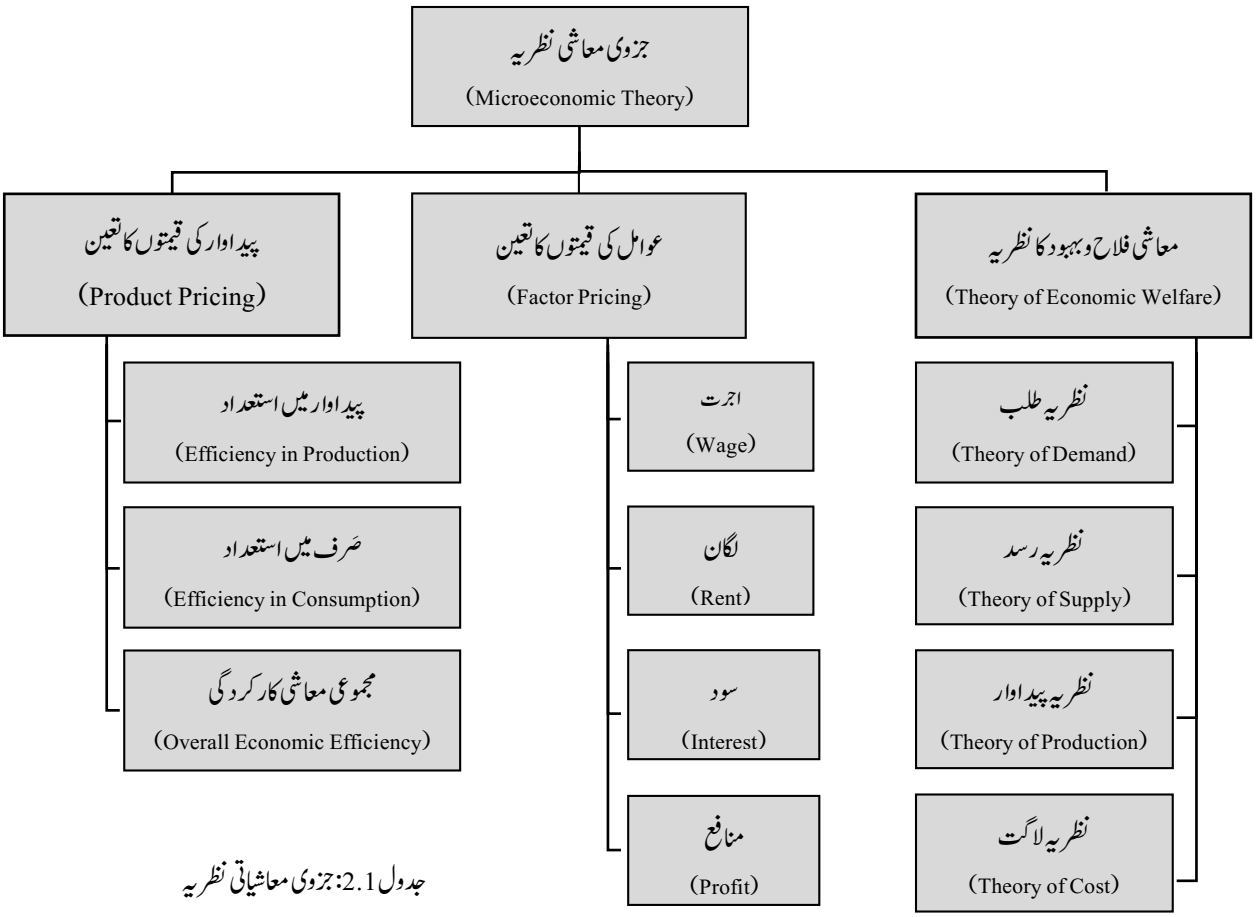
لہٰذا جزوی معاشیات وضاحت کرتی ہے کہ کس طرح صارفین، وسائل کے مالکان اور کاروباری فرموں جیسی انفرادی معاشی اکائیاں پورے معاشی نظام کے کام میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ جزوی معاشیات کو قیمت کا نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اشیا اور خدمات کی قیمتوں اور پیداوار کے عوامل کا مطالعہ کرتی ہے۔ جزوی معاشیات کے بنیادی مفروضوں میں مکمل روزگار توازن اور سیٹریس پیریبس (دیگر چیزیں مستقل رہتی ہیں) وغیرہ شامل ہیں۔ ان مفروضوں کے نتیجے میں جزوی معاشیات ایک جزوی توازنی تجزیہ ہے۔

2. جزوی معاشیات کا موضوع

جزوی معاشیات قومی معیشت کے ایک چھوٹے سے حصے سے متعلق ہے۔ یہ انفرادی اکائیوں جیسے انفرادی صارف، انفرادی پیداکار یا فرم، کسی خاص شے یا عامل کی قیمت کے معاشی اقدامات اور طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ جزوی معاشیاتی تجزیے کا پورا مواد جدول 2.1 میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح جزوی معاشیات کے دائرہ کار کی وضاحت مندرجہ ذیل نکات سے کی جاسکتی ہے:

مصنوعات یا پیداوار کی قیمتوں کا نظریہ

انفرادی اشیا کی قیمتوں کا تعین طلب اور رسد کی قوتوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ جزوی معاشیات کا تعلق طلب کے تجزیے یعنی



جدول 2.1: جزوی معاشیاتی نظریہ

انفرادی صارفین کے طرز عمل اور رسد کے تجزیے یعنی انفرادی پیداکاروں کے طرز عمل سے ہے۔ یہ صارفین اور پیداکاروں کے طرز عمل کے مختلف پہلوؤں اور صارفین اور پیداکاروں کے توازن کے استحسان کی شرائط پر تبادلہ خیال کرتا ہے۔

عوامل کی قیمتوں کے تعین کا نظریہ

جزوی معاشیات میں زمین، محنت، سرمایہ اور کاروباری افراد یا آجرین وہ عوامل ہیں جو پیداواری عمل میں معاون ہوتے ہیں۔ جزوی معاشیات زمین، محنت، سرمایے اور کاروباری افراد کے بالترتیب لگان، اجرت، سود اور منافع کی شکل میں عاملی معاوضوں کا تعین کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اجرت، لگان، سود اور منافع کے مختلف نظریات عوامل کی قیمتوں کے تعین کی وضاحت کرتے ہیں۔

معاشی بہبود کا نظریہ

نظریہ فلاح و بہبود بنیادی طور پر وسائل کی تخصیص میں کارکردگی سے متعلق ہے۔ وسائل کی تخصیص میں کارکردگی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب اس کے نتیجے میں لوگوں کا اطمینان زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ معاشی کارکردگی میں تین کارکردگیاں شامل ہیں:

پیداوار میں کارکردگی: پیداوار میں کارکردگی کا مطلب ہے وسائل کی دی گئی تعداد سے زیادہ سے زیادہ ممکنہ مقدار میں اشیا اور خدمات پیدا کرنا۔

صَرف میں کارکردگی: صَرف میں کارکردگی کا مطلب ہے کہ لوگوں کے درمیان صَرف کے لیے تیار کردہ اشیا اور خدمات کی تقسیم اس طرح

سے ہو کہ معاشرے کو زیادہ سے زیادہ مجموعی اطمینان حاصل ہو۔

مجموعی معاشی کارکردگی: اس کا مطلب ہے ان اشیا کی پیداوار جو عوام سب سے زیادہ چاہتے ہوں۔

جزوی معاشیاتی نظریے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کارکردگی کن حالات میں حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح جزوی معاشیات کی توجہ بنیادی طور پر قیمتوں کے نظریے اور وسائل مختص کرنے تک محدود ہے۔

2.2.1 جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات (Microeconomics vs Macroeconomics)

1930 کی دہائی کے عظیم بحران تک معاشیات میں کوئی جزوی و کلی علاحدگی نہیں تھی۔ راگنر فریش نے سب سے پہلے 1933 میں معاشیات میں "جزوی" اور "کلی" کی اصطلاحات استعمال کیں۔ معاشیات اس بات کا مطالعہ تھا کہ انسانی معاشرہ اشیا اور خدمات کی پیداوار، تقسیم اور صَرف کو کس طرح منظم کرتا ہے۔ اس شعبے کا آغاز کلاسیکی ماہرین معاشیات مثلاً ایڈم سمتھ کے مشاہدات سے ہوا جن کو معاشیات کا باپ ہونے کا سہرا جاتا ہے- اگرچہ 1776 میں اسمتھ کی "دولتِ اقوام"[2] کی تصنیف سے بہت پہلے علما معاشی مشاہدات کر رہے تھے۔ اسمتھ کا غیر مرئی ہاتھ (Invisible Hand) کا تصور جو ایسے شخص کی جو اپنی فلاح و بہبود کو زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کی ایسی رہنمائی کرتا ہے جس سے مجموعی طور پر معاشرے کے لیے بہترین مجموعی نتائج حاصل ہوتے ہیں سماجی علوم میں سب سے زیادہ دلچسپ تصورات میں سے ایک ہے۔ اسمتھ اور ڈیوڈ ہیوم جیسے دیگر ابتدائی معاشی مفکرین نے صنعتی انقلاب کے آغاز پر اس میدان کو جنم دیا۔

اسمتھ کی "دولتِ اقوام" اور عظیم معاشی بحران کے ظہور کے درمیان معاشی نظریہ کافی ترقی کر چکا تھا لیکن جزوی معاشیات اور کلی معاشیات میں کوئی علاحدگی نہیں ہوئی تھی۔ ماہرین معاشیات نے مضمراً یہ فرض کیا کہ یا تو بازار اس طرح توازن میں ہوتا ہے کہ طلب اور رسد مساوی ہوتی ہیں یا اگر کسی عارضی شاک مثلاً مالی بحران، قحط وغیرہ کی وجہ سے عدم توازن پیدا ہو تو وہ خود ختم ہو جاتا ہے اور بازار پھر سے توازن میں آجاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ماہرین معاشیات کا خیال تھا کہ انفرادی بازاروں کے مطالعے سے اس طرز عمل کی مناسب وضاحت ہو گی جسے اب ہم مجموعی متغیرات کہتے ہیں، جیسے بے روزگاری اور پیداوار۔ عظیم مندی کے دوران ہونے والی معاشی سرگرمیوں میں شدید اور طویل عالمی تباہی نے اس خیال کو تبدیل کر دیا۔ ایسا نہیں تھا کہ ماہرین معاشیات اس بات سے بے خبر تھے کہ مجموعی متغیرات غیر مستحکم ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کاروباری ادوار کا مطالعہ کیا کیونکہ معیشتیں تسلسل سے بڑھتی ہوئی پیداوار اور روزگار کی حالت سے کم یا گرتی ہوئی نمو اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں، جو اکثر شدید تبدیلیوں یا معاشی بحرانوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ماہرین معاشیات نے زر اور معیشت میں اس کے کردار کا بھی مطالعہ کیا۔ لیکن اس وقت کی معاشیات عظیم معاشی بحران کی وضاحت نہیں کر سکی۔ بازاروں کے ہمیشہ توازن میں رہنے کے کلاسیکی پیراڈائم کے حامی ماہرین معاشیات کے پاس 1930 کی دہائی کی بازار کی انتہائی ناکامی کی کوئی معقول وضاحت نہیں تھی۔ اگر ایڈم سمتھ معاشیات کے باپ ہیں تو جان مینارڈ کینز کلی معاشیات کے بانی باپ ہیں۔ اگرچہ جدید کلی معاشیات کے کچھ تصورات 19 ویں صدی کے اواخر اور 20 ویں صدی کے اوائل میں ارونگ فشر (Irving Fisher) اور کنٹ وکسیل (Knut Wicksell) جیسے علما

[2] An Enquiry into the Nature and Causes of Wealth of Nations.

کے کام میں جڑے ہوئے ہیں لیکن ایک الگ موضوع کے طور پر کلی معاشیات کا آغاز 1936 میں کینز کے شاہکار "The General Theory Employment Interest and Money" سے ہوا۔ اس کا بنیادی تعلق مجموعی متغیرات کے عدم استحکام سے ہے۔ جہاں ابتدائی معاشیات انفرادی بازاروں میں توازن پر مرکوز تھی، کینز نے بازاروں کے تین باہمی متعلقہ سیٹوں (اشیا کے بازار، محنت بازار اور زر بازار) میں توازن پر بیک وقت غور و خوض کو متعارف کرایا۔ انہوں نے "عدم توازن معاشیات" کو بھی متعارف کرایا جو عمومی توازن سے انحراف کا واضح مطالعہ ہے۔ ان کے نقطہ نظر کو دیگر معروف ماہرین معاشیات نے اختیار کیا اور اس سے معاشیات کی وہ شاخ پروان چڑھی جسے کلی معاشیات کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان فرق درج ذیل بنیادوں پر کیا جاسکتا ہے۔

Mikros (جزوی) کا لفظ یونانی لفظ 'mikros' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب چھوٹا ہے۔ جزوی معاشیات افراد اور افراد کے چھوٹے گروہوں کے معاشی اقدامات کا مطالعہ ہے۔ اس میں مخصوص گھرانے، مخصوص فرمیں، مخصوص صنعتیں، مخصوص اشیا اور انفرادی قیمتیں وغیرہ شامل ہیں۔ Macroeconomics (کلی معاشیات) بھی یونانی لفظ 'makros' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب بڑا ہے۔ یہ مجموعی اوسط اور مجموعوں پر بحث کرتی ہے۔ یہ انفرادی مقداروں سے نہیں بلکہ ان مقداروں کے مجموعے سے؛ انفرادی آمدنی سے نہیں بلکہ قومی آمدنی سے؛ انفرادی قیمتوں سے نہیں بلکہ قیمت کی سطح سے؛ انفرادی پیداوار سے نہیں بلکہ قومی پیداوار سے متعلق بحث کرتی ہے۔

ڈیمانڈ سائڈ سے جزوی معاشیات کا مقصد افادیت کو زیادہ سے زیادہ کرنا ہے جبکہ سپلائی سائڈ سے اس کا مقصد کم سے کم لاگت پر منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنا ہے۔ دوسری جانب کلی معاشیات کے بنیادی مقاصد میں مکمل روزگار، قیمتوں میں استحکام، معاشی نمو اور ادائیگیوں کا سازگار توازن وغیرہ شامل ہیں۔

جزوی معاشیات کی بنیاد قیمت کی میکانیت ہے جو طلب اور رسد کی قوتوں کی مدد سے کام کرتی ہے۔ یہ قوتیں بازار میں توازنی قیمت کا تعین کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ دوسری طرف کلی معاشیات کی بنیاد قومی آمدنی، پیداوار اور روزگار ہے جس کا تعین مجموعی طلب اور مجموعی رسد سے ہوتا ہے۔

جزوی معاشیات افراد کے عقلی طرز عمل سے متعلق مختلف مفروضوں پر مبنی ہے۔ مزید برآں، معاشی قوانین کی وضاحت کے لیے سیٹیرس پیریبس (Ceteris Paribus) کا جملہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات اپنے مفروضوں کو معیشت کی پیداوار کے مجموعی حجم، اس کے وسائل کس حد تک استعمال کیے جاتے ہیں، قومی آمدنی کے حجم اور عام قیمت جیسے متغیرات کی بنا پر قائم کرتی ہے۔

جزوی معاشیات جزوی توازن تجزیے پر مبنی ہے جو کسی فرد، ایک فرم، ایک صنعت اور ایک عامل کے توازن کی صورتِ حال کی وضاحت کرنے میں مدد کرتا ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات عمومی توازن تجزیے پر مبنی ہے جو مجموعی طور پر معاشی نظام کے کام کو سمجھنے کے لیے متعدد معاشی متغیرات، ان کے باہمی تعلقات اور باہمی انحصار کا وسیع مطالعہ ہے۔

2.2.2 بقائے باہمی اور تکمیل (Coexistence and Complementarity)

جزوی معاشیات صارفین یا فرموں کے نمونوں پر مبنی ہے، جسے معاشی ماہرین ایجنٹ کہتے ہیں، جو کیا خریدنا ہے، کیا فروخت کرنا یا تیار

کرنا ہے کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔ اس میں یہ مفروضہ قائم کیا جاتا ہے کہ ان فیصلوں کے نتیجے میں بازار کا کامل تصفیہ ہو جاتا ہے یعنی طلب رسد کے مساوی ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات کا آغاز کلاسیکی روایت کے تحت متوقع نتائج سے مشاہدہ شدہ اختلافات سے ہوا۔

آج دونوں شعبے ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ جزوی معاشیات انفرادی صارفین اور فرموں کے طرز عمل کی جانچ پڑتال کرتی ہے۔ اس کو صارفین کی طلب کے نظریے، پیداواری نظریے (جسے فرم کا نظریہ بھی کہا جاتا ہے) اور متعلقہ موضوعات جیسے بازار میں مسابقت کی نوعیت، معاشی فلاح و بہبود، معاشی نتائج میں نامکمل معلومات کا کردار اور عمومی توازن وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق کم از کم اجرت، ٹیکسوں، امدادی قیمت یا انفرادی منڈیوں میں اجارہ داری جیسے مسائل سے ہے اور یہ ایسے تصورات سے بھرا ہوا ہے جو حقیقی دنیا میں قابل شناخت ہیں۔ اس کا اطلاق تجارت، صنعتی تنظیم اور مارکیٹ کے ڈھانچے، مزدور معاشیات، عوامی سرمایہ کاری اور فلاحی معاشیات میں کیا جاتا ہے۔ کلی معاشیاتی تجزیہ کاروباری فیصلے کرنے یا عوامی پالیسیاں وضع کرنے جیسی مختلف کوششوں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔ کلی معاشیات زیادہ پیچیدہ ہے۔ اس میں مجموعی تعلقات کو اتنا بڑا اقرار دیا گیا ہے کہ قومی آمدنی، بچت اور مجموعی قیمت کی سطح جیسے تعلقات کو سمجھنا قدرے مشکل ہے۔ اس شعبے کو روایتی طور پر طویل مدت میں معاشی نمو کے مطالعے، قلیل مدت میں توازن سے انحراف کے تجزیے اور معیشت کو مستحکم کرنے یعنی نمو اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو کم سے کم کرنے میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان پالیسیوں میں حکومت کے اخراجات اور ٹیکس لگانے کے اقدامات یا مرکزی بینک کی زری پالیسی کے اقدامات شامل ہوتے ہیں۔

2.2.3 جزوی / کلی کے فرق کو ختم کرنا (Bridging the Micro/Macro Divide)

طبیعاتی سائنسدانوں کی طرح ماہرین معاشیات بھی کسی شعبے کے بارے میں علم کو منظم اور آسان بنانے اور نئے علم کو شامل کرنے کے لیے تصوراتی فریم ورک تیار کرنے کے لیے نظریات تیار کرتے ہیں۔ سائنس کا آغاز غیر رسمی بصیرت کے اضافے سے ہوتا ہے، خاص طور پر متغیرات کے درمیان مشاہدہ شدہ باقاعدہ تعلقات سے جو اتنے مستحکم ہوتے ہیں کہ انہیں "قوانین" میں ضابطہ بند کیا جاسکتا ہے۔ نظریہ ان غیر متغیر تعلقات کی تجربات اور رسمی منطقی استخراج جنہیں ماڈل کہا جاتا ہے کے ذریعے وضاحت کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

کینزی انقلاب کے بعد سے معاشیات کے پیشے میں بنیادی طور پر دو نظریاتی نظام موجود ہیں، ایک چھوٹی تصویر کی وضاحت کے لیے، دوسرا بڑی تصویر کی وضاحت کے لیے۔ طبیعیات کے نقطہ نظر پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ چوتھائی صدی سے متعدد ماہرین معاشیات نے جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کو ضم کرنے کی مستقل کوششیں کی ہیں۔ انہوں نے کلی معاشیاتی ماڈلز کے لیے جزوی معاشیاتی بنیادیں اس بنا پر تیار کرنے کی کوشش کی کہ جائز معاشی تجزیے کا آغاز جزوی معاشیاتی تجزیے کے عناصر (انفرادی گھرانے اور فرمیں جو اپنے حالات کو بہتر بنانا چاہتی ہیں) کے طرز عمل سے ہونا چاہئے۔ بڑی تعداد میں گھرانوں اور فرموں کے طرز عمل کا خلاصہ کر کے معاشی مجموعوں کے طرز عمل کے تجزیے کے لیے تیز رفتار کمپیوٹر استعمال کرنے کی بھی کوششیں کی گئی ہیں۔ اس کوشش کے ممکنہ نتائج کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔ لیکن کلی معاشیات کے شعبے میں ماڈلز کو بہتر بنانے میں مسلسل پیش رفت ہو رہی۔

عصری جزوی معاشیاتی نظریہ قیمتوں کے تعین کے ابتدائی نظریات سے پیدا ہوا۔ دوسری طرف کلی معاشیات کی جڑیں تجرباتی مشاہدات میں ہیں جن کی موجودہ نظریہ وضاحت نہیں کر سکا۔ ان بے ضابطگیوں کی تشریح کیسے کی جائے یہ ہمیشہ متنازعہ مسئلہ رہا ہے۔ جزوی معاشیات میں متناقض مکاتب فکر نہیں ہیں بلکہ اس کے عام بنیادی نظریات ہیں جن پر ماہرینِ معاشیات اتفاق کرتے ہیں۔ یہی بات کلی معاشیات کے بارے میں نہیں کہی جاسکتی۔ اس میں معاشی مجموعوں کے طرز عمل کی وضاحت کے بارے میں متناقض مکاتب فکر موجود تھے اور موجود ہیں۔ ان مکاتبِ فکر کو نوکینزی، یا نیو کلاسیکی وغیرہ جیسے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ لیکن مکاتبِ فکر کی یہ تقسیم گذشتہ چند دہائیوں سے کم ہوتی جارہی ہے۔

جزوی معاشیات اور کلی معاشیات، معاشیات میں واحد الگ ذیلی شعبے نہیں ہیں۔ ایکنومیٹرکس، جو معاشی تجزیے پر شماریاتی اور ریاضیاتی طریقوں کا اطلاق کرتا ہے، وسیع پیمانے پر معاشیات کا تیسرا بنیادی میدان سمجھا جاتا ہے۔ گزشتہ ایک صدی یا اس سے زیادہ عرصے میں کی گئی معاشیات میں بڑی پیش رفت ایکنومیٹرکس کے بغیر ممکن نہ ہوتی۔

2.2.4 جزوی معاشیاتی نظریے کا کلی معاشیات پر انحصار

(Dependence of Microeconomic Theory on Macroeconomics)

جزوی اور کلی معاشیات کے درمیان یہ تقسیم اٹل نہیں ہے، جز کل کو متاثر کرتے ہیں اور کل جز کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جب خوش حالی کے دور میں مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے تو انفرادی مصنوعات کی طلب بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگر طلب میں یہ اضافہ شرح سود میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے تو مختلف اقسام کی اشیائے سرمایہ کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ اس سے اشیائے سرمایہ کی صنعت کے لیے درکار مخصوص اقسام کی محنت کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ اگر اس طرح کی محنت کی رسد کم لچک دار ہو تو اس کی اجرت کی شرح میں اضافہ ہوگا۔ اجرت کی شرح میں اضافہ اشیائے سرمایہ کی طلب کے نتیجے میں منافع میں اضافے سے ممکن ہوگا۔ اس طرح کلی معاشیاتی تبدیلی مخصوص اشیا کی طلب، مخصوص صنعتوں کی اجرت کی شرحوں، مخصوص فرموں اور صنعتوں کے منافع اور مزدوروں کے مختلف گروپوں کی ملازمت کی حالت جیسے جزوی معاشیاتی متغیرات میں تبدیلی لاتی ہے۔ اسی طرح معیشت میں آمدنی، پیداوار، روزگار، لاگت وغیرہ کا مجموعی حجم انفرادی آمدنی، پیداوار، روزگار اور انفرادی فرموں اور صنعتوں کی لاگت کی ترکیب کو متاثر کرتے ہیں۔

اس کی ایک اور مثال لیتے ہیں۔ جب بحران کے زمانے میں مجموعی پیداوار میں کمی آتی ہے تو اشیائے سرمایہ کی طلب میں اشیائے صرف کی طلب کے مقابلے زیادہ کمی آتی ہے۔ اشیائے صَرف کی صنعتوں کے مقابلے اشیائے سرمایہ کی صنعتوں میں منافع، اجرت اور روزگار میں زیادہ تیزی سے کمی واقع ہوتی ہے۔

2.2.5 کلی معاشیات کا جزوی معاشیاتی نظریے پر انحصار

(Dependence of Macroeconomics on Microeconomic Theory)

اسی طرح، کلی معاشیاتی نظریے کا انحصار بھی جزوی معاشیاتی تجزیے پر ہوتا ہے۔ کل اجزا سے بنتا ہے۔ قومی آمدنی افراد، گھرانوں،

فرموں اور صنعتوں کی آمدنی کا مجموعہ ہے۔ مجموعی بچت، مجموعی سرمایہ کاری اور مجموعی صرف انفرادی صنعتوں، فرموں، گھرانوں اور افراد کی بچت، سرمایہ کاری اور صَرف کے فیصلوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ عام قیمت کی سطح انفرادی اشیا اور خدمات کی تمام قیمتوں کا اوسط ہوتی ہے۔ اسی طرح معیشت کی مجموعی پیداوار تمام انفرادی پیداواری اکائیوں کی پیداوار کا مجموعہ ہے۔ اس طرح، کلی معاشیات میں جن مجموعوں اور اوسطوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ انفرادی مقداروں کے مجموعوں اور اوسطوں کے سوا کچھ نہیں ہیں جن کا مطالعہ جزوی معاشیات میں کیا جاتا ہے۔

آیئے کلی معاشیات کے جزوی معاشیات پر انحصار کی چند ٹھوس مثالیں لیتے ہیں۔ اگر معیشت اپنے تمام وسائل، صِرف زرعی اجناس کی پیداوار میں مرکوز کر دے تو معیشت کی مجموعی پیداوار میں کمی آئے گی کیونکہ معیشت کے دیگر شعبوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ معیشت میں پیداوار، آمدنی اور روزگار کی کل سطح کا انحصار آمدنی کی تقسیم پر بھی ہوتا ہے۔ اگر آمدنی کی غیر مساوی تقسیم ہو اس طرح کہ آمدنی چند امیروں کے ہاتھوں میں مرکوز ہو تو اس سے اشیائے صَرف کی طلب میں کمی آئے گی جس سے منافع، سرمایہ کاری اور پیداوار میں کمی آئے گی، بے روزگاری میں اضافہ ہو گا اور بالآخر معیشت کو مندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس طرح معاشی مسائل سے متعلق کلی اور جزوی دونوں نقطہ نظر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ جدول 2.2 میں جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے موازنے کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

جدول 2.2: جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کا موازنہ

بنیاد	جزوی معاشیات	کلی معاشیات
معنی	معاشیات کی وہ شاخ جو انفرادی صارف، فرم، خاندان وغیرہ کے رویے کا مطالعہ کرتی ہے۔	معاشیات کی وہ شاخ جو پوری معیشت کے طرز عمل کا مطالعہ کرتی ہے اسے کلی معاشیات کے نام سے جانا جاتا ہے۔
بحث کرتی ہے	انفرادی معاشی متغیرات سے۔	مجموعی معاشی متغیرات سے۔
تجارتی اطلاق	آپریشنل یا اندرونی مسائل پر اطلاق۔	ماحولیاتی اور بیرونی مسائل پر اطلاق۔
عاملیت	معیشت میں انفرادی اداکاروں (جیسے لوگ، گھرانے، صنعتیں، وغیرہ) کے انتخاب پر زیادہ توجہ۔	پوری معیشت کی کارکردگی، ڈھانچے اور طرز عمل پر توجہ۔
فیصلہ سازی	وسائل کی تخصیص اور استعمال کے حوالے سے افراد اور کاروبار کے ذریعے کیے گئے فیصلوں کا مطالعہ۔ یہ ان قیمتوں کو بھی مد نظر رکھتی ہے جن پر افراد ٹیکسوں، ضوابط اور حکومتی قانون سازی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی اشیا اور خدمات کی تجارت کرتے ہیں۔	ملک میں حکومتوں کے فیصلوں اور مجموعی طور پر معیشت پر وضع کردہ پالیسیوں کے اثرات کا مطالعہ کرتی ہے۔ نجی افراد یا کمپنیوں پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے پوری صنعتوں اور معیشتوں کا تجزیہ کرتی ہے۔
نقطہ نظر	معیشت کا تجزیہ کرنے کے لیے نیچے سے اوپر کا نقطہ نظر	اوپر سے نیچے کا طریقہ اختیار کرتی ہے۔
اوزار	طلب اور رسد	مجموعی طلب اور مجموعی رسد

قیمت کی سطح	رسد اور طلب اور دیگر عوامل جو قیمتوں کی سطح کو متاثر کرتے ہیں پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جزوی معاشیات انسانی انتخاب، کیے گئے فیصلوں، اور وسائل کی تقسیم کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔	اس بات پر توجہ مرکوز کرتی ہے کہ کس طرح بے روزگاری، قومی آمدنی، اور اشیا کی قیمتوں جیسے عوامل مجموعی معیشت کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ معیشت میں مجموعی ملازمت اور مجموعی اور معاشیاتی ارتباط کا جائزہ لیتی ہے۔
متعلق	پیداوار کی قیمتوں کا تعین، عوامل کی قیمتوں کا تعین، معاشی بہبود کا نظریہ۔	قومی آمدنی کا نظریہ، مجموعی صرف، عام قیمت کی سطح کا نظریہ، معاشی نمو۔
دائرہ کار	طلب، رسد، مصنوعات کی قیمتوں کا تعین، عوامل کی قیمتوں کا تعین، پیداوار، صَرف، معاشی نمو، بہبود وغیرہ جیسے مسائل۔	قومی آمدنی، عمومی قیمت کی سطح، تقسیم، روزگار، زر وغیرہ جیسے۔
اہمیت	معیشت میں پیداوار کے عوامل (زمین، مزدور، سرمایہ، آجر وغیرہ) کی اور مصنوعات کی قیمتوں کے تعین میں مددگار۔	عام قیمت کی سطح میں استحکام کو برقرار رکھتی ہے اور معیشت کے اہم مسائل جیسے افراط زر، مہنگائی، بے روزگاری اور غربت کو حل کرتی ہے۔

2.2.6 جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان مماثلت

(Similarities between Microeconomics and Macroeconomics)

اگرچہ معاشیات کو دو شاخوں یعنی جزوی معاشیات اور کلی معاشیات میں تقسیم کرنا آسان ہے لیکن یہ کسی حد تک مصنوعی تقسیم ہے۔ کلی معاشیات میں جزوی اصول استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ تخفیفِ قدر (Devaluation) کے اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں، تو امکان ہے کہ آپ طلب کی قیمت لچک جیسے جزوی معاشی اصول استعمال کریں گے۔ جزوی اثرات کو کلی معاشیات میں دیکھا جاسکتا اور کلی اثرات کو جزوی معاشیات میں۔ اگر ہم تیل کی قیمتوں میں اضافہ دیکھتے ہیں، تو اس کا افراط زر بسببِ لاگت پر نمایاں اثر پڑے گا۔ اگر ٹیکنالوجی کی وجہ سے لاگت کم ہو جاتی ہے، تو اس سے شرحِ نمو میں اضافہ ہو گا۔ اگر مکانوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، تو یہ ہاؤسنگ مارکیٹ کا جزوی معاشیاتی اثر ہے۔ لیکن، ہاؤسنگ مارکیٹ اتنا بااثر ہوتا ہے کہ اسے کلی معاشیاتی متغیر بھی سمجھا جاسکتا ہے، اور زری پالیسی کو متاثر کرسکتا ہے۔ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کی منفرد خصوصیات معاشیات کے دو مکاتب فکر کے درمیان ایک مماثل اور ایک دوسرے پر منحصر تعلق کی تشکیل کرتی ہیں۔ وہ عوامل جو جزوی معاشیات کو براہ راست متاثر کرسکتے ہیں طویل مدت میں کلی معاشیات کو بھی متاثر کرسکتے ہیں۔ اسی طرح، ریاستی سطح کی پالیسیاں، جو کہ کلی معاشیات کے جزو ہیں، انفرادی صارفین اور کاروباروں کو متاثر کرسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ٹیکس میں اضافہ (کلی معاشیات) بعض مصنوعات کی خوردہ قیمت میں اضافہ کرسکتا ہے، جس سے صَرف کی شرح (جزوی معاشیات) متاثر ہوتی ہے۔ ان زمروں میں کسی بھی تبدیلی کا راست اثر ملک کی معیشت پر پڑتا ہے۔ کئی عوامل اس پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ کچھ عوامل درج ذیل ہیں:

1. فیصلہ سازی

بے قابو بیرونی عوامل جیسے شرح سود میں تبدیلیاں، ضوابط، مارکیٹ میں موجود حریفوں کی تعداد، ثقافتی ترجیحات وغیرہ کسی تنظیم کی حکمت عملیوں اور کارکردگی پر اثرانداز ہونے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کا مجموعی اثر ملکی معیشت پر بھی پڑ سکتا ہے۔

2. معاشی ادوار

ماہرینِ معاشیات کلی معاشیات کو چکری ڈیزائن (Cyclical Design) مانتے ہیں۔ طلب کی زیادہ سطح، ذاتی آمدنی وغیرہ قیمتوں کی سطح کو متاثر کر سکتی ہیں جس کے نتیجے میں ملک کی معیشت متاثر ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس جب رسد طلب سے زیادہ ہوتی ہے تو روزمرہ کے استعمال کی اشیا کی لاگت کم ہو جاتی ہے۔ یہ نمونہ رسد اور طلب کے اگلے چکر تک جاری رہتا ہے۔

3. مصنوعات اور خدمات کی قیمت

کسی بھی کاروباری تنظیم کا بنیادی مقصد لاگت کو کم سے کم رکھنا اور منافع کی شرح میں اضافہ کرنا ہے۔ مزدوروں کی اجرت جزوی معاشیات میں لاگت کو بڑھانے والے اہم عوامل میں سے ایک ہے جس سے پیداوار اور خوردہ کی مجموعی لاگت براہ راست متاثر ہوتی ہے۔

2.3 اختتام (Conclusion)

جزوی اور کلی معاشیات نہ تو مختلف موضوعات ہیں اور نہ ہی وہ متضاد ہیں بلکہ تکمیلی ہیں۔ جس طرح ہر سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں- جزوی اور کلی معاشیات بھی ایک ہی سکے کے دو پہلو ہیں، جس میں ایک کی خامی دوسرے کی خوبی ہوتی ہے اور اس طرح وہ پوری معیشت کا احاطہ کرتے ہیں۔ واحد اہم نکتہ جو انہیں مختلف بناتا ہے وہ ان کے اطلاق کا دائرہ کار ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جزوی معاشیات معیشت کے سب سے نچلے سرے پر چیزوں کی وضاحت کرتی ہے جبکہ کلی معاشیات سب سے اوپر کی چیزوں سے نمٹتی ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ دونوں میں سے کون بہتر ہے کیونکہ یہ وہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔ کسی بھی معیشت میں، ہر فرد اہم ہوتا ہے جو جزوی معاشیات کو ایک اہم تصور بناتا ہے۔ دوسری طرف حکومتوں کے فیصلے ہر اس شخص کو متاثر کرتے ہیں جو معیشت کا حصہ ہے اور اس سے کلی معاشیات پر انحصار کرنے کا تصور بن جاتا ہے۔ جزوی اور کلی معاشیات معاشیات کے دو سب سے زیادہ زیر چرچا تصورات ہیں۔ اگرچہ معاشیات کی یہ دونوں شاخیں مختلف نظر آتی ہیں لیکن یہ دراصل ایک دوسرے پر منحصر ہیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔

2.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان بنیادی اختلافات کا تجزیہ کر سکیں۔
- جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان مماثلت کی نشاندہی کر سکیں گے۔
- جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان امتیاز کر سکیں۔

2.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

پیداوار میں کارکردگی :Efficiency in Production- وسائل کی دی گئی تعداد سے زیادہ سے زیادہ ممکنہ مقدار میں اشیا اور خدمات پیدا کرنا۔

معاشی نمو :Economic Growth-ملک کی عوام کی آمدنی اور بہبود میں اضافہ ہے۔

2.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. 1933 میں معاشیات میں 'جزوی' اور 'کلی' کی اصطلاح استعمال کرنے والا پہلا شخص تھا۔

(a) ایڈم اسمتھ (b) الفریڈ مارشل

(c) راگنار فریش (d) جے۔ایم۔کینز

2. ایڈم سمتھ کا کام "قوموں کی دولت"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں شائع ہوا:

(a) 1776 (b) 1876

(c) 1977 (d) 1877

3. انفرادی مصنوعات کی قیمتوں کا تعین موضوع ہے:

(a) جزوی معاشیات کا۔ (b) کلی معاشیات کا۔

(c) (a)اور(b)دونوں۔۔ (d) مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں۔

4. عام قیمت کی سطح کا نظریہ موضوع ہے:

(a) جزوی معاشیات کا۔ (b) کلی معاشیات کا۔

(c) (a)اور(b)دونوں۔ (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔

5. جزوی معاشیات کی بنیاد خود کو سلجھاؤ کرنے والے معاشی نظام پر ہے۔ (صحیح / غلط)

6. جزوی معاشیات کو یہ بھی کہا جاتا ہے:

(a) قیمت کا نظریہ (b) نظریہ سرمایہ کاری

(c) (a)اور(b)دونوں۔ (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔

7. کلی معاشیات میں مطالعہ کیا جاتا ہے:

(a) مجموعی معاشی متغیرات کا (b) انفرادی معاشی متغیرات کا

(c) انفرادی بازار کے توازن کا (d) درج بالا سبھی

8. فی کس آمدنی میں اضافے کو کہتے ہیں:

(a) معاشی نمو (b) مسرع نمو

(c) سرمایہ آمدنی تناسب (d) آمدنی صرف تناسب

9. جزوی معاشیات سے متعلق ہے:

(a) قومی آمدنی کا نظریہ (b) انفرادی فرم کی پیداوار

(c) انفرادی صارف کا صرف (d) درج بالا سبھی

2.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کلی معاشیات کی وضاحت کریں۔
2. جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔
3. جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان مماثلت کی وضاحت کریں۔
4. جزوی معاشیات کا موضوع کیا ہے؟
5. کلی معاشیات کا موضوع کیا ہے؟

2.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. جزوی معاشیات اور کلی معاشیات میں فرق کریں۔
2. جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے موضوع پر بحث کریں۔
3. جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان اہم اختلافات اور مماثلت پر تبادلہ خیال کریں۔

2.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory.*
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 3: معیشت میں کلی معاشیاتی مسائل؛ کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود

(Macroeconomics Issues in the Economy, Importance and Limitations of Macroeconomics)

اکائی کے اجزا:

3.0 تمہید (Introduction)

3.1 مقاصد (Objectives)

3.2 معیشت میں کلی معاشیاتی مسائل (Macroeconomic Issues in Economy)

3.3 کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود (Importance and Limitations of Macroeconomics)

3.3.1 کلی معاشیات کی اہمیت (Importance of Macroeconomics)

3.3.2 کلی معاشیات کی حدود (Limitations of Macroeconomics)

3.4 اختتام (Conclusion)

3.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

3.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

3.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

3.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

3.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

3.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

3.0 تمہید (Introduction)

اگرچہ کلی معاشیات میں مختلف خیالات اور عوامل شامل ہیں لیکن کلی معاشیاتی پالیسی تحقیق کے تین اہم شعبے ہیں: پیداوار، بے روزگاری اور مہنگائی۔ اگرچہ کلی معاشیات مطالعے کا ایک بڑا موضوع ہے لیکن تحقیق کے دو شعبوں پر میڈیا میں بہت توجہ دی گئی ہے: کاروباری چکر کا تجزیہ اور معیشت کی شرح نمو۔ اس کے نتیجے میں معاشی توسیع اور کساد میں حکومتی مداخلت کے بارے میں بحث کے ساتھ

ساتھ معاشی پالیسی کی تشخیص کی بحث میں کلی معاشیات کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ مسائل ملازمین، صارفین اور پیداکار سمیت تمام معاشی ایجنٹوں کے لیے اہم ہیں۔ اس کے نتیجے میں کلی معاشیات بہت اہم ہے کیونکہ کلی معاشیاتی مسائل بہت اہم ہیں۔ اس اکائی میں ہم مختلف کلی معاشیاتی مسائل کو گہرائی سے دیکھیں گے اور ساتھ ہی ایک علم کے طور پر کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود پر بھی تبصرہ کریں گے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- مختلف کلی معاشیاتی مسائل کی وضاحت کرنا۔
- معاشی تجزیے میں کلی معاشیاتی مسائل کس طرح اہم ہیں اس کا تجزیہ کرنا۔
- کلی معاشیات کی اہمیت بیان کرنا۔
- کلی معاشیات کی حدود بیان کرنا۔

3.2 معیشت میں کلی معاشیاتی مسائل (Macroeconomic Issues in Economy)

کلی معاشیات کا تعلق ان مسائل سے ہے جو پوری معیشت پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ کسی ایک مصنوع، کاروبار یا صنعت پر توجہ مرکوز کرکے اس طرح کے مسائل کی مکمل طور پر وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ مثال کے طور پر مجموعی طور پر معیشت پر نئی ٹیکنالوجی (جیسے کمپیوٹر) کے اثرات معاشی سرگرمیوں کے ڈھانچے، معاشی نمو کی شرح، روزگار کی سطح (یا بے روزگاری)، عام قیمتوں کی سطح، ملک کی ادائیگیوں کے توازن وغیرہ کو متاثر کرے گی۔ کلی معاشیات ان تمام چیلنجوں اور مسائل کو پرکھتا ہے جو مجموعی طور پر معیشت کو متاثر کرتے ہیں۔ اہم کلی معاشیاتی مسائل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. معاشی نمو (Economic Growth)

اگرچہ کلی معاشیات نے روایتی طور پر ممکنہ پیداوار اور حقیقی پیداوار کے مابین فرق پر توجہ مرکوز کی ہے اور ان عوامل کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے جو ممکنہ جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی کے درمیان فرق کا سبب بنتے ہیں، حالیہ برسوں میں کلی معاشیات نے ان قوتوں کی نشاندہی کرنے کی بھی کوشش کی ہے جو معیشت کو اس کی ممکنہ پیداوار کی سطح کو بڑھانے میں مدد دیتی ہیں۔ معاشی نمو کو ممکنہ پیداوار کی مقدار میں اضافے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور یہ کلی معاشیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ تجارتی چکر سے متعلق پیداوار میں قلیل مدتی تبدیلیوں کے باوجود زیادہ تر صنعتی ممالک میں مجموعی پیداوار کا طویل مدتی رجحان اوپر کی طرف رہا ہے۔ معاشی نمو سے مراد کسی ملک کی مجموعی پیداوار کا طویل مدتی رجحان ہے۔ اس سے مراد معاشرے کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہے مثلاً، زیادہ زمین کی کاشت یا نئی صنعتوں کی تعمیر۔ نمو جس کی پیمائش قومی آمدنی اور فی کس آمدنی میں اضافے کی سالانہ شرح سے کی جاتی ہے کو امکانِ پیداوار خط کی دائیں جانب تبدیلی سے دکھایا جاتا ہے۔ ہر ملک بنیادی طور پر اپنے عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنا کر معاشی نمو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر معاشی نمو کی شرح آبادی میں

اضافے کی شرح سے تجاوز کرتی ہے تو عام آدمی کے معیار زندگی میں بہتری کا امکان ہوتا ہے۔ نمو کے تین بڑے ذرائع یہ ہیں:

مزدور طاقت کی نمو(Growth of Labor Force)

ملازمین کی تعداد اور افرادی قوت کی مہارت دونوں کو محنت مادخل سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے ماہرینِ معاشیات کا کہنا ہے کہ معاشی نمو کا سب سے اہم عنصر مزدور طاقت کا معیار، ان کی مہارت، ان کا علم اور ان کا نظم وضبط ہے۔ کوئی بھی ملک جدید ترین ٹیلی مواصلات کے آلات، کمپیوٹر، بجلی پیدا کرنے کی مشینیں اور جدید ترین جنگی طیارے خرید سکتا ہے۔ تاہم صِرف اہل لوگ ہی ان اشیائے سرمایہ کو مناسب طریقے سے استعمال اور برقرار رکھ سکتے ہیں۔ خواندگی، تعلیم، صحت، تکنیکی علم اور نظم وضبط یہ سب مزدوروں کی پیداواری صلاحیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

قدرتی وسائل(Natural Resources)

قدرتی وسائل پیداوار کا دوسرا روایتی عنصر رہا ہے۔ قابل کاشت زمین، تیل اور گیس، جنگلات، پانی اور معدنی وسائل سب قدرتی وسائل میں آتے۔ کینیڈا اور ناروے جیسے زیادہ آمدنی والے بعض ممالک بڑی حد تک اپنے وافر قدرتی وسائل جن میں زراعت، ماہی گیری اور جنگلات شامل ہیں کی وجہ سے خوش حال ہوئے ہیں۔ اسی طرح امریکہ اپنی معتدل آب وہوا والی زرعی زمین کی وجہ سے اناج پیدا کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک اور برآمد کنندہ ہے۔ خلیجی ممالک بنیادی طور پر تیل سے مالا مال ہیں۔

سرمایے کی تشکیل(Capital Formation)

سرمایے کی تشکیل سرمایے کی تخلیق کو کہتے ہیں جسے معیشت میں دولت اور نمو کو پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ سرمایے کی مثالیں دفتری عمارتیں، کمپیوٹر سسٹم، پیداواری مشینری وغیرہ ہیں۔ سڑکوں اور بجلی گھر جیسے ڈھانچے کے ساتھ ساتھ گاڑیوں اور کمپیوٹرز جیسے آلات بھی ٹھوس سرمایے کی مثالیں ہیں۔ دولت میں بتدریج اضافہ عام طور پر معاشی تاریخ کی سب سے ڈرامائی وارداتوں کے مرکز میں ہوتی ہے۔ شمالی امریکہ کی بین البراعظمی ریل ویز نے انیسویں صدی میں امریکہ کے الگ تھلگ مرکز میں تجارت متعارف کرائی۔ آٹو موبائلز، شاہراہوں اور بجلی گھروں میں سرمایہ کاری کی لہروں نے پیداواری صلاحیت میں اضافہ کیا اور اس بنیاد کو فراہم کیا جس نے اس صدی کے دوران بالکل ہی نئے شعبوں کو ابھرنے کے قابل بنایا۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ کمپیوٹر اور انفارمیشن سپر ہائی وے وہی کردار ادا کریں گے جو ماضی میں اکیسویں صدی کے لیے ریلوے اور روڈ ویز نے کیا تھا۔

سرمایہ جمع کرنے کے لیے موجودہ اخراجات کی طویل مدتی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تیزی سے ابھرتی ہوئی قومیں نئی اشیائے سرمایہ پر بڑے پیمانے پر خرچ کرنے کا امکان رکھتی ہیں۔ تیزی سے ترقی کرنے والے ممالک میں، پیداوار کا 10 سے 20 فیصد خالص سرمایے کی تخلیق پر خرچ کیا جاتا ہے۔ ہمیں سرمایے سے متعلق اپنی سوچ کو کمپیوٹر اور صنعتوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ بہت سی سرمایہ کاری صِرف حکومتوں کے ذریعے کی جاتی ہے اور مضبوط نجی شعبے کو بنیاد فراہم کرنے کا کام کرتی ہے۔ یہ سرمایہ کاری، جسے سماجی اوور ہیڈ سرمایہ (Social Overhead Capital) کہا جاتا ہے، وہ بڑے ادارے ہیں جو تجارتی اداروں کے قیام سے پہلے قائم کیے جاتے ہیں۔ اہم مثالوں

میں سڑکیں، آبپاشی اور پانی کے منصوبے اور صحت عامہ کے اقدامات شامل ہیں۔ ان سب کو خاطر خواہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے جو اکثر ناہموار یا "ناقابل تقسیم" ہوتی ہے اور بڑھتے حاصلاتِ پیمانہ والی ہوتی ہے۔ چونکہ ان منصوبوں میں اکثر بیرونی معیشتیں یا سپل اوور شامل ہوتے ہیں جن پر نجی کاروباری ادارے قبضہ کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لیے حکومت کو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے مداخلت کرنا ضروری ہے کہ یہ سماجی اوور ہیڈ یا بنیادی ڈھانچے کے اخراجات صحیح طریقے سے انجام دیے جاسکیں۔

تکنیکی پیش رفت اور اختراع (Technical Progress and Innovation)

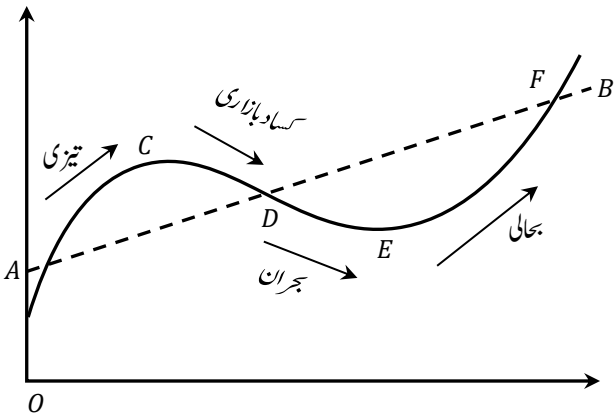
اوپر بیان کردہ تین روایتی متغیرات کے علاوہ، تکنیکی پیش رفت معیار زندگی میں تیزی سے اضافے کا ایک اہم چوتھا محرک رہی ہے۔ ماضی میں بھی نمو اسٹیل ملوں یا بجلی گھروں کی قطاروں کو نقل کر کے ایک دوسرے کے برابر کھڑا کرنے کا سادہ عمل کبھی نہیں رہا۔ بلکہ اختراعات اور سائنسی فروغ کے کبھی نہ ختم ہونے والے دھارے کے نتیجے میں یورپ، شمالی امریکہ اور جاپان کی تخلیقی صلاحیتوں میں زبردست اضافہ ہوا۔ تخلیق کاری کے طریقوں میں تبدیلیاں یا نئی مصنوعات یا خدمات کا تعارف تکنیکی تبدیلی کی مثالیں ہیں۔ بھاپ کا انجن، بجلی کی تخلیق، اندرونی احتراقی انجن، چوڑے جسم کا جیٹ، فوٹو کاپی مشین اور فیکس مشین یہ سب تکنیکی پیش رفت کی مثالیں ہیں جن سے پیداواری صلاحیت میں کافی اضافہ ہوا۔ ٹیلی فون، ریڈیو، ہوائی جہاز، فونوگراف، ٹیلی ویژن اور وی سی آر سب بنیادی طور پر مصنوعات کی ایجادات کی مثالیں ہیں۔

برقیات اور کمپیوٹر جدید دور کی سب سے اہم تکنیکی پیش رفت میں سے ہیں۔ آج کے چھوٹے جیب کمپیوٹرز نے 1960 کی دہائی کے تیز ترین کمپیوٹر کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہ ایجادات تکنیکی تبدیلی کی سب سے شاندار مثالیں ہیں۔ لیکن تکنیکی تبدیلی چھوٹی اور بڑی بہتریوں کا ایک مسلسل عمل ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ امریکہ ہر سال ایک لاکھ سے زائد نئے پیٹنٹ جاری کرتا ہے اور لاکھوں دیگر چھوٹی چھوٹی تجدیدات معیشت کی معمول کی پیش رفت کا حصہ بنتی ہیں۔ ٹیکنالوجی زیادہ تر ایک خاموش، غیر معلوم انداز میں ترقی کرتی ہے، کیونکہ چھوٹی چھوٹی معمولی تبدیلیاں مصنوعات کے معیار یا پیداوار کی مقدار کو بہتر بناتی ہیں۔ دوسری طرف ٹیکنالوجی میں تبدیلیاں کبھی کبھار سرخیاں اور یادگار بصری تصورات پیدا کرتی ہیں۔ 1991 میں خلیجی جنگ کے دوران دنیا اس بے پناہ برتری سے حیران رہ گئی جو ہائی ٹیک ہتھیاروں یعنی اسٹیلتھ طیاروں، "سمارٹ" بموں اور اینٹی میزائل میزائلوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو کچھ سال پرانی ٹیکنالوجی سے لیس حریف کے مقابل دیا۔

2. کاروباری چکر (Business Cycle)

آزاد بازار والے سرمایہ دارانہ ممالک کی معاشی تاریخ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ معاشی خوش حالی یا توسیع کا دور سکڑاؤ یا کساد کے دور کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں توسیع اور سکڑاؤ کے ان متبادل ادوار کو کاروباری ادوار یا تجارتی چکر کہا جاتا ہے۔ جے۔ ایم۔ کینز کے مطابق ایک تجارتی چکر اچھی تجارت کے ادوار جن کی خصوصیت بڑھتی ہوئی قیمتیں اور کم بے روزگاری کی فیصد ہے اور خراب تجارت کے ادوار جن کی خصوصیت گرتی ہوئی قیمتوں اور بے روزگاری کی زیادہ فیصد ہیں پر مشتمل ہوتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں ان اتار چڑھاؤ

کے بارے میں ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ وہ بار بار ہوتے ہیں اور باقاعدگی سے وقفے وقفے سے ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان اتار چڑھاؤ کو کاروباری چکر کہا جاتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان اتار چڑھاؤ کو 'چکر' کہنے کا مطلب ہے کہ یہ وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں اور باقاعدگی سے ہوتے ہیں، اگرچہ کامل باقاعدگی کا مشاہدہ نہیں کیا گیا ہے۔ کاروباری چکر کا دورانیہ یکساں لمبائی کا نہیں رہا ہے؛ اس کی مدت کم سے کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ دس بارہ سال ہوتی ہے۔



جدول 3.1: کاروباری چکر

کلی معاشیات میں، ہم کاروباری چکروں کی وجوہات کا مطالعہ کرتے ہیں اور تدارک کے اقدامات تجویز کرتے ہیں۔ قوموں کی طویل تاریخ میں کلی معاشیاتی سرگرمی میں کبھی بھی ہموار رجحان دیکھنے کو نہیں ملا بلکہ معاشی سرگرمی کو تقریباً ایک چکری باقاعدگی کے ساتھ اوپر کے رجحانات اور نیچے کے رجحانات کا سامنا ہوتا ہے۔ ان چکردار اپ ٹرینڈز (Up Trends) اور ڈاؤن ٹرینڈز (Down Trends) کو کاروباری ادوار کے طور پر جانا جاتا ہے۔ کاروباری چکر کے مختلف مراحل کو (1) تیزی، (2) کساد بازاری، (3) بحران اور (4) بحالی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ان مختلف مراحل کو جدول 3.1 میں واضح کیا گیا ہے۔ AB خط عام رجحان خط کو ظاہر کرتا ہے۔ A سے C تک کی حرکت معیشت کو اس کے معمول کے رجحان سے دور لے جاتی ہے۔ یہ معیشت کی تیز بازاری کے دور کو دکھاتی ہے۔ جب کساد بازاری شروع ہوتی ہے تو معیشت نیچے کی طرف گرتی ہے (C سے D تک)؛ اگر ڈاؤن ٹرینڈ کو روکا نہ جائے تو معیشت بحران میں پھنس سکتی ہے (جسے ڈپریشن بھی کہا جاتا ہے)۔ E سے F تک کی حرکت بحالی کے مرحلے کی نمائندگی کرتی ہے۔ معاشی سرگرمی کے اس چکر دار طرزِ عمل نے ہمیشہ کلی معاشیاتی ماہرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ 1930 کی دہائی کا عظیم بحران تھا جس نے جدید کلی معاشیات کو جنم دیا جسے کینزی انقلاب کے نام سے جانا جانے لگا۔

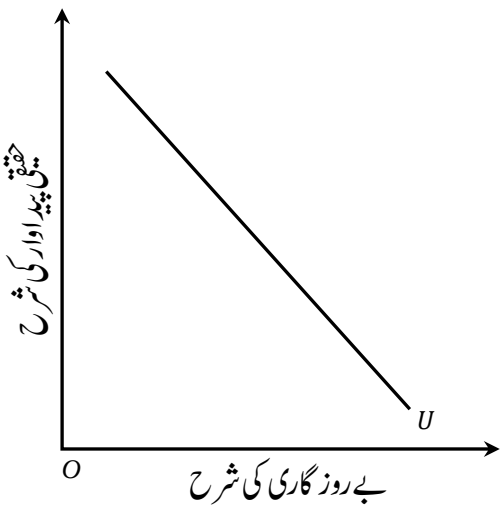
3. مہنگائی اور جمود (Inflation and Stagflation)

مہنگائی یا افراطِ زر کی تعریف عام قیمتوں کی سطح میں مستقل اضافے کے طور پر کی جاسکتی ہے۔ دنیا بھر میں یہ تجربہ رہا ہے کہ جی ڈی پی میں اضافے کے ساتھ عام طور پر عام قیمتوں کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ عام طور پر معتدل مہنگائی کو معاشی نمو کی ضروری شرط سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اکثر بڑھتی ہوئی عام قیمتوں کی سطح قابو سے باہر ہو جاتی ہے اور حیرت انگیز حدوں تک پہنچ جاتی ہے۔ مہنگائی کے رجحان (اور اس کے برعکس تفریطِ زر) کا روایتی طور پر کلی معاشیات میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد اجناس اور پیداوار کے عوامل کی مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتوں کی صورتِ حال ہے۔ اس کے برعکس صورتِ حال کو تفریطِ زر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مہنگائی کے دوران کچھ لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور زیادہ تر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ آمدنی کی تقسیم کے نمونے میں تبدیلی آتی ہے۔ لہٰذا حکومتی پالیسی کا ایک مقصد قیمتوں کی سطح کے استحکام کو یقینی بنانا ہے جس کا مطلب مہنگائی اور تفریطِ زر کی عدم موجودگی ہے۔ زیادہ تر جدید مخلوط معاشیات جمود کی بیماری میں مبتلا ہیں جس کا

مطلب ہے کہ جمود زدہ معیشت میں مہنگائی اور بے روز گاری کا بقائے باہمی ہے۔

4. بے روز گاری (Unemployment)

اے۔ سی۔پیگو کے مطابق بے روز گاری کا مطلب ہے، وہ تمام لوگ جو کام کرنے کے لیے تیار ہیں مگر انہیں روز گار نہیں مل رہا۔ ایک اور تجربہ جو ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دنیا کی بیشتر معیشتوں میں عام ہے، یہ رہا ہے کہ روز گار کے نئے مواقع پیدا ہونے کی شرح روز گار کی طلب سے پیچھے رہ گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں مزدور طاقت کا ایک حصہ بے روز گار رہتا ہے۔ معیشت میں دستیاب وسائل کا یہ عدم استعمال اتلافِ کارکرگی خسارے کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ بے روز گاری کی سب سے بڑی واحد لاگت ہے۔ معاشرے کو نقصان ہوتا ہے کیونکہ معیشت مکمل روز گار کی سطح پر کام نہیں کر رہی ہوتی ہے۔ آرتھر اوکون نے کاروباری چکر میں بے روز گاری اور پیداوار کے درمیان الٹا تعلق دکھایا ہے۔ (دیکھیں جدول 3.2)۔ اوکون بیان کرتے ہیں کہ بے روز گاری میں دو فیصد کے اضافے سے 2 فیصد جی ڈی پی کا نقصان ہوتا ہے۔ کساد سے جی ڈی پی کا 3 سے 5 فیصد نقصان ہو سکتا ہے جو سوارب امریکی ڈالر کے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔



جدول 3.2: بے روز گاری اور پیداوار کا الٹا تعلق

بے روز گاری آمدنی اور دولت کی عدم مساوات میں اضافہ کرتی ہے۔ اوکون قانون کہتا ہے کہ بے روز گاری کی شرح میں ایک فیصد اضافے کے ساتھ سیاہ فاموں میں بے روز گاری کی شرح میں 2 فیصد اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بے روز گاری غریبوں کو امیروں سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ بے روز گاری معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ اگر لوگوں کے پاس روز گار اور آمدنی ہوتی ہے تو اس سے طلب میں مزید اضافہ ہوتا ہے آمدنی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ بے روز گاری معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ کلی معاشیات اس دائمی مسئلے کا پائیدار حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ بے روز گاری سے مراد افرادی قوت سمیت وسائل کی غیر رضاکارانہ بے کار پن ہے۔ اگر یہ مسئلہ موجود ہو تو معاشرے کی اصل پیداوار (یا جی این پی) اس کی ممکنہ پیداوار سے کم ہو گی۔ لہذا، حکومتی پالیسی کا ایک مقصد مکمل روز گار کو یقینی بنانا ہے جس کا مطلب کسی بھی قسم کی غیر رضاکارانہ یا غیر ارادی بے روز گاری کی عدم موجودگی ہے۔

5. سرکاری بجٹ خسارہ (Government Budget Deficit)

حکومت روایتی طور پر ٹیکسوں اور اس کے ذریعے تیار کردہ معاشی اشیا اور خدمات کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتی رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہونے والے خسارے (جسے بجٹ خسارہ یا مالیاتی خسارہ کہا جاتا ہے) کو قرضوں کے ذریعے سرمایے کو متحرک کر کے فائنس کیا جا سکتا ہے۔ ٹیکس سے زیادہ سرکاری اخراجات نے حکومت کو اس قابل بنایا کہ وہ مزید روز گار پیدا کر سکے اور اس طرح معیشت کو زیادہ آمدنی پیدا کرنے میں مدد دینے کے قابل بنایا۔ بجٹ خسارہ کل محاصل کے مقابلے میں کل اخراجات کا اضافہ ہے۔

خسارے کی تین اقسام (پیمانے) درج ذیل ہیں:

- **محاصل کا خسارہ (Revenue Deficit)**

محاصل کے خسارے کا مطلب حکومت کی کل آمدنی محاصل پر اس کے کل محصولات کے اخراجات سے زیادہ ہونا ہے۔ اس کا تعلق صرف محصولات کے اخراجات اور حکومت کی محاصل کی وصولیوں سے ہے۔ متبادل طور پر کل محصولات کے اخراجات کے مقابلے میں کل محصولات کی کمی کو محصولات کے خسارے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علامتی زبان میں:

$$Revenue\ Deficit = Revenue\ Expenditure - Revenue\ Receipts$$

محصولات کا خسارہ اس بات کی علامت ہے کہ حکومت کی اپنی آمدنی سرکاری محکموں کے معمول کے کام کاج اور خدمات کی فراہمی کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ خسارے کو سرمایے کی وصولیوں یعنی قرض لے کر اور اثاثوں کو فروخت کر کے پورا کیا جاتا ہے۔ مالیاتی خسارے کی معینہ سطح کے ساتھ اعلیٰ محصولات کا خسارہ کم خسارے سے برا ہے کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ مستقبل میں ادائیگی کا زیادہ بوجھ سرمایہ کاری کے ذریعے فوائد سے میل نہیں کھاتا۔ اعلیٰ محصول خسارہ حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ یا تو وہ اپنے اخراجات میں کمی کرے یا اس کی ٹیکس اور غیر ٹیکس وصولیوں میں اضافہ کرے۔

آسان الفاظ میں کہا جائے تو محصولات کے خسارے کا مطلب ذرائع سے زیادہ خرچ کرنا ہے۔ اس کے نتیجے میں قرض لینا پڑتا ہے۔ قرضے سود کے ساتھ واپس کیے جاتے ہیں۔ اس سے محصولات کے اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے جس سے محصولات کا خسارہ زیادہ ہوتا ہے۔ محاصل کے خسارے کے مختلف اثرات ہیں۔

اثاثوں میں کمی: محصولات کا خسارہ سرکاری کھاتے میں کمی کی نشاندہی کرتا ہے کیونکہ حکومت کو قرض لے کر یا اپنے اثاثوں کو فروخت (ارتدادِ سرمایہ) کر کے آمدنی اور اخراجات کے خلا کو پر کرنا پڑتا ہے۔

مہنگائی: چونکہ سرمایہ کھاتے سے ادھار فنڈز حکومت کے عام صَرف کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، اس لیے یہ اپنی تمام دیگر خرابیوں کے ساتھ ساتھ معیشت میں مہنگائی کی صورتِ حال کا باعث بنتے ہیں۔ اس طرح محصولات کے خسارے کے نتیجے میں یا تو حکومتی واجبات میں اضافہ ہو سکتا ہے یا سرکاری اثاثوں میں کمی ہو سکتی ہے۔ یاد رہے کہ محصولات کے خسارے کا مطلب مستقبل میں سرمایہ کاری سے پیدا ہونے والے فائدے کے بغیر مستقبل میں بوجھ ہے۔

مزید محاصل کا خسارہ: محصولات کے خسارے کو پورا کرنے کے لیے لیے گئے قرضے قرضوں کی واپسی کی ذمہ داری اور سودی ادائگیوں کی وجہ سے قرض کے بوجھ میں اضافہ کرتے ہیں

- **مالیاتی خسارہ (Fiscal Deficit)**

مالیاتی خسارے کی تعریف مالیاتی سال کے دوران کل بجٹ وصولیوں پر قرضوں کو چھوڑ کر کل بجٹ اخراجات کی زیادتی کے طور پر کی جاتی ہے۔ آسان الفاظ میں، یہ قرض کی وہ رقم ہے جو حکومت کو اپنے اخراجات پورا کرنے کے لیے لینا پڑتا ہے۔ بڑے خسارے کا مطلب

ہے قرض کی بڑی رقم کی ضرورت۔ مالیاتی خسارہ اس بات کا پیمانہ ہے کہ جب اس کے وسائل ناکافی ہوں تو حکومت کو اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے مارکیٹ سے کتنا قرض لینے کی ضرورت ہے۔

$$Fiscal\ Deficit = Total\ Expenditure - Total\ Reciept\ Excluding\ Borrowings$$

اگر ہم کل وصولیوں میں قرض شامل کریں تو مالیاتی خسارہ صفر ہو گا۔ پھر قرض لینے میں نہ صرف جمع شدہ قرض یعنی قرض کی رقم بلکہ قرض پر سود بھی شامل ہوتا ہے۔ اگر ہم قرض سے قرض پر ادا کردہ سود کو منہا کر دیں تو بقایا کو بنیادی خسارہ کہا جاتا ہے۔ تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ مالیاتی خسارہ درحقیقت قرض کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح، مالیاتی خسارہ حکومت کی قرض کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ زیادہ مالیاتی خسارے کا مطلب حکومت کا زیادہ قرض لینا ہے۔ مالیاتی خسارے کی حد اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ حکومت کو اخراجات کی کتنی مقدار کے لیے قرض لینا پڑتا ہے۔

- **بنیادی خسارہ (Primary Deficit)**

بنیادی خسارے کی تعریف رواں سال کے مالیاتی خسارہ مائنس پچھلے قرضوں پر سود کی ادائیگیوں کے طور پر کی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جہاں مالیاتی خسارہ سود کی ادائیگی کو شامل کرتے ہوئے قرض لینے کی ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے، بنیادی خسارہ (یعنی قرض کی رقم) قرض لینے کی ضرورت مائنس سود کی ادائیگی کی نشاندہی کرتا ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حکومت کی قرض لینے کی ضرورت میں نہ صرف جمع شدہ قرض شامل ہوتا ہے بلکہ قرض پر سود کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ اگر ہم قرض سے قرض پر سود کی ادائیگی کاٹ لیں تو بقایا کو بنیادی خسارہ کہا جاتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری قرضے سود کی ادائیگی کے علاوہ دیگر اخراجات کو کتنا پورا کرنے والے ہیں۔ اس طرح صفر بنیادی خسارے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کو صرف سود کی ادائیگی کے لیے قرض کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ رواں محاصل سے زائد رواں اخراجات کی وجہ سے قرض کی مقدار کو جاننے کے لیے ہمیں بنیادی خسارے کا حساب لگانے کی ضرورت ہے۔ اس طرح بنیادی خسارہ ہے:

$$Primary\ Deficit = Fiscal\ Deficit - Interest\ Payments$$

مالیاتی خسارہ سود کی ادائیگیوں کو شامل کرتے ہوئے اخراجات کی مالی معاونت کے لیے حکومت کے قرض لینے کے تقاضوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بنیادی خسارہ حکومت کی قرض لینے کی ضروریات کو ظاہر کرتا ہے جس میں اخراجات کو پورا کرنے کے لیے سود کی ادائیگی شامل نہیں ہوتی۔ اس طرح اگر بنیادی خسارہ صفر ہو تو مالیاتی خسارہ سود کی ادائیگی کے برابر ہو گا۔ پھر اسے موجودہ قرض میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح بنیادی خسارہ ایک تنگ تصور اور مالیاتی خسارے کا ایک حصہ ہے کیونکہ مؤخر الذکر میں سود کی ادائیگیاں بھی شامل ہیں۔ اسے عام طور پر مالیاتی غیر ذمہ داری کے بنیادی پیمانے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مالیاتی خسارے اور بنیادی خسارے کے درمیان فرق ماضی میں ہونے والے عوامی قرضوں پر سود کی ادائیگی کی رقم کی عکاسی کرتا ہے۔

لہذا محاصل کا خسارہ ہو یا مالیاتی خسارہ یا بنیادی خسارہ، ان معاملات پر کلی معاشیات میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے اور مالیاتی پالیسی

اقدامات کے ذریعے اصلاحی اقدامات کیے جاتے ہیں۔

6. شرح سود

آج کی عالمگیریت کی دنیا میں شرح سود مرکزی اہمیت کی حامل ہو گئی ہے۔ عالمگیریت کا نتیجہ گلا کاٹ مسابقت کی صورت میں نکلا ہے۔ کامیاب عالمگیریت کا تقاضا ہے کہ تمام اداکار اپنی بہترین کارکردگی کے ساتھ کام کریں؛ ان میں سے کوئی بھی مقابلے سے باہر نہیں ہونا چاہے گا کیونکہ انہیں سود کی اعلیٰ شرح ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے شرح سود کو کم کیسے رکھا جائے یہ وہ مسئلہ ہے جس نے معاشی ماہرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ شرح سود میں تبدیلیوں کے بازاروں پر مثبت اور منفی دونوں اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ مرکزی بینک اکثر معاشی سرگرمیوں کے جواب میں شرح سود کے ہدف کو تبدیل کرتے ہیں: جب معیشت حد سے زیادہ مضبوط ہو تو شرحوں میں اضافہ اور معیشت سست ہونے پر شرحوں میں کمی۔ یہ ایک کلی معاشیاتی مسئلہ بھی ہے جس میں معیشت کے زری توازن کو مستحکم کرنے کے لیے یہ عوامی زری پالیسی کا آلہ ہے۔

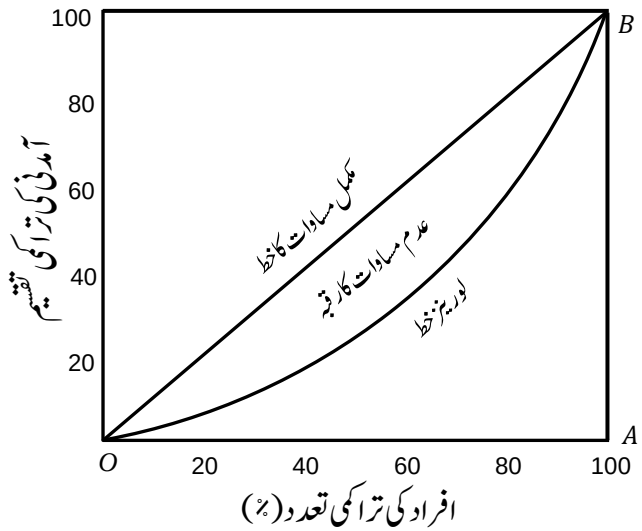
7. ادائیگیوں کا توازن

ایک بار پھر عالمگیریت میں آزاد بازار معیشتوں میں، اشیا، خدمات اور سرمایہ قومی سرحدوں کے آر پار اس طرح جا رہے ہیں جیسا اس سے پہلے کبھی نہیں گئے۔ اشیا، خدمات اور سرمایے کے بین سرحد تبادلے نے زرمبادلہ میں ادائیگیوں اور وصولیوں کو جنم دیا۔ شرح تبادلہ، جہاں کہیں بھی ان کا تعین بازار قوتوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے، بین الاقوامی معاشی ردعمل پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ اس لیے کلی معاشیات میں ادائیگیوں کے توازن کا مناسب تجزیہ ایک بنیادی مسئلہ رہا ہے۔ ادائیگیوں کا توازن ایک اکاؤنٹنگ سال میں ملک کے افراد اور باقی دنیا کے درمیان تمام معاشی لین دین کا ایک منظم ریکارڈ ہے۔ یہ لین دین بڑی حد تک شرحِ تبادلہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ وہ شرح ہے جس پر کسی ملک کی معیشت کا تبادلہ دوسری کرنسی (یا سونے) کے لیے کیا جاتا ہے۔ دنیا کی دو بڑی کرنسیوں یعنی امریکی ڈالر اور برطانوی پاؤنڈ کے لحاظ سے روپے کی قدر میں رجحان گزشتہ دو دہائیوں میں مندی کا رجحان رہا ہے۔ معاشی ماہرین ہمیشہ اس طرح کی تبدیلیوں کی وجہ اور نتائج دریافت کرنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔

8. عدم مساوات اور غربت

زیادہ تر Least Developed Countries یا LDCs آمدنی کی تقسیم میں بڑھتی ہوئی عدم مساوات کا سامنا کرتے ہیں جس میں بہت سے لوگ غربت میں رہتے ہیں جبکہ ایک چھوٹی سی اشرافیہ معاشی نمو سے حاصل ہونے والے فوائد کا غیر متناسب حصہ حاصل کرتی ہے۔ غربت اور عدم مساوات کا مطلب سماجی انصاف کی عدم موجودگی ہے۔ مزید برآں بڑھتی ہوئی عدم مساوات اور غربت مختلف سماجی و سیاسی مسائل پیدا کرتی ہیں۔ غریبوں میں عدم اطمینان اور مایوسی کا نتیجہ اکثر خلل اور خانہ جنگی کی صورت میں نکلتا ہے اور معاشی سرگرمیوں کی سماجی اور سیاسی بنیاد کو تباہ کرتا ہے۔

افراد میں آمدنی کی عدم مساوات کا اندازہ آمدنی کی تقسیم سے کیا جاتا ہے جو فی کس آمدنی کے حجم (یا سطح) کے مطابق ہوتا ہے۔



جدول 3.3: لورینز خط

آمدنی کے سائز کی کلاسوں میں تقسیم کو آمدنی کی سائز تقسیم کہا جاتا ہے۔ زیادہ آمدنی والے طبقات کا آمدنی کا حصہ جتنا زیادہ ہو گا اور کم آمدنی والے طبقات کا حصہ کم ہو گا، آمدنی کی تقسیم اتنا ہی زیادہ غیر مساوی سمجھی جاتی ہے۔ عموماً، آمدنی کی تقسیم کا حجم محنت اور سرمایے کے اثاثوں کے درمیان آمدنی کی تقسیم (تفاعلی تقسیم) اور مختلف طبقات میں اثاثوں کی تقسیم دونوں سے طے ہوتا ہے۔ تاہم آج کے صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک میں ملازمین کی ملکیت میں اثاثے بہت اہم ہیں۔ وہ نہ صرف ٹھوس اثاثوں کے مالک ہیں بلکہ انسانی سرمایے کی تشکیل کے ذریعے جمع ہونے والے علم اور مہارت جیسے اثاثوں کے بھی مالک ہیں۔ لہٰذا معاشی نمو کے عمل میں آمدنی کی تقسیم میں تبدیلیوں کا صحیح اندازہ صرف تفاعلی تقسیم کے تجزیے کے ذریعے نہیں لگایا جاسکتا۔ عدم مساوات کے دو معیاری پیمانے لورینز خط (Lorenz Curve) اور جنی قدر (Gini Coefficient) ہیں۔

جدول 3.3 میں مجموعی آمدنی کی تراکمی فیصد تقسیم کو عمودی محور سے اور افراد کی تعداد کی تراکمی تقسیم کو افقی محور پر دکھایا گیا ہے۔ کامل مساوات کی صورت میں لورینز خط قطر OB کے مساوی ہو گا جس کے مطابق تمام گھرانوں کو یکساں آمدنی ہو گی۔ دوسری انتہا پر کامل عدم مساوات کا معاملہ ہے جس میں ایک گھر تمام آمدنی پر اجارہ داری رکھتا ہے جبکہ دوسرے گھرانوں کو کوئی آمدنی نہیں ملتی۔ ایسی صورت میں لورینز خط قائم الزاویہ مثلث OAB کی پیروی کرے گا۔ اس طرح آمدنی میں عدم مساوات کی حد جتنی زیادہ ہو گی خط OB اور لورینز خط کے درمیان کا رقبہ اتنا ہی زیادہ ہو گا۔ جنی قدر کی پیائش عدم مساوات کے علاقے اور مثلث OAB کے علاقے کے تناسب سے کی جاتی ہے۔ کامل مساوات کی صورت میں یہ صفر اور کامل عدم مساوات کی صورت میں اس کی قدر ایک ہو گی۔ عدم مساوات کو کم کرنے کے لیے تمام معیشتیں پالیسی سازی میں کلی معاشیاتی متغیرات کا استعمال کرتی ہیں۔

ایک اور کلی معاشیاتی مسئلہ جس پر مناسب بحث کی جائے اور اس سے نمٹا جائے غربت ہے۔ غربت، ایسی حالت کو کہتے ہیں جس میں شخص کے پاس عام یا سماجی طور پر قابل قبول رقم یا مادی ملکیت کی کمی ہوتی ہے۔ غربت اس وقت ہوتی ہے جب لوگوں کے پاس اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے ذرائع کی کمی ہوتی ہے۔ غربت دو اقسام کی ہے: مطلق غربت اور نسبتی غربت.

مطلق غربت (Absolute Poverty)

اس کا اظہار معاشی بہبود کی ایک مخصوص مطلق سطح کی نسبت میں کسی کی معاشی حیثیت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف ایک ایسے فرد کی حیثیت سے کی جاتی ہے جس کی مادی خوش حالی اس کم از کم سطح سے نیچے ہو جسے معاشرے کے معیار کے مطابق مناسب سمجھا

جاتا ہے۔ مادی خوش حالی کی سطح کو عام طور پر معیار زندگی کے طور پر تصور کیا جاتا ہے جس کی پیمائش فرد کے ذریعے مستعمل نجی اشیا اور خدمات (بشمول عوامی اشیا) کی مجموعی بازار قدر سے کی جاتی ہے۔ اس پیمانے کا استعمال کرتے ہوئے معاشرے میں غربت کی پیمائش ان افراد کی تعداد کے لحاظ سے کی جاتی ہے جن کا معیار زندگی ایک خاص کم سے کم سطح سے کم ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی اس کم سے کم سطح سے دوری کتنی ہے کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

نسبتی غربت (Relative Poverty)

یہ نچلے 10٪ گھرانوں کو کل آمدنی کا کتنا فیصد حاصل ہوتا ہے اور ان کا معیار زندگی امیر لوگوں کے مقابلے میں کتنا ہے جیسے سوالات سے متعلق ہے۔ بعض اوقات لوگ اپنے آپ کو اس لیے غریب نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ وہ بنیادی طور پر کسی چیز کی کمی محسوس کرتے ہیں، بلکہ اس وجہ سے خود کو غریب محسوس کرتے ہیں کہ ان کی آمدنی ان کے دوستوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی نسبت بہت کم ہے۔ نسبتی غربت اس بات کا اشارہ ہے کہ آپ اپنے آس پاس کے لوگوں کے مقرر کردہ فریم ورک میں کتنا فٹ نہیں بیٹھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آپ کے جاننے والوں کا حلقہ کافی مالدار ہے: آپ کی ایک بہن اور اس کا شوہر کیمنزی جزیرے میں تفریح کے لیے گئے ہوئے ہیں، آپ کا ایک دوست پیرس میں خریداری کر رہا ہے۔ لیکن، آپ اپنی چھٹیوں کو صِرف اپنے ملک ہندوستان کے کسی شہر میں ہی گزار سکتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ، آپ خود کا اپنے دوستوں سے موازنہ کرتے ہوئے، خود کو غریب کہیں۔ نسبتی غربت بنیادی طور پر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات کا مسئلہ ہے۔ اس طرح، عدم مساوات اور غربت کا قوم کی نمو اور معاشرے کی بھلائی سے خاصا تعلق ہے۔ کلی معاشیات ان تمام مسائل سے نمٹتی ہے۔

3.3 کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود (Importance and Limitations of Macroeconomics)

3.3.1 کلی معاشیات کی اہمیت (Importance of Macroeconomics)

معاشی تجزیے کے ایک طریقہ کار کے طور پر کلی معاشیات نظریاتی اور عملی اہمیت کی حامل ہے۔ کلی معاشیات کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آر جی ڈی ایلن کے مطابق کلی معاشیات گزشتہ تین دہائیوں میں اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ یہ معاشی نظریات کے ڈھانچے میں بڑی تبدیلیاں لائی ہے۔ پروفیسر جے کے مہتا کا خیال ہے کہ جب تک انسان معاشرے میں رہتے رہیں گے، ماہر معاشیات کلی معاشیات کے مطالعے کو نظر انداز کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ کلی معاشیات کی نظریاتی اور عملی اہمیت مندرجہ ذیل دلائل سے واضح ہو گی۔

1. معیشت کے عمل کو سمجھنا

ہمیں معاشی نظام کے کام کاج کا اندازہ کروانے میں کلی معاشیاتی تجزیہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مجموعی متغیرات کے رویے کے مناسب اور درست علم کے لیے بہت ضروری ہے، کیونکہ متعدد انفرادی اشیا کے لحاظ سے ایک بڑے اور پیچیدہ معاشی نظام کی تفصیل بیان کرنا ناممکن ہے۔ معیشت کے کام کو سمجھنے کے لیے کلی معاشیاتی متغیرات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ہمارے اہم معاشی مسائل کا تعلق

مجموعی آمدنی، پیداوار، روزگار اور معیشت میں عام قیمتوں کی سطح کے طرز عمل سے ہے۔ یہ متغیرات اعداد و شمار کے لحاظ سے قابل پیمائش ہیں جس سے معیشت کے کام کاج پر اثرات کا تجزیہ کرنے کے امکانات کو آسان بنایا جاسکتا ہے۔

2. معاشی پالیسیوں میں

کلی معاشیات معاشی پالیسی کے نقطہ نظر سے انتہائی مفید ہے۔ جدید حکومتوں خصوصا غیر ترقی یافتہ معیشتوں کو بے شمار قومی مسائل کا سامنا ہے۔ یہ زیادہ آبادی، مہنگائی، ادائیگیوں کا توازن، عام کم پیداوار وغیرہ کے مسائل کا سامنا کر رہی ہیں۔ ان حکومتوں کی بنیادی ذمہ داری زیادہ آبادی، عام قیمتوں، تجارت کے عمومی حجم، عمومی پیداوار وغیرہ کے ضابطے اور کنٹرول پر عائد ہوتی ہے۔ ٹنبرگن کہتے ہیں کلی معاشیاتی تصورات کے ساتھ کام کرنا ہمارے دور کے عظیم مسائل کے حل کے لیے بہت ضروری ہے۔ آیئے کچھ پیچیدہ معاشی مسائل کے حل میں کلی معاشیاتی مطالعے کے استعمال کا تجزیہ کریں۔

- **عام بے روزگاری میں**

کینز کا نظریہ روزگار کلی معاشیات سے متعلق ہے۔ معیشت میں روزگار کی عمومی سطح کا انحصار موثر طلب پر ہوتا ہے جس کا انحصار مجموعی طلب تفاعل اور مجموعی رسد تفاعل پر ہوتا ہے۔ اس طرح بے روزگاری موثر طلب کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسے ختم کرنے کے لیے مجموعی سرمایہ کاری، مجموعی پیداوار، مجموعی آمدنی اور مجموعی صَرف میں اضافہ کرکے موثر طلب کو بڑھایا جانا چاہیے۔ اس طرح کلی معاشیات کو عام بے روزگاری کی وجوہات، اثرات اور علاج کے مطالعے میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

- **قومی آمدنی کا مطالعہ**

قومی آمدنی کے لحاظ سے معیشت کی مجموعی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ بہت اہم ہے۔ 1930 کی دہائی کے عظیم بحران کے آنے کے ساتھ ہی عام حد سے زیادہ پیداوار اور عام بے روزگاری کی وجوہات کا تجزیہ کرنا ضروری ہو گیا۔ اس سے قومی آمدنی سے متعلق اعداد و شمار جمع کرنے کے عمل کا آغاز ہوا۔ قومی آمدنی کے اعداد و شمار معاشی سرگرمی کی سطح کی پیش گوئی کرنے اور معیشت میں لوگوں کے مختلف گروہوں میں آمدنی کی تقسیم کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔ یہ کلی معاشیات کا مطالعہ ہے جو قومی آمدنی اور سماجی کھاتوں کے مطالعے کی بے پناہ اہمیت کو سامنے لایا۔ یہ قومی آمدنی کا مطالعہ ہے جو ہمیں یہ جاننے کے قابل بناتا ہے کہ دنیا کا تین چوتھائی حصہ انتہائی غربت میں کیوں زندگی گزار رہا ہے۔ کلی معاشیات میں قومی آمدنی کے مطالعے کے بغیر درست معاشی پالیسیاں وضع کرنا ممکن نہیں۔

- **معاشی نمو اور معاشی ترقی**

نمو کی معاشیات بھی کلی معاشیات میں ایک مطالعہ ہے۔ کلی معاشیات کی بنیاد پر ہی معیشت کے وسائل اور صلاحیتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ قومی آمدنی، پیداوار اور روزگار میں مجموعی اضافے کے منصوبے وضع کیے جاتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کیا جاتا ہے تاکہ مجموعی طور پر معیشت کی معاشی نمو کی سطح کو بلند کیا جاسکے۔ معیشت کی صلاحیت اور نمو کے ذرائع کا تجزیہ کلی معاشیات میں پایا جاسکتا ہے۔ معاشی نمو کو بڑھانے کے لیے پیداوار، آمدنی، سرمایہ کاری اور روزگار بڑھانے کی حکمت عملی مالیاتی اور زری پالیسیوں کی طرح ہو سکتی ہے۔ کلی معاشیات

میں جدید مطالعے کے نتیجے میں غیر ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کے مسئلے پر زیادہ توجہ دینا ممکن ہو گیا ہے۔ کلی معاشیات کے مطالعے سے نہ صرف معیشت کے اندر دولت کی واضح عدم مساوات کا انکشاف ہوا ہے بلکہ مختلف ممالک میں لوگوں کے معیار زندگی میں وسیع فرق بھی ظاہر ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کی معاشی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے اہم اقدامات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

- **زری مسائل میں**

کلیاتی معاشیات کے لحاظ سے ہی زری مسائل کا درست تجزیہ کیا جاسکتا ہے اور انہیں صحیح طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ پیسے یا زر کی قدر میں بار بار تبدیلیاں، مہنگائی یا افراط زر، معیشت کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ مجموعی طور پر معیشت کے لیے مالیاتی، زری اور براہ راست کنٹرول اقدامات اپنا کر ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

- **کاروباری چکر میں**

معاشی مسائل کے نقطہ نظر کے طور پر کلی معاشیات کا آغاز عظیم بحران کے بعد ہوا۔ اس طرح اس کی اہمیت معاشی اتار چڑھاؤ کی وجوہات کا تجزیہ کرنے اور علاج فراہم کرنے میں ہے۔ تجارتی چکر معیشت کے پورے حصے کا احاطہ کرتا ہے۔ لہٰذا یہ کلی معاشیات کے دائرے میں آتا ہے۔

3. انفرادی اکائیوں کے طرز عمل کو سمجھنے کے لیے

انفرادی اکائیوں کے طرز عمل کو سمجھنے کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ انفرادی مصنوعات کی طلب کا انحصار معیشت میں مجموعی طلب پر ہے۔ جب تک مجموعی طلب میں کمی کی وجوہات کا تجزیہ نہیں کیا جاتا، انفرادی مصنوعات کی طلب میں کمی کی وجوہات کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ پوری معیشت کی اوسط لاگت کے حالات کو جانے بغیر کسی خاص فرم یا صنعت کی لاگت میں اضافے کی وجوہات کا تجزیہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح کلی معاشیات کے بغیر انفرادی اکائیوں کا مطالعہ ممکن نہیں ہے۔

4. عوامی پالیسی کی تشکیل

کلی معاشیات حکومتی پالیسیوں کی تشکیل اور نفاذ کے لیے مفید ہے۔ حکومت کو بنیادی فکر عوام کے مسائل سے متعلق ہوتی ہے۔ لہٰذا حکومت کی توجہ عام قیمتوں کی سطح، پیداوار کی سطح، تجارت کے حجم وغیرہ پر مرکوز ہوتی ہے۔ "laissez faire" کے دن ختم ہو چکے ہیں اور معاشی معاملات میں حکومتی مداخلت ایک زندہ حقیقت ہے۔ حکومتیں افراد کے مسائل سے نہیں بلکہ افراد کے گروہوں اور عوام کے مسائل سے نمٹتی ہیں اور اس طرح کلی معاشیاتی مطالعے کی اہمیت قائم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر بحران کے دوران جب مشینیں بے کار پڑی ہوتی ہیں اور افراد روزگار کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں تو کلی معاشیات ہمیں بحران اور بے روزگاری کی وجوہات کا تجزیہ کرنے اور ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لیے مناسب پالیسیوں کو اپنانے میں مدد کرتی ہے۔

5. معیشت کی کارکردگی کا جائزہ

قومی آمدنی کی بنیاد پر معیشت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کلی معاشیات مفید ہے۔ قومی آمدنی کے تجزیے کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے

ہیں کہ معیشت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے یا نہیں۔

6. سماجی فلاح و بہبود کا مطالعہ

معاشیات کا مطالعہ پوری قوم کی فلاح و بہبود کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔ سماجی بہبود کا مطالعہ کلی معاشیاتی مسائل کا مطالعہ ہے۔ کسی قوم کی مادی بہبود کا انحصار قومی آمدنی اور روزگار پر ہوتا ہے۔

7. کاروباری فیصلہ سازی میں مفید

کلی معاشیات کاروباری فیصلہ سازی میں بھی مفید ہے۔ مجموعی طلب اور رسد کا علم پیداوار اور قیمتوں سے متعلق فیصلوں میں مدد کرتا ہے۔ کلی معاشیاتی پالیسیاں جیسے زری پالیسی، مالیاتی پالیسی وغیرہ کاروباری سرگرمیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔

8. جزوی معاشیات کو سمجھنا

جزوی معاشیات کی مناسب تفہیم کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ مجموعی متغیرات کے پیشگی مطالعے کے بغیر کسی جزوی معاشیاتی قانون کی تشکیل نہیں کی جاسکتی؛ مثال کے طور پر انفرادی فرم کا نظریہ کسی ایک فرم کے طرز عمل کے حوالے سے وضع نہیں کیا جاسکتا تھا، چاہے وہ کتنا ہی نمائندہ کیوں نہ ہو؛ یہ نظریہ اس وقت ہی ممکن ہوا جب متعدد فرموں کے طرز عمل کا جائزہ لیا گیا اور تجزیہ کیا گیا۔ مثال کے طور پر جنگل اگرچہ درختوں کا مجموعہ ہے لیکن جنگل انفرادی درختوں کے طرز عمل اور خصوصیات کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ جزوی معاشیات بڑی حد تک خاص مفروضوں، غیر اطمینان بخش پیمانوں اور تجریدی نظریات کا جنگل رہی ہے۔

3.3.2 کلی معاشیات کی حدود (Limitations of Macroeconomics)

تاہم کلیاتی معاشیاتی تجزیے کی کچھ حدود ہیں۔ زیادہ تر یہ انفرادی تجربات سے کلی معاشیاتی تعمیم یا جنرلائزیشن کی کوششوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

1. مجموعوں کو ہم جنس قرار دینا

کلی تجزیے میں بنیادی نقص یہ ہے کہ یہ مجموعی متغیرات کو ان کی اندرونی ترکیب اور ساخت کی پرواہ کیے بغیر ہم جنس سمجھتا ہے۔ لیکن اس طرح کی سوچ کا اپنا نقصان ہے۔ مثال کے طور پر، 2 سیب + 3 سیب = 5 سیب بامعنی مجموعہ ہے۔ اسی طرح 2 سیب + 3 سنترے کسی حد تک معنی خیز ہیں۔ کسی ملک میں اوسط اجرت تمام پیشوں یعنی کلرکوں، ٹائپسٹوں، اساتذہ، نرسوں وغیرہ کی اجرت کا مجموعہ ہے۔ لیکن مجموعی روزگار کا حجم اوسط اجرت کی بجائے اجرت کے نسبتی ڈھانچے پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر اگر نرسوں کی اجرت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ٹائپسٹوں کی اجرت میں کمی آتی ہے تو اوسط میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اگر نرسوں کی ملازمت میں تھوڑی سی کمی آتی ہے اور ٹائپسٹوں کی ملازمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو مجموعی روزگار میں اضافہ ہوگا۔

2. مجموعی متغیرات ضروری نہیں کہ اہم ہوں

مجموعی متغیرات جو معاشی نظام بناتے ہیں ہوسکتا ہو وہ زیادہ اہمیت کے حامل نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، کسی ملک کی قومی آمدنی تمام

انفرادی آمدنیوں کی کل ہوتی ہے۔ قومی آمدنی میں اضافے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انفرادی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ قومی آمدنی میں اضافہ ملک کے چند امیر لوگوں کی آمدنی میں اضافے کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس قسم کی قومی آمدنی میں اضافے کی سماج کے نقطہ نظر سے بہت کم اہمیت ہے۔

3. کلی معاشیات کا اندھا دھند استعمال گمراہ کن

حقیقی دنیا کے مسائل کا تجزیہ کرنے میں کلی معاشیات کا اندھا دھند اور غیر تنقیدی استعمال اکثر گمراہ کن ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر معیشت میں مکمل روزگار کے حصول اور اسے برقرار رکھنے کے لیے درکار پالیسی اقدامات کا اطلاق انفرادی فرموں اور صنعتوں میں ڈھانچہ جاتی بے روزگاری پر کیا جائے تو وہ بے محل اقدامات ہوں گے۔ اسی طرح عام قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے مقصد سے کیے گئے اقدامات کا اطلاق انفرادی مصنوعات کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے کرنے سے زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔

4. شماریاتی اور تصوراتی مشکلات

کلی معاشیاتی تصورات کی پیمائش میں متعدد شماریاتی اور تصوراتی مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ مسائل انفرادی معاشی متغیرات کی جمع کاری سے متعلق ہیں۔ اگر انفرادی اکائیاں تقریباً ایک جیسی ہیں تو جمع کاری کرنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آتی۔ لیکن اگر کلی معاشی متغیرات کا تعلق مختلف انفرادی اکائیوں سے ہے تو ان کا ایک کلی معاشیاتی متغیر میں جمع ہونا غلط اور خطرناک ہو سکتا ہے۔

5. ضروری نہیں کہ مجموعی رجحان تمام شعبوں کو یکساں طور پر متاثر کرے

مثال کے طور پر، قیمت میں عام اضافہ سماج کے مختلف طبقات یا معیشت کے مختلف شعبوں کو مختلف طور پر متاثر کرتا ہے۔ عام قیمت کی سطح میں اضافے سے پیداکاروں کو فائدہ ہوتا ہے لیکن صارفین کو نقصان ہوتا ہے۔

6. بعض اوقات اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے

مجموعوں کے مطالعے سے ہمیں بعض دفعہ یقین ہوتا ہے کہ معیشت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے چاہے حقیقت میں تبدیلی آئی ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے لگتا ہے کہ نئی پالیسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر زرعی اشیا کی قیمت میں 5 فیصد کمی اور صنعتی اشیا کی قیمتوں میں 5 فیصد اضافے سے قیمتوں کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

7. غیر ہم جنس عناصر

کلی معاشیات صَرف، بچت، سرمایہ کاری اور آمدنی جیسے مجموعوں سے بحث کرتی ہے جو کہ غیر ہم جنس مقداروں پر مشتمل ہیں۔ پیسہ واحد پیمائش کی چھڑی ہے۔ لیکن پیسے کی قدر خود بدلتی رہتی ہے اور معاشی مجموعی کو حقیقی معنوں میں ناقابلِ پیمائش اور ناقابل موازنہ بناتی رہتی ہے۔ اس طرح، غیر ہم جنس انفرادی مقداروں کا مجموعہ یا اوسط درست معاشی پالیسی کے لیے اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔

8. مجموعوں کے اندر اختلافات

اس نقطہ نظر کے تحت، ایک مجموعے کے اندر اختلافات کو نظر انداز کرنے کا امکان ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں منصوبہ

بندی کے پہلے عشرے (1951-1961 تک) کے دوران قومی آمدنی میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام حلقوں یعنی اجرت کمانے والوں یا تنخواہ دار افراد کی آمدنی میں اتنا ہی اضافہ ہوا جتنا کاروباری افراد یا تاجروں کی آمدنی میں ہوا ہے۔ لہذا، یہ مجموعی طور پر اختلافات کا کوئی حساب نہیں لیتا ہے۔

لیکن ان حدود کو کلی معاشیاتی تجزیے کی بے پناہ اہمیت کو کالعدم قرار دینے والے عوامل کی بجائے بامعنی مجموعے وضع کرنے میں عملی مشکلات کی نوعیت کے طور پر زیادہ لیا جاسکتا ہے۔ کینز کے عمومی نظریے کے آغاز اور اس کی بنیادی مساوات $Y = C + I$ کے آغاز کے ساتھ ہی کلی معاشیات کے مطالعے میں دلچسپی مزید گہری ہوگئی۔ قومی آمدنی کے کھاتوں کی گنتی میں اہم 'کامیابیاں' (جن کا مطالعہ کلی معاشیات کی بنیاد بناتا ہے) شک سے بالاتر ثابت کرتی ہیں کہ کلی معاشیاتی مطالعے کی حدود اتنی شدید نہیں کہ وہ کلی معاشیات کی اہمیت کو ختم کردیں۔

3.4 اختتام (Conclusion)

ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ کلی معاشیات قومی آمدنی، پیداوار، سرمایہ کاری، بچت اور صرف کے طرز عمل کا مطالعہ کرا کے معیشت کے کام کاج کے بارے میں ہمارے علم کو مالامال کرتی ہے۔ مزید برآں یہ بے روزگاری، مہنگائی، معاشی عدم استحکام اور معاشی نمو کے مسائل کے حل پر روشنی ڈالتی ہے۔ کلی معاشیات اہم ہے کیونکہ کلی معاشیاتی مسائل اہم ہیں۔ کلی معاشیاتی مسائل جیسے بے روزگاری، مہنگائی، عدم مساوات، نمو اور ترقی سے متعلق مسائل، BoP عدم توازن وغیرہ سب کے عوام کی فلاح و بہبود پر نمایاں اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس طرح ان سے انتہائی احتیاط سے نمٹا جاتا ہے۔ معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے جو پالیسیاں اختیار کی جاتی ہیں وہ ان مسائل سے نمٹنے کے لیے بہت ناگزیر ہیں اور کلی معاشیات ہمیں ان مسائل کو کسی حد تک سمجھنے اور حل کرنے کے قابل بناتی ہے۔

3.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا:

- مختلف کلی معاشیاتی مسائل کی تفصیل سے درجہ بندی کرسکتے ہیں۔
- کلی معاشیات کی اہمیت کا تجزیہ کرسکتے ہیں۔
- کلی معاشیات کی حدود کی نشاندہی کرسکتے ہیں۔
- مختلف معاشی پالیسیاں وضع کرنے میں کلی معاشیات کے کردار کی نشاندہی کرسکتے ہیں۔

3.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

معاشی نمو :Economic Growth- ممکنہ پیداوار کی مقدار میں اضافہ۔ ملک کی مجموعی پیداوار کا طویل مدتی رجحان، معاشرے کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ۔ اس کی پیمائش قومی آمدنی اور فی کس آمدنی میں اضافے کی سالانہ شرح

سے کی جاتی ہے۔

مہنگائی :Inflation-عام قیمتوں کی سطح میں مستقل اضافہ

جمود :Stagflation- جمود کی معیشت میں مہنگائی اور بے روز گاری کا بقائے باہمی۔ افراط زر کی صورت جس میں اشیا و خدمات کی متناسب طلب یا روز گار مہیّا نہ ہو۔

مالیاتی خسارہ :Fiscal Deficit-مالیاتی سال کے دوران (قرضوں کو چھوڑ) کل بجٹ وصولیوں کے مقابلے میں کل بجٹ اخراجات کی زیادتی

محاصل کا خسارہ :Revenue Deficit- حکومت کی کل محاصل آمدنی اور کل محاصل اخراجات کا فرق۔

بنیادی خسارہ :Primary Deficit-رواں سال کا مالیاتی خسارہ مائنس گزشتہ قرضوں پر سود کی ادائیگی

ادائیگیوں کا توازن :Balance of Payments-اکاؤنٹنگ سال میں ملک کے تمام افراد اور باقی دنیا کے درمیان تمام معاشی لین دین کا ایک منظم ریکارڈ۔

3.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. نمو کو امکانِ پیداوار خط کی ----- جانب منتقلی سے دکھایا جاتا ہے۔ (دائیں / بائیں)
2. کاروباری چکر کو تجارتی چکر بھی کہا جاتا ہے۔ (صحیح / غلط)
3. کاروباری چکر کے مختلف مراحل ہیں:
   (a) تیزی (b) کساد بازاری
   (c) ڈپریشن (d) مندرجہ بالا سب
4. عام قیمت کی سطح میں مستقل اضافے کے کو------ کہتے ہیں۔ (افراطِ زر / تفریطِ زر)
5. -------وہ تمام افراد ہیں جو کام کرنے کو تیار ہیں لیکن انہیں ملازمت نہیں ملتی۔
6. --------= کل محاصل اخراجات – کل محاصل وصولیاں (محاصل کا خسارہ / مالیاتی خسارہ)
7. --------= کل اخراجات – قرض کو چھوڑ کر کل وصولیاں۔ (محاصل کا خسارہ / مالیاتی خسارہ)
8. بنیادی خسارہ ہوتا ہے رواں سال کا مالیاتی خسارہ مائنس------ (بنیادی شعبے پر اخراجات / قرض پر سود کی ادائیگیاں)
9. ایک اکاؤنٹنگ سال میں ملک کے افراد اور باقی دنیا کے درمیان تمام معاشی لین دین کا ایک منظم ریکارڈ کہلاتا ہے:
   (a) ادائگیوں کا توازن (b) تجارت کا توازن

(c) اشیا کا توازن (d) فروخت کا توازن

10. اگر غربت کا اظہار کسی کی معاشی حالت کے لحاظ سے معاشی بہبود کی ایک خاص مطلق سطح کے حوالے سے کیا جاتا ہے، تو اسے کہتے ہیں:
(مطلق غربت / نسبتی غربت)

3.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. معاشی نمو سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2. تجارتی ادوار سے کیا مراد ہے؟
3. مطلق غربت اور نسبتی غربت میں فرق کریں۔
4. محاصل کے خسارے اور مالیاتی خسارے میں فرق کریں۔
5. کیا بے روزگاری ایک کلی معاشیاتی مسئلہ ہے؟ اپنا جواب ثابت کریں۔

3.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. معیشت کے بڑے کلی معاشیاتی مسائل پر تبادلہ خیال کریں۔
2. کلی معاشیات کی اہمیت کی وضاحت کریں۔
3. کلی معاشیات کی حدود بیان کریں۔

3.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory.*
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

بلاک II: قومی آمدنی کا حساب کتاب

اکائی 4: قومی آمدنی اور متعلقہ مجموعات

(National Income and Related Aggregates)

اکائی کے اجزا:

4.0 تمہید (Introduction)

4.1 قومی آمدنی (National Income)

4.1.1 آمدنی کے ملکی اور قومی تصورات (Domestic and National Concepts of Income)

4.1.2 آمدنی کے خام اور خالص تصورات (Gross and Net Concepts of Income)

4.1.3 بازار قیمت پر اور عاملی لاگت پر آمدنی (Income at Market Price and at Factor Cost)

4.1.4 قومی آمدنی سے متعلق مجموعات (Aggregates Related to National Income)

4.1.5 آمدنی کے دیگر تصورات (Other Concepts of Income)

4.2 کلیدی الفاظ (Keywords)

4.3 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.3.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

4.3.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

4.3.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

4.4 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for further Reading)

4.0 تمہید (Introduction)

قومی آمدنی (National Income) کلی معاشیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ قومی آمدنی کو معیشت کی صحت ماپنے کا اہم آلہ سمجھا جاتا ہے۔ ملک کی معاشی پالیسیوں مثلاً روزگار، آمدنی، صنعتی وزرعی پالیسیوں کی تشکیل کے لیے قومی آمدنی کا درست تخمینہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ترقیاتی منصوبوں کی تشکیل کے لیے بھی قومی آمدنی کی جانکاری بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کا استعمال ملک میں

افراد کے مابین آمدنی کی تقسیم تخمینہ کرنے، آمدنی کی غیر مساوی تقسیم کی حد کا جائزہ لینے اور آمدنی کی مساوی تقسیم کو فروغ دینے سے متعلق پالیسیوں کی تشکیل میں بھی ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کی نمو کا تعین اس ملک کی قومی آمدنی میں اضافے سے کیا جاسکتا ہے۔ اس اکائی میں ہم قومی آمدنی کے تصور اور اس سے متعلق دیگر تصورات و مجموعات کا ذکر کریں گے۔

4.1 قومی آمدنی (National Income)

قومی آمدنی سے مراد کسی مالیاتی سال (Financial Year) کے دوران ملک میں تیار کردہ اشیا اور خدمات کی زری قدر (Money Value) ہے۔ اس طرح، یہ ایک سال کی مدت کے دوران کسی بھی ملک کی تمام معاشی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے اور پیسے یا زر کے لحاظ سے اس کی پیائش کی جاتی ہے۔ قومی آمدنی کے لیے قومی منافع (National Dividend)، قومی پیداوار (National Product) اور قومی اخراجات (National Expenditure) کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ قومی آمدنی ایک مقررہ مدت (یعنی ایک سال) میں معاشی سرگرمیوں سے کسی ملک کو حاصل ہونے والی مجموعی آمدنی کی قدر ہے۔ اس میں اجرت، سود، لگان اور منافع کی شکل میں تمام وسائل کو ادا کی جانے والی ادائیگیاں شامل ہیں۔ قومی آمدنی کے متعلق اہم مجموعات کی وضاحت سے پہلے چند بنیادی نکات کی وضاحت بر محل ہوگی۔

1. عاملی آمدنی (Factor Income)

عاملی آمدنی وہ ادائیگیاں ہیں جو پیداواری اکائیوں (فرموں) کی طرف سے گھرانوں (پیداوار کے عوامل کے مالکان) کو ان کی عاملی خدمات کے استعمال کے عوض ادا کی جاتی ہیں۔ موٹے طور پر عاملی آمدنی یا عاملی ادائیگیوں (Factor Payments) کو درج ذیل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1. اجرت و تنخواہ (Wages and Salaries) یا ملازمین کا معاوضہ (Compensation of Employees): یہ افراد کو پیداواری اکائیوں میں ملازمین کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔
2. کرایہ یا لگان (Rent): افراد کو ان کی زمین کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔
3. سود (Interest): افراد کو ان کے سرمایے کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔
4. منافع (Profit): آجر کو اس کی آجرانہ صلاحیت کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قومی آمدنی کے تخمینے میں، ہم صرف عاملی آمدنیوں کو شامل کرتے ہیں۔ انتقالی ادائگیوں (Transfer Payments) یا انتقالی آمدنیوں (Transfer Income) کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ انتقالی ادائگیاں وہ ادائیگیاں ہیں جو بلا عوض ادا کی جاتی ہیں۔ یہ وہ آمدنی ہے جو بنا کسی شے یا خدمت کے عوض حاصل ہوتی ہے۔ انتقالی ادائیگیاں افراد ایک دوسرے کو کرتے ہیں، حکومت افراد کو ادا کرتی ہے یا افراد حکومت کو ادا کرتے ہیں۔ انتقالی ادائیگیوں کے بہاؤ کی صورت میں اس کے مقابل اشیا و خدمات کا جریان نہیں ہوتا۔ مثلاً، جب آپ اپنے کسی دوست یا قریبی کو تحفہ دیتے ہیں یا غریبوں کو خیرات دیتے ہیں تو اس کے بدلے میں آپ کچھ وصول نہیں

کرتے۔ آپ کے لیے یہ انتقالی ادائیگیاں ہیں اور ان ادائیگیوں کو وصول کرنے والوں کے لیے یہ اُن کی انتقالی آمدنی ہے۔ اسی طرح، جب آپ حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں یا حکومت بوڑھوں کو وظیفہ ضعیف العمری (Old-Age Pension) ادا کرتی ہے تو یہ ادائیگیاں انتقالی ادائیگیاں ہیں۔

اوپر کی وضاحت سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں انتقالی ادائیگیوں کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ جہاں عاملی ادائیگیوں کے عوض میں اشیا و خدمات کی پیداوار یا ان کی قدر میں اضافہ ہوتا ہے، انتقالی ادائیگیوں کی صورت میں نہ تو پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔

2. ملکی علاقہ (Domestic Territory)

عام زبان میں ملکی علاقے سے مراد ملک کے دائرہ اختیار میں جغرافیائی علاقے کو لیا جاتا ہے۔ لیکن قومی آمدنی کے تخمینے میں اس کو معاشی علاقے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جس کا دائرہ کار ملکی علاقے سے کہیں وسیع ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق، "معاشی علاقہ ایسا جغرافیائی علاقہ ہے جو حکومت کے زیرِ انتظام ہوتا ہے اور جس میں افراد، اشیا اور سرمایہ آزادانہ طور پر نقل و حرکت کرتے ہیں۔"[1]

کسی علاقے کے لیے معاشی حدود میں شامل ہونے کے لیے افراد، اشیا اور سرمایے کی آزادانہ نقل و حرکت اہم شرط ہے۔ لہٰذا ملک کی سیاسی سرحدوں کے وہ حصے جن میں افراد، اشیا و خدمات اور سرمایے کو آزادانہ گردش کی آزادی نہیں ہوتی انہیں معاشی علاقے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً، ہندوستان میں دوسرے ممالک کے سفارت خانے معاشی علاقے میں شامل نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ ہندوستانی حکومت کے زیر انتظام نہیں ہیں اور نہ ہی ہندوستانی افراد یا اشیا و خدمات کو ان میں آزادانہ نقل و حرکت کی سہولت حاصل ہے۔ ملکی علاقے میں درج ذیل کو شامل کیا جاتا ہے:

1. ملک کی سیاسی سرحدوں میں واقع علاقہ۔ اس میں سمندری حدود بھی شامل ہیں۔
2. ملک کے باشندوں کے زیر انتظام بحری جہاز اور ہوائی جہاز جو دو یا دو سے زیادہ ممالک کے درمیان کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستانی بحری جہاز جو برطانیہ اور پاکستان کے درمیان باقاعدگی سے چلتے ہیں یا روس اور جاپان کے درمیان ایئر انڈیا کے زیر انتظام مسافر طیارے ہندوستان کے ملکی علاقے کے حصے ہیں۔
3. بین الاقوامی پانیوں میں ماہی گیری کے جہاز، تیل اور قدرتی گیس نکالنے کے لیے نصب کیے گیے ڈھانچے وغیرہ جو ملک کے باشندوں کے زیر انتظام ہیں یا وہ علاقے جہاں ملک کو آپریشن کے خصوصی حقوق حاصل ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستانی ماہی گیروں کی بحر ہند کے بین الاقوامی پانیوں میں چلنے والی ماہی گیری کشتیاں ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ ہیں۔
4. بیرونِ ملک واقع ملک کے سفارت خانے، قونصل خانے اور فوجی ادارے۔ مثال کے طور پر، روس، امریکہ اور دیگر ممالک میں ہندوستانی سفارت خانے ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ ہیں۔ اسی طرح، ہندوستان میں واقع دوسرے ممالک جیسے جاپان، روس،

[1] https://unstats.un.org/unsd/nationalaccount/glossresults.asp?gID=126

امریکہ وغیرہ کے سفارت خانے ان ملکوں کے ملکی علاقوں کے حصے ہیں نہ کہ ہندوستان کے۔ اس طرح غیر ملکی حکومتوں کے زیر استعمال / زیر انتظام علاقے (جیسے سفارتخانے) ملک کے ملکی علاقوں میں شامل نہیں ہوں گے۔ اسی طرح بین الاقوامی تنظیموں کے دفاتر جو ملک کی جغرافیائی حدود میں واقع ہیں وہ بین الاقوامی علاقے کا حصہ ہیں اور ملک کے ملکی علاقوں میں ان کو شامل نہیں کیا جاتا۔

3. عام رہائشی (Normal Resident)

عام رہائشی ایسے شخص (یا ادارے) کو کہا جاتا ہے جو عام طور پر کسی ملک میں رہتا ہے اور جس کے معاشی مفاد کا مرکز اس ملک میں ہوتا ہے۔ اسے اس لیے عام رہائشی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے معاشی مفاد کے ملک میں رہتا ہے۔ اس طرح، ملک کے رہائشی کے متعلق درج ذیل نکات اہم ہیں:

1. وہ شخص یا ادارہ ملک میں جس کے قیام کی مدت کم از کم ایک سال یا اس سے زیادہ ہو، ملک کا رہائشی کہلائے گا۔ یہ شخص یا ادارہ ملک کا شہری (Citizen) بھی ہو سکتا ہے اور غیر ملکی (Foreigner) بھی۔
2. اس کا معاشی مفاد ملک میں ہو گا جب وہ اپنی معاشی سرگرمیاں (جیسے پیداوار، کمائی، خرچ، بچت) وغیرہ ملک میں سرانجام دیتا ہو۔
3. عالمی بینک، عالمی ادارہ صحت یا بین الاقوامی مالیاتی فنڈ جیسے بین الاقوامی ادارے اُس ملک کے باشندے نہیں مانے جاتے جس میں یہ تنظیمیں کام کرتی ہیں بلکہ انہیں بین الاقوامی علاقے کا رہائشی سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، اِن اداروں کے عملے کو اس ملک کا عام رہائشی سمجھا جاتا ہے جس میں بین الاقوامی ادارہ کام کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں واقع عالمی ادارہ صحت جیسا بین الاقوامی ادارہ ہندوستان کا عام رہائشی نہیں ہے لیکن ایک سال سے زیادہ عرصے سے اِس کے دفتر میں کام کرنے والے امریکیوں کو ہندوستان کا عام رہائشی کہا جائے گا۔
4. مقامی ملازمین جو اپنے ملک میں واقع غیر ملکی سفارت خانوں میں کام کرتے ہیں انہیں ملک کا عام رہائشی مانا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں واقع امریکی سفارت خانے میں کام کرنے والے ہندوستانی ہندوستان کے رہائشی ہوں گے۔
5. سرحد پار سے وہ مزدور جو صبح سرحد پار کر کے دوسرے ملک میں کام کرتے ہیں (جیسے ہندوستانی جو نیپال میں کام کرتے ہیں) اور شام کو واپس اپنے ملک آجاتے ہیں وہ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں جہاں وہ کام کرتے ہیں۔ جدول 4.1 میں ملک کے رہائشی اور غیر رہائشی کی کچھ مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

جدول 4.1: رہائشی اور غیر رہائشی کی مثالیں

رہائشی	غیر رہائشی
ہندوستان میں غیر ملکی سفارت خانوں میں کام کرنے والے ہندوستانی	کینیڈا اور جاپان میں ہندوستانی سفارت خانوں میں کام کرنے والے غیر ملکی
ہندوستان میں واقع عالمی ادارہ صحت میں کام کرنے والے ہندوستانی	ہندوستان میں واقع عالمی ادارہ صحت میں کام کرنے والے غیر ملکی
ہندوستان میں واقع بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے دفتر میں کام کرنے والے مقامی افراد	ہندوستان میں بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے دفتر کا جرمن ڈائریکٹر
دوسرے ممالک میں ہندوستان کے سفیر	ہندوستان میں دوسرے ممالک کے سفیر

ایک سال سے زائد عرصے سے ہندوستان میں رہنے والے غیر ملکی	ہندوستان میں ایک سال سے کم عرصے کے لیے کام کرنے والے غیر ملکی تکنیکی ماہرین

4.1.1 آمدنی کے ملکی اور قومی تصورات (Domestic and National Concepts of Income)

معاشیات میں آمدنی کی دو اصطلاحات، ملکی آمدنی اور قومی آمدنی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ملک کی آمدنی کی تعریف ملک کے علاقے اور رہائشی افراد کے تناظر میں بیان کی جاسکتی ہے۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ملک کی مجموعی آمدنی تمام عواملِ پیدائش کو ادا کیے گئے کل معاوضے یا کل عاملی آمدنی کے مساوی ہوتی ہے۔یعنی ملک کی مجموعی آمدنی اجرت (Wage)، سود (Interest)، لگان (Rent) اور منافع (Profit) کا حاصلِ جمع ہوتی ہے۔ ملکی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جسے ملک کے ملکی علاقے یا معاشی علاقے میں پیدا کیا یا کمایا جاتا ہے۔ اس طرح، ملکی آمدنی ملک کے رہائشی اور غیر رہائشی دونوں پیدا کر سکتے یا کما سکتے ہیں۔ اس کے برعکس قومی آمدنی اس آمدنی کو کہتے ہیں جو ملک کے عام رہائشی کماتے ہیں۔ اس طرح، قومی آمدنی کو ملک کے معاشی علاقے اور معاشی علاقے سے باہر دونوں جگہ سے کمایا جاسکتا ہے۔

ملکی آمدنی (Domestic Income)

جب ہم ملکی آمدنی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد ہوتی ہے ملک یا معیشت کے ملکی علاقے یا معاشی علاقے میں پیدا ہوئی کل آمدنی۔ یہ ایک مالیاتی سال کے دوران ملک کے معاشی علاقے میں واقع تمام پیداواری اکائیوں کی جانب سے پیدا شدہ کل عاملی آمدنی کی مجموعی رقم یا مقدار ہے۔ ملکی آمدنی کے لیے اہم نکتہ یہ ہے کہ عاملی آمدنی ملک کے معاشی علاقے میں پیدا ہونی چاہیے قطع نظر اس کے کہ اس آمدنی کے پیدا کار ملک کے عام رہائشی ہیں یا غیر رہائشی۔ آپ جانتے ہیں کہ ملکی علاقے میں، رہائشی اور غیر رہائشی دونوں رہائش پذیر ہوتے ہیں لہٰذا ملکی آمدنی میں دونوں کی عاملی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کئی غیر رہائشی کمپنیاں اور غیر ملکی بینک ہندوستان کے معاشی علاقے میں کام کرتے ہیں۔ ان کی آمدنی ہندوستان کی ملکی آمدنی میں شامل ہوگی۔ اس طرح ملکی آمدنی ایک علاقائی تصور ہے کیونکہ اس کی وضاحت ملکی علاقے یا معاشی علاقے کے حوالے سے کی جاتی ہے۔

قومی آمدنی (National Income)

قومی آمدنی مالیاتی سال کے دوران ملک کے عام رہائشیوں کی کمائی گئی عاملی آمدنی کی مجموعی رقم ہے۔ واضح رہے کہ قومی آمدنی میں ملک کے اندر اور ملک کے باہر عام باشندوں کی کمائی گئی عاملی آمدنی شامل ہوتی ہے۔ قومی آمدنی ایک قومی تصور ہے کیونکہ اس میں ملک کے عام رہائشی افراد کی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ آمدنی ملک کے ملکی علاقے میں کماتے ہیں یا بیرونِ ملک کماتے ہیں۔

دونوں قسم کی آمدنیوں میں مزید فرق واضح کرنے کے لیے درج ذیل مثالوں پر غور کریں۔

1. ہندوستان میں جاپانی سفارت خانے میں کام کرنے والے ہندوستانی ملازمین کی تنخواہ قومی آمدنی کا حصہ ہوگی، ملکی آمدنی میں اس کا شمار نہیں ہوگا۔ اس آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازمین ہندوستان کے رہائشی ہیں۔ تاہم، اس آمدنی کو ہندوستان کی ملکی

آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ جاپانی سفارت خانہ ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ نہیں ہے۔

2. انگلینڈ میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا (ایس بی آئی) کی ایک شاخ کا منافع قومی آمدنی کا حصہ ہو گا، ملکی آمدنی میں اس منافع کو شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ بیرون ملک سے ہندوستان کے رہائشی کو ملنے والی عاملی آمدنی کا حصہ ہے۔ واضح رہے کہ انگلینڈ میں ایس بی آئی برانچ ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ نہیں ہے۔

3. ہندوستان میں غیر رہائشی کی ملکیت والی کمپنی کو ملنے والا منافع ملکی آمدنی کا حصہ ہو گی کیونکہ یہ کمپنی ہندوستان کے ملکی علاقے میں ہے اور یہ منافع ہندوستان میں کمایا گیا ہے۔ یہ منافع قومی آمدنی میں شامل نہیں ہو گا کیونکہ اس آمدنی کو کمانے والا ہندوستان کا رہائشی نہیں ہے۔ اسے ملکی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ منافع ہندوستان کے ملکی علاقے میں وصول کیا جاتا ہے۔ تاہم، اسے قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ہندوستان کے غیر رہائشی کو ادا کی جانے والی عاملی آمدنی کا حصہ ہے۔

4. ہندوستان میں غیر ملکی بینک کی شاخ کو ملنے والا منافع ہندوستان کی ملکی آمدنی میں شامل ہو گا کیونکہ یہ منافع ہندوستان کے ملکی علاقے میں کمایا جاتا ہے۔ تاہم، اسے قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ہندوستان کے غیر رہائشی (غیر ملکی بینک ہندوستان کا رہائشی نہیں ہے) کو ادا کی جانے والی عاملی آمدنی کا حصہ ہے۔

ملکی آمدنی کو قومی آمدنی میں تبدیل کرنا (Conversion of Domestic Income to National Income)

اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ملکی آمدنی مالیاتی سال میں ملک کے ملکی علاقے میں کمائی گئی عاملی آمدنی ہے۔ اس میں رہائشی اور غیر رہائشی دونوں کی عاملی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ملکی آمدنی میں رہائشی اور غیر رہائشی دونوں کی عاملی آمدنی جسے ملک میں حاصل کیا گیا ہو کو شامل کیا جاتا ہے جبکہ ملک کے رہائشیوں کے ذریعے بیرونِ ملک میں کمائی گئی آمدنی کو شامل نہیں کیا جاتا۔ اس طرح، ملکی آمدنی کو قومی آمدنی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جب ہم ملکی آمدنی میں سے عاملی آمدنی کا وہ حصہ نکال دیں جسے ملک میں غیر رہائشی افراد نے کمایا ہے اور اس عاملی آمدنی کو جوڑ دیں جسے ملک کے رہائشی افراد نے ملک کے باہر کمایا ہے۔ ریاضیاتی طور پر

قومی آمدنی = ملکی آمدنی + ملک کے رہائشی افراد کی بیرونِ ملک میں کمائی گئی عاملی آمدنی − ملک میں غیر رہائشی افراد کی کمائی گئی عاملی آمدنی

$$\begin{aligned} &National\ Income \\ &= Domestic\ Income + Factor\ Income\ from\ Abroad \\ &- Factor\ Income\ to\ Abroad \end{aligned}$$

$$\begin{aligned} &National\ Income \\ &= Domestic\ Income - Net\ Factor\ Income\ from\ Abroad \end{aligned}$$

درج بالا مساوات میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اصطلاح بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی (Net Factor Income from Abroad−NFI_A) قومی آمدنی اور ملکی آمدنی میں فرق کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ NFI_A بیرون ملک سے موصول ہونے والی عاملی آمدنی اور بیرون ملک کو ادا کی جانے والی عاملی آمدنی کے درمیان فرق ہے۔ دوسرے لفظوں میں بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی

(NFI_A) ملک کے رہائشیوں کی بیرون ملک میں کمائی گئی عاملی آمدنی اور اس ملک کے ملکی علاقے میں غیر رہائشیوں کی کمائی گئی عاملی آمدنی کے درمیان فرق ہے۔ ریاضیاتی طور پر:

$$NFI_A = Factor\ income\ by\ residents\ from\ abroad - Factor\ income\ by\ non\ residents\ in\ domestic\ territory$$

ملک کے عام رہائشی نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی عاملی آمدنی کماتے ہیں۔ اسی طرح غیر رہائشی بھی ملک میں عاملی آمدنی کماتے ہیں۔ ذیل میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔

اجرت و تنخواہ یا ملازمین کا معاوضہ (Wages & Salaries or Compensation of Employees): محنت سے آمدنی دوسرے ممالک کے گھریلو علاقوں میں کام کرنے سے حاصل کی جاسکتی ہے جس سے اجرت اور تنخواہ (یا ملازمین کا معاوضہ) کمائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، فرض کریں کہ سال 21-2020 میں، ہندوستانی رہائشی سائنس دان، انجینئر، ڈاکٹر، ڈانسر، معمار، بڑھئی جو بیرون ملک ملازم تھے نے 50000 کروڑ روپے کی عاملی آمدنی حاصل کی جبکہ ہندوستان کے اندرونی علاقے میں کام کرنے والے غیر رہائشی کارکنوں کو بھی اسی طرح 40000 کروڑ روپے کی ادائیگی کی گئی۔ 10000 کروڑ روپے بیرون ملک سے ہندوستانی ملازمین کا خالص معاوضہ ہو گا۔

کاروبار اور جائداد سے آمدنی (Income from Property and Entrepreneurship): بیرون ملک سے جائیداد (جیسے عمارتوں، دکانوں، فیکٹریوں، مالیاتی اثاثوں جیسے بانڈز اور بیرونی ممالک میں حصص) کی ملکیت سے عاملی آمدنی کمائی جاتی ہے جس سے لگان اور سود حاصل ہوتا ہے۔ نیز، اشیا و خدمات کی پیداوار میں آجرانہ عمل سے منافع کمایا جاتا ہے۔ مثلاً، فرض کریں کہ سال 21-2020 میں، ہندوستان کے رہائشی جو عارضی طور پر بیرون ملک رہتے ہیں، لگان، سود اور منافع کی مد میں 20000 کروڑ روپے کماتے ہیں جبکہ ہندوستان میں غیر رہائشی 15000 کروڑ روپے کماتے ہیں۔ اس طرح بیرونِ ملک سے جائداد و آجرانہ عمل سے خالص عاملی آمدنی 5000 کروڑ روپے ہو گی۔

بچت کردہ آمدنی یا غیر تقسیم شدہ منافع (Retained Earnings or Undistributed Profit): غیر تقسیم شدہ منافع کمپنی کی آمدنی یا منافع کا وہ حصہ ہے جو مالیاتی سال میں حصہ داروں اور سرمایہ کاروں کو منافع کی صورت میں ادا نہیں کیا گیا ہو۔ اس کا مقصد کاروبار کو مزید فروغ دینا ہوتا ہے۔ کمپنی کو کاروبار کی توسیع کے لیے سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے اور غیر تقسیم شدہ سرمایے کا سستہ ذریعہ ہے۔ رہائشی کمپنیاں بیرونِ ملک سے کمایا گیا منافع کا کچھ حصہ غیر تقسیم شدہ منافع کی صورت میں رکھتی ہیں۔ اسی طرح غیر رہائشی فرمیں بھی ملک میں کمائے گئے منافع کا کچھ حصہ بچا کر رکھتی ہیں۔ مثلاً فرض کریں، سال 21-2020 میں بیرونِ ملک کام کرنے والی ہندوستانی فرموں نے 50000 کروڑ غیر تقسیم شدہ منافع رکھا۔ اسی طرح غیر رہائشی فرموں کا ہندوستان میں غیر تقسیم شدہ منافع 30000 کروڑ روپے تھا۔ اس طرح، بیرونِ ملک سے خالص بچت کردہ آمدنی 20000 کروڑ روپے ہو گی۔

لہٰذا، معیشت کو بیرونِ ملک سے حاصل ہونے والی کل خالص عاملی آمدنی 35000 (10000+5000+20000) ہو گی۔

4.1.2 آمدنی کے خام اور خالص تصورات (Gross and Net Concepts of Income)

آمدنی کو خام آمدنی اور خالص آمدنی کے تناظر میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ خام آمدنی اور خالص آمدنی میں فرسودگی (Depreciation) کا فرق ہے۔ خام آمدنی میں سے فرسودگی کو نکال کر خالص آمدنی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مقررہ اثاثے (جیسے پلانٹ اور مشینری) جب استعمال میں ہوتے ہیں تو عام ٹوٹ پھوٹ، اور حادثاتی نقصانات کی وجہ سے ان کی قدر میں کی آتی جاتی ہے۔ اسی طرح، جب ٹیکنالوجی میں تبدیلی یا طلب میں تبدیلی کی وجہ سے ان اثاثوں کو ترک کرنا پڑتا ہے تو یہ اثاثے متروک (یا فرسودہ) ہو جاتے ہیں اور ان کی قدر میں کمی آجاتی ہے۔ فرسودگی (Depreciation) ٹوٹ پھوٹ، حادثاتی نقصانات، یا متوقع متروک پن کی وجہ سے مستعمل مقررہ اثاثوں کی قدر کے نقصان یا قدر میں کمی کو کہتے ہیں۔ فرسودگی کے لیے مقررہ سرمایے کا صَرف (Consumption of Fixed Capital) کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ فرسودگی کی وجہ سے مقررہ اثاثوں کو کچھ مدت کے بعد تبدیل بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح، فرسودگی مجموعی آمدنی کا وہ حصہ جو موجودہ مقررہ سرمایے کے ذخیرے کو برقرار رکھنے کے لیے، ان کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔ خام آمدنی کو خالص آمدنی میں تبدیل کرنے کے لیے مجموعی آمدنی سے اس حصے کو منہا کر دیا جاتا ہے۔ لہذا:

$$Net\ Income = Gross\ Income - Depreciation$$
$$Net\ Doemstic\ Income = Gross\ Domestic\ Income - Depreciation$$
$$Net\ National\ Income = Gross\ National\ Income - Depreciation$$

اسی طرح

$$Gross\ Income = Net\ Income + Depreciation$$
$$Gross\ Doemstic\ Income = Net\ Domestic\ Income + Depreciation$$
$$Gross\ National\ Income = Net\ National\ Income + Depreciation$$

4.1.3 بازار قیمت پر اور عاملی لاگت پر آمدنی (Income at Market Price and at Factor Cost)

آمدنی کو بازار قیمت اور عاملی لاگت کے تناظر میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اشیاو خدمات کو جس قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے وہ ان کی بازار قیمت کہلاتی ہے۔ اس طرح جب بازار قیمت کے تناظر میں آمدنی کو بیان کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتی ہے ملک میں پیدا شدہ تمام اشیاو خدمات کی بازار قیمت میں قدر۔ مثلاً، فرض کریں ایک معیشت میں صرف دو اشیا X اور Y کو پیدا کیا جاتا ہے۔ X کی 10000 اکائی اور Y کی 2000 اکائیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ بازار میں X فی اکائی 5 روپے قیمت پر فروخت ہوتی ہے جبکہ Y فی اکائی 10 روپے پر فروخت ہوتی ہے۔ اس صورت میں ملک کی بازار قیمت پر آمدنی 70000 روپے ہو گی۔ عاملی لاگت پر آمدنی سے مراد ہے ملک کی کل اشیاو خدمات کی پیداوار میں استعمال کیے گئے عاملین پیدائش کو کی گئی ادائیگی۔ ایسی معیشت جس میں حکومت کا شعبہ نہیں ہوتا بازار قیمت پر آمدنی اور عاملی لاگت پر آمدنی یکساں اور ایک جیسی ہوتی ہے۔ حکومت کی موجودگی میں بازار قیمت پر آمدنی اور عاملی لاگت پر آمدنی میں فرق ہو سکتا ہے۔ اس کی وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

فرض کریں کہ ایک معیشت ہے جس میں صرف دو شعبے ہیں؛ پیداواری شعبہ اور گھریلو شعبہ۔ پیداواری شعبہ مثلاً فرم اشیا و خدمات کو پیدا کرتا ہے۔ ان کی پیداوار کے لیے وہ گھریلو شعبے سے عوامل پیدائش کو ملازمت دیتا ہے۔ پیداواری شعبہ ان عوامل پیدائش کو استعمال کرکے X اور Y کی پیداوار کرتا ہے جنہیں وہ بازار میں فروخت کرکے 70000 روپے کے مساوی وصولی (Revenue) وصول کرتا ہے۔ نوٹ کریں کہ معیشت میں حکومت کا شعبہ نہیں ہے لہذا اشیا و خدمات پر کسی قسم کا ٹیکس نافذ نہیں ہوتا اور نہ ان کی پیداوار پر کسی قسم کی حکومتی رعایت ملتی ہے۔ 70000 روپے بازار قیمت پر ملک کی آمدنی ہے کیونکہ اس کا تخمینہ بازار قیمت پر کیا گیا ہے۔

پیداکار ان اشیا و خدمات کی پیداوار میں استعمال کیے گئے عوامل پیدائش کو ادائیگی کرتا ہے۔ یعنی محنت کو اجرت، سرمایے کو سود، زمین کو لگان اور آجر کو منافع کی صورت میں ادائیگی کی جاتی ہے۔ اس طرح، 70000 روپے عوامل پیدائش میں اجرت، سود، لگان اور منافع کی حیثیت سے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح، فرم یا پیداکار کے نقطہ نظر سے 70000 روپے عاملی لاگت ہیں۔ ملک کی عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہو گی۔

اب فرض کریں کہ معیشت میں حکومت کا شعبہ بھی ہے۔ حکومت اشیا و خدمات کی پیداوار پر ٹیکس بھی عائد کرتی ہے اور رعایت یا سبسڈی بھی فراہم کرتی ہے۔ اشیا و خدمات پر عائد کردہ ٹیکس بالواسطہ محصول (Indirect Tax) کہلاتا ہے۔ اشیا پر ٹیکس عائد کرنے سے ان کی بازار قیمت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ سبسڈی بازار قیمت میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ اوپر ذکر کی گئی مثال کو لیں۔ معیشت کی عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہے۔ حکومت اس پر 10000 روپے کا ٹیکس عائد کرتی ہے۔ جس سے پیداکار اشیا کو بازار میں 80000 روپے پر فروخت کرے گا۔ ان کی فروخت سے اسے 80000 کی وصولی ہو گی جس میں سے 70000 روپے وہ عوامل پیدائش کو عاملی لاگت کے طور پر ادا کرے گا اور 10000 روپے حکومت کو ٹیکس کی مد میں دے گا۔ اس طرح ملک کی بازار قیمت پر آمدنی 80000 روپے ہو گی جبکہ عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہو گی۔

دوسری صورتِ حال فرض کریں۔ حکومت اشیا کی پیداوار پر 20000 روپے کی سبسڈی عطا کرتی ہے۔ جس سے پیداکار اشیا کی قیمت کم کرتا ہے اور یہ اشیا بازار میں 50000 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ غور کریں کہ ان اشیا کی پیداوار میں عاملی لاگت 70000 روپے تھی لیکن انہیں بازار میں 50000 روپے میں فروخت کیا گیا۔ بقایا 20000 روپے کی ادائیگی حکومت نے کی۔ اس صورت میں بھی ملک کی عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہو گی جبکہ بازار قیمت پر آمدنی 50000 روپے ہو گی۔

اس طرح بازار قیمت پر آمدنی اور عاملی لاگت پر آمدنی کے مابین فرق بالواسطہ ٹیکس اور سبسڈی کا ہو گا۔ اگر بازار قیمت پر آمدنی سے بالواسطہ محصول کو نکال دیں اور سبسڈی کو جوڑ دیں تو ہمیں عاملی لاگت پر آمدنی حاصل ہو گی۔ اسی طرح اگر عاملی لاگت پر آمدنی سے سبسڈی کو منہا کر دیں اور بالواسطہ محصول کو جوڑ دیں تو ہمیں بازار قیمت پر آمدنی حاصل ہو گی۔ علامتی طور پر:

$$Income\ at\ Factor\ Cost = Income\ at\ Market\ Price - Indirect\ Taxes + Subsidies$$

$$Income\ at\ Factor\ Cost = Income\ at\ Market\ Price - Net\ Indirect\ Taxes$$

جہاں،

$$Net\ Indirect\ Taxes = Indirect\ Taxes - Subsidies$$

اسی طرح،

$$Income\ at\ Market\ Price = Income\ at\ Factor\ Cost + Indirect\ Taxes - Subsidies$$

$$Income\ at\ Market\ Price = Income\ at\ Factor\ Cost + Net\ Indirect\ Taxes$$

4.1.4 قومی آمدنی سے متعلق مجموعات (Aggregates Related to National Income)

درج بالا مباحث کے بعد آیئے اب قومی آمدنی سے متعلق مختلف مجموعات کی جانب اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

1. **بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product at Market Price–GDP_{MP}):**

GDP_{MP} کسی مالیاتی سال میں ملک کے ملکی علاقے میں پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر کو کہتے ہیں۔

2. **بازار قیمت پر خالص ملکی پیداوار (Net Domestic Product at Market Price–NDP_{MP})**

NDP_{MP} کسی مالیاتی سال میں ملک کے ملکی علاقے میں پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر مائنس فرسودگی کو کہتے ہیں۔

$$NDP_{MP} = GDP_{MP} - Depreciation$$

3. **عاملی لاگت پر خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product at Factor Cost–GDP_{FC})**

GDP_{FC} کسی مالیاتی سال کے دوران ملک کے ملکی علاقے میں عوامل پیدائش کو وصول ہوئی کل عاملی آمدنیوں (اجرت، سود، لگان، منافع) مع فرسودگی کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

$$GDP_{FC} = Wage + Rent + Interest + Profit + Depreciation$$

4. **عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (Net Domestic Product at Factor Cost–NDP_{FC})**

NDP_{FC} کسی مالیاتی سال کے دوران ملک کے ملکی علاقے میں عوامل پیدائش کو وصول ہوئی کل عاملی آمدنیوں (اجرت، سود، لگان، منافع) کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

$$NDP_{FC} = Wage + Rent + Interest + Profit$$

5. **بازار قیمت پر خام قومی پیداوار (Gross National Product at Market Price–GNP_{MP})**

GNP_{MP} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں GNP_{MP} بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$GNP_{MP} = GDP_{MP} + NFI_A$$

6. بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار (Net National Product at Market Price-NNP_{MP})

NNP_{MP} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر مائنس فرسودگی کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں NNP_{MP} بازار قیمت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{MP}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (FNI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$NNP_{MP} = NDP_{MP} + NFI_A$$
$$NNP_{MP} = GDP_{MP} - Depreciation + NFI_A$$

7. عاملی لاگت پر خام قومی پیداوار (Gross National Product at Factor Cost-GNP_{FC})

GNP_{FC} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی عاملی لاگت پر قدر کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں GNP_{FC} عاملی لاگت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{FC}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (FNI_A) کا مجموعہ ہے۔

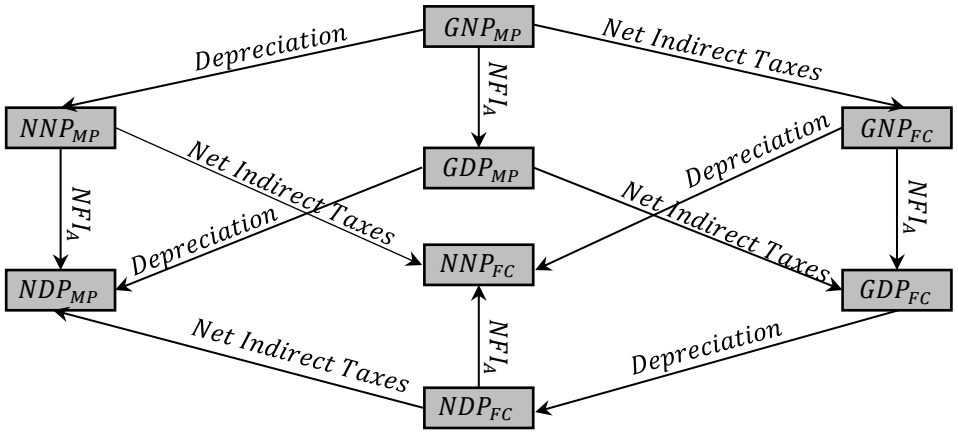
$$GNP_{FC} = GDP_{FC} + NFI_A$$

8. عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار (Net National Product at Factor Cost-NNP_{FC})

GNP_{FC} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی عاملی لاگت پر قدر مائنس سرسودگی کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں NNP_{FC} عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{FC}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (FNI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$NNP_{FC} = NDP_{FC} + NFI_A$$

عام رواج یہ ہے کہ عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار (NNP_{FC}) کو قومی آمدنی کہا جاتا ہے۔ اس طرح قومی آمدنی ملک کے رہائشیوں کے ذریعے کمائی گئی کل عاملی آمدنی کو کہتے ہیں۔ تصویر 4.1 میں آمدنی کے مختلف تصورات کے مابین تعلقات کی وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں تیر کے نشان کی طرف جاتے ہوئے تیر پر بنے تصور کو منہا کریں گے۔ تیر کی الٹی سمت جانے کے لیے تیر پر بنے تصور کو جوڑیں گے۔ مثال کے طور پر GNP_{MP} کو GNP_{FC} میں تبدیل کرنے کے لیے خالص بالواسطہ محصول (Net Indirect Taxes- NIT) کو منہا کریں گے۔ اس کے برعکس GNP_{FC} کو GNP_{MP} میں تبدیل کرنے کے لیے NIT کو جوڑا جائے گا۔ NDP_{FC} کو GNP_{MP} میں تبدیل



تصویر 4.1: قومی آمدنی کے مختلف تصورات کے مابین تعلق

کرنے کے لیے اس میں فرسودگی کو جوڑیں گے (جس سے GDP_{FC} حاصل ہو گا)، NFI_A کو جوڑیں گے (جس سے GNP_{FC} حاصل ہو گا) اور خالص بالواسطہ محصول کو جوڑیں گے۔ اس طرح ہمیں GNP_{MP} حاصل ہو گا۔ اسی طرح آپ ایک مجموعے سے دیگر مجموعات اخذ کر سکتے ہیں۔

4.1.5 آمدنی کے دیگر تصورات (Other Concepts of Income)

درج بالا کے علاوہ بھی آمدنی کے کچھ تصورات ہیں جن ہیں ذیل میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

1. ذاتی آمدنی (Personal Income)

ذاتی آمدنی تمام ذرائع سے تمام افراد کو ملنے والی کل آمدنی ہے۔ یہ ایک مخصوص مدت مثلاً مالیاتی سال کے دوران تمام افراد یا خاندانوں کو ملنے والی تمام آمدنیوں کا مجموعہ ہے۔ ذاتی آمدنی میں اجرت و تنخواہ، سود، لگان اور منافع شامل ہوتا ہے جو افراد حاصل کرتے ہیں۔ اس میں خود ملازم (Self Employed) افراد جیسے کسانوں، دکانداروں وغیرہ کی مخلوط آمدنی، اور سرکاری حکام سے افراد کو موصول ہونے والی انتقالی آمدنی مثلاً پنشن، بے روزگاری بھتہ وغیرہ شامل ہیں۔ ذاتی آمدنی میں وہ آمدنی شامل نہیں ہوتی جسے افراد کماتے تو ہیں لیکن وصول نہیں کرتے۔ مثلاً کمپنی کے غیر تقسیم شدہ منافع (Undistributed Profit) اور کارپوریٹ ٹیکس (Corporate Tax) کو ذاتی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیوں کہ افراد یہ آمدنی کماتے تو ہیں لیکن وصول نہیں کرتے۔ علامتی طور پر

$$\begin{aligned} &Personal\ income \\ &= National\ income - Income\ of\ govt\ sector - Corporate\ tax \\ &- Undistributed\ profit + transfer\ incomes \\ &= Domestic\ income - NDP_{FC}\ to\ government - Corporate\ tax \\ &- Undistributed\ profit + NFI_A + transfer\ incomes \end{aligned}$$

2. نجی آمدنی (Private Income)

نجی شعبے کو حاصل ہونے والی کل عاملی آمدنی اور انتقالی آمدنی کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ نجی شعبے میں کاروباری شعبہ اور گھریلو شعبہ شامل ہیں۔ اس طرح نجی آمدنی میں نجی شعبے کو حاصل ہونے والی کل عاملی آمدنی اور انتقالی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ نجی آمدنی میں نجی شعبے کو بیرونِ ملک سے وصول ہونے والی آمدنی بھی شامل ہو گی۔ علامتی طور پر

$$\begin{aligned} &Private\ Income \\ &= Income\ from\ NDP_{FC}\ to\ private\ sector + NFI_A \\ &+ All\ types\ of\ transfer\ incomes \\ &= NNP_{FC} - NDP_{FC}\ to\ Government + Transfer\ incomes \\ &= Personal\ income + corporate\ tax + Undistributed\ profit \end{aligned}$$

3. قابلِ تصرف آمدنی (Disposable Income)

قابل تصرف آمدنی وہ آمدنی ہے جسے فرد کو اپنی مرضی سے جس طرح چاہے استعمال کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ فرد

اپنی ذاتی آمدنی کو مکمل طور پر اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتا۔ اسے آمدنی کا کچھ حصہ انکم ٹیکس، نیشنل انشیورنس وغیرہ کے لیے دینا پڑتا ہے۔ جب ذاتی آمدنی میں سے تمام قسم کے لازمی واجبات نکال دیے جاتے ہیں تو ذاتی قابل تصرف آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

4. زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی (Nominal GDP and Real GDP)

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product) ملک میں پیدا کی گئیں تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر ہے۔ غور کریں کہ GDP کا حساب کرنے کے لیے اشیا و خدمات کی بازار قیمت کو استعمال کیا جاتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر معیشت میں اشیا و خدمات کی Q مقدار پیدا کی جاتی ہے اور ان کی قیمت P ہے تو معیشت کی GDP ہو گی۔

$$GDP = P \times Q$$

جب ہم زری GDP کی بات کرتے ہیں تو اس میں اشیا و خدمات کی موجودہ قیمت کو لیا جاتا ہے۔ زری GDP کا حساب کرنے کے لیے اشیا و خدمات کی اس سال کی قیمت کو استعمال کیا جاتا ہے جس سال میں ان اشیا و خدمات کو پیدا کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب ہم سال 20-2019 کی زری GDP کا تخمینہ کریں گے تو اس کے لیے اس سال میں پیدا کی گئی تمام اشیا و خدمات کو اس سال میں ان اشیا و خدمات کی قیمت سے ضرب دیں گے۔ لہذا، زری GDP ملک میں پیدا کی گئیں تمام اشیا و خدمات کی قدر ہے جسے موجودہ قیمت میں ماپا گیا ہو۔ ظاہری GDP کو موجودہ قیمت پر GDP بھی کہتے ہیں۔

ایسی صورت میں ملک کی GDP میں دو طرح سے یعنی اشیا و خدمات کی قیمت میں تبدیلی سے اور اشیا و خدمات کی مقدار میں تبدیلی سے اضافہ ہو سکتا ہے۔ درج بالا مساوات میں اگر Q میں اضافہ ہو گا تو GDP میں بھی اضافہ ہو گا۔ جس کا مطلب ہو گا کہ معیشت میں اشیا و خدمات کے جریان میں اضافہ ہوا ہے۔ معیشت میں افراد کو اشیا و خدمات کی زیادہ مقدار صرف کے لیے میسر ہے۔ لیکن اگر Q میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ P میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی ملک کی GDP میں اضافہ ہو گا۔ غور کریں کہ یہ اضافہ صرف ظاہری ہے۔ معیشت میں اشیا و خدمات کی مقدار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اس کو فریبِ زر (Money Illusion) کہا جاتا ہے۔ فریبِ زر افراد کا وہم ہے جس کے مطابق وہ یہ سمجھتے ہیں کہ زر کی قدر معین ہوتی ہے اور افراطِ زر کے اثرات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لوگ فریبِ زر کی وجہ سے افراطِ زر کی صورت میں زری آمدنی یا اجرت میں اضافے کو فلاح و بہبود میں اضافہ تصور کرتے ہیں جبکہ حقیقت میں ان کی فلاح و بہبود میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کو ایک سادہ مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر مزدوروں کی آمدنی میں 5 فیصد کا اضافہ ہوتا ہے تو وہ سوچ سکتے ہیں کہ ان کے معیار زندگی میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم، اگر افراط زر 7 فیصد ہے تو اشیا کی قیمتیں آمدنی کے مقابلے میں تیزی سے بڑھیں گی جس سے درحقیقت ان کے معیار زندگی میں کمی آئے گی (کیونکہ ان کی حقیقی آمدنی میں 2 فیصد کی کمی آئی ہے)۔ اس کے برعکس اگر مزدوروں کی آمدنی میں 1 فیصد کی کٹوتی جاتی ہے تو مزدور سوچ سکتے ہیں کہ ان کے معیار زندگی میں کمی آئی ہے۔ تاہم، اگر اشیا کی قیمتوں میں اصل میں 2 فیصد کی کمی ہوتی ہے تو ان کی زری آمدنی میں کمی کے باوجود بھی ان کی حقیقی آمدنی میں 1 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ زری آمدنی میں کمی کے باوجود بھی وہ پہلے کے مقابلے زیادہ اشیا و خدمات خرید سکتے ہیں۔ تاہم، یہ فوری طور پر افراد پر ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ پہلی نظر میں، لوگ تنخواہ میں 5 فیصد کے ظاہری اضافے کو 1 فیصد کی تنخواہ میں ظاہری کٹوتی کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

حقیقی جی ڈی پی تمام حتمی اشیا اور خدمات کی بازار قدر ہے جو کہ معیشت مالیاتی سال کے دوران پیدا کرتی ہے، جس کا تخمینہ منتخب کردہ بنیادی سال (Base Year) کی قیمتوں کا استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ بنیادی سال وہ سال ہوتا ہے جسے مختلف سالوں کی آمدنی کے موازنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ حقیقی جی ڈی پی کا حساب لگانے کے لیے، ہم اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ بنیادی سال کے بعد سے افراط زر کے ذریعے جی ڈی پی میں کتنی تبدیلی آئی ہے، اور اس تبدیلی کو جی ڈی پی سے نکال دیتے ہیں۔ حقیقی جی ڈی پی کو مستقل قیمت پر جی ڈی پی (GDP at Constant Prices) بھی کہتے ہیں۔ علامتی طور پر حقیقی جی ڈی پی کو ہم لکھ سکتے ہیں:

$$GDP = P_0 \times Q$$

جہاں، P_0 اشیا و خدمات کی بنیادی سال میں قیمت ہے اور Q موجودہ سال میں اشیا و خدمات کی مقدار ہے۔ درج بالا مساوات میں دیکھا جا سکتا ہے کہ GDP میں اضافہ صِرف مقدارِ پیداوار میں اضافے سے ہی ممکن ہو گا کیونکہ P_0 بنیادی سال کی قیمت ہے لہذا وہ متعین ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے فرض کریں ایک ایسی معیشت ہے جو صِرف دو اشیا کپڑا اور گیہوں پیدا کرتی ہے۔ جدول 4.2 میں مسلسل تین سالوں (2019، 2020 اور 2021) میں دونوں اشیا کی پیداوار کی مقدار اور قیمتوں کو دکھایا گیا ہے۔ ان اعداد و شمار کے مطابق سال 2019 میں جی ڈی پی 4000 روپے ہو گی، سال 2020 میں 7400 ہو گی اور سال 2021 میں 11400 ہو گی۔

جدول 4.2: زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی

سال	کپڑا		گیہوں	
	مقدار	قیمت	مقدار	قیمت
2019-20	200	10	100	20
2020-21	220	20	120	25
2021-22	230	30	150	30

اسی طرح ہم حقیقی جی ڈی پی کا بھی حساب کر سکتے ہیں۔ ہماری مثال میں، ہم سال 2019 کو بنیادی سال مانتے ہیں۔ اس طرح، کپڑے اور گیہوں کی قیمتیں بالترتیب 10 روپے اور 20 روپے رکھیں گے۔ ان قیمتوں کے ساتھ ہم حقیقی جی ڈی پی کا حساب کر سکتے ہیں۔ سال 2019 میں حقیقی جی ڈی پی 4000 روپے ہو گی۔ یہاں واضح رہے کہ بنیادی سال میں زری اور حقیقی جی ڈی پی ہمیشہ مساوی ہوتی ہیں۔ 2020 میں اصل جی ڈی پی 4600 روپے ہو گی (20*120 + 10*220)۔ اسی طرح سال 2021 میں حقیقی جی ڈی پی 5300 ہو گی (20*150 + 10*230)۔ زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی کا موازنہ کرنے پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حقیقی جی ڈی پی زری جی ڈی پی کی طرح زیادہ نہیں بڑھتی ہے۔

زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی سے ہم ضریبِ تعدیل جی ڈی پی (GDP Deflator) کا حساب کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہم زری جی ڈی پی کو حقیقی جی ڈی پی سے تقسیم کریں گے اور نتیجے کو 100 سے ضرب دیں گے۔

$$GDP\ Deflator = (Nominal\ GDP)/(Real\ GDP) \times 100$$

ہماری سابقہ مثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سال 2019 میں ضریب تعدیل 100 ہے، سال 2020 کا ضریب تعدیل 161 ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ سال 2019 کے مقابلے سال 2020 میں قیمتوں میں 61 فیصد کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح، سال 2021 میں ضریب تعدیل 215 ہے یعنی سال 2019 کے مقابلے سال 2021 میں اشیا کی قیمتوں میں 115 فیصد کا اضافہ ہوا۔

5. ممکنہ جی ڈی پی (Potential GDP)

ممکنہ جی ڈی پی سے مراد وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار ہے جو معیشت اپنے موجودہ معاشی وسائل کا مکمل استعمال کرتے ہوئے پیدا کر سکتی ہے۔ یہ معیشت کی طویل مدتی مجموعی رسد کی نمائندگی کرتی ہے۔ پیداوار کی اس سطح پر معیشت اپنے تمام وسائل کو مکمل طور پر بروئے کار لائے گی اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت ہوگی۔ حقیقی جی ڈی پی کی طرح، ممکنہ جی ڈی پی اشیا اور خدمات کی بازار قدر کی نمائندگی کرتی ہے، لیکن کسی ملک کی معاشی سرگرمی کی موجودہ حالت کی نمائندگی کرنے کے بجائے، ممکنہ جی ڈی پی پیداوار کی اُس اعلیٰ ترین سطح کا تخمینہ کرنے کی کوشش کرتی ہے جو معیشت ایک مدت کے دوران برقرار رکھ سکتی ہے۔ پیداواری عوامل اور ٹیکنالوجی کی مقدار اور معیار میں اضافے سے ممکنہ جی ڈی پی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ممکنہ جی ڈی پی کے لیے ممکنہ پیداوار (Potential Output)، پوری صلاحیت پر مجموعی پیداوار (Total Output at Full Capacity)، طویل مدتی پیداوار (Long-run Output)، یا مکمل ملازمت پر پیداوار (Output at Full Employment) وغیرہ اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ حقیقی جی ڈی پی اور ممکنہ جی ڈی پی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ممکنہ جی ڈی پی موجودہ معاشی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ممکنہ پیداوار کی قدر کی پیمائش کرتی ہے جبکہ حقیقی جی ڈی پی ایک مدت (ایک سہ ماہی یا ایک سال) میں پیدا ہونے والی اصل پیداوار کی قدر ہے۔

ممکنہ پیداوار ایک اہم تصور ہے۔ یہ اس کی پیمائش کرنے کے میں بہت مفید ہے کہ ایک معیشت کتنی اشیا اور خدمات پیدا کر سکتی ہے۔ حقیقی جی ڈی پی اور ممکنہ پیداوار کا موازنہ کرنے سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کیا موجودہ جی ڈی پی میں اضافہ ممکن ہے اور اس اضافے کا مہنگائی اور بے روزگاری پر کیا ممکنہ اثر پڑے گا۔ کساد بازاری کے دوران، حقیقی پیداوار پوری صلاحیت کی پیداوار سے کم ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ معیشت میں غیر مستعمل صلاحیت موجود ہوتی ہے جو عموماً کمزور طلب کی وجہ ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں، مرکزی بینک عام طور پر معاشی نمو کو تیز کرنے کے لیے توسیعی زری پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت مالیاتی پالیسی اقدام (مثلاً ٹیکس میں کمی اور اخراجات میں اضافہ) بھی استعمال کرتی ہے۔

اس کے برعکس، معاشی تیزی کے دوران، حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ مہنگائی کی صورت میں نکلتا ہے۔ قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور افراطِ زر میں اضافہ آمدنی میں اضافے سے زیادہ ہوتا ہے تو صارفین کی قوتِ خرید پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اس صورتِ حال میں مرکزی بینک سخت زری پالیسی اپناتے ہیں۔ حکومت ٹیکس میں اضافہ اور اخراجات میں کمی کرتی ہے۔

حقیقی جی ڈی پی اور ممکنہ جی ڈی پی کا فرق شگافِ پیداوار (Output Gap) کہلاتا ہے۔ اس طرح

$$Output\ Gap = Actual\ GDP - Potential\ GDP$$

اس کی پیمائش عموماً فیصد میں کی جاتی ہے جس کا فارمولا درج ذیل ہے۔

$$Output\ Gap = \frac{Actual\ GDP - Potential\ GDP}{Potential\ GDP} \times 100$$

اگر شگافِ پیداوار منفی ہو یعنی حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی سے کم ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اشیا اور خدمات کی طلب کم ہے۔ یہ اس

بات کی علامت ہے کہ معیشت مکمل روزگار پر نہیں ہے۔ اگر شگافِ پیداوار مثبت ہو یعنی حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی سے زیادہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ معیشت اپنی پائیدار حد سے زیادہ پیداوار کر رہی ہے، اور مجموعی طلب مجموعی رسد سے زیادہ ہے۔ اس صورت میں مہنگائی اور قیمتوں میں اضافے کا امکان ہو گا۔

4.2 کلیدی الفاظ (Keywords)

رہائشی :Resident- فرد یا ادارہ جو ایک سال سے ملک میں قیام پذیر ہو اور اس کا معاشی مفاد اس ملک میں ہو۔

ملکی آمدنی :Domestic Income- مخصوص مدت میں ملک میں کمائی گئی مجموعی عاملی آمدنی۔

قومی آمدنی :National Income- ملک کے رہائشی افراد کے ذریعے کمائی گئی مجموعی عاملی آمدنی۔

4.3 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.3.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. عموماً اس کے لیے قومی آمدنی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے:

(a) NDP_{FC} (b) NNP_{FC}

(c) NDP_{MP} (d) NNP_{MP}

2. ملکی پیداوار مساوی ہوتی ہے:

(a) قومی پیداوار $+ NFI_A$ (b) قومی پیداوار $- NFI_A$

(c) قومی پیداوار $\div NFI_A$ (d) قومی پیداوار $\times NFI_A$

3. عاملی لاگت پر آمدنی اور بازار قیمت پر آمدنی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا فرق ہوتا ہے۔

4. قومی آمدنی اور ملکی آمدنی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا فرق ہے۔

5. ۔۔۔۔۔۔۔۔ اشیا کی بازار قیمت میں اضافہ کرتا ہے

6. جب بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی منفی ہوتی ہے تو ملکی آمدنی قومی آمدنی کے مقابلے ۔۔۔۔۔ ہوتی ہے۔

7. قومی آمدنی میں صِرف رہائشی افراد کی عاملی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

8. انتقالی ادائگیوں کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

9. عالمی ادارہ صحت کے ہندوستان میں واقع دفتر میں کام کرنے والا ہندوستانی ہندوستان کا رہائشی ہے۔ (صحیح / غلط)

10. GDP Deflator افراطِ زر کی وجہ سے جی ڈی پی میں ہونے والے اضافے کو دکھاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

4.3.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں غیر ملکی بینک کی شاخ میں کام کرنے والے غیر ملکیوں کی آمدنی ہندوستان کی ملکی عاملی آمدنی کا حصہ کیوں ہے؟
2. ہندوستان میں امریکی سفارت خانے میں ایک سفیر اپنی ملازمت میں ایک سال سے زائد عرصے تک رہتا ہے۔ کیا اسے ہندوستان کا رہائشی مانا جائے گا؟
3. قومی آمدنی اور ملکی آمدنی میں فرق واضح کریں
4. اگر زری جی ڈی پی 3000 ہے اور جی ڈی پی ضریبِ تعدیل 125 ہے۔ حقیقی جی ڈی پی کا حساب کریں
5. ہندوستان میں ایک غیر رہائشی کمپنی کا کمایا منافع ہندوستان کی قومی آمدنی میں شامل ہوتا ہے۔ حق میں یا خلاف میں دلیل دیں۔

4.3.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار اور عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار کی وضاحت کریں۔ ان کے درمیان فرق واضح کریں۔
2. زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی کے مابین فرق کریں۔
3. ملک کے رہائشی اور غیر رہائشی کی وضاحت کریں۔ ان کے درمیان فرق بیان کریں۔

4.4 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2019). *Macroecnomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand Publishing.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 5: قومی آمدنی ماپنے کے طریقے: پیداوار طریقہ

(Methods of Measuring National Income: Output Method)

اکائی کے اجزا:

5.0 تمہید (Introduction)

5.1 مقاصد (Objectives)

5.2 آمدنی کا دائروی بہاؤ (Circular Flow of Income)

5.3 پیداوار طریقہ (Output Method)

5.3.1 طریقۂ قدر افزودہ سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Output Method)

5.3.2 مسئلہ شمارِ مضاعف (Problem of Double Counting)

5.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

5.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

5.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

5.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

5.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

5.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

5.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

5.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی کے لیے قومی پیداوار (National Product) اور قومی اخراجات (National Expenditure) کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں قومی آمدنی، قومی پیداوار اور قومی اخراجات مساوی ہوتے ہیں۔ اس کو ایک آسان مثال سے سمجھنے کے لیے فرض کریں کہ ایک سادہ معیشت میں دو شعبے ہیں؛ پیداواری شعبہ اور گھریلو شعبہ۔ پیداواری شعبہ اشیا و خدمات کو پیدا کرتا ہے اور گھریلو شعبے کو فروخت کرتا ہے۔ گھریلو شعبہ عاملی خدمات پیداواری شعبے کو فراہم کرتا

ہے اور اس سے اشیا و خدمات کو خرید تا ہے۔ فرض کریں کہ پیداواری شعبہ گھریلو شعبے سے عاملی خدمات حاصل کرتا ہے اور 100 روپے کی اشیا پیدا کرتا ہے۔ یہ 100 روپے، معیشت کی مجموعی پیداوار ہو گی۔ چونکہ پیداواری شعبے نے گھریلو شعبے سے عوامل کی خدمات کو حاصل کیا لہذا اس کے عوض اسے ادائیگی کرنی ہو گی۔ پیداواری شعبہ گھریلو شعبے کو 100 روپے کی ادائیگی کرے گا۔ یہ ادائیگیاں پیداواری شعبے کے اخراجات اور گھریلو شعبے کی آمدنی ہوں گی۔ اس طرح معیشت کی آمدنی بھی 100 روپے ہو گی۔ گھریلو شعبہ 100 روپے کی اس آمدنی کو پیداواری شعبے کی پیدا کردہ اشیا کی خرید پر خرچ کرے گا جو پیداواری شعبے کی آمدنی ہو گی اور گھریلو شعبے کے اخراجات ہوں گے۔ اس طرح معیشت کے اخراجات بھی 100 روپے ہوں گے۔ اس مثال سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ معیشت کی قومی پیداوار، قومی آمدنی اور قومی اخراجات مساوی ہوتے ہیں۔ علامتی زبان میں:

$$National\ Income = National\ Product = National\ Expenditure$$

اس طرح، قومی آمدنی کو تین مختلف زاویوں سے دیکھا جا سکتا ہے؛ معیشت میں قدر کے اضافے کا حاصل جمع، معیشت میں کمائی گئی کل آمدنی کا حاصل جمع اور حتمی اشیا و خدمات پر کیے گئے کل اخراجات۔ اسی مناسبت سے قومی آمدنی کو ماپنے کے بھی تین اہم طریقے ہیں۔ اس اکائی میں پیداوار طریقے پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آمدنی کے دائروی بہاؤ کی وضاحت کرنا۔
- پیداوار طریقے سے قومی آمدنی ماپنے کی وضاحت کرنا۔
- پیداوار طریقے سے آمدنی ماپنے میں ضروری احتیاط بیان کرنا۔
- مسئلہ شمار مضاعف کی وضاحت کرنا۔

5.2 آمدنی کا دائروی بہاؤ (Circular Flow of Income)

جدید معیشت نقدی معیشت ہے جس میں اشیا و خدمات کے تبادلے کے لیے زر کا استعمال ہوتا ہے۔ آمدنی کا دائروی بہاؤ ایسا معاشی ماڈل ہے جو یہ بتاتا ہے کہ کس طرح اشیا اور خدمات کی پیداوار، تقسیم اور صَرف میں زر کا تبادلہ دائروی انداز میں پیداکاروں سے صارفین کو اور صارفین سے واپس پیداکاروں کو ہوتا ہے۔ اس میں دکھایا جاتا ہے کہ کس طرح اشیا اور خدمات، آمدنی اور اخراجات کا معیشت میں بہاؤ ہوتا ہے۔ آمدنی کا دائروی بہاؤ معاشیات میں ایک اہم تصور ہے کیونکہ یہ ان لین دین کی بنیاد کو بیان کرتا ہے جن سے معیشت بنتی ہے۔ آمدنی اور اخراجات کے دائروی بہاؤ کی وضاحت تین قسم کی معیشت میں کی جا سکتی ہے؛ دو سیکٹر معیشت، تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت۔ ایک سادہ بند معیشت میں آمدنی کے دائروی بہاؤ کے عموماً 3 مراحل ہوتے ہیں۔

پیداوار کا مرحلہ: یہ بنیادی طور پر مصنوعات یا آمدنی پیدا کرنے سے متعلق ہے۔

آمدنی کا مرحلہ: اس مرحلے میں عاملی آمدنی جیسے لگان، اجرت، سود اور منافع کی پیداواری اکائیوں سے گھرانوں کو منتقلی شامل ہے۔

اخراجات کا مرحلہ: اس مرحلے میں، پیداواری عوامل کے ذریعے پیدا شدہ آمدنی پیداواری اکائیوں کے ذریعے پیدا شدہ اشیا کی خرید پر خرچ کی جاتی ہے۔

عموماً بہاؤ دو قسم کے ہوتے ہیں: حقیقی بہاؤ (Real Flow) اور زری بہاؤ (Money Flow)۔ حقیقی بہاؤ میں گھرانوں سے پیداواری اکائیوں کو عواملی خدمات کی منتقلی کو دکھایا جاتا ہے اور پیداواری اکائیوں سے گھرانوں کو اشیا و خدمات کی منتقلی کو دکھایا جاتا ہے۔ زری بہاؤ میں گھرانوں سے پیداواری اکائیوں کو (عاملی معاوضے کی صورت میں) اور پیداواری اکائیوں سے گھرانوں کو (اشیا و خدمات کے عوض ادائیگیوں کی صورت میں) زر کی منتقلی کو دکھایا جاتا ہے۔

1. دو سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ (Circular Flow of Income in Two Sector Economy)

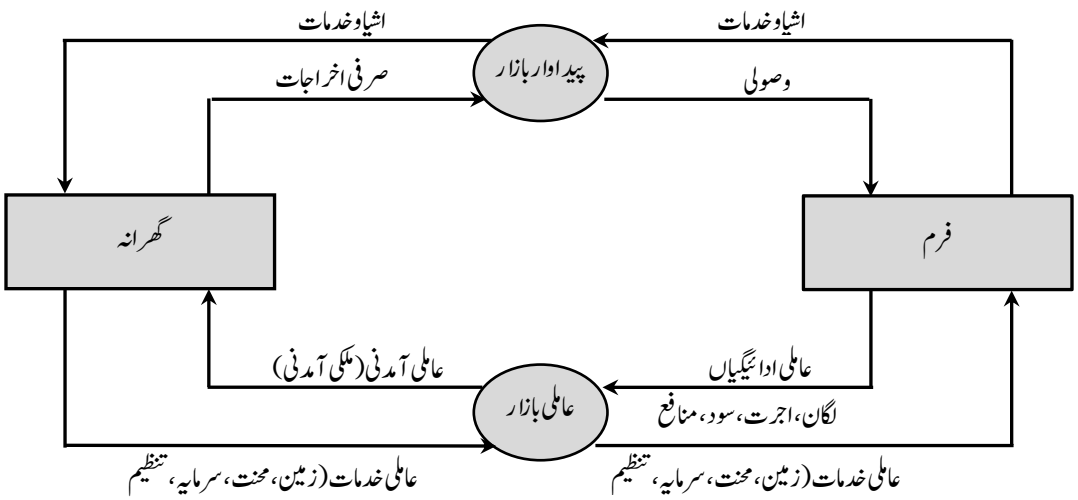
آیئے آمدنی کے دائروی بہاؤ کی وضاحت ایک ایسی سادہ معیشت کے پسِ منظر میں کریں جس میں صرف دو شعبے ہیں، گھریلو شعبہ اور پیداواری شعبہ یا فرم۔ اس معیشت میں حکومت کوئی کردار ادا نہیں کرتی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بند معیشت ہے یعنی اس میں درآمدات و برآمدات نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ بھی فرض کریں کہ گھریلو شعبہ پس اندازی نہیں کرتا بلکہ تمام آمدنی کو اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کر دیتا ہے اور نہ ہی پیداواری فرم سرمایہ کاری کرتی ہے۔ ایسی معیشت میں دو قسم کے بازار ہوتے ہیں؛ پیداوار بازار اور عاملی بازار۔

گھریلو شعبہ اشیا اور خدمات کا واحد خریدار ہوتا ہے، اور پیداوار کے عوامل، یعنی زمین، محنت، سرمایے اور تنظیم کا واحد فراہم کنندہ ہوتا ہے۔ یہ اپنی پوری آمدنی پیداواری شعبے کے ذریعے تیار کردہ اشیا اور خدمات کی خریداری پر خرچ کرتا ہے۔ چونکہ گھریلو شعبہ تمام آمدنی اشیا اور خدمات کی خرید پر خرچ کرتا ہے، اس لیے اس معیشت میں نہ کوئی بچت ہوتی ہے اور نہ ہی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ گھریلو شعبہ اپنے پیداواری عوامل فراہم کرکے کاروباری شعبے سے آمدنی حاصل کرتا ہے۔ پیداواری شعبہ یا تجارتی شعبہ اشیا اور خدمات کا واحد پیداکار اور فراہم کنندہ ہوتا ہے۔ یہ شعبہ گھریلو شعبے کو اشیا اور خدمات فروخت کرکے آمدنی پیدا کرتا ہے۔ یہ پیداواری عوامل کی خدمات حاصل کرتا ہے، یعنی زمین، مزدوری، سرمایہ اور تنظیم، جو گھریلو شعبے کی ملکیت ہوتے ہیں۔ کاروباری شعبہ پوری پیداوار گھریلو شعبے کو فروخت کرتا ہے۔ لہٰذا، انوینٹری کا کوئی وجود نہیں ہوتا ہے۔ دو شعبوں کی معیشت میں اس طرح پیداوار اور فروخت برابر ہوتی ہیں۔ جب تک گھریلو شعبہ پیداواری شعبے سے اشیا اور خدمات کی خریداری میں پوری آمدنی صَرف کرتا رہے گا، آمدنی اور پیداوار کا دائروی بہاؤ قائم رہے گا۔ آیئے اس کو ایک سادہ مثال سے سمجھتے ہیں۔ فرض کریں کہ ایک سادہ معیشت میں گھریلو شعبہ اور ایک پیداواری فرم ہے جو آئس کریم بناتی اور فروخت کرتی ہے۔ آئس کریم بنانے کے لیے فرم کو دودھ، کارخانے کے لیے زمین، اور مزدوروں وغیرہ کی ضرورت ہوگی۔ جس گھر نے کارخانے کی تعمیر کے لیے زمین دی وہ گھر مالی معاوضہ یا کرایہ وصول کرے گا۔ اسی طرح، آئس کریم کون بنانے والے مزدوروں کو اجرت ادا کی جائے گی۔ آئس کریم کو اسٹور کرنے اور نقل و حمل کرنے والوں کو بھی معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ فرم کے ذریعے کی گئی یہ تمام مالی ادائیگیاں

گھریلو شعبے کی آمدنی ہوں گی۔ گھریلو شعبہ اس آمدنی کو آئس کریم کون خریدنے کے لیے استعمال کرے گا۔ اس عمل سے جو رقم فرم نے گھریلو شعبے کو ادا کی تھی واپس اسے مل جائے گی اور آمدنی کا دائروی بہاؤ مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح فرم سیکٹر اشیا اور خدمات کی پیداوار کے لیے گھرانوں سے (جو پیداواری عوامل زمین، محنت، سرمایے اور تنظیم کے مالک ہوتے ہیں) عاملی خدمات حاصل کرتا ہے اور انہیں زر کی صورت میں معاوضہ ادا کرتا ہے۔ پیداواری عوامل کے لیے یہ معاوضے عاملی آمدنی (لگان، اجرت، سود، منافع) ہوں گے۔ اس طرح زری آمدنی فرم سیکٹر سے گھرانوں تک پہنچتی ہے۔ اس زر سے گھرانے فرموں سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیدا شدہ اشیا اور خدمات خریدتے ہیں، یہی رقم گھرانوں سے فرم سیکٹر کو فروخت کی وصولی کی صورت میں واپس آجاتی ہے۔ واضح طور پر ایک فرد کا (یا شعبے کا) خرچ دوسرے فرد کی (یا شعبے کی) آمدنی ہے۔ اس طرح فرموں سے گھرانوں کو اور گھرانوں سے فرموں کو آمدنی کی منتقلی آمدنی کے دائروی بہاؤ کا سبب بنتی ہے۔

تصویر 5.1 میں دو سیکٹر معیشت میں آمدنی کے دائروی بہاؤ کو دکھایا گیا ہے۔ حقیقی بہاؤ کو باہری دائرے سے دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے مطابق زمین، محنت، سرمایہ اور آجر کی خدمات فرم کو جاتی ہیں۔ عاملی بازار میں فرم یہ خدمات گھرانے سے عاملی ادائیگیوں (لگان، اجرت، سود، منافع) کے عوض وصول کرتی ہے۔ فرموں کی طرف سے کی گئی عاملی ادائیگیاں گھرانے کے لیے عاملی آمدنی ہو گی۔ دو سیکٹر معیشت میں کل عاملی آمدنی ملکی آمدنی کے مساوی ہو گی۔

گھرانے اس عاملی آمدنی کو مصنوعات کی خرید پر خرچ کریں گے اور فرم سے اشیا و خدمات وصول کریں گے۔ ان اشیا کے عوض وہ فرم کو ادائیگی کریں گے۔ گھرانوں کے اشیا و خدمات کی خرید پر کیے گئے اخراجات صَرفی اخراجات ہوں گے جو فرم کی آمدنی یا کل وصولی ہو گی۔ اس طرح زر کاروباری فرموں سے گھرانوں کی طرف عاملی ادائیگی کے طور پر جاتی ہے اور پھر گھرانوں سے واپس فرموں کو وصولی کی صورت میں آجاتی ہے۔ زر یا آمدنی کا یہ دائروی بہاؤ ہفتہ بہ ہفتہ اور سال بہ سال غیر معینہ مدت تک جاری رہتا ہے۔ تاہم یہ محلِ نظر رہے آمدنی کا یہ بہاؤ حجم میں ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا۔ کساد بازاری کے زمانے میں آمدنی کا بہاؤ سکڑ جاتا ہے جب کہ تیز بازاری کے زمانے میں اس کا حجم زیادہ



تصویر 5.1: دو سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ

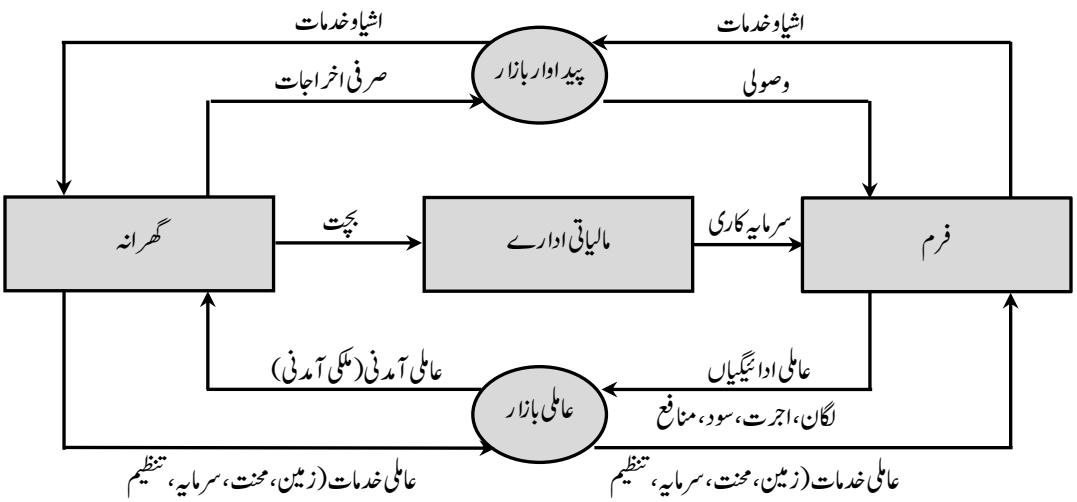
ہو جاتا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ زر کا بہاؤ قومی آمدنی کا ایک پیمانہ ہے اور اس لیے قومی آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ اس میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ کساد بازاری کے دور میں، جب قومی آمدنی کم ہو جاتی ہے، تو زر کے بہاؤ کا حجم بھی کم ہو جاتا ہے اور خوشحالی کے سالوں میں جب قومی آمدنی کی سطح کافی زیادہ ہوتی ہے، تو پیسے کا بہاؤ بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ غور کریں کہ اشیا و خدمات کا حقیقی بہاؤ زر یا آمدنی کے بہاؤ کے مخالف سمت میں جاتا ہے۔ دو سیکٹر معیشت جس میں سرمایہ کاری نہیں ہوتی، آمدنی کی مساوات درج ذیل ہو گی

$$Y = C$$

درج بالا تجزیہ بہت سے مفروضات پر مبنی تھا جس میں ایک تھا کہ گھرانے نہ تو پس اندزی کرتے ہیں اور نہ ہی فرمیں سرمایہ کاری کرتی ہیں۔ اس مفروضے کو ترک کرتے ہوئے آیئے ایسی دو سیکٹر معیشت میں آمدنی کے بہاؤ کا تجزیہ کریں جس میں بچت کاری اور سرمایہ کاری دونوں ہوتی ہیں۔

جب گھرانے پس اندازی کرتے ہیں تو اشیا و خدمات پر ان کے صَرفی اخراجات کم ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں فرم کو اشیا و خدمات کی فروخت کے عوض ملنے والی رقم کم ہو جاتی ہے۔ رقم کم ہونے پر فرم کم عوامل پیدائش کو روزگار دے گی جس سے عاملی آمدنی میں کمی ہو گی۔ عاملی آمدنی میں کمی ہونے سے اشیا و خدمات پر صَرفی اخراجات کم ہو جائیں گے۔ اس طرح پس اندازی صرفی اخراجات کو کم کرتی ہے اور مجموعی آمدنی میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اسی وجہ سے بچت کو آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ کہا جاتا ہے۔

اگر بچت کی صورت میں آمدنی کے بہاؤ سے ہوئے اس رساؤ کو واپس آمدنی کے بہاؤ میں لے آیا جائے تو آمدنی میں کمی نہیں ہو گی۔ آزاد بازار معیشتوں میں بینک، انشورنس کمپنیاں، مالیاتی گھر، اسٹاک مارکیٹ جیسے اداروں کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ یہ سب ادارے مل کر مالیاتی ادارے یا مالیاتی بازار کہلاتے ہیں۔ ان اداروں کا ایک اہم کام بچت کرنے والوں سے رقم وصول کرنا اور انہیں قرضوں کی صورت میں قرض خواہوں تک پہنچانا ہے۔ فرض کریں کہ گھریلو شعبہ اپنی تمام بچت کو ان مالیاتی اداروں میں جمع کرتا ہے۔ فرم مختلف وجوہات جیسے مشینوں کی خرید، پلانٹ کی توسیع وغیرہ جیسے مقاصد کے لیے سرمایہ کاری کرتی ہے۔ سرمایہ کاری کے اخراجات آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن



تصویر 5.2: بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ دو سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ

(Injection) کو دکھاتے ہیں۔ فرم کو سرمایہ کاری کے لیے قرض کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ مالیاتی بازار سے لیتی ہے۔اس طرح، بچت کی صورت میں جو رقم آمدنی کے بہاؤ سے نکل جاتی ہے وہ سرمایہ کاری کی صورت میں واپس آمدنی کے بہاؤ میں آجاتی ہے۔ بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ آمدنی کے بہاؤ کو تصویر 5.2 میں دکھایا گیا ہے جہاں درمیانی حصے میں مالیاتی بازار کی نمائندگی کرنے والا مستطیل بنایا گیا ہے۔بچت کا بہاؤ گھرانوں سے مالیاتی بازار کی طرف دکھایا گیا ہے اور سرمایہ کاری کے اخراجات کے بہاؤ کو مالیاتی بازار سے فرموں کی طرف دکھایا گیا ہے۔

آمدنی کے بہاؤ کے بلا خلل جاری رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آمدنی کے بہاؤ سے ہوا رساؤ آمدنی کے بہاؤ میں ہوئے انجکشن کے مساوی ہو۔لہذا، آمدنی کے مستقل بہاؤ کے لیے منصوبہ بند بچت (Planned Saving) منصوبہ بند سرمایہ کاری (Planned Investment) کے مساوی ہونی چاہیے۔ اگر منصوبہ بند سرمایہ کاری منصوبہ بند بچت سے کم ہو جاتی ہے تو پیداوار، آمدنی اور روزگار میں کمی آئے گی اور نتیجتاً آمدنی کا بہاؤ کم ہو جائے گا۔ اسی طرح منصوبہ بند بچت کے منصوبہ بند سرمایہ کاری سے زیادہ ہونے پر بھی پیداوار، آمدنی اور روزگار میں کمی آئے گی اور نتیجتاً آمدنی کا بہاؤ کم ہو جائے گا۔ اس طرح منصوبہ بند سرمایہ کاری میں کمی یا منصوبہ بند بچت میں اضافے کا اثر یکساں ہو گا،یعنی آمدنی، پیداوار، روزگار میں کمی اور نتیجتاً آمدنی کے بہاؤ میں کمی۔ اس کے برعکس اگر منصوبہ بند سرمایہ کاری منصوبہ بند بچت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو آمدنی، پیداوار اور روزگار میں اضافہ ہو گا اور نتیجتاً آمدنی کے بہاؤ میں وسعت آئے گی۔ مختصراً، آمدنی کا بہاؤ مستقل سطح پر اسی وقت جاری رہے گا جب منصوبہ بند بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہوں۔ اس طرح دو سیکٹر معیشت میں توازن کی مساوات ہو گی

$$Y = C + S \; and \; Y = C + I$$
$$C + S = C + I$$
$$S = I$$

اوپر ہم نے کہا کہ معیشت میں منصوبہ بند بچت اور منصوبہ بند سرمایہ کاری مختلف ہو سکتی ہیں اور اس کی وجہ سے آمدنی کے بہاؤ میں سکڑن یا توسیع ہو سکتی ہے۔ لیکن قومی آمدنی کے کھاتوں میں بچت اور سرمایہ کاری ہمیشہ مساوی ہوتی ہیں۔ اوپر ہم نے جس بچت اور سرمایہ کاری کا ذکر کیا وہ منصوبہ بند بچت اور منصوبہ بند سرمایہ کاری تھی۔ قومی آمدنی کے کھاتوں میں جس بچت اور سرمایہ کاری کو درج کیا جاتا ہے وہ حقیقی بچت اور حقیقی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ کسی بھی مدت مثال کے طور پر مالیاتی سال کے آغاز میں معیشت کے تمام گھرانے سال کے دوران جتنی بچت کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں یا ارادہ کرتے ہیں اسے منصوبہ بند بچت (Planned Saving) یا متوقع بچت (Ex Ante Saving) کہتے ہیں۔ منصوبہ بند بچت کو بچت تفاعل سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

کسی مدت مثال کے طور پر مالیاتی سال کے آغاز میں فرمیں سال کے دوران جو سرمایہ کاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں یا منصوبہ بناتی ہیں اسے منصوبہ بند سرمایہ کاری یا متوقع سرمایہ کاری کہتے ہیں۔ منصوبہ بند سرمایہ کاری کو سرمایہ کاری تفاعل سے دکھایا جا سکتا ہے۔

اس کے برعکس حقیقی بچت وہ بچت ہے جسے واقعی پس انداز کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حقیقی بچت وہ بچتیں ہیں جنہیں گھرانے اپنی آمدنی سے پس انداز کرتے ہیں۔ اسی طرح، حقیقی سرمایہ کاری وہ رقم ہے جس کی واقعی میں سرمایہ کاری کی گئی ہو۔ دوسرے لفظوں میں مالیاتی سال کے دوران پیداواری فرم جو سرمایہ کاری واقعی کرتی ہے اسے حقیقی سرمایہ کاری کہتے ہیں۔ منصوبہ بند بچت اور منصوبہ

بند سرمایہ کاری کی مقدار مختلف ہو سکتی ہے اور اسی کا معیشت کے توازن اور آمدنی کے بہاؤ پر اثر پڑتا ہے۔ لیکن حقیقی بچت اور حقیقی سرمایہ کاری جنہیں قومی آمدنی کے کھاتوں میں درج کیا جاتا ہے ہمیشہ مساوی ہوتی ہیں۔ اس کو درج ذیل طریقے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

دو سیکٹر معیشت کی مجموعی پیداوار کی قدر کل فروخت شدہ پیداوار کی قدر کے مساوی ہو گی۔ فروخت شدہ مجموعی پیداوار، صَرفی اخراجات (Consumption Expenditure) اور سرمایہ کاری اخراجات (Investment Expenditure) کے حاصل جمع کے مساوی ہو گی۔ اگر مجموعی پیداوار کا کچھ حصہ فروخت نہیں بھی ہوتا ہے تو وہ انوینٹری میں اضافے کا سبب بنتا ہے اور قومی آمدنی کے کھاتوں میں اسے سرمایہ کاری کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ غیر فروخت شدہ پیداوار فرم خود کو فروخت کر دیتی ہے۔ اس طرح

$$Y = C + I$$

جہاں، Y حقیقی آمدنی ہے، C حقیقی صرفی اخراجات ہیں اور I حقیقی سرمایہ کاری ہے۔ اگر قومی آمدنی کو دوسرے نقطہ نظر سے دیکھیں تو قومی آمدنی کو یا تو صرفی اخراجات میں لگایا جائے گا یا اسے پس انداز کر لیا جائے گا۔ یعنی

$$Y = C + S$$

درج بالا دونوں مساوات سے:

$$C + S = C + I$$

مساوات کا داہنی حصہ $(C + I)$ پیداشدہ اشیا اور خدمات پر مجموعی اخراجات یعنی مجموعی طلب کے اجزا کو ظاہر کرتا ہے جبکہ بایاں حصہ $(C + S)$ قومی آمدنی کی صرف اور بچت میں تخصیص کو دکھاتا ہے۔ اس طرح، مساوات ظاہر کرتی ہے کہ پیداشدہ یا فروخت شدہ پیداوار کی قدر موصول ہونے والی مجموعی آمدنی کے برابر ہو گی۔ یہ موصول ہونے والی آمدنی پیداشدہ اشیا اور خدمات پر خرچ کی جائے گی۔ مساوات کو مزید حل کرنے پر:

$$S = I$$

اس طرح، دو سیکٹر معیشت میں حقیقی بچت اور حقیقی سرمایہ کاری ہمیشہ مساوی ہوں گی۔

2. تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ (Circular Flow of Income in Three Sector Economy)

دائروی بہاؤ کے تین سیکٹر ماڈل میں حکومتی مداخلت کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس ماڈل میں بھی معیشت کو بند معیشت فرض کیا جاتا ہے جس میں آمدنی کے بہاؤ پر غیر ملکی سیکٹر کا اثر نہیں پڑتا۔ گھریلو شعبے اور پیداواری شعبے کی آمدنی اور اخراجات کے علاوہ اس میں حکومتی آمدنی اور اخراجات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ تین سیکٹر معیشت میں، سرکاری اخراجات (Government Expenditure) آمدنی کے دائروی بہاؤ میں انجکشن ہیں، جبکہ ٹیکس رساو ہے۔

آیئے پہلے، گھریلو شعبے اور حکومت کے درمیان آمدنی اور اخراجات کے بہاؤ پر غور کرتے ہیں۔ گھریلو شعبہ حکومت کو انکم ٹیکس اور کموڈٹی ٹیکس (Commodity Tax) وغیرہ ادا کرتا ہے۔ دوسری طرف، حکومت گھریلو سیکٹر کو مختلف فوائد اور خدمات جیسے پنشن فنڈز، ریلیف، بیماری بھتہ، صحت، تعلیم اور دیگر خدمات کی شکل میں ادائیگیاں بھی کرتی ہے۔ پیداواری شعبے اور حکومت کے درمیان آمدنی اور

اخراجات کا بہاؤ بھی اسی طرح کا ہے۔ کاروباری ادارے حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں، دوسری طرف حکومت سبسڈی فراہم کرتی ہے، انتقالی ادائیگیاں کرتی ہے، اوراشیاو خدمات کی خرید کے عوض ادائیگی کرتی ہے۔

گھریلو شعبے اور کاروباری شعبے کی طرف سے ادا کیے جانے والے ٹیکس آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ ہیں جن سے نہ صرف گھریلو شعبے کے صَرف اور بچت میں کمی آتی ہے بلکہ پیداواری شعبے کی سرمایہ کاری اور پیداوار میں بھی کمی آتی ہے۔ تاہم، حکومت گھریلو شعبے سے خدمات اور کاروباری شعبے سے اشیااور خدمات خرید کر آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن کرتی ہے۔ اگر حکومتی اخراجات حکومتی آمدنی یا ٹیکس کے مساوی ہو تو آمدنی کے دائروی بہاؤ میں توازن پیدا ہوتا ہے۔

حکومت اپنی آمدنی کا ایک حصہ مالیاتی بازار میں بحیثیت بچت جمع بھی کرتی ہے اور اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اس سے قرضے بھی لیتی ہے۔

اس طرح حکومتی شعبے کی شمولیت آمدنی کے دائروی بہاؤ کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ حکومتی شعبے کی شمولیت کے بعد معیشت کے مجموعی اخراجات (AE) میں صرفی اخراجات (C)، سرمایہ کاری کے اخراجات (I) اور حکومتی اخراجات (G) شامل ہوتے ہیں۔ لہذا:

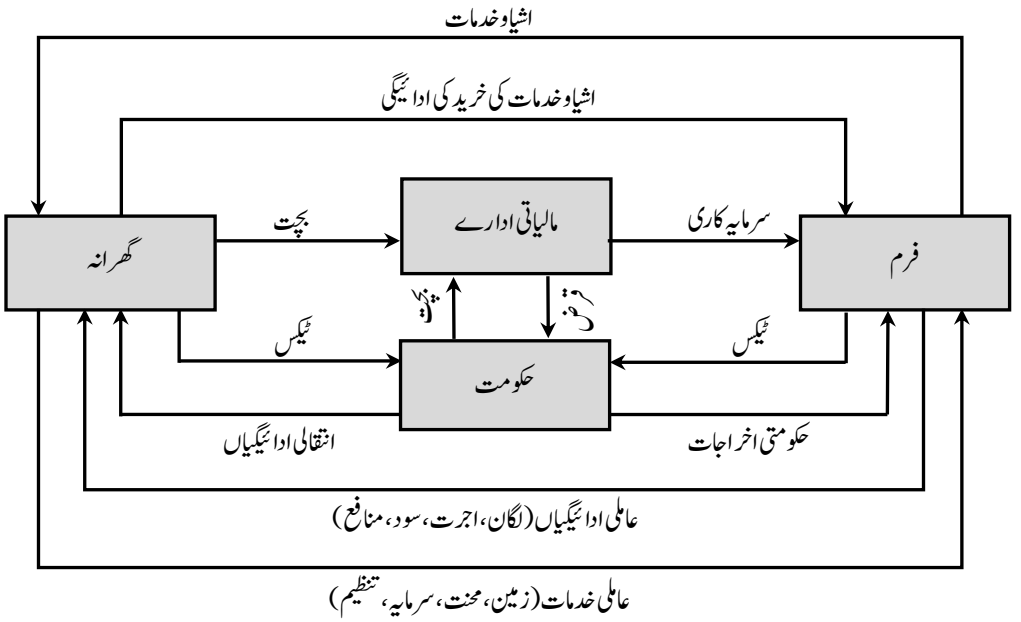
$$AE = C + I + G$$

اسی طرح، مجموعی آمدنی (Y) کو صَرف (C)، بچت (S) اور ٹیکس (T) کے لیے مختص کیا جاتا ہے۔ لہذا:

$$Y = C + S + T$$

چونکہ توازن کے لیے مجموعی اخراجات آمدنی کے مساوی ہونے چاہیے، لہذا:

$$AE = Y$$



تصویر 5.3 تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ

$$C + S + T = C + I + G$$
$$S + T = I + G$$

درج بالا مساوات میں بائیں طرف آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ ہیں جبکہ داہنی طرف آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن ہیں۔

تصویر 5.3 میں تین سیکٹر ماڈل میں آمدنی کے دائروی بہاؤ کا سادہ ماڈل دکھایا گیا ہے۔ ماڈل کو آسان رکھنے کے لیے ہم نے پیداوار بازار اور عالمی بازار کے خانوں کو نہیں دکھایا ہے۔

اگر حکومت ٹیکس کی صورت میں حاصل ہونے والی اپنی تمام آمدنی خرچ کر دیتی ہے، تو یہ انتقالی ادائیگیوں اور دیگر حکومتی اخراجات کی صورت میں گھریلو اور پیداواری شعبے میں واپس چلی جاتی ہے جس سے معیشت میں قومی آمدنی کا دائروی بہاؤ جاری رہتا ہے۔

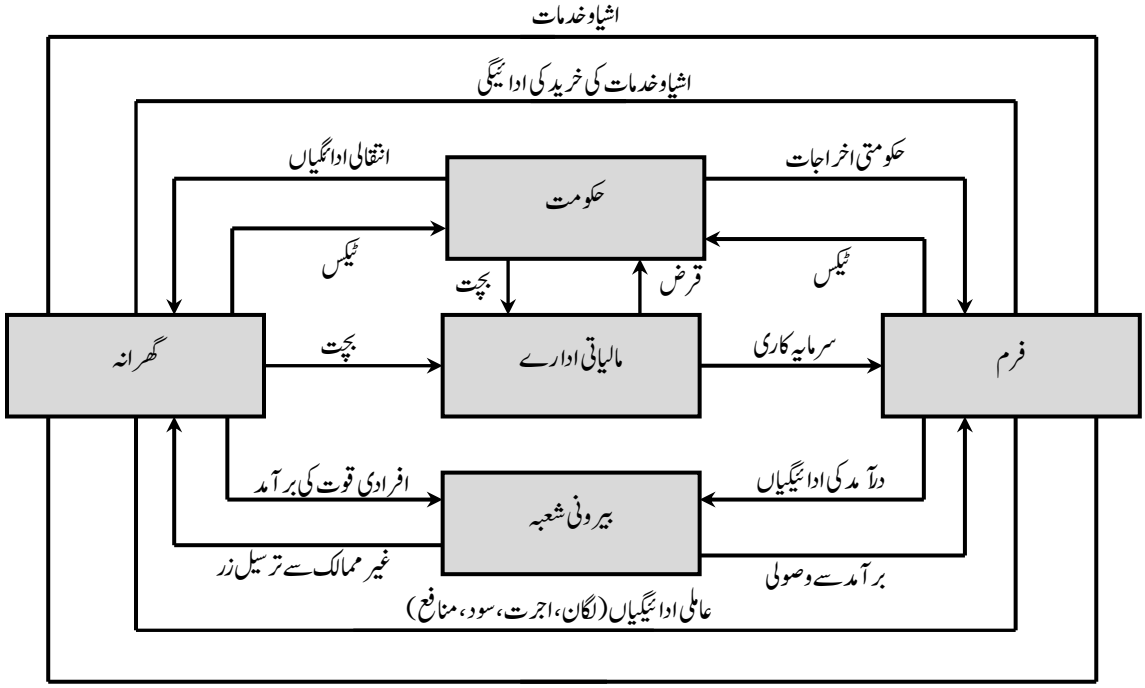
3. چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ (Circular Flow of Income in Four Sector Economy)

چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کے دائروی بہاؤ کا ماڈل آمدنی کے بہاؤ کی زیادہ حقیقت پسندانہ تصویر کشی کرتا ہے۔ چار سیکٹر ماڈل میں معیشت کھلی معیشت ہوتی ہے جس میں گھریلو شعبے، پیداواری شعبے اور حکومتی شعبے کے علاوہ بیرونی شعبہ یا غیر ملکی شعبہ بھی شامل ہوتا ہے۔ غیر ملکی شعبہ ملکی فرموں اور گھرانوں کو اشیا اور خدمات کی درآمد اور برآمد کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مالیاتی بازار سے قرض لیتا ہے اور قرض دیتا ہے۔ بیرونی شعبہ حکومتی شعبے سے بھی کاروباری تعلقات رکھتا ہے۔

غیر ملکی شعبے میں ملکی معیشت کی حدود سے باہر ہر کوئی (گھریلو شعبہ، پیداواری شعبے، اور حکومتیں وغیرہ) شامل ہے۔ یہ ملکی معیشت کی تیار کردہ برآمدات خریدتا ہے اور ملکی معیشت کی خریدی گئی درآمدات پیدا کرتا ہے، جنہیں عام طور پر خالص برآمدات (برآمدات مائنس درآمدات) میں ملایا جاتا ہے۔ چوتھے شعبے کی شمولیت، یعنی غیر ملکی سیکٹر یا "باقی دنیا" کے ساتھ لین دین قومی آمدنی کے تخمینے کو زیادہ حقیقت پسندانہ بناتا ہے۔ اس شعبے کی شمولیت سے معیشت کھلی معیشت بن جاتی ہے۔ "باقی دنیا" کے ساتھ لین دین میں اشیا اور خدمات کی درآمد اور برآمد، اور نئی غیر ملکی سرمایہ کاری شامل ہے۔ اگر برآمدات اور درآمدات مساوی ہوں تو توازنِ تجارت (Balance of Trade) قائم ہوتا ہے۔ لیکن عموماً، برآمدات اور درآمدات مساوی نہیں ہوتیں۔ اگر برآمدات کی قدر درآمدات کی قدر سے زیادہ ہوتی ہے تو معیشت کو تجارتی سرپلس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر درآمدات کی قدر ملک کی برآمدات کی قدر سے زیادہ ہو تو معیشت کو تجارتی خسارہ ہوتا ہے۔ تصویر 5.4 میں چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کے بہاؤ کو دکھایا گیا ہے۔ آسانی کے لیے فرض کیا گیا ہے کہ بیرونی شعبہ صرف کاروباری شعبے اور گھریلو شعبے سے تعامل کرتا ہے۔ بیرونی شعبے کا حکومتی شعبے اور مالیاتی بازار سے تعامل کو تصویر میں نہیں دکھایا گیا ہے۔

کھلی معیشت میں آمدنی کے دائروی بہاؤ کو مجموعی اخراجات سے ماپا جاتا ہے جس میں خالص برآمدات بھی شامل ہوتی ہیں۔ خالص برآمدات کی قدر حاصل کرنے کے لیے درآمدات کو برآمدات سے منہا کیا جاتا ہے۔ بیرونی شعبے کی شمولیت کے بعد معیشت کے مجموعی اخراجات (AE) میں صرفی اخراجات (C)، سرمایہ کاری کے اخراجات (I) اور حکومتی اخراجات (G) اور خالص درآمدات (X-M) کو شامل کیا جاتا ہے۔:

$$AE = C + I + G + (X - M)$$



تصویر 5.4: چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا دائروی بہاؤ

اسی طرح، مجموعی آمدنی (Y) کو صَرف (C)، بچت (S) اور ٹیکس (T) کے لیے مختص کیا جاتا ہے۔ لہذا:

$$Y = C + S + T$$

چونکہ توازن کے لیے مجموعی اخراجات آمدنی کے مساوی ہونے چاہیے، لہذا:

$$AE = Y$$

$$C + S + T = C + I + G + (X - M)$$

$$S + T = I + G + (X - M)$$

درج بالا مساوات میں بائیں طرف آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ ہیں جبکہ داہنی طرف آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن ہیں۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ خالص برآمد اور غیر ممالک سے عاملی آمدنی میں فرق ہے۔ اول، خالص برآمد آمدات اور درآمدات کے درمیان فرق کو کہتے ہیں۔ یہ صارفین کی مصنوعات کی برآمد و درآمد کا فرق ہے۔ یہ مجموعی اخراجات کا حصہ ہے۔ اس کے برعکس، بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی بیرونِ ملک سے عاملی آمدنی اور بیرونِ ملک کو عاملی آمدنی کا فرق ہے۔ اس طرح یہ عاملی آمدنی کا حصہ ہے۔ دوم، خالص برآمد ملکی (Net Exports) تصور ہے اور لہذا اسے ملکی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، بیرونِ ملک سے خالص آمدنی (Net Factor Income from Abroad) قومی تصور ہے اور لہذا اسے قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ سوم، خالص برآمدات میں غیر عاملی خدمات کو شامل کیا جاتا ہے جبکہ بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی میں عاملی خدمات کو شامل کیا جاتا ہے۔

5.3 پیداوار طریقہ (Output Method)

اس طریقے میں ایک سال کی مدت میں ملک میں پیدا تمام حتمی اشیاو خدمات کی قدر کا حساب کیا جاتا ہے۔ پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کو ماپنے کے دو طریقے ہیں؛ حتمی پیداوار کا طریقہ اور قدر افزودہ کا طریقہ۔

1. حتمی پیداوار کا طریقہ (Final Output Method)

اس طریقے میں ایک مالیاتی سال کے دوران میں ملک میں پیدا تمام حتمی اشیاو خدمات کی قدر کا بازار قیمت پر حساب کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں ملک میں تمام پیداواری شعبوں کی پیدا شدہ تمام حتمی اشیاو خدمات کی مقدار کو ان کی بازار قیمت سے ضرب دے کر حاصل کیا جاتا ہے جس سے بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) حاصل ہوتی ہے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ خام تصور ہونے کی وجہ سے اس میں فرسودگی شامل ہوتی ہے، ملکی ہونے کی وجہ سے اس میں اندرون ملک پیدا کی گئی اشیاو خدمات شامل ہوتی ہیں اور بازار قیمت پر ہونے کی وجہ سے اس میں خالص بالواسطہ ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ خام ملکی پیداوار سے پھر آپ قومی آمدنی کے دیگر مجموعات حاصل کر سکتے ہیں۔

2. قدر افزودہ کا طریقہ (Value Added Method)

قدر از فزودہ کسی شے کی اصل قدر میں پیدا کی گئی اضافی قدر کو کہتے ہیں۔ یہ وہ اضافہ ہے جو فرم صارفین کو فروخت کرنے سے پہلے اشیاو خدمات میں کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ فرم کی پیداوار اور درمیانی اشیا کے مابین فرق ہے۔ مثلاً ایک درزی 200 روپے کا کپڑا خریدتا ہے اور اس سے قمیص بناتا ہے جسے وہ 500 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ اس صورت میں درزی نے کپڑے میں 300 روپے کے مساوی قدر کا اضافہ کیا۔ علامتی زبان میں:

$$Value\ Added = Value\ of\ Output - Intermediate\ Consumption$$

فرم کی پیداوار کی قدر (Value of Output) سال میں اس کے ذریعے پیدا کی گئی تمام حتمی اشیاو خدمات کی قدر ہے۔ فرم تمام حتمی اشیاو خدمات کو فروخت کر دیتی ہے یا کچھ حصہ اس کے پاس بحیثیت اسٹاک بچ جاتا ہے۔ اس طرح پیداوار کی قدر ہو گی

$$Value\ of\ Output = Sales + \Delta K$$

جہاں، ΔK اسٹاک میں تبدیلی ہے۔ اسٹاک میں تبدیلی سال کے اختتام پر اسٹاک اور سال کی ابتدا میں اسٹاک کا فرق ہے۔

$$\Delta K = Closing\ Stock - Opening\ Stock$$

قدر افزودہ سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے کے لیے درج ذیل مراحل ہوں گے:

1. معیشت میں تمام پیداواری اکائیوں کی نشاندہی کرنا اور سرگرمیوں کی مماثلت کی بنیاد پر ان کو صنعتی شعبوں جیسے زرعی، معدنی، صنعتی خدمات یا بنیادی، ثانوی، ثالثی شعبوں میں درجہ بندی کرنا۔
2. ہر پیداواری اکائی کی پیداوار کی قدر سے درمیانی کھپت، فرسودگی اور خالص بالواسطہ ٹیکسوں کی کٹوتی کر کے عاملی لاگت پر خالص قدر افزودہ (Net Value Added at Factor Cost-NVA_{FC}) کا تخمینہ کرنا۔

3. ہر شعبے میں تمام پیداواری اکائیوں کی NVA_{FC} کو جمع کرنا۔
4. تمام شعبوں کی NVA_{FC} کا میزان کر کے ملکی آمدنی کا حساب لگانا۔
5. بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کا تخمینہ لگانا اور اسے ملکی آمدنی میں جوڑ کر خام قومی آمدنی کا حساب کرنا۔
6. خام قومی آمدنی سے فرسودگی کی کٹوتی کر کے قومی آمدنی کا حساب کرنا۔

جدول 5.1 میں قدر افزودہ سے قومی آمدنی کے تخمینے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

جدول 5.1: قدرِ افزودہ طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ

پیدائش کا مرحلہ	درمیانی اشیا کی قدر	پیداوار کی قدر	قدر افزودہ
کسان	-	4000	4000
آٹا چکی	4000	8000	4000
نان بائی	8000	10000	2000
دکان دار	10000	12000	2000
کل			**12000**

فرض کریں کہ بنا درمیانی شے استعمال کیے کسان اپنے کھیت میں گیہوں اگاتا ہے اور اسے 4000 میں فروخت کرتا ہے۔ اس طرح کسان نے 4000 کی قدر پیدا کی۔ آٹا چکی اس گیہوں کو پیس کر آٹا بناتی ہے اور اسے 8000 میں فروخت کرتی ہے۔ چونکہ آٹا چکی نے گیہوں 4000 کا خریدا تھا جو اس کے لیے درمانی شے ہے، لہٰذا آٹا چکی نے 4000 کے بقدر مزید قدر میں اضافہ کیا۔ آٹا چکی سے نان بائی نے آٹا 8000 روپے میں خریدا اور اس کی روٹیاں بنا کر 10000 میں فروخت کی۔ اس طرح نان بائی نے قدر میں 2000 کا اضافہ کیا۔ نان بائی سے دکان دار نے روٹیاں خریدی اور انہیں 12000 میں صارفین کو فروخت کیا۔ اس طرح، دکان دار نے 2000 کی قدر کا اضافہ کیا۔ چاروں کی کل قدر افزودہ 12000 روپے ہوگی۔ غور کریں کہ ہم نے اس میں سے فرسودگی اور خالص بالواسطہ ٹیکس کو منہا نہیں کیا۔ لہٰذا، 12000 روپے خام قدر افزودہ ہوگی جو خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) کے مساوی ہے۔ اس سے ہم قومی آمدنی کا حساب کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے خام ملکی پیداوار سے فرسودگی اور بالواسطہ ٹیکس کی کٹوتی کرنی ہوگی اور بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کو جوڑنا ہوگا۔ اس طرح

$$NNP_{FC} = GDP_{MP} - Depreciation - NIT + NFI_A$$

5.3.1 طریقۂ قدر افزودہ سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Output Method)

پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں درج ذیل احتیاط رہنی چاہیے۔

1. ملک میں روزانہ ہزاروں پرانی کاروں، گھروں، موبائلوں وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ لیکن ان اشیا کی خرید و فروخت کی قدر کو قومی آمدنی کے تخمینے میں نہیں جوڑا جاتا کیونکہ ان اشیا کی قدر کو اس سال کی قومی آمدنی میں جوڑا جا چکا ہے جس سال انہیں پیدا کیا گیا تھا۔ اگر ہر خرید و فروخت پر ان کی قدر کا شمار کیا جائے گا تو قومی آمدنی کی قدر کئی گنا نکل کر آئے گی۔ اسی طرح، پرانے مالی

اثاثوں مثلاً، پرانے اسٹاک، حصص، بونڈ وغیرہ کی خرید و فروخت کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ان کی قدر قومی آمدنی میں تب شامل کی جاچکی تھی جب فرم نے کاروبار شروع کیا تھا۔ یہ خرید و فروخت محض ملکیت کا تبادلہ ہے اور کوئی شے یا خدمت پیدا نہیں کی گئی۔

2. لیکن ان پرانی اشیا اور مالی اثاثوں کی خرید و فروخت میں کمائے گئے کمیشن کا قومی آمدنی میں شمار کیا جائے گا کیونکہ یہ کمیشن دلالی کی خدمات کا معاوضہ ہے۔

3. پیداکار اکائیوں کے ذریعے خود کے استعمال کے لیے پیدا شدہ اشیا کی قدر کو آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ اشیا بھی ان اشیا کی ہی طرح ہے جنہیں بازار میں فروخت کے لیے پیدا کیا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پیداکار انہیں فروخت کرنے کی بجائے ذاتی استعمال میں لاتا ہے۔ مثال کے طور کار بنانے والی کمپنی کی کاریں جو اس کے ملازمین کی نقل و حمل کے لیے استعمال ہوتی ہیں، ان کی قدر کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ اسی طرح، ذاتی استعمال کے لیے پیدا شدہ اشیا کی عائد قدر (Imputed Value) کو بھی شامل کیا جائے گا۔ مثلاً، درزی کے بنائے وہ کپڑے جو اس نے اپنے لیے یا اپنے اہلِ خانہ کے لیے بنائے ہوں، یا کسان نے جو چاول اپنے اور اپنے اہل و عیال کے استعمال کے لیے پیدا کیا ہو۔ اسی طرح، وہ زمین یا مکانات جس میں مالک خود رہتا ہو یا اس میں خود کا کاروبار ہو، ان کا عائد لگان بھی قومی آمدنی میں شامل ہو گا۔

4. زیرِ زمین سرگرمیوں اور غیر قانونی سرگرمیوں مثلاً، غیر قانونی جوا، اسمگلنگ، غیر قانونی شراب کشی، غیر قانونی قحبہ گری وغیرہ کی اشیا و خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا درست حساب کرنا مشکل کام ہے اور ان کا کوئی باضابطہ سرکاری ڈاٹا موجود نہیں۔ جن ممالک میں یہ غیر قانونی نہیں ہیں وہاں کی قومی آمدنی میں ان کا شمار ہو گا۔ مثلاً، بعض ممالک میں قحبہ گری یا جوا غیر قانونی نہیں ہے۔ ان ممالک کی قومی آمدنی میں ان سرگرمیوں کی زری قدر کو شامل کیا جائے گا۔

5. معیشت میں ایسے افراد کثیر تعداد میں ہیں جو صارفین کو مختلف خدمات فراہم کرتے ہیں لیکن کوئی ٹھوس شے پیدا نہیں کرتے، مثلاً، ڈاکٹر، وکیل، استاد، ڈانسر، گلوکار وغیرہ۔ ان کی خدمات قومی آمدنی میں شامل ہو گی۔

6. حاصلاتِ سرمایہ کو قومی آمدنی میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ حاصلات سرمایہ اس منافع کو کہتے ہیں جو اثاثاتِ سرمایہ مثلاً گھر، اسٹاک، حصص وغیرہ کو جس قیمت پر خریدا گیا اس سے زائد قیمت پر فروخت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس منافع کو قومی آمدنی میں شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کی خرید و فروخت سے کوئی شے پیدا نہیں ہوتی۔

7. انوینٹری میں آئی تبدیلی کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ انوینٹری میں مثبت تبدیلی بھی ممکن ہے اور منفی تبدیلی بھی۔ اسی حساب سے قومی آمدنی پر انوینٹری میں تبدیلی کا مثبت یا منفی اثر ہو گا۔ یہ محلِ نظر رہے کہ قومی آمدنی میں کل انوینٹری میں تبدیلی کا شمار کیا جائے گا نہ کہ کل انوینٹری کا۔

8. خاتون خانہ کی بلا معاوضہ خدمات کو قومی آمدنی کے تخمینے میں نہیں شامل کیا جائے گا کیونکہ ان کی خدمات اور ان خدمات کی قدر کا درست حساب نہیں کیا جا سکتا۔ خاتونِ خانہ بہت سی مفید خدمات سرانجام دیتی ہے جیسے کھانا بنانا، صفائی کرنا، سلائی، دھلائی، بچوں

کی پرورش وغیرہ۔ لیکن اسے ان خدمات کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔ اس کی خدمات کو قومی آمدنی میں اس لیے شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ یہ خدمات اپنے اہل خانہ کی محبت میں سرانجام دیتی ہے اور ان کو زری قدر میں ماپا نہیں جاسکتا۔ اسی وجہ سے جب فرم کا مالک اپنی سیکریٹری سے شادی کرلیتا ہے اور وہ خاتونِ خانہ بن جاتی ہے اور سیکریٹری نہیں رہتی تو اس کی خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح، جب استاد اپنے بچوں کو گھر میں تعلیم دیتا ہے تو اس خدمت کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح، ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی خدمات کو بھی قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اور بھی ایسی خدمات ہیں جن کی قدر کو زر میں ماپنا نہایت مشکل کام ہے مثلاً بعض افراد شوقیہ مصوری، مجسمہ سازی وغیرہ کرتے ہیں۔ ان کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

9. درمیانی اشیا کی قدر کو شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کی قدر کو پہلے ہی حتمی اشیا کی قدر میں شامل کیا جاچکا ہے۔ دوبارہ ان کی قدر کا حساب کرنے کا نتیجہ شمار مضاعف (Double Counting) کی صورت میں نکلے گا۔

5.3.2 مسئلہ شمارِ مضاعف (Problem of Double Counting)

شمار مضاعف ایسی صورت حال ہے جس میں کسی شے کی قدر کو ایک سے زیادہ بار جوڑا جاتا ہے۔ شمارِ مضاعف کا مسئلہ خاص طور پر حتمی پیداوار کے طریقے میں زیادہ پیش آتا ہے۔ اوپر ہم ذکر کرچکے ہیں کہ اس طریقے میں مالیاتی سال میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی قدر کا حساب کیا جاتا ہے۔ درمیانی اشیا و خدمات کی قدر کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب درمیانی اشیا کی قدر کو بھی قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ یہ عموماً اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شے کا پیدا کار شے کو حتمی شے مانتا ہے حالانکہ وہ حتمی شے نہیں ہوتی۔ اس طرح، بعض اشیا کی قدر کو ایک سے زائد مرتبہ شمار کرلیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں قومی آمدنی حقیقی آمدنی سے زیادہ نکل کر آتی ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے جدول 5.1 پر دوبارہ غور کریں۔

ہم نے فرض کیا تھا کہ کسان کاشت کاری میں کوئی درمیانی شے استعمال نہیں کرتا۔ اس مفروضے کو یہاں بھی قائم رکھتے ہیں۔ کسان 4000 روپے کا گیہوں پیدا کرتا ہے۔ اور اسے آٹا چکی کے مالک کو 4000 میں فروخت کردیتا ہے۔ آٹا چکی کا مالک گیہوں کو پیس کر آٹا بناتا ہے اور اسے نان بائی کو 8000 میں فروخت کرتا ہے۔ نان بائی آٹے کی روٹیاں بنا کر دکان دار کو 10000 میں فروخت کرتا ہے۔ اور دکاندار ان روٹیوں کو 12000 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ اس سلسلہ خرید و فروخت میں اگر ہم یہ بات نظر انداز کردیں کہ ایک پیدا کار کی مصنوع دوسرے پیدا کار کے لیے خام مال یا درمیانی شے ہے تو قومی آمدنی بہت زیادہ نکل کر آئے گی۔ قومی آمدنی کی قدر 34000 روپے نکل کر آئے گی ($4000 + 8000 + 10000 + 12000 = 34000$)۔ اس میں گیہوں کی قدر کو چار بار، آٹے کی قدر کو تین بار اور روٹی کی قدر کو دوبار شمار کیا گیا ہے جبکہ حتمی شے (روٹی) کی قدر محض 12000 روپے تھی اور اس 12000 روپے میں گیہوں، آٹے وغیرہ کی قدر شامل تھی۔

شمارِ مضاعف سے بچنے کے لیے دو طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ صرف حتمی اشیا کی قدر کو ہی قومی آمدنی کے تخمینے میں

شمار کیا جائے اور اور درمیانی اشیا کی قدر کو شمار نہ کیا جائے۔ آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ شے درمیانی ہے یا حتمی اس کا انحصار اس کے آخری استعمال پر ہوتا ہے۔ حتمی اشیا وہ اشیا ہیں جو مرحلہ پیداوار سے گزر چکی ہوں اور حتمی استعمال کرنے والوں کے استعمال کے لیے تیار ہوں۔ درمیانی اشیا پیداوار کے مرحلے میں ہوتی ہیں اور حتمی استعمال کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ اوپر کی مثال میں دکان دار نے جو روٹی فروخت کی وہ حتمی شے ہے کیونکہ وہ حتمی استعمال کے لیے تیار ہے۔ گیہوں حتمی شے نہیں ہو گا کیونکہ ابھی وہ پیداوار کے تمام مراحل سے نہیں گزرا ہے۔ آٹا چکی نے اس کا استعمال درمیانی شے کی حیثیت سے کرنا ہے۔ شمارِ مضاعف سے بچنے کا دوسرا طریقہ قدر افزودہ کا استعمال ہے جسے ہم بالتفصیل اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ذیل میں پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے کی کچھ مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

مثال 1: ایک معیشت میں صرف دو فرم ہیں۔ درج ذیل اعداد و شمار کی بنیاد پر:

1. دونوں فرموں کی قدر افزودہ کا تخمینہ کریں۔
2. عاملی لاگت پر خام قدرِ افزودہ کا یا عاملی لاگت پر خام ملکی پیداوار کا حساب کریں۔

مد	قدر (روپے لاکھ میں)
فرم A کی فروخت (Sales by Firm A)	100
فرم A کی فرم B سے خرید (Purchases of Firm A from Firm B)	40
فرم B کی فرم A سے خرید (Purchases of Firm B from Firm A)	60
فرم B کی فروخت (Sales by Firm B)	200
فرم A کا اختتامی اسٹاک (Closing Stock of Firm A)	20
فرم B کا اختتامی اسٹاک (Closing Stock of Firm B)	35
فرم A کا افتتاحی اسٹاک (Opening Stock of Firm A)	25
فرم B کا افتتاحی اسٹاک (Opening Stock of Firm B)	45
دونوں فرموں کی خالص بالواسطہ ٹیکس ادائیگی (Net Indirect Tax Payments by Both Firms)	30

حل

.1

$$Value\ added\ by\ firm\ A$$
$$= Sales\ by\ Firm\ A - Purchase\ from\ firm\ B + Change\ in\ Stock$$
$$= Rs.100\ lakh - Rs.40\ lakh + (Rs.20\ lakh - Rs.25\ Lakh)$$
$$= Rs.100\ lakh - Rs.40\ lakh - Rs.5\ lakh$$
$$= Rs.55\ lakh$$
$$Value\ added\ by\ firm\ B$$

$$= Sales\ by\ Firm\ B - Purchase\ from\ firm\ A + Change\ in\ Stock$$
$$= Rs.200\ lakh - Rs.60\ lakh + (Rs.35\ lakh - Rs.45\ Lakh)$$
$$= Rs.200\ lakh - Rs.60\ lakh - Rs.10\ lakh$$
$$= Rs.130\ lakh$$

فرم A کی قدر افروزدہ 55 لاکھ روپے اور فرم B کی قدر افزودہ 130 لاکھ روپے ہو گی۔

.2

$$Gross\ Value\ added\ at\ Factor\ Cost\ or\ GDP_{FC}$$
$$= Value\ added\ by\ firm\ A + Value\ added\ by\ firm\ B - Net\ Indirect\ Taxes$$
$$= Rs.55\ lakh + Rs.130\ lakh - 30\ lakh$$
$$= Rs.185\ lakh - Rs.30\ lakh$$
$$= Rs.155\ lakh$$

عاملی لاگت پر خام قدرِ افزودہ یا عاملی لاگت پر خام ملکی پیداوار 155 لاکھ روپے ہو گی۔

مثال 2: درج ذیل اعداد و شمار کی بنیاد پر عاملی لاگت پر خالص قدرِ افزودہ (Gross Value Added at Factor Cost) کا حساب کریں۔

مد	**قدر (روپے لاکھ میں)**
فروخت (Sales)	140
اسٹاک میں تبدیلی (Change in Stock)	(-)10
فرسودگی (Depreciation)	20
برآمدات (Exports)	7
درمیانی لاگت (Intermediate Cost)	90
سبسڈی (Subsidy)	5
خام مال کی درآمد (Import of Raw Material)	3

حل: عاملی لاگت پر خالص قدر افزودہ (NVA_{FC}) مساوی ہوتی ہے عاملی لاگت پر ملکی پیداوار (NDP_{FC}) کے۔ خام قدرِ افزودہ (GVA_{MP}) یا بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) ہو گی:

$$GDP_{MP}$$
$$= Sale + Change\ in\ Stock - Intermediate\ Cost$$
$$= Rs.140\ lakh + Rs.(-10)\ lakh - 90\ lakh$$
$$= Rs.40\ lakh$$

لہٰذا، NVA_{FC} ہو گی:

$$NDP_{FC}$$
$$= GDP_{MP} - Depreciation - Net\ Idirect\ Taxes$$
$$= Rs.40\ lakh - Rs.20\ lakh - (0 - 5\ lakh)$$
$$= Rs.25\ lakh$$

عاملی لاگت پر خالص قدرِ افزودہ 25 لاکھ روپے ہو گی۔

5.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- آمدنی کے دائروی بہاؤ کی وضاحت کر سکیں۔
- پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کر سکیں۔
- پیداوار طریقے سے آمدنی کے تخمینے میں ضروری احتیاط بیان کر سکیں۔
- مسئلہ شمار مضاعف کی وضاحت کر سکیں۔

5.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

شمارِ مضاعف :Double Counting-ایک ہی شے کی قدر یا لین دین کو ایک سے زیادہ مرتبہ شمار کرنا۔

توازنِ تجارت :Balance of Trade-ملک کی برآمدات کی قدر اور درآمدات کی قدر کے درمیان فرق۔

قدر افزودہ :Value Added-اضافی قدر جو پیداواری عمل کے ہر مرحلے میں کسی مصنوع میں جوڑی جاتی ہے۔

5.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

5.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. معیشت میں حقیقی مجموعی اخراجات ہمیشہ مجموعی آمدنی کے مساوی ہوتے ہیں۔ (صحیح/غلط)
2. بچت اور ٹیکس آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ کا کام کرتے ہیں۔ (صحیح/غلط)
3. سرمایہ کاری اور برآمدات قومی آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن ہیں۔ (صحیح/غلط)
4. قدرِ افزودہ وہ قیمت ہے جس پر شے کو فروخت کیا جاتا ہے۔ (صحیح/غلط)
5. درج ذیل میں درست مساوات ہے۔

(a) $AE = C + I + T$ (b) $Y = C + I + M$

(c) $I + G = S + T$ (d) درج بالا سبھی

6. ایک نان بائی 100 روپے کا آٹا خرید تا ہے اور اس سے بنی روٹیاں 150 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ قدر افزودہ ہو گی:

(a) 250 روپے (b) 150 روپے

(c) 50 روپے (d) 100 روپے

7. درج ذیل کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جاتا ہے۔

(a) ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا (b) ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی خدمات

(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں کوئی نہیں

8. ہندوستان میں غیر قانونی اشیا کی پیداوار کو قومی آمدنی میں نہیں شامل کیا جاتا کیونکہ

(a) ان کا تخمینہ کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ (b) ان کی پیداوار ہندوستانی تہذیب کے خلاف ہے۔

(c) ان کی پیداوار سے معاشی افادہ نہیں ہوتا۔ (d) درج بالا سبھی

9. اثاثاتِ سرمایہ قیمتِ خرید سے زائد قیمت پر فروخت کرنے سے حاصل ہوا منافع ---------- کہلاتا ہے۔

10. --------- سے آمدنی کے بہاؤ میں توسیع ہوتی ہے جبکہ -------- سے آمدنی کا بہاؤ سکڑتا ہے۔

5.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. حقیقی بچت اور حقیقی سرمایہ کاری اور منصوبہ بند بچت اور منصوبہ بند سرمایہ کاری کے مابین فرق واضح کریں۔
2. خالص برآمدت غیر ممالک سے خالص عاملی آمدنی سے کس طرح مختلف ہوتی ہے؟
3. قدر افزودہ کیا ہے؟ مع مثال واضح کریں۔
4. کیا خاتونِ خانہ کی خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے؟ کیوں یا کیوں نہیں؟
5. اگر منصوبہ بند سرمایہ کاری منصوبہ بند بچت سے کم ہو جائے تو روزگار اور آمدنی کے دائروی بہاؤ پر اس کا کیا اثر مرتب ہو گا؟

5.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. قدر افزودہ طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے کے مراحل بیان کریں۔
2. آمدنی کے دائروی بہاؤ کے تین سیکٹر ماڈل اور چار سیکٹر ماڈل کو تفصیل سے بیان کریں۔
3. پیداوار کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں کن احتیاط کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

5.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2019). *Macroecnomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand Publishing.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 6: آمدنی کا طریقہ

(Income Method)

اکائی کے اجزا:

6.0 تمہید (Introduction)

6.1 مقاصد (Objectives)

6.2 آمدنی کا طریقہ (Income Method)

6.2.1 عاملی آمدنی کے اجزا (Components of Factor Income)

6.2.2 آمدنی کے طریقہ کار کے اقدامات (Steps of Income Method)

6.2.3 طریقۂ آمدنی سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Income Method)

6.2.4 آمدنی طریقے کی مثالیں (Examples of Income Method)

6.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

6.4 کلیدی الفاظ (Key Words)

6.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

6.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

6.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

6.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

6.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے قومی آمدنی کی پیمائش کے پیداوار کے طریقے یا قدر افزودہ طریقے کا مطالعہ کیا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں آپ قومی آمدنی کی پیمائش کے دوسرے طریقے، آمدنی کے طریقے کا مطالعہ کریں گے۔

6.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- پیداوار طریقے سے قومی آمدنی ماپنے کے طریقے کی وضاحت کرنا۔
- پیداوار طریقے سے آمدنی ماپنے میں ضروری احتیاط بیان کرنا۔

6.2 آمدنی کا طریقہ (Income Method)

آمدنی کا طریقہ قومی آمدنی کی پیمائش تقسیم کے زاویہ نظر سے کرتا ہے۔ یعنی یہ طریقہ قومی آمدنی کی پیمائش اس کی تقسیم کے مرحلے میں کرتا ہے۔ اس طریقہ کار میں قومی آمدنی کی پیمائش عواملِ پیدائش کو ان کی پیداواری خدمات کے عوض ادا کی گئی عواملی ادائیگیوں سے کی جاتی ہے۔ اس طرح، اس طریقے میں، قومی آمدنی کا حساب ملک کے تمام عام رہائشی افراد اور اداروں کی کمائی گئی عاملی آمدنی کے حاصلِ جمع سے کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ عوامل کی کمائی گئی آمدنی عاملی لاگت پر قدر افزودہ (Value Added) ہے جسے عوامل میں زری آمدنی کی حیثیت سے تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اگر ملک کے معاشی علاقے میں تمام پیداواری اکائیوں کے ذریعے کمائی گئی عاملی آمدنی کو جوڑ دیا جائے تو ہمیں عاملی لاگت پر خالص ملکی آمدنی (NDP_{FC}) حاصل ہو گی۔ NDP_{FC} میں بیرونِ ملک سے عاملی آمدنی (NFI_A) کو جوڑ کر عاملی لاگت پر خالص قومی آمدنی (NNP_{FC}) حاصل کی جاسکتی ہے۔

معاشی نظریات میں پیداوار کے چار عوامل ہیں؛ محنت، زمین، سرمایہ اور آجر۔ ان عوامل میں سے ہر ایک عامل کو پیداواری خدمات فراہم کرنے کے عوض معاوضہ ملتا ہے۔ اس معاوضے کو عاملی آمدنی کہتے ہیں۔ مزدور اپنی اجرت وصول کرتے ہیں (ملازمین کا معاوضہ)، مالکِ مکان زمین پر کرایہ یا لگان وصول کرتا ہے، سرمایے کا مالک (شیئر ہولڈر یا قرض دہندہ) سود (سرمایہ کاری کی آمدنی) وصول کرتا ہے اور باقی آجر کو جاتا ہے۔

افراد عاملی آمدنی پیداواری عمل میں خود کی خدمات فراہم کر کے یا اپنی جائداد و اثاثوں کی خدمات فراہم کر کے کما سکتے ہیں۔ اس طرح، قومی آمدنی کی پیمائش محنت کی اجرت، زمین کے لگان، سرمایے کے سود اور آجر کے منافع کو جوڑ کر کی جاسکتی ہے۔ قومی آمدنی کی پیمائش کے اس طریقے کی خاص اہمیت اس میں مضمر ہے کہ یہ قومی آمدنی کی سماج کے مختلف طبقات کے مابین تقسیم کو دکھاتا ہے۔ مثلاً، محنت کش طبقے کو قومی آمدنی کا کتنا حصہ ملتا ہے، زمین دار کتنا کماتے ہیں، سرمایہ دار طبقہ قومی آمدنی کا کتنا حصہ پاتا ہے وغیرہ۔

6.2.1 عاملی آمدنی کے اجزا (Components of Factor Income)

ملک میں کمائی گئی تمام عاملی آمدنیوں کو جوڑ کر ہمیں عاملی لاگت پر خالص ملکی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اقوام متحدہ (United Nations) اور عالمی بینک (World Bank) کی مشترکہ اشاعت سسٹم آف نیشنل اکاؤنٹس-1993 (System of National Accounts-1993) نے آمدنی کو درج ذیل میں تقسیم کیا ہے۔

1. ملازمین کا معاوضہ (Compensation of Employees)

ملازمین کے معاوضے سے وہ رقم یا آمدنی مراد لی جاتی ہے جو آجر ملازمین کو ان کی پیداواری خدمات کے استعمال کے عوض ادا کرتا ہے۔ ملازمین کے معاوضے میں ان تمام ادائیگیوں اور فوائد کو شامل کیا جاتا ہے جو ملازمین آجر سے بلاواسطہ یا بالواسطہ وصول کرتے ہیں۔ ملازمین کے معاوضے میں ذیل کو شامل کیا جاتا ہے:

1. نقد میں اجرت اور تنخواہ (Wages and Salaries in Cash): اس میں مالکان کی جانب سے ملازمین کو حاصل ہونے والے تمام مالیاتی معاوضے و فوائد شامل ہوتے ہیں۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ ملازمین کے ذریعے کیے گئے کاروباری اخراجات کی ادائیگی ملازمین کے معاوضے میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ ادائیگیاں درمیانی صرف (Intermediate Consumption) کا حصہ ہیں۔ ملازمین کی طرف سے اٹھائے جانے والے کاروباری اخراجات کی کسی بھی ادائیگی کو ملازمین کے معاوضے سے خارج کر دیا جائے گا کیونکہ ایسے اخراجات کاروباری اداروں کے درمیانی صرف کا حصہ ہیں۔ نقد اجرت و تنخواہ میں درج ذیل کو شامل کیا جاتا ہے۔
   a. ملازمین کو مالکان سے زر نقد میں ملنے والی اجرت اور تنخواہ
   b. اوورٹائم کام کرنے کے عوض زر کی صورت میں معاوضہ
   c. گھر سے کام کی جگہ (Workplace) آنے جانے کا سفری بھتہ۔
   d. بونس کی صورت میں ملازمین کو کی گئی ادائیگیاں۔
   e. مہنگائی کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے ملازمین کو ادا کیا گیا مہنگائی بھتہ (Dearness Allowance)۔
   f. ملازمین کو چھٹیوں کے دوران کی گئی ادائیگیاں اور بیماری کی چھٹی کا بھتہ (Sick Leave Allowance)۔
   g. ملازمین کو ادا کیا گیا چھٹیاں منانے کے لیے سفری بھتہ۔
   h. فروخت کے عملے کو کمیشن کی صورت میں کی گئی ادائیگیاں۔
2. بالجنس اجرت اور تنخواہ (Wages and Salaries in Kind): اس میں وہ تمام غیر مالی ادائیگیاں اور غیر مالی فوائد شامل ہیں جو مالکان ملازمین کو ان کی خدمات کے عوض ادا کرتے ہیں جیسے مفت گھر، مفت کار، مفت طبی اور تعلیمی سہولیات وغیرہ۔ تاہم، اس میں کوئی ایسی سہولت شامل نہیں کی جاتی جو کام کے لیے ضروری ہو اور جس میں ملازمین کی اپنی کوئی صوابدید نہ ہو۔ مثال کے طور پر، صرف کام کے دوران پہنی جانے والی یونیفارم یا صرف کام کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیاں۔ اس طرح کی ادائیگیاں کاروباری اداروں کے درمیانی صرف کا حصہ ہیں۔ بالجنس ادائیگیوں میں درج ذیل شامل ہیں:
   a. ملازمین کو ملنے والی مفت سہولتیں۔
   b. ملازمین کو کام کے اوقات میں مہیا کیا گیا کھانا پانی۔
   c. ملازمین کو مفت ملنے والی وردیاں اور دیگر خصوصی پوشاکیں۔

d. ملازمین کو مفت ملنے والی گاڑیاں مثلاً کار، بائک، اسکوٹر وغیرہ۔

e. ان اشیا و خدمات کی مفت فراہمی جن ہیں کاروباری ادارہ خود پیدا کرتا ہے۔ ایئر لائن اور ریلوے کے عملے کا مفت سفر، کوئلے کی کان میں کام کرنے والے عملے کو ملنے والا مفت کوئلہ وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

f. مالکان کی جانب سے ملازمین کے بچوں کے لیے مہیا کیا گیا دارالاطفال۔

g. مالکان کی جانب سے ملازمین کو سود سے پاک قرض پر سود کی قدر۔ اسی طرح، رعایتی شرح سود پر مہیا کیے گئے قرض پر رعایت کی قدر۔

h. ملازمین اور ان کے اہلِ خانہ کو مہیا کی گئی تفریح اور کھیل کود کی سہولیات۔

3. مالکان کی سماجی تحفظ کی اسکیموں میں حصہ داری (Employers' Contribution to Social Security Schemes): سماجی تحفظ کی اسکیمیں وہ اسکیمیں ہیں جنہیں حکومت سماج کے مخصوص افراد یا مخصوص طبقوں کے سماجی تحفظ کے لیے عائد کرتی ہے۔ ان میں عام طور پر ملازمین یا آجروں یا دونوں کی طرف سے لازمی تعاون شامل ہوتا ہے، اور وہ شرائط جن پر وصول کنندگان کو فوائد ادا کیے جاتے ہیں ان کا تعین حکومت کرتی ہے۔ یہ اسکیمیں بنیادی طور پر ملازمین کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کی حفاظت کے لیے ہے۔ ان اسکیموں میں لائف انشیورینس، حادثاتی انشیورینس، کنٹریبوٹری پروویڈنٹ فنڈ (Contributory Provident Fund) اور پینشن اسکیمیں وغیرہ شامل ہیں۔ ان سماجی تحفظ کی اسکیموں میں مالکان کی حصہ داری ملازمین کے معاوضے کا حصہ ہیں۔ یہ محل نظر رہے کہ ان اسکیموں میں ملازمین کی حصہ داری ملازمین کے معاوضے کا حصہ نہیں ہوگی۔

نوٹ: ہندوستان میں قومی آمدنی کے تخمینے میں پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کے ممبران، صدر ہندوستان، صوبائی گورنر، مرکزی اور صوبائی کابینے کے ممبران کی تنخواہ اور بھتے بھی ملازمین کے معاوضوں میں شامل کیے جاتے ہیں۔

2. لگان اور رایلٹی (Rent and Royalty)

لگان قومی آمدنی کا وہ حصہ ہے جو زمین اور عمارت کی ملکیت سے پیدا ہوتا ہے۔ لگان میں اصل لگان کے ساتھ ساتھ (خود کے قبضے میں زمین یا عمارت کے) مبینہ لگان دونوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ مالک کے زیرِ قبضہ مکانات کے واجب الادا کرایے کا حساب بازار کی رینٹل ویلیو (Rental Value) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

رائلٹی قانونی طور پر پابند ادائیگی ہے جو کسی فرد یا کمپنی کو ان کے اثاثوں کے جاری استعمال کے لیے کی جاتی ہے۔ رایلٹی کی کچھ مثالیں کاپی رائٹ کام (Copyright Work)، برانڈ استعمال کرنے کا حق (Franchise) اور قدرتی وسائل (Natural Resources) وغیرہ ہیں۔ اسی طرح موسیقاروں کو موصول ہونے والی ادائیگیاں بھی رایلٹی میں شامل ہیں جو انہیں ان کے گانوں کے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر چلائے جانے، فلموں میں استعمال ہونے، کنسرٹس اور ریستوراں وغیرہ میں پرفارم کیے جانے یا اسٹریمنگ سروسز (Streaming Services) کے ذریعے استعمال کیے جانے کے عوض وصول ہوتی ہیں۔

رائلٹی کی ادائیگیاں عام طور پر جائیداد کے استعمال سے حاصل ہونے والی مجموعی یا خالص آمدنی کا فیصد ہوتی ہیں۔ ایک موجد یا اصل مالک اپنی مصنوع کو کسی فریقِ ثالث کو فروخت کرنے کا انتخاب کر سکتا ہے اس کے بدلے میں مصنوع سے حاصل ہونے والی مستقبل کی آمدنی سے رائلٹی حاصل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، کمپیوٹر بنانے والی فرم مائیکروسافٹ کارپوریشن کو اپنے تیار کردہ کمپیوٹرز میں ونڈوز آپریٹنگ سسٹم کو استعمال کرنے کے حق کے لیے رائلٹی ادا کرتی ہیں۔ یہاں لگان اور رایلٹی میں فرق واضح کرنا بے محل نہ ہو گا۔ جدول 6.1 پر غور کریں۔

جدول 6.1: لگان اور رایلٹی میں فرق

لگان	رایلٹی
صرف محسوس اثاثوں کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔	محسوس اور غیر محسوس دونوں اثاثوں کے استعمال کے عوض ادا کی جاتی ہے۔
مدت کی بنیاد پر ادا کیا جاتا ہے مثلاً، ماہانہ، سالانہ وغیرہ۔	پیداوار یا فروخت کی بنیاد پر ادا کی جاتی ہے۔
کم از کم لگان (Minimum Rent) کی شق نہیں ہوتی	رایلٹی کے معاہدات میں کم از کم لگان کی شق ہوتی ہے۔
فریقین کو مالک مکان اور کرایہ دار کہا جاتا ہے۔	فریقین کو پٹہ دہندہ (ٹھیکے پر دینے والا) اور پٹہ دار (ٹھیکہ دار) کہا جاتا ہے۔

3. سود (Interest)

سود وہ رقم ہے جو پیداواری ادارے یا آجر سرمایے کے استعمال کے عوض ادا کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں سود وہ آمدنی ہے جو سرمایہ دار اپنے سرمایے کے استعمال کے عوض وصول کرتا ہے۔ قومی آمدنی کے حساب میں واضح سود اور مبینہ سود دونوں کی قدر کو شامل کیا جاتا ہے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ قومی آمدنی میں صرف اسی سود کو شامل کیا جاتا ہے جو پیداواری استعمال کے لیے ادھار دی گئی رقم کے عوض موصول ہوا ہو۔ اسی وجہ سے عوامی قرضوں پر حکومت کی طرف سے ادا کیے جانے والے سود اور صارفین کے ذریعے ادا کیے جانے والے سود کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ اس طرح کا سود صرفی مقاصد کے لیے حاصل کیے گئے قرضوں پر ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس سود کو بھی قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا جو ایک فرم دوسری فرم کو ادا کرتی ہے کیونکہ یہ سود پہلے ہی اس فرم کے منافع میں شامل ہوتا ہے جو اسے ادا کرتی ہے۔

4. منافع (Profit)

منافع کاروباری شخص یا ادارے (آجر) کو اشیا اور خدمات کی پیداوار میں اس کے تعاون کے عوض ادا کی گئی ادائیگی کو کہتے ہیں۔ یہ وہ بقایا آمدنی ہے، جو آجر کے پاس پیداوار کے دیگر تمام عوامل کی ادائیگی کے بعد بچ جاتی ہے۔

منافع کی مد میں حاصل ہونے والی آمدنی کو تین مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے منافع کی تین درجوں میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔

1. منقسمہ (Dividend): منقسمہ کمپنی کے منافع کا وہ حصہ ہے جو کمپنی کے حصہ داران کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔ منقسمہ کو تقسیم

شدہ منافع (Distributed Profit) بھی کہتے ہیں۔

2. غیر منقسم منافع (Undistributed Profit): منافع کا وہ حصہ ہے جو کمپنی اپنے پاس رکھتی ہے اور بحیثیت منقسمہ حصص داران کے مابین تقسیم نہیں کرتی۔ عام طور پر کمپنی اس حصے کو مستقبل میں سرمایہ کاری اور مستقبل میں پیش آمدہ غیر متوقع حالات سے نپٹنے کے لیے استعمال کرتی ہے۔ غیر منقسم منافع کو بچت کردہ آمدنی (Retained Earnings) بھی کہتے ہیں۔

3. کارپوریٹ انکم ٹیکس (Corporate Income Tax): یہ کمپنی کے منافع کا وہ حصہ ہے جو کمپنی بحیثیت براہ راست ٹیکس حکومت کو ادا کرتی ہے۔ اسے منافع ٹیکس (Profit Tax) یا بزنس ٹیکس (Business Tax) بھی کہتے ہیں۔

اس طرح کل منافع ہو گا:

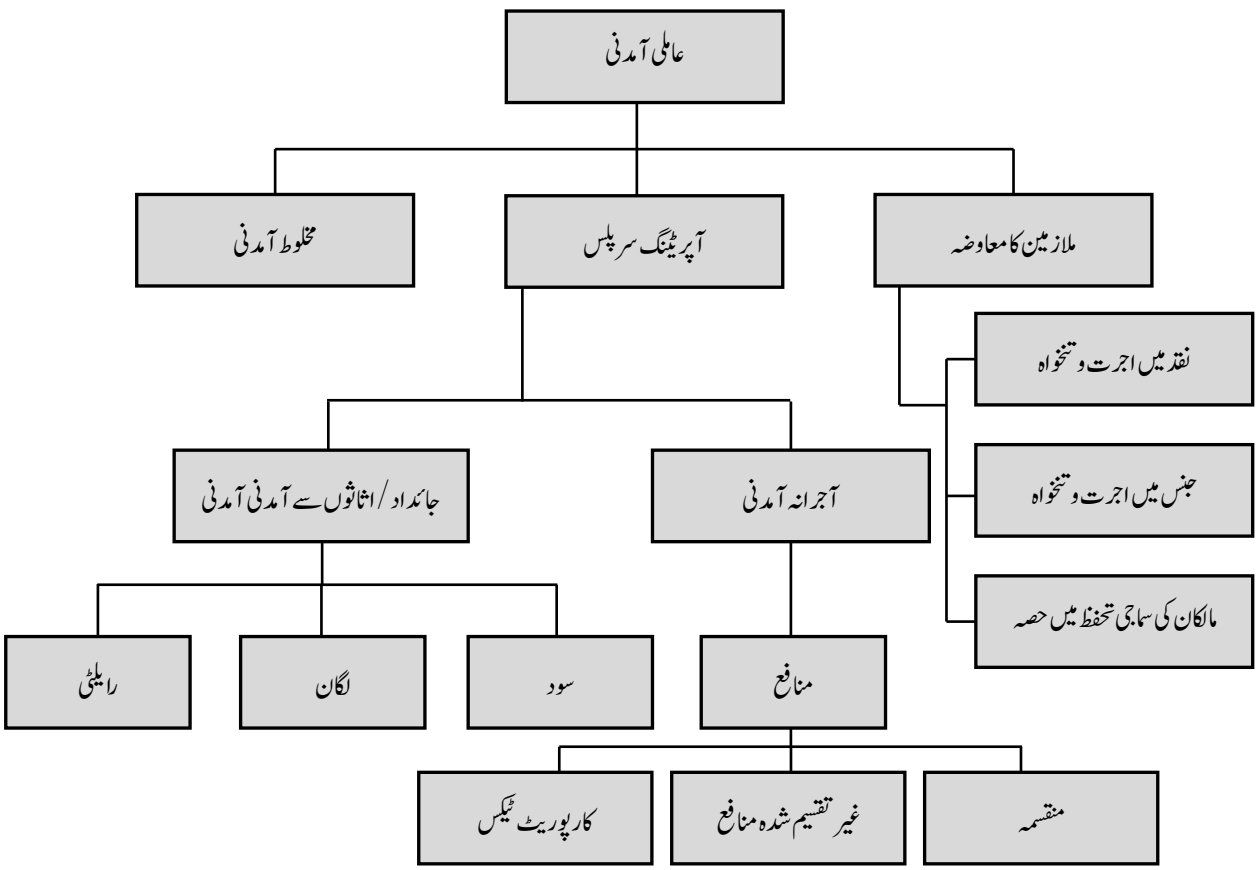
$$Profit = Corporate\ Tax + Dividend + Retained\ Earnings$$

نوٹ: لگان اور رایلٹی، منافع اور سود کے مجموعے کو آپریٹنگ سرپلس بھی کہا جاتا ہے۔ علامتی زبان میں:

$$Operating\ Sruplus = Rent\ \&\ Royalty + Profit + Interest$$

5. مخلوط آمدنی (Mixed Income)

آزاد پیشہ اور خود کا کاروبار کرنے والے افراد کی آمدنی مخلوط آمدنی کہلاتی ہے۔ مثلاً، ہندوستان میں ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی



تصویر 6.1: عاملی آمدنی کی درجہ بندی

ہے جو گھریلو صنعتوں، اپنے خود کے کھیتوں اور دیگر غیر منظم شعبوں میں کام کرتے ہیں۔ چونکہ یہ افراد خود کے کاروبار میں کام کرتے ہیں لہذا یہ تعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ ان کی آمدنی کا کون سا حصہ اجرت ہے اور کون سا حصہ لگان یا سود کا ہے۔ لہذا، ان کی آمدنی اجرت، لگان، سود اور منافع کا مرکب ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی آمدنی کو مخلوط آمدنی کہا جاتا ہے۔

تصویر 6.1 میں عاملی آمدنی کی درجہ بندی کو دکھایا گیا ہے۔

6.2.2 آمدنی کے طریقہ کار کے اقدامات (Steps of Income Method)

آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کی پیمائش کے درج ذیل مراحل ہیں:

1. عوامل پیدائش کو استعمال کرنے والے تمام پیداواری اکائیوں کی شناخت کرنا اور ان کی مختلف صنعتی شعبوں میں درجہ بندی کرنا مثلاً، زراعت، ماہی گیری، صنعت کاری، کامرس اور بینکنگ وغیرہ۔
2. عوامل پیدائش کو ادا کیے گئے معاوضوں کی درجہ بندی کرنا مثلاً، سود، منافع، لگان اور مخلوط آمدنی وغیرہ۔
3. مختلف شعبوں کے ذریعے کی گئی عاملی ادائیگی کا تخمینہ کرنا۔ مختلف شعبوں میں ہر عامل کی جتنی اکائیوں کو ملازمت ملی اور ان کو ادا کی گئی آمدنی کے حاصل ضرب سے اس کا تخمینہ کیا جاسکتا ہے۔
4. تمام صنعتوں کے ذریعے ادا کی گئی آمدنی کے حاصل جمع سے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{FC}) حاصل ہوگی۔

$$NDP_{FC} = Compensation\ of\ Employees + Operating\ Surplus + Mixde\ Income$$

5. عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار میں غیر ممالک سے عاملی آمدنی (NFI_A) کو جوڑ کر قومی آمدنی حاصل ہوگی۔

$$NNP_{FC} = NDP_{FC} + Net\ Factor\ Income\ From\ Abroad\ (NFI_A)$$

خالص بالواسطہ ٹیکس +			
فرسودگی سرمایہ +	فرسودگی سرمایہ +	بیرون سے خالص عاملی آمدنی +	
ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی	ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی	ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی	ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی
↓	↓	↓	↓
GDP_{MP}	GDP_{FC}	NNP_{FC}	NDP_{FC}

تصویر 6.2: آمدنی کا طریقہ

تصویر 6.2 میں آمدنی کے طریقہ کار سے قومی آمدنی کے مختلف تصورات کے حساب کے طریقہ کار کو دکھایا گیا ہے۔

6.2.3 طریقۂ آمدنی سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Income Method)

آمدنی طریقے سے قومی آمدنی کا حساب کرتے ہوئے درج ذیل احتیاط مد نظر رہنی چاہیے۔

1. انتقالی آمدنیوں کو اس طریقے سے آمدنی کا حساب کرنے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ انتقالی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جس کے عوض اشیا یا خدمات کا جریان نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر بیروزگاری بھتہ، اسکالرشپ، ضعیف العمری بھتہ، جیب خرچ وغیرہ۔ ان آمدنیوں کو قومی آمدنی میں اس لیے شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان آمدنیوں کے عوض معیشت میں کوئی حقیقی قدر پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض ملکیت تبدیل ہوتی ہے۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ رٹائرمنٹ پنشن کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازمین کی ملازمت کا معاوضہ ہے۔
2. غیر قانونی سرگرمیوں سے کمائی گئی آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح، چوری سے کمائی گئی آمدنی، اسمگلنگ (Smuggling) سے کمائی گئی آمدنی، حوالہ آمدنی وغیرہ قومی آمدنی میں شامل نہیں ہوگی۔ ان کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا کوئی باقاعدہ سرکاری رکارڈ نہیں ہوتا اور ان کا درست حساب کرنا مشکل کام ہے۔
3. اگر کوئی فرد اپنی زمین کو کرایے پر دیتا ہے تو وہ اس کے عوض کرایہ یا لگان وصول کرتا ہے جسے قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر فرد خود اس زمین پر رہتا ہے یا خود کا کارخانہ لگاتا ہے تو اس زمین کا مبینہ لگان بھی قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جائے گا۔
4. استعمال شدہ / پرانی اشیا کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان اشیا کی فروخت سے اشیا و خدمات کا موجودہ سال میں جریان نہیں ہوتا۔ ان اشیا کی فروخت سے حاصل آمدنی کو اس سال کی آمدنی میں جوڑا جا چکا تھا جس سال انہیں پیدا کیا گیا تھا۔
5. لیکن پرانی اشیا کی خرید و فروخت سے کمائے گئے کمیشن کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ عاملی خدمات کے عوض حاصل کی گئی آمدنی ہے۔
6. اسی طرح، شئیر یا بانڈ کی فروخت سے حاصل آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ محض ملکیت کا تبادلہ ہے اور اس کے عوض اشیا و خدمات کی پیداوار نہیں ہوتی۔ لیکن ان کی خرید و فروخت سے کمائی گئی دلالی قومی آمدنی میں شامل ہوگی۔
7. غیر متوقع آمدنی مثلاً لاٹری سے آمدنی وغیرہ کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح حاصلاتِ سرمایہ (Capital Gains) کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کے عوض اشیا و خدمات کا جریان نہیں ہوتا۔ حاصلاتِ سرمایہ وہ فائدہ یا نقصان ہے جو اثاثے کی قدر میں کمی یا اضافے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس طرح، حاصلاتِ سرمایہ سے ہوا فائدہ وہ فائدہ ہے جو اثاثے کی قدر میں اضافے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح، حاصلاتِ سرمایہ سے ہوا نقصان وہ نقصان ہے جو اثاثے کی قدر میں کمی کی وجہ سے

ہوتا ہے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ حاصلاتِ سرمایہ کا ادراک اس وقت ہوتا ہے جب اثاثے کو فروخت کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپنے اپنے کارخانے کے لیے ایک مشین 10000 میں خریدی۔ ایک سال کے بعد جب آپنے اس مشین کو فروخت کیا تو 11000 روپے آپ کو اس کی فروخت سے وصول ہوئے۔ اس صورت میں آپ کو 1000 روپے کا حاصلِ سرمایہ ہو گا۔ اس کے برعکس آپنے جو موبائل 2 سال پہلے 50000 روپے میں خریدا تھا اسے آپ نے 30000 روپے میں فروخت کیا کیونکہ اس موبائل کی قدر بازار میں کم ہو گئی ہے۔ 20000 روپے آپ کا حاصلاتِ سرمایہ سے ہوا نقصان ہے۔ مزید واضح رہے کہ حاصلاتِ سرمایہ کسی بھی قسم کے اثاثے سے حاصل ہو سکتا ہے بشمول سرمایہ اور ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی اشیا۔

8. ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا کی قدر کے مساوی آمدنی کو قومی آمدنی کے حساب میں شامل کیا جائے گا۔
9. ترکہ ٹیکس (Death Duties)، محصول عطیہ (Gift Tax)، دولت ٹیکس، لاٹری پر ٹیکس (Lottery Tax) ماضی میں کی گئی بچت یا دولت پر عائد کی جاتی ہے نہ کہ موجودہ آمدنی پر۔ لہذا، ان کو قومی آمدنی کے حساب میں شامل نہیں کیا جاتا۔
10. کارپوریٹ ٹیکس (Corporate Tax)، منقسمہ (Dividend) اور غیر تقسیم شدہ منافع، منافع کا حصہ ہے۔ اگر قومی آمدنی میں منافع کو شامل کر لیا گیا تو ان تینوں حصوں کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ایسا کرنے کا نتیجہ شمار مضاعف (Double Counting) کی صورت میں نکلے گا۔
11. انکم ٹیکس کی ادائیگی ملازمین کے معاوضے سے کی جاتی ہے۔ لہذا، ان کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔
12. نقد اور بالجنس اجرت و تنخواہ، مالکان کی سماجی تحفظ میں حصہ داری، ملازمین کے معاوضے کا حصہ ہیں۔ ایک بار ملازمین کا معاوضہ قومی آمدنی میں شامل کر لیا جائے تو ان کو الگ سے شامل نہیں کیا جائے گا۔

6.2.4 آمدنی طریقے کی مثالیں (Examples of Income Method)

مثال 1: ذیل میں دیے گئے اعداد و شمار اور آمدنی طریقے کا استعمال کر کے درج ذیل کا حساب کریں:

1. خالص ملکی آمدنی
2. خام ملکی آمدنی
3. خالص قومی آمدنی
4. بازار قیمت پر خالص قومی آمدنی

مد	کروڑ روپے
بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax)	9000
سبسڈی (Subsidy)	1800
فرسودگی (Depreciation)	1700

خود ملازمین کی مخلوط آمدنی(Mixed Income of Self Employed)	28000
آپریٹنگ سرپلس(Operating Surplus)	10000
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی(Net Factor Income from Abroad)	-300
ملازمین کا معاوضہ(Compensation of Employees)	24000

حل:

1. ہم جانتے ہیں خالص ملکی آمدنی ہوتی ہے:

$$\begin{aligned} &Net\ Domestic\ Income \\ &= Compensation\ of\ Employees + Operating\ Sruplus + Mixed\ Income \\ &= ₹24000crore + ₹10000crore + ₹28000crore \\ &= ₹62000crore \end{aligned}$$

خالص ملکی آمدنی62000 کروڑ روپے ہو گی۔

2. ہم جانتے ہیں خام ملکی آمدنی ہوتی ہے:

$$\begin{aligned} &Gross\ Domestic\ Income = Net\ Domestic\ Income + Depreciation \\ &= ₹62000crore + ₹1700crore \\ &= ₹63700crore \end{aligned}$$

خام ملکی آمدنی63700 کروڑ روپے ہو گی۔

3. ہم جانتے ہیں خالص قومی آمدنی ہوتی ہے:

$$\begin{aligned} &Net\ National\ Income = NDP + NFI_A \\ &= ₹62000crore + (-)₹300crore \\ &= ₹61700crore \end{aligned}$$

خام قومی آمدنی61700 کروڑ روپے ہو گی

4. ہم جانتے ہیں بازار قیمت پر خالص قومی آمدنی(NNP_{MP})ہوتی ہے:

$$\begin{aligned} &NNP_{MP} \\ &= Net\ National\ Income + Indirect\ Taxes - Subsidies \\ &= ₹61700crore + ₹9000crore + ₹18000crore \\ &= ₹68000crore \end{aligned}$$

بازار قیمت پر خالص قومی آمدنی(NNP_{MP})68000 کروڑ روپے ہو گی۔

مثال2: ایک معیشت سے متعلق اعداد و شمار کو ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔ ان اعداد و شمار کی بنیاد پر ملکی آمدنی(Domestic Income)اور قومی آمدنی(National Income)کا حساب کریں۔

مد	کروڑروپے
اجرت(Wage)	9000
لگان(Rent)	1800
سود(Interest)	1700
خود ملازمین کی مخلوط آمدنی(Mixed Income of Self Employed)	28000
غیر منقسم منافع(Undistributed Profit)	10000
سماجی تحفظ میں حصہ داری(Contribution to Social Security)	-300
کارپوریٹ منافع ٹیکس(Corporate Profit Tax)	24000
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی(Net Factor Income from Abroad)	

حل:

1. ملکی آمدنی ہوگی:

$$\begin{aligned} &Domestic\ Income \\ &= Wages + Rent + Interest + Dividend + Mixed\ Income \\ &\quad + Undistributed\ Profit + Social\ Security\ Contribution \\ &\quad + Corporate\ Profit\ Tax \\ &= ₹10000 crore + ₹5000\ crore + ₹400\ crore + ₹3000\ crore \\ &\quad + ₹400\ crore + ₹200\ crore + ₹400\ crore + ₹400\ crore + \\ &= ₹19800\ crore \end{aligned}$$

ملکی آمدنی19800 کروڑروپے ہوگی۔

2. خالص آمدنی ہوگی:

$$\begin{aligned} &National\ Income \\ &= Domestic\ Income + Net\ Factor\ Income\ from\ Abroad \\ &= ₹19800\ cror + ₹1000\ crore \\ &= ₹20800\ crore \end{aligned}$$

قومی آمدنی20800 کروڑروپے ہوگی۔

مثال3: درج ذیل اعداد و شمار سے قومی آمدنی کا تخمینہ کریں۔

مد	کروڑروپے
منافع(Profit)	1000
خود ملازمین کی مخلوط آمدنی(Mixed Income of Self Employed)	15000

منقسمہ (Dividend)	200
سود (Interest)	400
ملازمین کا معاوضہ (Compensation of Employees)	7000
بیرونِ ملک کو خالص عاملی آمدنی (Net Factor Income to Abroad)	100
فرسودگئی سرمایہ (Depreciation of Capital)	400
بیرون ملک کو خالص چالو منتقلی (Current Transfer to Abroad)	40
لگان (Rent)	500
خالص بالواسطہ محصول (Net Indirect Taxes)	800

حل:

قومی آمدنی ہوگی:

$$\begin{aligned} &National\ Income \\ &= Compensation\ of\ Employees + Rent + Interest + Profit \\ &\quad + Mixed\ Income - Net\ Factor\ income\ to\ Abroad \\ &= ₹7000\ crore + ₹500\ crore + ₹400\ crore + ₹1000\ crore \\ &\quad + ₹15000\ crore - ₹100\ crore \\ &= ₹23800\ crore \end{aligned}$$

قومی آمدنی 23800 کروڑ روپے ہوگی۔

6.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- پیداوار طریقے سے قومی آمدنی ماپنے کے طریقے کی وضاحت کر سکیں۔
- پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کر سکیں۔
- پیداوار طریقے سے آمدنی ماپنے میں ضروری احتیاط بیان کر سکیں۔

6.4 کلیدی الفاظ (Key Words)

ملازمین کا معاوضہ :Compensation of Employees- ملازمین کو ان کی پیداواری خدمات کے عوض ادا کیا گیا معاوضہ

آپریٹنگ سرپلس :Operating Surplus- لگان اور رایلٹی، سود اور منافع کا مجموعہ

رایلٹی :Royalty- قانونی طور پر پابند ادائیگی جو کسی فرد یا کمپنی کو ان کے اثاثوں کے جاری استعمال کے لیے کی جاتی ہے۔

6.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. گھریلو انوینٹری (Household Inventory)

(a) کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا (b) اسٹاک تصور ہے

(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

2. بیرون ملک کام کرنے والے رشتہ داروں کی جانب سے ترسیلات (Remittances)

(a) کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا (b) کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا

(c) انتقالی ادائیگی ہے (d) (a) اور (c) دونوں

3. ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا کو قومی آمدنی کے حساب میں شامل کیا جاتا ہے کیونکہ

(a) یہ ٹھوس اشیا ہیں (b) ان کی قدر کا تخمینہ کرنا ممکن ہے

(c) اشیا خدمات کے مقابلے زیادہ قیمتی ہوتی ہیں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

4. آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کے حساب میں اس کو شامل نہیں کیا جاتا

(a) لگان (b) مخلوط آمدنی

(c) غیر تقسیم شدہ منافع (d) سرمایہ کاری

5. ملازمین کے معاوضے میں شامل ہے:

(a) نقد میں اجرت و تنخواہ (b) جنس میں اجرت و تنخواہ

(c) ریٹائرمنٹ پنشن (d) درج بالا سبھی

6. درج میں آپریٹنگ سرپلس کے لیے درست مساوات ہے:

(a) منافع + سود + لگان (b) منافع + سود + ملازمین کا معاوضہ

(c) منافع + مخلوط آمدنی + اجرت (d) (a) اور (c) دونوں

7. درج ذیل میں کسے ملازمین کے معاوضے میں شامل نہیں کیا جائے گا؟

(a) اسکول کے مہتمم کو دی گئی مفت رہائش

(b) ان طلبا کی مفت تعلیم جن کے والدین اسکول میں کام کرتے ہیں

(c) بالجنس ادا کی گئی اجرت و تنخواہ

(d) ضعیف العمری بھتہ

8. پرانی اشیا کی خرید و فروخت سے کمایا گیا کمیشن قومی آمدنی کے حساب میں شامل ہو گا۔ (صحیح / غلط)

9. انتقالی ادائیگیوں سے معیشت میں قدر کا اضافہ نہیں ہوتا۔ (صحیح / غلط)

10. ملک میں تمام عاملین کے ذریعے کمائی گئی عاملی آمدنی۔۔۔۔۔۔۔۔ کہلاتی ہے۔ (قومی آمدنی / ملکی آمدنی)

6.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کا حساب کرنے کے مراحل بیان کریں۔
2. ملازمین کے معاوضے کے اجزا بیان کریں۔
3. آپریٹنگ سرپلس کے اجزا بیان کریں۔
4. فرم منافع کو کن مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے؟ مقاصد کی بنا پر منافع کی تقسیم کریں۔
5. درج ذیل اعداد و شمار سے بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) کا حساب کریں

مد	کروڑ روپے
بیرونِ ملک کو خالص چالو منتقلی (Net Current Transfer to Abroad)	30
لگان (Rent)	100
سود (Interest)	110
رایلٹی (Royalty)	20
مخلوط آمدنی (Mixed Income)	600
منافع (Profit)	200
مالکان کی سماجی تحفظ میں حصہ داری (Employers' Contribution to Social Security)	47
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (Net Factor Income from Abroad)	-10
خام ملکی تشکیلِ سرمایہ (Gross Domestic Capital Formation)	140
خالص ملکی تشکیلِ سرمایہ (Net Domestic Capital Formation)	120
خالص بالواسطہ ٹیکس (Net Indirect Taxes)	150
ملازمین کا معاوضہ (Compensation of Employees)	500

6.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کے حساب کے مراحل کیا ہیں؟ اس طریقے میں کن احتیاط کو مد نظر رکھنا چاہیے؟

2. درج ذیل میں کسے آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کے حساب میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اپنے جواب کا جواز پیش کریں۔

a. گیہوں کی پیداوار پر دی گئی سبسڈی

b. جنگ میں شہید فوجی کے اہل خانہ کو ادا کی گئی فیملی پنشن

c. کورونا وبا میں ہلاک افراد کے اہل خانہ کو ادا کیا گیا وظیفہ

d. کمپنی کی طرف سے ملی کار

e. LPG پر ادا کی گئی کیش سبسڈی

f. ملازمین کو ملی وردی جو صرف آفس میں پہنی جا سکتی ہے۔

g. پرانی اشیا کی خرید و فروخت سے کمائی گئی دلالی

3. درج ذیل اعداد و شمار سے قومی آمدنی کا تخمینہ پیداوار طریقے اور آمدنی طریقے سے کریں۔

مد	کروڑ روپے
1. درمیانی صرف (Intermediate Consumption)	
a. بنیادی شعبہ (Primary Sector)	1000
b. ثانوی شعبہ (Secondary Sector)	800
c. ثالثی شعبہ (Tertiary Sector)	600
2. پیداوار کی قدر (Value of Output)	
a. بنیادی شعبہ (Primary Sector)	2000
b. ثانوی شعبہ (Secondary Sector)	1800
c. ثالثی شعبہ (Tertiary Sector)	1400
3. لگان اور رایلٹی (Rent and Royalty)	20
4. ملازمین کا معاوضہ (Compensation of Employees)	800
5. ملازمین کو مفت رہائش اور سود سے پاک قرض (Free Accommodation and Interest Free Loan to Employees)	400
6. مخلوط آمدنی (Mixed Income)	1300
7. آپریٹنگ سرپلس (Operating Surplus)	600
8. بیرون سے خالص عاملی آمدنی (Net Factor Income from Abroad)	40
9. سود (Interest)	10

10. فرسودگی سرمایہ (Depreciation)	80
11. خالص بالواسطہ محصول (Net Indirect Taxes)	20

6.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 7: اخراجات کا طریقہ

(Expenditure Method)

اکائی کے اجزا:

7.0 تمہید (Introduction)

7.1 مقاصد (Objectives)

7.2 اخراجات کا طریقہ (Expenditure Method)

7.2.1 اخراجات کے طریقہ کار کے اقدامات (Steps of Expenditure Method)

7.2.2 اخراجات کے طریقے سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Income Method)

7.2.3 اخراجات کے طریقے کی مثالیں (Examples of Expenditure Method)

7.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

7.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

7.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

7.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

7.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

7.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

7.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

7.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائیوں میں آپ قومی آمدنی کے تخمینے کے پیداوار کے طریقے اور آمدنی کے طریقے کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ قومی آمدنی یا قومی پیداوار مجموعی اخراجات کے مساوی ہوتی ہے۔ لہذا، قومی آمدنی کا تخمینہ معیشت کے مجموعی اخراجات کا تخمینہ کرکے بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس اکائی میں ہم اخراجات سے قومی آمدنی کے تخمینہ کرنے کے طریقے کا مطالعہ کریں گے۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قومی آمدنی کے تخمینے کے اخراجات کے طریقے کی وضاحت کرنا۔
- اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں مد نظر احتیاطی تدابیر بیان کرنا۔

7.2 اخراجات کا طریقہ (Expenditure Method)

اخراجات کا طریقہ قومی آمدنی کی پیمائش اس کے خرچ کے زاویہ نظر سے کرتا ہے۔یعنی یہ طریقہ قومی آمدنی کی پیمائش آمدنی سے اشیاو خدمات کی خرید کے مرحلے میں کرتا ہے۔ اس طرح، اس طریقے میں، قومی آمدنی کا تخمینہ اشیاو خدمات پر کیے گئے تمام حتمی اخراجات کو جوڑ کر کیا جاتا ہے۔ حتمی اخراجات وہ اخراجات ہوتے ہیں جو حتمی اشیاو خدمات کی خرید پر کیے جاتے ہیں۔

معیشت میں پیدا مجموعی آمدنی یا تو اشیائے صرف کی خرید پر یا اشیائے سرمایہ کی خرید پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ پھر یہ اخراجات، گھریلو شعبہ کرتا ہے، پیداواری شعبہ کرتا ہے اور حکومت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ غیر ممالک کے افراد بھی ملک میں پیدا کی گئی اشیاو خدمات کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح، ملک کے افراد غیر ممالک کی اشیاو خدمات کی خرید پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ قومی آمدنی کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل اخراجات کو جوڑا جائے گا۔

1. نجی (یا ذاتی) صرفی اخراجات (Private Consumption Expenditure) جسے C سے ظاہر کرتے ہیں۔
2. پیداواری شعبے کے اشیائے سرمایہ پر کیے گئے اخراجات یا سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure) جسے I سے ظاہر کرتے ہیں۔
3. حکومت کے ذریعے کیے گیے اخراجات (Government Expenditure) جسے G سے ظاہر کرتے ہیں۔
4. غیر ممالک کے افراد کے ذریعے ملکی اشیاو خدمات کی خرید پر کیے گئے خالص اخراجات جسے خالص برآمد (Net Exports) کہتے ہیں اور X−M سے ظاہر کرتے ہیں۔

آیئے اخراجات کے طریقہ کار میں استعمال ہونے والے اجزا کو تھوڑا تفصیل سے سمجھتے ہیں۔

1. نجی (یا ذاتی) صرفی اخراجات (C)

مجموعی اخراجات کے C جزو میں صرفی حتمی اشیا اور خدمات پر کیے جانے والے تمام قسم کے اخراجات شامل ہوتے ہیں، بشمول ان اشیاو خدمات پر کیے گئے اخراجات جو ملک کے افراد یا اداروں کے ذریعے بیرونِ ملک پیدا کیے گئے ہیں۔ اس میں درج ذیل اخراجات شامل ہوتے ہیں:

1. پائیدار اشیا جیسے ٹیلویژن، موبائل، فرنیچر، کار وغیرہ پر کیے گئے اخراجات۔ یہ محلِ نظر رہے کہ رہائشی مکانات پر کیے گئے

اخراجات کو نجی صرفی اخراجات میں شامل نہیں کیا جاتا بلکہ سرمایہ کاری کے اخراجات میں شامل کیا جاتا ہے۔

2. غیر پائیدار اشیا جیسے دودھ، مکھن، چاول، کپڑوں وغیرہ پر کیے گئے اخراجات اور
3. ہر قسم کی صارفین کی خدمات پر کیے گئے اخراجات جیسے ڈاکٹروں اور وکلا کو ادا کی جانے والی فیس، اور ٹرانسپورٹ اور مواصلات کے لیے ادا کیے گئے بل وغیرہ۔

2. سرمایہ کاری کے اخراجات(I)

مجموعی اخراجات کے اس I جزو میں نجی پیداواری فرموں یا کاروباری اداروں کی جانب سے نئی سرمایہ کاری، پرانے سرمایے کی تبدیلی اور انوینٹری سرمایہ کاری پر کیے جانے والے اخراجات شامل ہوتے ہیں۔

غیر رہائشی سرمایہ کاری: کاروباری فرموں کی طرف سے مشینوں، اوزاروں، پلانٹس، گاڑیوں، فرنیچر وغیرہ پر کیے جانے والے تمام قسم کے اخراجات غیر رہائشی سرمایہ کاری میں آتے ہیں۔

رہائشی سرمایہ کاری: فیکٹریوں، گوداموں، کاروباری کمپلیکس، دفتری عمارتوں، اور نئے مکانات اور اپارٹمنٹس پر کیے جانے والے ہر قسم کے اخراجات رہائشی سرمایہ کاری میں آتے ہیں۔ نئے مکانات اور اپارٹمنٹس پر کیے گئے اخراجات کو سرمایہ کاری کے اخرجات میں شامل کیا جاتا ہے کیوں کہ یہ اشیائے سرمایہ ہیں اور گوداموں اور فیکٹریوں کی طرح آمدنی کمانے والے اثاثے ہیں۔

انوینٹری میں سرمایہ کاری: انوینٹری میں سرمایہ کاری انوینٹری اسٹاک میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔ اسٹاک میں تبدیلی، سال کے آخر میں اسٹاک سے سال کے شروع میں اسٹاک کو منہا کر کے حاصل کی جاسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسٹاک میں تبدیلی کلوزنگ اسٹاک اور اوپننگ اسٹاک کے درمیان فرق کو کہتے ہیں۔

3. حکومتی اخراجات(G)

حکومت عوام کو بہت سی خدمات فراہم کرتی ہے جیسے دفاع، امن و امان، نظم و نسق، صحت عامہ، تعلیم وغیرہ۔ ان خدمات کو فراہم کرنے کے لیے حکومت اخراجات برداشت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت مختلف اشیا و خدمات کی خرید پر اخراجات کرتی ہے۔ مزید حکومت مختلف افراد جیسے فوجی، وکیل، پولیس، ڈاکٹر اور دیگر سرکاری ملازمین کو ملازمت دیتی ہے اور انہیں اجرت و تنخواہ کی ادائیگی کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت اثاثوں پر سرمایہ کاری بھی کرتی ہے۔ یہ تمام اخراجات حکومتی اخراجات میں شامل کیے جاتے ہیں۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ حکومت انتقالی ادائیگیوں کی صورت میں بھی اخراجات کرتی ہے لیکن انہیں قومی آمدنی کے تخمینے کے لیے حکومتی اخراجات میں شامل نہیں کیا جاتا۔ انتقالی ادائیگیوں کی مثال میں بے روزگاری بھتہ، ضعیف العمری بھتہ، عوامی قرض پر سود کی ادائیگی وغیرہ شامل ہیں۔ ان اخراجات کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جاتا کیوں کہ ان کی ادائیگی کے عوض کوئی شے یا خدمت پیدا نہیں کی جاتی۔ ان ادائیگیوں سے صِرف ملکیت کا تبادلہ ہوتا ہے۔

یہاں چند نکات کی وضاحت بے محل نہ ہو گی:

1. ملکی تشکیلِ سرمایہ (Domestic Capital Formation) یا ملکی سرمایہ کاری کی اصطلاح میں صرف نجی فرموں کی سرمایہ کاری ہی نہیں بلکہ حکومت کی جانب سے کی گئی سرمایہ کاری بھی شامل ہوتی ہے۔ اس طرح، تشکیلِ سرمایہ نجی سرمایہ کاری اور حکومتی سرمایہ کاری کا حاصلِ جمع ہو گی۔ ایسی صورت میں آپ قومی آمدنی کے کھاتوں میں حکومتی صرفی اخراجات کا علاحدہ اندراج دیکھیں گے۔
2. ایسی صورت میں حتمی صرفی اخراجات میں نجی صَرفی اخراجات اور حکومت کے صَرفی اخراجات دونوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

4. خالص برآمدات (X-M)

خالص برآمدات ایک سال کی مدت کے دوران ملک کی برآمدات اور درآمدات کے درمیان فرق کو کہتے ہیں۔ اس کے دو اجزا ہیں:

برآمدات (X): ملک کی مصنوعات کی خریداری پر غیر ملکیوں کے اخراجات کو کہتے ہیں۔ برآمد شدہ اشیا ملک کے معاشی علاقے میں تیار کی جاتی ہیں لہٰذا انہیں ملکی پیداوار میں شامل کیا جاتا ہے۔

درآمدات (M): غیر ملکی مصنوعات پر ملک کے رہائشیوں کے اخراجات کو کہتے ہیں۔ ملکی پیداوار حاصل کرنے کے لیے درآمدات کو منہا کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اشیا ملکی علاقے میں نہیں پیدا ہوتیں۔

آمدنی کے تخمینے کے لیے برآمدات اور درآمدات کو الگ الگ شامل نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے درمیان فرق کو خالص برآمدات کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ خالص برآمدات اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی میں فرق ہے۔ طلبا کو چاہیے کہ ان دونوں تصورات کے مابین فرق کو مستحضر کر لیں۔ دونوں تصورات کے مابین فرق درج ذیل ہیں:

1. خالص برآمدات کسی ملک کی برآمدات اور درآمدات کے درمیان فرق کو کہتے ہیں جبکہ بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی ملک کے عام رہائشیوں کی بیرون ملک سے حاصل کی جانے والی عاملی آمدنی اور اندرونِ ملک غیر رہائشیوں کی کمائی جانے والی عاملی آمدنی کے درمیان فرق ہے۔
2. خالص برآمدات ملکی آمدنی (Domestic) کا حصہ ہیں جبکہ بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی قومی آمدنی (National Income) کا حصہ ہے۔ اس طرح، بیرونِ ملک سے خالص عامل آمدنی کو ملکی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔
3. خالص برآمدات کے اجزا میں اشیا کی اور غیر عاملی خدمات کی درآمد و برآمد کو شامل کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی کے اجزا میں عاملی خدمات کے معاوضوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

7.2.1 اخراجات کے طریقہ کار کے اقدامات (Steps of Expenditure Method)

قومی آمدنی کی اخراجات کے طریقے سے پیمائش کے درج ذیل مراحل ہیں:

1. معیشت کے تمام شعبوں کے حتمی اشیا و خدمات پر کیے گئے اخراجات یعنی نجی صرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات، حکومتی اخراجات اور خالص برآمدات کا تخمینہ کرنا۔ ان تمام اخراجات کا حاصلِ جمع بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) ہو گا۔ یعنی:

$$GDP_{MP} = C + I + G + (X - M)$$

2. GDP_{MP} سے فرسودگی کو منہا کر کے بازار قیمت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{MP}) حاصل ہو گی۔

$$NDP_{MP} = GDP_{MP} - Depreciation$$

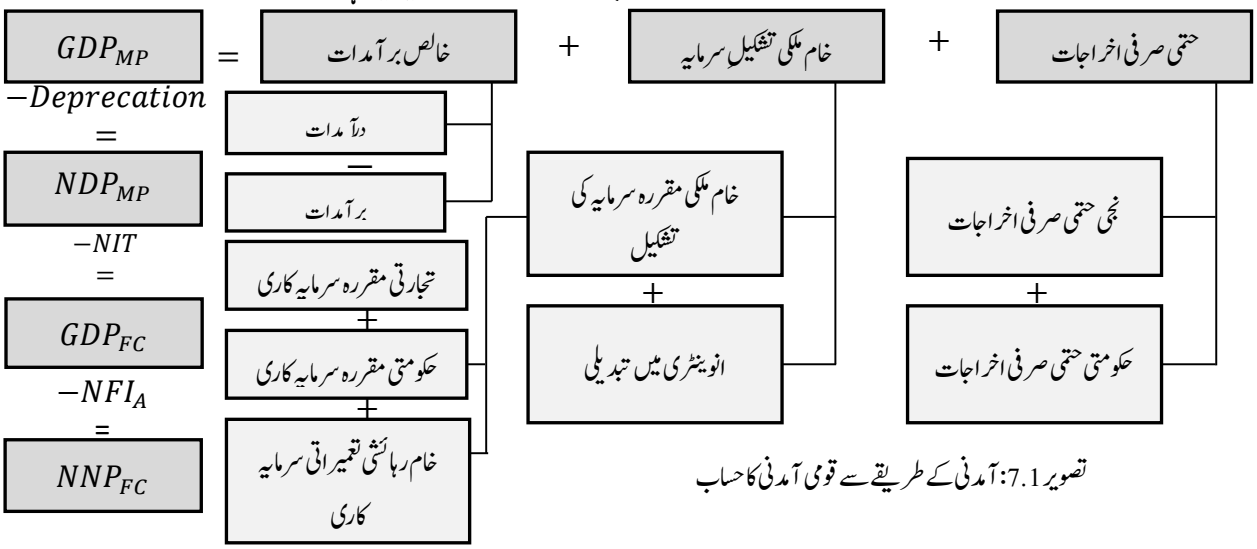
3. NDP_{MP} سے خالص بالواسطہ ٹیکس کو منہا کر کے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{FC}) حاصل کی جاسکتی ہے۔

$$NDP_{FC} = NDP_{MP} - Net\ Indirect\ Taxes$$

4. NDP_{FC} میں بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کو جوڑ کر عاملی لاگت پر خالص قومی آمدنی (NNP_{FC}) حاصل کی جاسکتی ہے۔

$$NNP_{FC} = NDP_{FC} + NFI_A$$

تصویر 7.1 میں آمدنی کے طریقہ کار سے قومی آمدنی کے حساب کے طریقہ کار کو دکھایا گیا ہے۔



تصویر 7.1: آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کا حساب

7.2.2 اخراجات کے طریقے سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Income Method)

اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں درج ذیل احتیاط مدِ نظر رہنی چاہیے۔

1. پرانی اشیا کی خرید پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ان اشیا کو اس سال کی آمدنی میں شامل کیا جاچکا ہے جس سال انہیں پیدا کیا گیا اور موجودہ سال میں یہ آمدنی میں کوئی قدر نہیں جوڑتیں۔ لیکن اگر ان اشیا کی خرید و فروخت میں کمیشن ادا کیا گیا ہو تو اسے قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ یہ کمیشن دلالی کی خدمت کا عوض ہے جسے موجودہ سال میں پیدا کیا گیا ہے۔
2. مالیاتی اثاثوں جیسے بانڈ، شئیر وغیرہ کی خرید پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ان کی خرید و فروخت

سے محض ملکیت میں تبدیلی ہوتی ہے نئی اشیا یا خدمات کی پیداوار نہیں ہوتی۔ لیکن ان کی خرید و فروخت میں اگر کمیشن ادا کیا گیا ہو تو اسے قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔

3. انتقالی ادائیگیوں پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان سے محض ملکیت کی تبدیلی ہوتی ہے۔ ان کے تبادلے میں کوئی شے یا خدمت پیدا نہیں ہوتی۔

4. شمار مضاعف سے بچنے کے لیے، تمام درمیانی اشیا اور خدمات پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر، ریسٹورنٹ کے ذریعے سبزیوں کی خریداری، فیکٹری کی طرف سے بجلی کے اخراجات وغیرہ قومی آمدنی میں شامل نہیں کیے جاتے کیونکہ یہ درمیانی استعمال کی اشیا و خدمات ہیں۔

5. حکومت اور غیر انتفاعی تنظیموں کی طرف سے فراہم کردہ اشیا اور خدمات کی مبینہ قدر کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ اسی طرح، ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا کی مبینہ قدر کو بھی قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔

7.2.3 اخراجات کے طریقے کی مثالیں (Examples of Expenditure Method)

مثال 1: درج ذیل اعداد و شمار سے بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) اور قومی آمدنی کا تخمینہ کریں۔

مد	کروڑ روپے
ذاتی صرفی اخراجات (Private Consumption Expenditure)	7000
خالص بالواسطہ ٹیکس (Net Indirect Taxes)	150
صوبائی حکومت کے اخراجات (State Government Expenditure)	400
مرکزی حکومت کے اخراجات (Central Government Expenditure)	3000
کاروباری انوینٹری میں تبدیلی (Changes in Business Inventories)	100
خام نجی ملکی مستقل سرمایہ کاری (Gross Private Domestic Fixed Investment)	1100
برآمدات (Exports)	800
بیرون ملک کو خالص عاملی آمدنی (Net Factor Income to Abroad)	-50
درآمدات (Imports)	1200
فرسودگی (Depreciations)	300

حل:

1. بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) ہوگی:

$$GPD_{MP}$$

$$
\begin{aligned}
&= \textit{Private Consumption Expenditure} \\
&\quad + \textit{Gross Private Domestic Fixed Investment} \\
&\quad + \textit{Change in Business Inventories} \\
&\quad + \textit{State Government Expenditure} \\
&\quad + \textit{Central Government Expenditure} + \textit{Exports} - \textit{Imports} \\
&= ₹7000\ \textit{crore} + ₹1100\ \textit{crore} + ₹100\ \textit{crore} + ₹400\ \textit{crore} \\
&\quad + \ ₹3000\ \textit{crore} + \ ₹800\ \textit{crore} - ₹1200\ \textit{crore} \\
&= ₹11200\ \textit{crore}
\end{aligned}
$$

بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار(GDP_{MP})11200 کروڑ روپے ہو گی۔

2. قومی آمدنی یا عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار(NNP_{FC})ہو گی:

$$
\begin{aligned}
&NNP_{FC} \\
&= GDP_{MP} - \textit{Depreciation} - \textit{Net Indirect Taxes} \\
&\quad - \textit{Net Factor Income to Abroad} \\
&= ₹11200\ \textit{crore} - ₹300\ \textit{crore} - ₹150\ \textit{crore} - (-₹50\ \textit{crore}) \\
&= ₹10800\ \textit{crore}
\end{aligned}
$$

قومی آمدنی10800 کروڑ روپے ہو گی۔

مثال2: درج ذیل اعداد و شمار کی بنا پر پیداوار کے طریقے اور اخراجات کے طریقے سے بازار قیمت پر قومی آمدنی(NNP_{MP})کا تخمینہ کریں۔

مد	کروڑ روپے
ذاتی صرفی اخراجات(Private Consumption Expenditure)	1400
اجرت اور تنخواہ(Wages and Salaries)	1400
مالکان کی سماجی تحفظ میں حصہ داری(Employers' Contribution to Social Security)	200
پروویڈنٹ فنڈ میں ملازمین کی مالکان کے ذریعے حصہ داری(Contribution to Provident Fund by the Employees through the Employer)	100
خام کاروباری مستقل سرمایے کی تشکیل(Gross Business Fixed Capital Formation)	120
خام رہائشی تعمیراتی سرمایہ کاری(Gross Residential Construction Investment)	120
خام عوامی اخراجات(Gross Public Expenditure)	480
لگان(Rent)	100
انوینٹری میں سرمایہ کاری(Inventory Investment)	40
منقسمہ اور کارپوریٹ منافع ٹیکس(Dividend and Corporate Profit Tax)	120

کارپوریٹ بچت(Corporate Saving)	80
خالص برآمدات(Next Exports)	40
سود(Interest)	80
خود ملازمین کی مخلوط آمدنی(Mixed Income of Self Employed)	200
بیرون ممالک کو خالص عاملی آمدنی(Net Factor Income to Abroad)	20
فرسودگی(Depreciation)	0
بالواسطہ ٹیکس(Indirect Taxes)	40
سبسڈی(Subsidy)	20

حل:

1. اخراجات کا طریقہ

اخراجات کے طریقے سے بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار(GDP_{MP})ہوگی:

$$
\begin{aligned}
&GPD_{MP}\\
&= Private\ Consumption\ Expenditure\\
&\quad + Gross\ Business\ Fixed\ Capital\ Formation\\
&\quad + Gross\ Residential\ Construction\ Investment\\
&\quad + Gross\ Public\ Expenditure + Inventory\ Investment\\
&\quad + Net\ Exports\\
&= ₹1400\ crore + ₹120\ crore + ₹120\ crore + ₹480\ crore\\
&\quad + ₹40\ crore\ +\ ₹40\ crore\\
&= ₹2200\ crore
\end{aligned}
$$

بازار قیمت پر خام ملکی آمدنی سے بازار قیمت پر قومی آمدنی حاصل کرنے کے لیے

$$
\begin{aligned}
&NNP_{MP}\\
&= GDP_{MP} - Depreciation - Net\ Factor\ Income\ to\ Abroadure\\
&= ₹2200\ crore - ₹0\ crore - ₹20\ crore)\\
&= ₹2180\ crore
\end{aligned}
$$

پیداوار کے طریقے سے بازار قیمت پر خالص قومی آمدنی(NNP_{MP})2180 کروڑ روپے ہوگی۔

2. اخراجات کا طریقہ

عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار(NNP_{FC})ہوگی:

$$NDP_{FC}$$

$$
\begin{aligned}
&= Wages\ and\ Salaries \\
&\quad + Wmployers'Contribution\ to\ Social\ Security \\
&\quad + Rent + Interest + Dividend\ and\ Corporate\ Profit\ Tax \\
&\quad + Corporate\ Saving + Mixed\ Income\ of\ Self\ Employed \\
&= ₹1400\ crore + ₹200\ crore + ₹100\ crore + ₹80\ crore \\
&\quad + ₹120\ crore + ₹80\ crore + ₹200\ crore \\
&= ₹2180 crore
\end{aligned}
$$

بازار قیمت پر خالص قومی آمدنی

$$
\begin{aligned}
&NNP_{MP} \\
&= NDP_{FC} + Indirect\ Taxes - Subsidies \\
&\quad - Net\ Factor\ Income\ to\ Abroad \\
&= ₹2180\ crore + ₹40\ crore - ₹20\ crore - ₹20\ crore \\
&= ₹2180\ crore
\end{aligned}
$$

اخراجات کے طریقے سے بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار (NNP_{MP}) 2180 کروڑ روپے ہو گی۔

مثال 3: درج ذیل اعداد و شمار کی بنیاد پر پیداوار کے طریقے اور اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کریں۔

مد	کروڑ روپے
بنیادی شعبے کی بازار قیمت پر خام قدرِ افزودہ (Gross Value Added at Market Price by Primary Sector)	3000
نجی حتمی صرفی اخراجات (Private Final Consumption Expenditure)	7500
مقررہ سرمایے کی کھپت (Consumption of Fixed Capital)	1500
خالص بالواسطہ محصول (Net Indirect Taxes)	1200
ثانوی شعبے کی بازار قیمت پر قدرِ افزودہ (Gross Value Added at Market Price by Secondary Sector)	2000
خالص ملکی مقررہ سرمایے کی تشکیل (Net Domestic Fixed Capital Formation)	2200
اسٹاک میں تبدیلی (Change in Inventory)	-200
خدمات کے شعبے کی قدر افزودہ (Value Added by Service Sector)	7000
خالص درآمدات (Net Imports)	500
حکومت کے حتمی صَرف کے اخراجات (Government Final Consumption Expenditure)	1500
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (Net Factor Income from Abroad)	200

حل:

1. پیداوار کا طریقہ

پیداوار کے طریقے سے قومی آمدنی یا عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار (NNP_{FC}) ہوگی:

$$
\begin{aligned}
&NNP_{FC} \\
&= Gross\ Value\ Added\ at\ Market\ Price\ by\ the\ Primary\ Sector \\
&\quad + Gross\ Value\ Added\ at\ Market\ Price\ by\ the\ Secondary\ Sector \\
&\quad + Gross\ Value\ Added\ at\ Market\ Price\ by\ Services\ Sector \\
&\quad - Net\ Indirect\ Taxes - Consumption\ of\ Fixed\ Capital \\
&\quad + Net\ Factor\ Income\ from\ Abroad \\
&= \quad ₹3000\ crore + ₹2000\ crore + ₹7000\ crore - ₹1200\ crore \\
&\quad - ₹1500\ crore\ +\ ₹200\ crore \\
&= ₹9500\ crore
\end{aligned}
$$

قومی آمدنی 9500 کروڑ روپے ہوگی۔

2. اخراجات کا طریقہ

اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی یا عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار (NNP_{FC}) ہوگی:

$$
\begin{aligned}
&NNP_{FC} \\
&= Private\ Final\ Consumption\ Expenditure \\
&\quad + Government\ Final\ Consumption\ Expenditure \\
&\quad + Net\ Domestic\ Fixed\ Capital\ Formation \\
&\quad + Change\ in\ Stocks - Net\ Imports - Net\ Indirect\ Taxes \\
&\quad + Net\ Factor\ Income\ from\ Abroad \\
&= \quad ₹7500\ crore + ₹1500\ crore + ₹2200\ crore + (-₹200\ crore) \\
&\quad - ₹500\ crore -\ ₹1200\ crore +\ ₹200\ crore \\
&= ₹9500\ crore
\end{aligned}
$$

قومی آمدنی 9500 کروڑ روپے ہوگی۔

مثال 4: درج ذیل اعداد و شمار کی بنا پر اخراجات کے طریقے سے اور پیداوار کے طریقے سے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار کا تخمینہ کریں۔

مد	کروڑ روپے
معاشی علاقے میں پیداوار کی قدر (Value of Output in Economic Territory)	4100
خالص برآمدات (Private Final Consumption Expenditure)	-50
پرائمری سیکٹر کے ذریعے درمیانی خریداری (Intermediate Purchase by Primary Sector)	600

نجی حتمی صرفی اخراجات(Net Indirect Taxes)	1450
سیکنڈری سیکٹر کے ذریعے درمیانی خریداری(Intermediate Purchase by Secondary Sector)	700
حکومت کے حتمی صرفی اخراجات(Government Final Consumption Expenditure)	400
خالص ملکی مقررہ سرمایہ کاری(Net Domestic Fixed Capital Formation)	200
ٹرشیئری سیکٹر کے ذریعے درمیانی خریداری(Intermediate Purchase by Tertiary Sector)	700
اسٹاک میں خالص تبدیلی(Net Changes in Stocks)	-50
بالواسطہ محصول(Indirect Taxes)	100
مقررہ سرمایے کی کھپت(Consumption of Fixed Capital)	50

1. اخراجات کا طریقہ

اخراجات کے طریقے سے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار(NNP_{FC})ہو گی

$$
\begin{aligned}
&NDP_{FC}\\
&= \ Private\ Final\ Consumption\ Expenditure\\
&\quad + \ Government\ Final\ Consumption\ Expenditure\\
&\quad + \ Net\ Domestic\ Fixed\ Capital\ Formation\\
&\quad + \ Net\ Change\ in\ Stocks - \ Net\ Imports - \ Indirect\ Taxes\\
&= \ ₹1450\ crore + ₹400\ crore + ₹200\ crore + (-₹50\ crore)\\
&\quad - (-₹500\ crore) - \ ₹100\ crore\\
&= \ ₹1950\ crore
\end{aligned}
$$

2. پیداوار کا طریقہ

پیداوار کے طریقے سے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار(NNP_{FC})ہو گی

$$
\begin{aligned}
&NDP_{FC}\\
&= \ Value\ of\ Output\ in\ Economic\ Territory\\
&\quad - (Intermediate\ Purchase\ by\ Primary\ Sector\\
&\quad + \ Intermediate\ Purchase\ by\ Secondary\ Sector\\
&\quad + \ Intermediate\ Purchase\ by\ Tertiary\ Sector)\\
&\quad - Consumption\ of\ Fixed\ Capital - \ Indirect\ Taxes\\
&= \ ₹4100\ crore - (₹600\ crore + ₹700\ crore + ₹700\ crore)\\
&\quad - (-₹500\ crore) - \ ₹100\ crore\\
&= \ ₹1950\ crore
\end{aligned}
$$

مثال 5: درج ذیل اعداد و شمار سے خام مقررہ سرمایے کی تشکیل کا حساب کریں۔

مد	کروڑروپے
نجی حتمی صرف پر اخراجات(Private Final Consumption Expenditure)	1000
حتمی صرف پر حکومتی اخراجات(Government Final Consumption Expenditure)	500
خالص درآمدات(Net Exports)	-50
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی(Net Factor Income from Abroad)	20
بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار(Gross Domestic Product at Market Price)	2500
اوپننگ اسٹاک(Opening Stock)	300
کلوزنگ اسٹاک(Closing Stock)	200

حل:

درج ذیل طریقے سے خام ملکی تشکیلِ سرمایہ کی قدر کا حساب کیا جاسکتا ہے:

$$GDP_{MP} = Private\ Final\ Consumption\ Expenditure + Government\ Final\ Consumption\ Expenditure + Gross\ Domestic\ Capital\ Formation + Net\ Exports$$

$$₹2500\ crore = ₹1000\ crore + ₹500\ crore + Gross\ Domestic\ Capital\ Formation + (-₹50\ crore)$$

$$₹2500\ crore = Gross\ Domestic\ Capital\ Formation + 1450\ crore$$

$$Gross\ Domestic\ Capital\ Formation = ₹2500\ crore - 1450\ crore$$

$$Gross\ Domestic\ Capital\ Formation = ₹1050\ crore$$

اسی طرح خام ملکی تشکیل سرمایہ ہوگی:

$$Gross\ Domestic\ Capital\ Formation = Gross\ Fixed\ Domestic\ Capital\ Formation + Change\ in\ Stock$$

مساوات کو ترتیب دینے پر

$$Gross\ Fixed\ Domestic\ Capital\ Formation = Gross\ Domestic\ Capital\ Formation - Change\ in\ Stock$$

قدروں کو رکھنے پر

$$Gross\ Fixed\ Domestic\ Capital\ Formation = ₹1050\ crore - (₹200\ crore - ₹300\ crore)$$

$$Gross\ Fixed\ Domestic\ Capital\ Formation = ₹1150\ crore$$

خام مقررہ ملکی تشکیل سرمایہ 1150 کروڑ روپے ہو گی۔

7.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہیں کہ:

- قومی آمدنی کے تخمینے کے اخراجات کے طریقے کی وضاحت کر سکیں۔
- اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کر سکیں۔
- اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں کی جانے والی احتیاط کو بیان کر سکیں۔

7.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

ملکی تشکیلِ سرمایہ :Domestic Capital Formation- ملک کے معاشی علاقے میں کی گئی سرمایہ کاری۔ اس میں نجی شعبے اور حکومت دونوں کی سرمایہ کاری شامل ہے۔

7.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

7.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ملکی تشکیلِ سرمایہ میں شامل ہے:

(a) نجی شعبے کی سرمایہ کاری (b) حکومت کی سرمایہ کاری

(c) (a)اور(b)دونوں (d) معیشت کے کل اخراجات کم سود

2. اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں اس کو شامل نہیں کیا جاتا:

(a) نجی شعبے کی سرمایہ کاری (b) حکومت کی سرمایہ کاری

(c) صَرفی اخراجات (d) پرانی کار کی خرید کے اخراجات

3. درج ذیل میں درست مساوات ہے:

(a) $GDP_{MP} = C + I + G + NX$ (b) $GDP_{FP} = C + I + G + NX$

(c) $NDP_{MP} = C + I + G + NX$ (d) $NNP_{MP} = C + I + G + NX$

4. درج ذیل میں سے کون حتمی صرفی اخراجات کا حصہ نہیں ہے؟

(a) اشیائے خورد و نوش پر گھریلو اخراجات (b) حکومتی حتمی صَرفی اخراجات

(c) تعلیم پر گھرانوں کے اخراجات (d) خام مال کی خرید پر کیے گئے اخراجات

5. کلوزنگ اسٹاک اور اوپننگ اسٹاک کا فرق کہلاتا ہے:

(a) انوینٹری میں اضافہ (b) انوینٹری میں کمی

(c) انوینٹری میں تبدیلی (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

6. درج ذیل میں سے کون حتمی اخراجات کا حصہ نہیں ہے؟

(a) اشیائے صَرف پر حکومتی اخراجات (b) بیرونِ ملک برآمد کی گئی اشیائے صرف

(c) بیج کی خرید پر کسان کے اخراجات (d) حکومتی مقررہ سرمایہ کاری

7. درج ذیل میں کسے انوینٹری سرمایہ کاری میں شامل نہیں کیا جاتا؟

(a) تیار شدہ اشیا کے ذخیرے میں تبدیلی (b) نیم تیار شدہ اشیا کے ذخیرے میں تبدیلی

(c) خام مال کے ذخیرے میں تبدیلی (d) فروخت میں تبدیلی

7.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کے اخراجات کی تفصیل بیان کریں۔
2. قومی آمدنی کے تخمینے میں حکومتی اخراجات کیا ہیں؟
3. اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے میں کن احتیاط کو مد نظر رکھنا چاہیے؟
4. خالص برآمدات اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی میں کیا فرق ہے؟

7.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. اخراجات کے نقطہ نظر سے قومی آمدنی کے اجزا بیان کریں۔ اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے کے کیا مراحل ہیں؟
2. اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے میں کن احتیاط کو مدِ نظر رکھنا چاہیے؟ درج ذیل اعداد و شمال سے قومی آمدنی کا تخمینہ کریں۔

مد	کروڑ روپے
نجی حتمی صرفی اخراجات (Private Final Consumption Expenditure)	18550
حتمی صرف پر حکومتی اخراجات (Government Final Consumption Expenditure)	20510
مقررہ سرمایے کا صرف (Consumption of Fixed Capital)	2000
خام ملکی تشکیلِ سرمایہ (Gross Domestic Capital Formation)	9860
درآمدات (Imports)	15000

برآمدات(Exports)	13720
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی(Net Factor Income from Abroad)	-110
اسٹاک میں تبدیلی	2560
اشیاوخدمات ٹیکس(Goods and Services Tax)	2700
سبسڈی(Subsidy)	100

3. درج ذیل اعداد و شمار سے بازار قیمت پر خام قومی پیداوار کا تخمینہ آمدنی کے طریقے اور اخراجات کے طریقے سے کریں۔

مد	کروڑ روپے
خالص برآمدات(Net Exports)	10
لگان(Rent)	20
نجی حتمی صرفی اخراجات(Private Final Consumption Expenditure)	400
سود(Interest)	30
منقسمہ(Dividend)	45
غیر تقسیم شدہ منافع(Undistributed Profit)	5
کارپوریٹ ٹیکس(Corporate Tax)	10
حکومتی حتمی صرفی اخراجات(Government Final Consumption Expenditure)	100
خالص ملکی تشکیلِ سرمایہ(Net Domestic Capital Formation)	50
ملازمین کا معاوضہ(Compensation of Employees)	40
مقررہ سرمایے کا صرف(Consumption of Fixed Capital)	10
خالص بالواسطہ ٹیکس(Net Indirect Taxes)	50
بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی(Net Factor Income from Abroad)	-10

7.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2019). *Macroecnomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand Publishing.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 8: قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات

(Difficulties in Measurement of National Income)

اکائی کے اجزا:

8.0 تمہید (Introduction)

8.1 مقاصد (Objectives)

8.2 قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات (Difficulties in Measurement of National Income)

8.2.1 تصوراتی مشکلات (Conceptual Difficulties)

8.2.2 شماریاتی یا عملی مشکلات (Statistical Difficulties)

8.3 قومی آمدنی کے تخمینے کے استعمال (Uses of National Income Estimates)

8.4 قومی آمدنی اور سماجی فلاح و بہبود (National Income and Economic Welfare)

8.5 سبز خام ملکی پیداوار (Green Gross Domestic Product)

8.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

8.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

8.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

8.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

8.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

8.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

8.9 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

8.0 تمہید (Introduction)

اس بلاک کی سابقہ اکائیوں میں آپ نے قومی آمدنی اور اس سے متعلق مختلف تصورات کا مطالعہ کیا۔ آپ نے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے کے 3 طریقہ کار کا بھی مطالعہ کیا۔ قومی آمدنی سے متعلق اس آخری اکائی میں ہم قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش رکاوٹوں، قومی آمدنی

سے متعلق بعض مسائل اور قومی آمدنی اور معاشی فلاح کے تعلق کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش رکاوٹوں کی وضاحت کرنا۔
- قومی آمدنی اور سماجی فلاح کے مابین تعلق کی وضاحت کرنا۔
- سبز خام ملکی پیداوار کی وضاحت کرنا۔

8.2 قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات (Difficulties in Measurement of National Income)

کسی بھی ملک کی قومی آمدنی کے درست تخمینے میں بہت سی رکاوٹیں اور مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ مشکلات تصوراتی یا نظریاتی بھی ہوتی ہیں اور عملی یا شماریاتی بھی۔ بعض مشکلات اور رکاوٹوں کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

8.2.1 تصوراتی مشکلات (Conceptual Difficulties)

تصوراتی مشکلات کا تعلق ان مسائل سے ہے جو قومی آمدنی کی تعریف اور اس کے تصورات سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر تمام ماہرینِ معاشیات کا اس پر اتفاق نہیں کہ قومی آمدنی کیا ہوتی ہے یعنی اس کے تخمینے میں کن اجزا کو شامل کیا جاتا ہے۔ بعض تصوراتی مشکلات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. خدمات کی شمولیت (Inclusion of Services)

قومی آمدنی کے تخمینے کا ایک بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ قومی پیداوار اور قومی آمدنی میں کیا شامل کیا جانا چاہیے۔ خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے یا نہیں اس پر ماہرین معاشیات کا اتفاق نہیں۔ بعض ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے، جب کہ دیگر ماہرین معاشیات کہتے ہیں کہ خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جانا چاہیے۔ حقیقی دنیا میں دونوں نظریات کے مطابق قومی آمدنی کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اشتراکیت پسند ممالک (Communist Countries) میں، تمام خدمات کو قومی آمدنی کے حساب سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ معیشتوں (Capitalist Economies) میں خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔

2. درمیانی اشیا اور حتمی اشیا کی شناخت (Identification of Intermediate and Final Goods)

قومی آمدنی کے حساب میں صِرف حتمی اشیا اور خدمات کو شامل کیا جاتا ہے۔ تاہم، عملی طور پر، درمیانی اشیا اور حتمی اشیا کے درمیان واضح فرق کرنا مشکل ہے۔ بہت سی اشیا ان کے استعمال کی بنا پر درمیانی اشیا اور حتمی اشیا دونوں ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، بیکری میں استعمال ہونے والا آٹا درمیانی شے ہے، جبکہ وہی آٹا گھر میں استعمال ہوتا ہے تو وہ حتمی شے ہو گا۔ اسی طرح گھر سے دفتر جانے کا سفری خرچ درمیانی

خرچ ہے لیکن وہی خرچ اپنے اہل خانہ کو پکنک پر لے جانے کے لیے جاتا ہے تو یہ خرچ حتمی شے پر کیا گیا خرچ ہو گا۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ سفری اخراجات کا کیا حصہ درمیانی لاگت ہے اور کتنا حصہ حتمی اخراجات کی نوعیت کا ہے۔ لاگت کی نشاندہی کرنے میں کوئی بھی غلطی قومی آمدنی کے کم یا زیادہ آنکے جانے کا باعث بن سکتی ہے۔

3. عاملی آمدنی کی شناخت (Identification of Factor Income)

قومی آمدنی کے تخمینے میں ایک مشکل عاملی آمدنی کی شناخت کی بھی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی عاملی آمدنی پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی قومی آمدنی عاملی خدمات کے عوض حاصل ہونے والی آمدنی مثلاً اجرت، سود، لگان اور منافع پر مشتمل ہوتی ہے۔ غیر عاملی آمدنیوں کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر، صَرفی اخراجات کے لیے لیے گئے قرضوں پر سود کی ادائیگی، پرانے مکانات، پرانی کاروں، حصص کی فروخت وغیرہ کی فروخت سے حاصل ہونے والی ادائیگیاں غیر عاملی آمدنیاں ہیں اور انہیں قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ افراد اور کاروباری ادارے دونوں قسم کی آمدنی حاصل کرتے ہیں اور دونوں کو عملی طور پر الگ کرنا مشکل کام ہے۔

4. خاتونِ خانہ کی خدمات (Services of Housewife)

قومی آمدنی کا بڑا حصہ ان اشیا اور خدمات پر مشتمل ہوتا ہے جن کے عوض زر کی شکل میں ادائیگی کی جاتی ہے۔ لیکن بہت سی خدمات ایسی بھی ہیں جن کے عوض زر کی شکل میں کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ مثال کے طور پر خاتونِ خانہ کی اپنے گھر میں انجام دی گئی خدمات جیسے کھانا پکانا، گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی پرورش وغیرہ کے عوض کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اسی طرح مرد حضرات بھی اپنے یا اپنے اہلِ خانہ کے لیے بہت سی خدمات انجام دیتے ہیں جیسے باغبانی، بچوں کو تعلیم دینا، بازار سے سودا سلف لانا وغیرہ۔ ان کے عوض بھی کوئی معاوضہ انہیں ادا نہیں کیا جاتا۔ اس لیے ان خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان خدمات کی مالیاتی قدر کا اندازہ لگانا مشکل کام ہے کیونکہ ان کی قدر کا تخمینہ کرنے کا کوئی درست شماریاتی طریقہ موجود نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان خدمات کو پیار، محبت، احترام، شفقت وغیرہ جیسے جذبات کی وجہ سے انجام دیا جاتا ہے جو ان کی قدر کا تخمینہ ناممکن بنا دیتا ہے۔ لہٰذا، آسان راہ یہ اختیار کی گئی کہ قومی آمدنی میں ان خدمات کی قدر کو شامل نہیں کیا جاتا۔ اس آسان راہ اختیار کرنے سے دوسرے مسائل پیدا ہوئے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام خدمات بامعاوضہ بھی انجام دی جاسکتی ہیں۔، جیسے نوکر، باغبان، ٹیوٹر وغیرہ بھی یہ خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ اگر یہ خدمات نوکر، باغبان، ٹیوٹر وغیرہ بامعاوضہ انجام دیتے ہیں تو قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا، حالانکہ اصل پیداوار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے پسماندہ ممالک کی قومی آمدنی کو کم آنکا جاتا ہے کیونکہ ان ممالک میں یہ بلا معاوضہ خدمات نسبتاً زیادہ اہم ہوتی ہیں۔

5. بلا معاوضہ خدمات (Unpaid Services)

بعض اشیا اور اور خدمات ایسی بھی ہیں جو بغیر کسی ادائیگی کے انجام دی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، حکومت لوگوں کو مختلف مفت خدمات فراہم کرتی ہے، جیسے کہ عام انتظامیہ، پولیس وغیرہ، تاہم ایسی مفت خدمات کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ ان خدمات کی قدر کے تعین کا

کوئی معیاری طریقہ اختیار کر لیا جاتا ہے۔ عملی طور پر ایسے طریقے کے اختیار کرنے کا کوئی مناسب جواز نہیں ہوتا۔

6. غیر ملکی کمپنیوں کی آمدنی (Income of Foreign Companies)

ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا غیر ملکی کمپنی کی آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے یا نہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے (IMF) کے مطابق ان کمپنیوں کی پیداوار اور آمدنی کے اس حصے کو قومی آمدنی میں شامل کیا جانا چاہیے جو وہ ملک میں پیدا کرتی یا کماتی ہیں۔ لیکن جو آمدنی یا منافع وہ اپنے وطن بھیج دیتی ہیں اسے قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔

7. انوینٹری کا تعین قدر (Evaluation of Inventories)

آپ پڑھ چکے ہیں کہ انوینٹری سرمایہ کاری کے اخراجات میں آتی ہے اور لہذا ان کی قدر کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن انوینٹری کی قدر کا تعین کافی مشکل اور بوجھل کام ہے۔ انوینٹری کی قدر کے تعین میں ایک مسئلہ یہ درپیش آتا ہے کہ انوینٹری میں اشیا کے ذخیرے کی قدر کا تعین کس قیمت پر کیا جائے؟ انوینٹری کی قدر کا تعین اصل لاگت سے کیا جائے یا ان کی موجودہ قیمت سے کیا جائے۔ رواج یہ ہے ان کی قدر کا تعین موجودہ قیمتوں پر کیا جاتا ہے۔

8. فرسودگی کا تخمینہ (Estimation of Depreciation)

انوینٹری کی قدر کے تعین کی ہی طرح فرسودگی کا تخمینہ بھی بہت مشکل کام ہے۔ سرمایے کی قدر میں کمی یا فرسودگی کا تخمینہ اس کی اصل لاگت (جسے تاریخی لاگت بھی کہتے ہیں) سے بھی کیا جاسکتا ہے اور بدلی لاگت سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ فرمیں عموماً فرسودگی کا تخمینہ اصل لاگت پر کرتی ہیں۔

8.2.2 شماریاتی یا عملی مشکلات (Statistical Difficulties)

قومی آمدنی کی پیمائش میں بعض عملی مشکلات ملک کے غیر ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور بعض مشکلات شماریاتی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ چند اہم عملی مشکلات درج ذیل ہیں:

1. پیشہ ورانہ مہارت کا فقدان (Lack of Occupational Specialization)

قومی آمدنی کے تخمینے کا ایک اہم مرحلہ پیداکاروں کی مختلف مخصوص پیشوں، شعبوں یا سیکٹروں میں درجہ بندی کرنا ہے۔ لیکن تمام ممالک بالخصوص ترقی پذیر ممالک میں ایسی درجہ بندی کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کام کرنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد ایک سال کے دوران ایک سے زیادہ ملازمت کرتی ہے۔ اس سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک چھوٹا کاشتکار سال کے کچھ مہینے زرعی شعبے میں کام کر سکتا ہے۔ باقی مہینوں میں وہ دوسری صنعتوں میں کام کر سکتا ہے یا ملازمت کی تلاش میں شہری علاقوں میں جاسکتا ہے جہاں وہ وقتی ملازمت کر سکتا ہے یا رکشہ چلا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کاشت کار کو کسی خاص پیشے سے منسلک کرنا اور اس کی آمدنی کو کسی خاص پیشے سے مختص کرنا بہت مشکل ثابت ہوتا ہے۔

2. غیر نقدی سیکٹر (Non-Monetary Sector)

معیشت میں غیر نقدی سیکٹر قومی آمدنی کے تخمینے میں بڑی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں غیر منظم اور غیر نقدی سیکٹر نسبتاً زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ غیر نقدی سیکٹر معیشت کا وہ حصہ ہے جس میں اشیا و خدمات کا لین دین زر کے بنا ہوتا ہے۔ ہندوستان کی مثال لیں۔ ہندوستان کی بڑی آبادی زراعت کے پیشے سے منسلک ہے۔ چھوٹے کاشت کار اپنی کاشت کا بڑا حصہ ذاتی استعمال کے لیے رکھتے ہیں اور کچھ حصے کا دوسری اشیا سے تبادلہ کر لیتے ہیں۔

ترقی پذیر معیشت میں، زراعت کو بقا کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ پیداوار کا بہت بڑا حصہ فروخت کے لیے مارکیٹ میں نہیں آپاتا۔ حالانکہ ان کاشت کاروں کی پیداوار نقدی بازار میں نہیں آپاتی لیکن قومی آمدنی کے تخمینے میں ان کا شامل کرنا ضروری ہے۔ فی الحال ایسی اشیا کا جو نقدی بازار میں نہیں آپاتی ان کی قدر کا اندازہ لگانے کا کوئی معروضی طریقہ موجود نہیں۔ لہذا، ان اشیا کے اعداد و شمار کی عدم موجودگی قومی آمدنی کے تخمینے کو مشکل بنا دیتی ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے لیے ان اشیا کی قدر کا حساب قیاس آرائی سے کیا جاتا ہے جو قومی آمدنی کے تخمینے کے درست ہونے پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔

3. ناکافی معلومات (Inadequate Information)

آمدنی اور پیداوار کے حوالے سے، ایک اور مشکل جو خاص طور پر پسماندہ ممالک میں زیادہ ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ پیداکاروں کی ایک بڑی تعداد کو اس کا یقینی علم نہیں ہوتا کہ وہ کتنی مقدار میں پیدا کرتے ہیں اور پیداوار کی قدر کیا ہے۔ ان ممالک میں پیداواری سرگرمیوں کا ایک بہت بڑا حصہ چھوٹے کسان، دکاندار، کاریگر وغیرہ سرانجام دیتے ہیں۔ چھوٹے پیداکار زیادہ تر اپنی پیداوار اور آمدنی کا باقاعدہ حساب نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں پیداوار اور آمدنی کے تخمینے میں قیاس آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔

4. غیر رپورٹ شدہ یا غیر قانونی آمدنی (Unreported or Illegal Income)

بعض اوقات لوگ انکم ٹیکس اور دولت ٹیکس سے بچنے کے لیے اپنی آمدنی سے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر غلط معلومات فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پیداکار 10000 روپے کی مصنوعات فروخت کرتا ہے لیکن ٹیکس حکام کو صرف 6000 کی فروخت دکھاتا ہے۔ اس سے غیر محسوب آمدنی یا کالا دھن پیدا ہوتا ہے۔ آسان لفظوں میں کالا دھن اس پیسے کو کہتے ہیں جسے ٹیکس حکام سے چھپایا گیا ہو۔ کالا دھن غیر قانونی سرگرمیوں سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستانی معیشت کا ایک بڑا حصہ متوازی معیشت یا پوشیدہ معیشت یا غیر قانونی معیشت کے طور پر کام کرتا ہے، اور وہاں پیدا ہونے والی آمدنی غیر رپورٹ شدہ آمدنی ہوتی ہے۔ حکومت کیسے اس آمدنی کا تخمینہ کرے جو اس سے چھپائی گئی ہو؟ لہذا، زیادہ تر ممالک میں اس آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا اور قومی آمدنی کا تخمینہ اصل آمدنی سے کم ہوتا ہے۔ جن ممالک میں اس آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے وہاں بھی اس آمدنی کا درست حساب کرنے کا کوئی طریقہ موجود نہیں۔

5. ڈیٹا کی عدم دستیابی (Unreliability of Data)

قومی آمدنی کے تخمینے میں سب سے بڑی مشکل قابل اعتماد ڈیٹا کی عدم دستیابی ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں یہ مشکل اور

زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ قابلِ اعتماد ڈیٹا کی عدم دستیابی کی کئی وجوہات ہیں۔ اول، قومی آمدنی کا ڈیٹا اکٹھا کرنے والی ایجنسیوں اور شماریاتی اداروں کی کمی قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات پیدا کرتی ہے۔ دوم، قومی آمدنی کا ایک بڑا حصہ گاؤں دیہات میں پیدا ہوتا ہے۔ گاؤں کی سطح پر ڈیٹا اکٹھا کرنے کا کام کرنے والے شمار کنندگان کی ایک بڑی تعداد نیم ناخواندہ ہوتی ہے اور ڈیٹا اکٹھا کرنے کی مناسب تربیت نہیں رکھتی۔ ان کے پاس ڈیٹا اکٹھا کرنے، اس کی درجہ بندی کرنے اور تجزیہ کرنے کا مطلوبہ علم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ افراد ڈیٹا اکٹھا کرنے والوں سے تعاون نہیں کرتے اور بعض اوقات آمدنی سے متعلق غلط معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ڈیٹا اکٹھے کرنے والے پیداکاروں سے رابطہ کیے بنا ہی من گھڑت ڈیٹا بنا لیتے ہیں۔ اگر اس ڈیٹا سے قومی آمدنی کا حساب کیا جائے تو قومی آمدنی کا تخمینہ غلط نکل کر آئے گا۔

8.3 قومی آمدنی کے تخمینے کے استعمال (Uses of National Income Estimates)

قومی آمدنی کے تخمینے ماہرینِ معاشیات، حکومت، پالیسی میکر وغیرہ کے لیے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ قومی آمدنی کے تخمینے اور اس تخمینے کے لیے جمع کیے گئے ڈیٹا دونوں معیشت کے مختلف شعبوں کی کارکردگی، معیشت میں ہونے والی ساختی تبدیلیوں، معیشت کی ترقی وغیرہ کا مطالعہ کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ معاشی پالیسیوں اور ترقیاتی منصوبوں کی تشکیل میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ قومی آمدنی کے ڈیٹا کے کچھ اہم استعمال درج ذیل ہیں:

جدول 8.1: معاشی نمو کی پیمائش

سال	GDP	GDP کی شرح نمو
2012-13	9213017	5.46
2013-14	9801370	6.39
2014-15	10527674	7.41
2015-16	11369493	8.00
2016-17	12308193	8.26

1. معاشی نمو کی پیمائش (Measurement of Economic Growth)

ملک کی معاشی نمو کی پیمائش کے لیے قومی آمدنی کے تخمینے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معاشی نمو کی شرح کو مستقل قیمتوں پر قومی آمدنی کی شرح سے ماپا جاتا ہے۔ قومی آمدنی کی شرحِ نمو بتاتی ہے کہ معیشت کس رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ مثال کے طور پر جدول 8.1 میں ہندوستان کی 5 سال کی GDP اور GDP کی شرح نمو کو پیش کیا گیا۔ GDP کی پیمائش 05-2004 کی قیمتوں پر کی گئی ہے۔ سال 16-2015 کے دوران ہندوستان میں مستقل قیمتوں پر GDP کی شرح نمو 8.00 فیصد تھی جبکہ سال 17-2016 کے دوران 8.26 تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ مستقل قیمتوں پر 17-2016 میں قومی آمدنی 16-2015 میں مستقل قیمتوں پر قومی آمدنی کے مقابلے میں 8.26 فیصد زیادہ تھی۔ موٹے طور پر معاشی نمو اشیا و خدمات کی مادی پیداوار میں اضافے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

2. معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning)

قومی آمدنی اور اس کا ڈیٹا معاشی منصوبہ بندی میں بھی مدد کرتے ہیں۔ مثال کے طور قومی آمدنی کے شعبہ وار ڈیٹا سے منصوبہ ساز کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس شعبے نے کیسی کارکردگی کی ہے اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ پالیسیاں مرتب کرے گا۔ اسی طرح، قومی آمدنی سے متعلق ڈیٹا سے آمدنی کی تقسیم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اسی کی مناسبت سے منصوبہ ساز پالیساں مرتب کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ قومی آمدنی کے تخمینے منصوبہ بندی کی کامیابی یا ناکامی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ ان کا استعمال منصوبہ بندی کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں پیداوار اور معاشی نمو کے اہداف مقرر کیے جاتے ہیں اور اسی

مناسبت سے وسائل مختص کیے جاتے ہیں۔ آیا یہ اہداف حاصل ہوتے ہیں یا نہیں اس کی نشاندہی مختلف شعبوں کی پیداوار کی شرح نمو اور قومی آمدنی سے کی جاتی ہے۔ اس طرح قومی آمدنی کے ڈاٹا سے معاشی منصوبوں کی کامیابیوں کا اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے۔ اگر اہداف حاصل نہیں ہوتے ہیں تو حکومت صورت حال کا جائزہ لیتی ہے اور اسے درست کرنے کے لیے اقدامات مرتب کرتی ہے۔

3. فی کس آمدنی کا تخمینہ (Estimation of Per Capita Income)

فی کس آمدنی قومی آمدنی کو ملک کی کل آبادی سے تقسیم کرکے حاصل کی جاتی ہے۔ فی کس آمدنی ایک سال کے دوران لوگوں کو اشیا اور خدمات کی اوسط دستیابی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ فی کس آمدنی جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی زیادہ اوسطاً اشیا اور خدمات کی دستیابی زیادہ ہوگی اور لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہوگا۔

4. پیداواری شعبوں کی کارکردگی (Productivity of Production Sectors)

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی کے تخمینے میں پیداواری اکائیوں کو مختلف شعبوں میں درجہ بند کیا جاتا ہے۔ موٹے طور پر پیداواری اکائیوں کی پرائمری، ثانوی اور ثالثی شعبوں میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔ پرائمری شعبے میں وہ پیداواری اکائیاں آتی ہیں جو قدرتی وسائل کا استعمال کرکے پیداوار کرتی ہیں مثلاً زراعت، ماہی گیری، کان کنی وغیرہ۔ ثانوی شعبے میں وہ پیداواری اکائیاں آتی ہیں جو بنیادی شعبوں کے ذریعے فراہم کردہ خام مال کا استعمال کرکے مصنوعات پیدا کرتی ہیں۔ ثالثی شعبے میں وہ پیداواری اکائیاں شامل ہیں جو خدمات مثلاً بینکنگ، انشورنس وغیرہ کی پیداوار کرتی ہیں۔ ان تمام شعبوں میں عاملی آمدنی پیدا ہوتی ہے۔ ان شعبوں کی عاملی آمدنی کے ڈاٹا کو قومی آمدنی میں ان کی شراکت کی پیمائش کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر جدول 8.2 میں ہندوستان کے تینوں شعبوں کی قومی آمدنی میں شراکت کو دکھایا گیا ہے۔

جدول 8.2: جی ڈی پی میں شعبہ جاتی شراکت (1999-2000 Prices)

سال	زراعت اور متعلقہ شعبہ	صنعت	خدمات
1950-51	55.9	14.9	29.2
1970-71	45.2	21.7	33.1
1980-81	38.1	25.9	36.0
1990-91	33.2	25.2	41.6
2006-07	20.5	24.7	66.7

جدول 8.2 کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدمات کے شعبے کی قومی آمدنی میں سب سے بڑی شراکت ہے۔ پرائمری سیکٹر اور ثانوی سیکٹر دوسرے اور تیسرے نمبر پر آتے ہیں۔ اگر ہم سال 07-2006 ڈاٹا کا موازنہ سال 51-1950 کے ڈاٹا سے کریں، تو ہم گزشتہ سالوں میں مختلف شعبوں کی نسبتی شراکت میں تبدیلی بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جدول 8.2 کے اعداد و شمار کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ 51-1950 سے 07-2006 تک کے عرصے میں قومی آمدنی میں پرائمری سیکٹر کی حصہ داری کم ہوئی ہے اور ثانوی اور ترتیری شعبوں کی حصہ داری میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستانی معیشت میں زراعت کی نسبتی اہمیت کم ہو رہی ہے اور صنعت و خدمات کے شعبوں کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ہندوستانی معیشت میں اہم ساختی تبدیلی ہے کیونکہ زراعت سے صنعت اور خدمات کی طرف منتقلی کو عموماً ملک کی

معاشی نمو کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرح قومی آمدنی کے اعداد و شمار کو دی گئی مدت کے دوران معیشت میں رونما ہونے والی ساختی تبدیلیوں کا پتہ لگانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

5. تقسیمِ آمدنی میں عدمِ مساوات (Inequalities in Income Distribution)

معیشت میں تمام افراد یکساں آمدنی نہیں کماتے۔ بعض افراد کی آمدنی بعض سے زیادہ ہوتی ہے۔ کچھ افراد امیر ہیں تو کچھ غریب۔ افراد کے مابین قومی آمدنی کی تقسیم غیر مساوی ہوتی ہے۔ ایک حد تک اس عدم مساوات کا جواز پیش کیا جاسکتا ہے۔ معیشت کے تمام افراد یکساں نہیں ہوتے۔ ان کی عمر، جنس، قابلیت، تجربے، جسمانی قوت وغیرہ میں فرق ہوتا ہے جس سے ان کی آمدنی بھی مختلف ہوتی ہے۔ بعض ماہرین معاشیات کا یہ بھی ماننا ہے کہ معیشت کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں عدمِ مساوات کا ہونا معیشت کی ترقی کے لیے بہتر ہے۔ لیکن جب عدم مساوات کی شدت بہت زیادہ ہو جائے اور قدرتی عوامل کی بنا پر اس کا جواز نہ پیش کیا جاسکے تو یہ ناپسندیدہ ہو جاتی ہے اور اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ملک میں عدم مساوات کی شدت کو آمدنی کے طریقہ کار (Income Method) کے ذریعے جمع کیے گئے قومی آمدنی کے اعداد و شمار سے ماپا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اعداد و شمار سے ہم محنت کش طبقے کی آمدنی (یعنی اجرت وغیرہ) اور پراپرٹی کلاس کی آمدنی (یعنی کرایہ، سود وغیرہ) کی نسبتی شراکت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ اگر حکومت کو پتہ چلتا ہے کہ عدم مساوات کی سطح زیادہ ہے تو وہ اسے کم کرنے کے لیے اصلاحی اقدامات کرسکتی ہے۔ آمدنی کی تقسیم سے متعلق اعداد و شمار کا استعمال اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے کیے گئے اقدامات کی تاثیر کا اندازہ لگانے کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے۔

6. معیارِ زندگی کی پیمائش (Measurement of Standard of Living)

معیارِ زندگی سے مراد کسی مخصوص آبادی کو دستیاب مادی اشیا اور خدمات کی مقدار اور معیار ہے۔ اس کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ اشیا اور خدمات جیسے خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور دیگر ضروریات اور آسائشوں پر کیا خرچ کرتے ہیں۔ صَرفی اخراجات جتنے زیادہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ آبادی کا معیارِ زندگی ہوگا۔ معیارِ زندگی کو عام طور پر جغرافیائی علاقوں کا موازنہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے ہندوستان کا معیارِ زندگی امریکہ کے معیارِ زندگی کے مقابلے کم ہے اور نیپال کے معیارِ زندگی سے بہتر ہے۔ اس کا استعمال وقت کے مختلف نکات کا موازنہ کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، آزادی کے وقت معیارِ زندگی کے مقابلے سال 2021 میں ہندوستان کا معیارِ زندگی بہت بہتر ہوا ہے۔

معیارِ زندگی کی پیمائش عام طور پر فی کس جی ڈی پی سے کی جاتی ہے۔ فی کس جی ڈی پی کو خام ملکی پیداوار کو آبادی سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ معیارِ زندگی کی پیمائش فی کس صَرفی اخراجات سے بھی کی جاسکتی ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے ایک طریقے اخراجات کے طریقے کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس طریقہ کار میں قومی آمدنی کا تخمینہ مجموعی اخراجات سے کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کے لیے جمع کیا گیا قومی آمدنی کا ڈاٹا صَرفی اخراجات کو دکھاتا ہے۔ اگر مجموعی صَرفی اخراجات کو کل آبادی سے تقسیم کیا جائے تو ہمیں فی کس صَرفی

اخراجات حاصل ہوتے ہیں۔ یہ فی کس صَرفی اخراجات معیشت کے اوسط معیار زندگی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

صَرفی اخراجات کے ڈاٹا سے لوگوں کے صَرفی پیٹرن کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر آزادی کے وقت ہندوستان کے صَرفی اخراجات کا بڑا حصہ اشیائے خوردونوش پر لگتا تھا جبکہ تعلیم پر اخراجات نہ کے برابر تھے۔ اس کے مقابلے آج اشیائے خوردونوش پر صَرفی اخراجات کے تناسب میں کمی آئی ہے۔

7. سرمایہ کاری (Investment)

قومی آمدنی کے تخمینے سے معیشت کی پیداواری صلاحیت کا اعشاریہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ سرمایہ کاری معیشت کی پیداواری صلاحیت کا تعین کرتی ہے۔ پیداواری صلاحیت نتیجے میں معیشت کی معاشی نمو کا تعین کرتی ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے اخراجات کے طریقے سے سرمایہ کاری کا ڈاٹا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس ڈاٹا سے سرمایہ کاری کے نمونے کا بھی تخمینے کیا جاسکتا ہے۔ یہ پتا کیا جاسکتا ہے کہ زراعت، صنعت اور خدمات کے شعبے میں مجموعی سرمایہ کاری کا کتنا حصہ لگایا جاتا ہے۔

8. معاشی پیش گوئی (Economic Forecasting)

قومی آمدنی کے تخمینوں کو معاشی پیش گوئی کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ حکومت اور کاروباری فرمیں دونوں ہی مستقبل سے متعلق پیش گوئی کے لیے قومی آمدنی کے تخمینوں کا استعمال کرتی ہیں۔

9. بین الاقوامی موازنہ (International Comparison)

موجودہ دور کی معیشتیں کھلی معیشتیں ہیں۔ قومی آمدنی کے تخمینوں سے ایک ملک کی قومی آمدنی کا موازنہ دوسرے ملک کی قومی آمدنی سے کیا جاسکتا ہے اور ایک ملک کی نمو کا تقابل دوسرے ملک کی نمو سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک میں صَرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات وغیرہ کی سطح اور نمونے کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

8.4 قومی آمدنی اور سماجی فلاح و بہبود (National Income and Economic Welfare)

فلاح و بہبود کی تعریف خوش حالی سے کی جاسکتی ہے۔ یہ افراد یا افراد کے گروپ یا معاشرے کی مخصوص کیفیت کو بیان کرتی ہے۔ مقدمین ماہرینِ معاشیات کے مطابق قومی آمدنی یا مجموعی پیداوار اور معاشرے کی معاشی بہبود کے درمیان کچھ نہ کچھ مثبت تعلق پایا جاتا ہے۔ اگر ہم دو سماج کے مابین موازنہ کریں جس میں ایک کی فی کس آمدنی 50000 روپے ہو اور دوسرے کی فی کس آمدنی 30000 روپے ہو تو ہم کافی اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اول الذکر معاشرہ مؤخر الذکر سے بہتر ہے۔ ماہر معاشیات پیگو کے مطابق قومی آمدنی اور سماج کی مادی یا معاشی بہبود میں اس قدر گہرا رشتہ ہے کہ اول الذکر میں اضافہ موخر الذکر میں بہتری کا سبب بنتا ہے بشرطیکہ قومی آمدنی کی تقسیم غریبوں کے خلاف تبدیل نہ ہو۔ اس طرح، یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاح و بہبود حتمی اشیا اور خدمات کی مقدار اور معیار، ان اشیا اور خدمات کی مقدار اور معیار میں تبدیلی اور کمیونٹی میں ان کی تقسیم کے طرز کا تفاعل ہے۔ دوسرے لفظوں میں قومی آمدنی میں اضافہ سماج کی مادی فلاح و بہبود میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ تاہم، اس کی کچھ حدود ہیں۔

اول، حالانکہ مجموعی پیداوار اور سماج کی فلاح و بہبود کے مابین کسی حد مثبت تعلق ہے لیکن فلاح و بہبود کو براہ راست ماپنے کا کوئی طریقہ موجود نہیں۔ دوم یہ کہ قومی پیداوار یا قومی آمدنی میں اس طرح اضافہ نہ ہو کہ اس کی تقسیم غربا کے خلاف ہو جائے۔ اگر قومی آمدنی کی تقسیم اس طرح ہو کہ غربا کا حصہ کم ہو جائے اور امرا کے حصے میں اضافہ ہو جائے تو آمدنی میں ایسا اضافہ سماج کی فلاح و بہبود کا سبب نہیں بنے گا۔ اس کے برعکس سماج کی فلاح و بہبود میں کمی کا سبب ہو گا۔

سوم، قومی پیداوار میں اضافہ لوگوں کو خواہش سے زیادہ کام کرنے پر مجبور کر کے نہیں ہونا چاہیے۔ کسی بھی سماج کی مادی بہبود صِرف میسر قومی آمدنی پر منحصر نہیں کرتی بلکہ اس پر بھی منحصر کرتی ہے کہ سماج کو آرام و تفریح کا کتنا وقت میسر ہے۔ کام سے آمدنی تو ہوتی ہے لیکن یہ عدمِ آرام کا سبب بنتا ہے۔ آرام و فرصت سے آمدنی تو نہیں ہوتی لیکن یہ اطمینان فراہم کرتا ہے۔ سماج کی فلاح بہبود اشیا کے استعمال سے ہونے والے اطمینان اور ان کے پیدا کرنے میں ہونے والی بے اطمینانی کے توازن پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آرام (تفریح، فراغت، فرصت) وغیرہ سے آمدنی تو نہیں ہوتی لیکن اس سے بھی اطمینان ہوتا ہے۔ اس لیے سماجی فلاح و بہبود کے لیے کام اور آرام (تفریح، فرصت وغیرہ) دونوں کے مابین توازن ہونا چاہیے۔ اس لیے اگر قومی آمدنی میں اضافہ اعتدال سے زیادہ کام کر کے ہوتا ہے تو بہت ممکن ہے کہ اضافی پیداوار کو پیدا کرنے میں اٹھائی گئی تکلیف یا بے اطمینانی اس کے استعمال سے حاصل اطمینان سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر لوگوں کو سخت اور صبر آزما حالات میں 18 گھنٹے یومیہ کام کرنے پر مجبور کر کے قومی آمدنی میں اضافہ کیا جاتا ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اس اضافی پیداوار کے صَرف سے ہوا افادہ پر مشقت حالات میں 18 گھنٹے کام کرنے سے ہوئی بے اطمینانی سے بہت کم ہو گا۔

چہام، مجموعی فلاح و بہبود لوگوں کی یا سماج کی مخصوص کیفیت کو بیان کرتی ہے۔ مجموعی پیداوار یا مجموعی صَرف کو فلاح و بہبود کا پیمانہ اس پیشگی مفروضے کی بنا پر سمجھا جاتا ہے کہ اعلیٰ فلاح و بہبود زیادہ صَرف کے بغیر ممکن نہیں اور زیادہ صَرف زیادہ پیداوار کے بنا ممکن نہیں۔ لیکن جیسا کہ کینتھ ای بولڈنگ (Kenneth E. Boulding) نے کہا ہے، "صَرف اپنے آپ میں شاذ و نادر ہی اچھا ہوتا ہے۔ یہ کچھ کیفیات کو برقرار رکھنے کی لاگت ہے، اور پیداوار وہ ہے جو اس لاگت کو پورا کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ لہٰذا، اس بنا پر پیداوار یا صَرف فلاح و بہبود کی پیمائش کرنے میں آسانی سے ناکام ہو سکتے ہیں۔"[2] اس نکتے کو سرد ممالک جیسے ریاستہائے متحدہ امریکہ یا کینیڈا کی مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے جہاں شدید سردی سے بچنے کے لیے عمارتوں کی گرمائش کے لیے ایندھن پیدا کرنا اور استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ان ممالک میں ایندھن کی پیداوار اور استعمال کو ان ممالک کی قومی پیداوار میں شامل کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، ان ممالک کی قومی پیداوار معتدل آب و ہوا والے ممالک جیسے ہندوستان کی قومی پیداوار کے مقابلے میں زیادہ ہو گی جہاں فطرت کی موسمی سختیوں کا تجربہ نہ تو شدید سردی کی صورت میں ہوتا ہے اور نہ ہی شدید گرمی کی صورت میں۔ کیا ایندھن کی اعلیٰ پیداوار اور صَرف کی وجہ سے سرد ممالک کی اعلیٰ قومی پیداوار کا مطلب یہ ہو گا کہ وہاں کے لوگ صحت مند معتدل آب و ہوا والے ممالک میں رہنے والے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ مادی فلاح و بہبود سے لطف اندوز ہوتے ہیں جہاں قومی پیداوار نسبتاً کم ہوتی ہے کیونکہ ان ممالک میں گرمائش کے لیے ایندھن پیدا نہیں کیا جاتا؟ جواب واضح طور پر نفی میں

[2] Boulding, K. E. (1941). *Economic Analysis.* New York: Harper and Brothers.

ہے۔ درحقیقت ایندھن کی اضافی پیداوار سرد ممالک کی خوش حالی کی نہیں بلکہ ان کی خستہ حالی کی علامت ہے۔

پنجم، پانچویں حد یہ ہے کہ قومی پیداوار سماج کی فلاح و بہبود کا بے چوک پیمانہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ملک میں مادی اشیا اور خدمات کی اضافی پیداوار کے نتیجے میں ماحول کے بڑھتے ہوئے بگاڑ پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔ صنعت کاری کی بڑھتی رفتار نے سنگین ماحولیاتی مسائل کو جنم دیا ہے جس کی وجہ سے جدید زندگی میں سماجی تناؤ اور صحت کو خطرات لاحق ہوئے ہیں۔ گندھک کے تیزاب کی پیداوار کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو پیدا کرنے والا کارخانہ زہریلا دھواں خارج کر کے ماحول کو آلودہ بھی کرتا ہے۔ اسی طرح، دباخت خانے میں پیدا کیے گئے چمڑے کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دریا کے اس پانی کو بھی آلودہ کرتا ہے جسے لوگ پیتے ہیں۔ کیڑے مار دوا کی پیداوار کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن کیڑے مار دوا پیدا کرنے والا کارخانہ زمین کی آلودگی کا سبب بھی بنتا ہے۔ بڑے پیمانے پر آٹو موبائل کی پیداوار اور صَرف نے سڑک حادثات، ایندھن کے دھوئیں کے اخراج کے ذریعے فضائی آلودگی اور ٹریفک کی بھیڑ جیسے مسائل پیدا کیے ہیں جن پر قابو پانے کے لیے انسداد آلودگی اور ٹریفک سگنلز اور لائٹس تیار کرنا پڑتی ہیں۔ ان کی پیداوار ایک مخصوص کیفیت جسے فلاح کہا جاتا ہے کو برقرار رکھنے کی سماجی لاگت کی نمائندگی کرتی ہے۔ قومی پیداوار کو معاشی بہبود کے قابل اعتماد پیمانے کے طور پر استعمال کرنے کے لیے اس سماجی لاگت کو کارخانوں کی مصنوعات کی قدر سے منہا کیا جانا چاہیے جنہیں قومی پیداوار میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سماجی لاگت کا تخمینہ کرنا قومی آمدنی کی پیمائش کرنے والوں کے لیے بہت مشکل کام ہے۔ اس کی پیمائش کی بھی جاتی ہے تو اس میں بہت سے موضوعی عوامل کو شامل کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، مجموعی قومی پیداوار سماجی بہبود کی درست پیمائش نہیں کرتی۔ یہ صِرف پیداواری صلاحیت فراہم کرنے میں معیشت کی کامیابی کی حد کی پیمائش کرتی ہے جس سے سماجی بہبود حاصل کی جاسکتی ہے۔

قومی آمدنی کے کھاتوں کے بارے میں شاید سب سے مشہور غلط فہمی یہ ہے کہ یہ سماجی بہبود کی پیمائش کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مجموعی قومی پیداوار اور سماجی بہبود کے درمیان کچھ تعلق موجود ہے، یہ تعلق گہرا اور قطعی نہیں ہے۔ قومی آمدنی اور پیداوار کے کھاتے درحقیقت مجموعی معاشی سرگرمیوں کی سطح میں تبدیلیوں کی پیمائش کے لیے وضع کیے گئے ہیں نہ کہ معیارِ زندگی میں تبدیلی کی پیمائش کے لیے۔ ایک عام مثال سے اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ جیسے جیسے قومی آمدنی اور اس کی وجہ سے ذاتی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، فی کس کاروں، بسوں اور اسکوٹروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم سڑکوں پر گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ شہروں میں فضائی آلودگی کا سبب بنتا ہے جس سے سانس کی بیماریوں کے واقعات میں اضافہ ہوتا ہے۔ بیماریوں کے واقعات میں اضافے سے ہسپتالوں، ڈاکٹروں، نرسوں، ادویات کی کمپنیوں وغیرہ کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان سب کو قومی پیداوار میں اضافے کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔ تاہم، قومی پیداوار میں اس اضافے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سماجی بہبود میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جس طرح ایک امیر آدمی ہر طرح سے ہمیشہ خوش آدمی نہیں ہوتا ہے، اسی طرح ایک مادی طور پر امیر اور خوش حال قوم بھی، یعنی ایک متمول معاشرہ ہمیشہ خوش قوم کی علامت نہیں ہوتا کیونکہ مادیت کبھی بھی خالص نعمت نہیں ہوتی۔ اس سے بعض زحمتیں بھی جڑی ہوتی ہیں۔ یہ کہنا معقول ہوگا کہ معاشی خوش حالی ان

مادی آسائشوں کو بڑھاتی ہے جو خوشی کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ تاہم، ایک خاص مرحلے کے بعد، بڑھتی ہوئی مادی خوش حالی کے ساتھ معاشرتی ماحول میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس کے سماج کی فلاح و بہبود پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ششم، قومی مصنوعات کے تخمینے آرام و تفریح کی طلب کو مد نظر نہیں رکھتے۔ سوئٹزرلینڈ جیسے ملک یا ہندوستانی ریاستوں کشمیر اور ہماچل پردیش میں، سادہ لوگ آباد ہیں جو خوبصورت قدرتی ماحول میں رہتے ہیں اور خوشگوار آب و ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کی مجموعی پیداوار کم ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ مادی پیداوار اور اس کے صَرف کو کم ترجیح دیتے ہیں اور فطرت کے قدرتی حسن کے ساتھ لمبے عرصے تک قریبی رابطے سے لطف اندوز ہونا پسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ قدرتی حسن اور خوب صورت ماحول میں رہ کر زیادہ اطمینان حاصل کرتے ہیں اس صورت کے مقابلے جس میں انہیں زیادہ مادی اشیا تو میسر ہوں لیکن خوبصورت قدرتی ماحول سے انہیں منقطع کر دیا جائے۔ معتدل آب و ہوا میں رہنے والے لوگ زیادہ مفت اشیا استعمال کرتے ہیں حالانکہ انہیں کم معاشی اشیا میسر ہوتی ہیں۔

ایسا ملک جسے فطرت نے قدرتی جھیلوں، جنگلات اور دوسرے قدرتی مناظر جیسی نعمتوں سے نہیں نوازا اس میں ان کو مصنوعی طور پر تخلیق کرنا پڑتا ہے۔ نتیجتاً، ایسے ملک میں تفریح کی بھی قیمت ہوگی اور اس لیے اسے ملک کی قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ اس کے برعکس، ایسے ملک کے لوگ جسے خوبصورت جھیلوں اور بلند و بالا پہاڑوں کے درمیان قدرت نے بھرپور نباتات اور حیوانات فراہم کیے ہیں، مفت شے کے طور پر کشتی رانی اور کوہ پیمائی جیسی سرگرمیوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ چنانچہ اس ملک کے لوگوں کی مجموعی فلاح و بہبود اس ملک کے لوگوں کی مجموعی فلاح و بہبود سے زیادہ ہوگی جسے قدرت نے ان نعمتوں سے نہیں نوازا۔ ایسی صورت میں مجموعی پیداوار کا تصور مسخ ہو جاتا ہے کیونکہ مفت اشیا کی قدر مجموعی پیداوار میں شامل نہیں ہوتی حالانکہ وہ فلاح و بہبود میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔

ہفتم، قومی آمدنی میں اضافہ معاشرے کے تمام لوگوں کے لیے ہمیشہ خوشی نہیں لاتا۔ دولت کی کثرت لاپرواہی اور فضول خرچی کو جنم دیتی ہے۔ دولت کی بہتات سے تحائف اپنا اثر کھو دیتے ہیں۔ متمول معاشرے میں لوگوں کا اطمینان نہ صرف اشیا کی افادیت پر منحصر کرتا ہے بلکہ ان اشیا کی حیثیتی قدر پر بھی منحصر کرتا ہے۔ جیسا کہ آپ آگے مطالعہ کریں گے اعلیٰ آمدنی اور صَرف والے معاشرے میں فرد کے لیے، اس کی مطلق حقیقی آمدنی نہیں بلکہ اس کی نسبتی آمدنی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ نتیجتاً، اگر دوسروں کی آمدنی میں 30 فیصد اضافہ ہوتا ہے تو وہ اپنی آمدنی میں 15 فیصد اضافے سے خوشی محسوس نہیں کرے گا۔ یہ رویہ جتنا زیادہ غالب ہوتا ہے مجموعی طور پر معاشرے کے لیے زیادہ آمدنی حاصل کرنا اتنا ہی بے معنی ہو جاتا ہے۔

8.5 سبز خام ملکی پیداوار (Green Gross Domestic Product)

جی ڈی پی ایک قدیم تصور ہے۔ اس کا پہلا بنیادی تصور 18ویں صدی کے آخر میں ایجاد ہوا تھا۔ جدید تصور کو امریکی ماہر معاشیات سائمن کزنٹس نے 1934 میں پیش کیا اور اسے 1944 میں بریٹن ووڈز کانفرنس (Bretton Woods Conference) میں ملک کی معیشت کے بنیادی پیمانے کے طور پر اپنایا گیا۔ اقوام متحدہ کے تقریباً تمام ممبر ممالک اپنے ملک کی جی ڈی پی کے تخمینے تیار کرتے ہیں۔ لیکن جی

ڈی پی کی خامیوں کو ابتدا سے ہی تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ جی ڈی پی معاشی کارکردگی کا ایک اچھا پیمانہ ہے، لیکن فلاح و بہبود کے پیمانے کے طور پر اس کے غلط استعمال سے کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق ماحول سے ہے۔

1970 کی دہائی سے جی ڈی پی پر سب سے بڑی تنقید یہ کی جاتی رہی ہے کہ یہ ماحول کی تنزلی اور انحطاط کو مکمل طور پر نظر انداز کرتا ہے۔ ایک برساتی جنگل کو کاٹنے اور اس کی لکڑیاں بیچنے سے جی ڈی پی میں اضافہ تو ہو گا لیکن طویل مدتی فلاح و بہبود اور معاشی نمو پر اس کے تباہ کن اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ جی ڈی پی جنگل کے کٹنے سے ہونے والے نقصانات کو یا لاگت کو آمدنی میں شامل نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ، جی ڈی پی سے اس بات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ملک میں پیدا ہونے والی آمدنی دائمی و پائدار ہوتی ہے یا نہیں۔

حالیہ برسوں میں اس کا ادراک کیا گیا کہ اگر جی ڈی پی کو فلاح کے پیمانے کے طور پر استعمال کرنا ہے تو اس میں دو قسم کی لاگتوں کو شامل کرنا ہو گا۔ اول یہ کہ اشیا کی پیداوار کے دوران فرمیں و کارخانے ماحول کو آلودہ کرتی ہیں جس کا لوگوں کی فلاح پر منفی اثر پڑتا ہے۔ کارخانے فضلات کو دریا میں بہا دیتے ہیں یا زمین میں پھینک دیتے ہیں جو پانی اور مٹی کی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ کارخانوں کی چمنی سے نکلنے والے دھویں سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا قومی آمدنی کے تخمینے میں زمینی، آبی، فضائی اور دیگر آلودگیوں کی لاگت کو شامل کیا جانا چاہیے۔

اس کے علاوہ قومی آمدنی کی پیداوار کے عمل میں قدرتی وسائل جیسے تیل، جنگلات، کوئلہ وغیرہ کا خاتمہ بھی ہوتا ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے روایتی طریقے قدرتی وسائل کے خاتمے کو مدنظر نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کوئلے کی کان سے کوئلہ نکالنے سے ناقابلِ تجدید قدرتی وسیلے (کوئلے) کی کمی ہوتی جاتی ہے۔ لیکن قومی آمدنی کے تخمینے میں کوئلے کے ذخائر میں کمی کی کٹوتی نہیں کی جاتی۔ قدرتی ذخائر کی کمی کو منفی سرمایہ کاری کے طور پر قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جانا چاہیے۔

ان وجوہات کی بنا پر قومی آمدنی کے تخمینے کے متبادل پیمانوں کی تلاش میں تیزی آئی۔ ایسا ہی ایک متبادل پیمانہ گرین جی ڈی پی ہے۔ سبز خام ملکی پیداوار یا گرین جی ڈی پی، معاشی نمو کا ایک ایسا مظہر ہے جس میں ملک کی جی ڈی پی کے ساتھ ماحولیاتی عوامل کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ گرین جی ڈی پی قومی مجموعی آمدنی سے حیاتیاتی تنوع کے نقصانات اور موسمیاتی تبدیلی سے منسوب اخراجات کو منہا کرتی ہے۔ گرین جی ڈی پی کے تخمینے کے لیے خالص قدرتی سرمایے کی کھپت، بشمول وسائل کی کمی، ماحولیاتی انحطاط، اور ماحولیات کی حفاظت اور بحالی کے لیے اقدامات کے اخراجات کو روایتی جی ڈی پی سے منہا کیا جاتا ہے۔ گرین جی ڈی پی کے حق میں درج ذیل اہم دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

بازار اور فطرت کے درمیان باہمی تعلق: گرین جی ڈی پی کا نقطہ نظر کا مرکز اس یقین پر ہے کہ فطرت اور بازار متنافی متغیرات (Mutually Exclusive Variables) نہیں ہیں۔ درحقیقت ان دونوں کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ قدرتی وسائل بازار کے فروغ کو تحریک دیتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ بازار کا فروغ قدرتی وسائل کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا، ان متغیرات کے درمیان اس تعلق کی فعال طور پر تعدیل کی ضرورت ہے۔ نیز، چونکہ پیمائش نظم و نسق کی طرف پہلا قدم ہے، اس لیے ایک ایسے پیمانے کی فوری ضرورت ہے جو ان کے درمیان تعلق کی پیمائش کر سکے اور اس کا خلاصہ کر سکے۔

موازنہ: گرین جی ڈی پی کا استعمال مختلف سالوں میں ایک ہی ملک کے لیے موازنہ کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے یا اسے کسی ملک کی ماحولیاتی حیثیت کا کسی دوسرے ملک کے ساتھ موازنہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ تجزیہ کاروں کو اور بھی درست انداز میں پیش گوئی کرنے کے قابل بنائے گا کہ مستقبل میں ان معیشتوں کی ترقی کس طرح متاثر ہو گی۔

احتساب: یہ دنیا بھر میں حکومتوں کے لیے کچھ احتساب لائے گا۔ یہ ایک عام رواج بن گیا ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مارکیٹ کا نظام ترقی کرے چاہے اس سے ماحولیاتی نظام فنا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی ملک اشیا و خدمات کی پیداوار میں اضافہ ماحولیاتی نظام کے نقصان پر کرے گا تو اس کی گرین جی ڈی پی میں اضافہ ہونے کی بجائے کمی ہو گی۔ گرین جی ڈی پی کا تصور حکومتوں کو مجبور کرے گا کہ وہ ماحولیات کا بھی خیال رکھیں اور معاشی ترقی کی دوڑ میں اس کے بگاڑ کا سبب نہ بنیں۔

جس طرح کمپنیوں کے پاس مشینوں اور کارخانوں جیسے اثاثے ہوتے ہیں، اسی طرح قوموں کے پاس پہاڑ، جنگل، دریا اور سمندر جیسے اثاثے ہوتے ہیں۔ تاہم، کمپنی کے اثاثے عام طور پر نجی ملکیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی قدر ہوتی ہے۔ نجی ملکیت کی غیر موجودگی میں، یہ اثاثے دوسرے لوگوں کو منتقل نہیں کیے جا سکتے اور اس لیے ان کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ سمندروں، پہاڑوں اور جنگلات جیسے معاشی اثاثے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتے۔ یہ وہ عوامی اشیا ہیں جن سے ہر کوئی بغیر کسی قیمت کی ادائیگی کے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ لہذا، ان اثاثوں کی قدر کا تعین کرنا اور انہیں قومی بیلنس شیٹ میں شامل کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نیز، حقیقت پسندانہ سطح پر ہر اثاثے کو شمار کرنا اور اس کے ساتھ مالیاتی قدر منسلک کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔ لہذا ان اثاثوں کو گرین جی ڈی پی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس میں وہ خدمات شامل کی جاتی ہیں جو ماحولیات کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کسی جغرافیائی خطے میں پانی کا معیار دوسرے خطوں سے بہتر ہے، تو یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس خطے کے لوگ زیادہ صحت مند اور زیادہ پیداواری زندگی بسر کریں گے۔ خراب پانی یا آلودہ ہوا سے منسلک طبی اخراجات کے ساتھ ایک ٹھوس اور قابل پیمائش لاگت منسلک ہوتی ہے۔ اس طرح یہ ممکن ہے کہ ماحول میں دستیاب قدرتی وسائل کے معیار اور بچت کی صورت میں ان سے ملنے والے فوائد کا تخمینہ کیا جا سکے۔

گرین جی ڈی پی کو درپیش سب سے بڑا چیلنج حقیقت پسندانہ حساب کتاب ہے۔ چونکہ ہم بنیادی طور پر غیر محسوس کی پیمائش کر رہے ہیں، اس لیے ان سے منسلک مالیاتی اقدار کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ گرین جی ڈی پی سسٹم کامل نہیں ہے۔ تاہم، یہ ترقی کر رہا ہے۔ بہت سے اسکالرز اور محققین ایک ایسے حل کی طرف کام کر رہے ہیں جس میں گرین جی ڈی پی زیادہ عملی اور حقیقت پسند بن سکے۔ گرین جی ڈی پی کے حامی اسکارلز کا موقف یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جی ڈی پی کے نظام کی خامیوں کو کسی اور ناقص نظام سے تبدیل نہ کیا جائے۔ ان کے مطابق اس عمل میں وقت تو لگ سکتا ہے لیکن اس شعبے میں ہو رہی تحقیقات سے لگتا ہے کہ یہ صحیح راہ پر جا رہی ہے۔

گرین جی ڈی پی کے ناقدین کا کہنا ہے کہ بعض مصنوعات کی قدر متعین کرنا مشکل عمل ہے۔ یہ مشکل خاص طور اس صورت میں زیادہ پیدا ہوتی ہے جہاں ماحولیاتی اثاثوں اور قدرتی وسائل کا روایتی بازار موجود نہیں اور اس وجہ سے یہ اثاثے اور وسائل ناقابل تجارت ہوتے ہیں۔ ماحولی نظام کی خدمات اس قسم کے وسائل کی ایک مثال ہے۔ اس صورت میں ان کی قدر کا تخمینہ بالواسطہ طور پر کیا جاتا ہے جس

میں اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ یہ تخمینے قیاس آرائیوں یا فرضی مفروضوں پر مبنی ہوں۔

گرین جی ڈی پی کے حامی اس اعتراض کا جواب دو طریقوں سے دیتے ہیں۔ اولاً، جیسے جیسے ہماری تکنیکی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے، تخمینے کے زیادہ درست طریقے دریافت ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ثانیاً، اگرچہ یہ بات درست ہے کہ غیر بازار قدرتی اثاثوں کی سو فیصد درست پیائش نہیں کی جاسکتی لیکن پھر بھی یہ روایتی جی ڈی پی کے مقابلے بہتر متبادل ہے۔

8.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس کے اہل ہیں کہ:

- قومی آمدنی کے تخمینے میں درپیش مشکلات بیان کر سکیں۔
- قومی آمدنی اور فلاح و بہبود کے مابین تعلقات کی وضاحت کر سکیں۔
- سبز خام ملکی پیداوار کے تصور کی وضاحت کر سکیں۔

8.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

غیر نقدی سیکٹر :Non-Monetary Sector- وہ شعبہ جس میں اشیا کا تبادلہ زر کے بنا ہوتا ہے۔

فی کس آمدنی :Per Capita Income- ملک میں افراد کی فی کس آمدنی۔ قومی آمدنی کو آبادی سے تقسیم کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سبز خام ملکی پیداوار :Green Domestic Product- جی ڈی پی جس کے تخمینے میں ماحولیاتی عوامل کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔

8.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

8.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. قومی آمدنی کو آبادی سے تقسیم کر کے۔۔۔۔۔۔ کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔
2. وہ سیکٹر جس میں اشیا کا تبادلہ زر کے بنا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ کہلاتا ہے۔
3. خام ملکی پیداوار کے جدید تصور کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے دیا۔
4. زیادہ تر ممالک میں کالے دھن کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ
   (a) اس کی پیائش مشکل ہے۔ (b) یہ غیر قانونی ہے۔
   (c) کیونکہ اس کا حاشیائی افادہ صفر ہے۔ (d) درج بالا سبھی
5. فی کس آمدنی اور فلاح کے مابین

(a) مثبت تعلق ہے۔ (b) منفی تعلق ہے۔

(c) کوئی تعلق نہیں۔ (d) (a)اور(b)دونوں ممکن ہیں۔

6. گرین جی ڈی پی میں

(a) ماحولیاتی وسائل کو شامل کیا جاتا ہے۔ (b) ماحولیاتی خدمات کو شامل کیا جاتا ہے۔

(c) ماحولیاتی لاگت کو منہا کیا جاتا ہے۔ (d) (b)اور(c)دونوں

7. فی کس آمدنی میں اضافہ ہمیشہ معاشی فلاح و بہبود میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ (صحیح/غلط)

8. گرین جی ڈی پی میں ماحولیاتی اثاثوں کی قدر کو شامل کیا جاتا ہے۔ (صحیح/غلط)

8.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش کچھ تصوراتی مشکلات بیان کریں۔
2. قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش کچھ شماریاتی مشکلات بیان کریں۔
3. کیا قومی آمدنی اور معاشی فلاح کے مابین مثبت تعلق ہے؟ مثال سے واضح کریں۔
4. سبز خام ملکی پیداوار کسے کہتے ہیں؟ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
5. سماجی لاگت کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

8.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. قومی آمدنی کو فلاح و بہبود کے پیمانے کے طور پر استعمال کرنے میں درپیش مسائل بیان کریں۔
2. قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش مشکلات بیان کریں۔
3. قومی آمدنی کے تخمینے کے استعمال تفصیل سے بیان کریں۔

8.9 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2019). *Macroecnomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand Publishing.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

بلاک III: صَرف اور سرمایہ کاری کے نظریات

اکائی 9: تفاعل صرف

(Consumption Function)

اکائی کے اجزا:

9.0 تمہید (Introduction)

9.1 مقاصد (Objectives)

9.2 تفاعل صرف (Consumption Function)

9.3 بچت تفاعل (Saving Function)

9.4 میلان صرف اور میلان بچت میں تعلق
(Relationship Between Propensity to Save and Propensity to Consume)

9.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

9.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

9.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

9.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

9.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

9.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

9.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for further Reading)

9.0 تمہید (Introduction)

کلی معاشیات میں آمدنی و روزگار سے متعلق دو اہم نظریات ہیں؛ کلاسیکی نظریہ اور کینزی نظریہ۔ اس اکائی میں اور اس سے ملحقہ اکائیوں میں کینز کے نظریے کے بنیادی تصورات سے تفصیلی بحث کی جائے گی۔ کینز کے مطابق قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کا تعین مجموعی رسد (Aggregate Supply) اور مجموعی طلب (Aggregate Demand) سے ہوتا ہے۔ لیکن کینز چونکہ مدتِ قلیل میں مجموعی

رسد کو متعین فرض کرتے ہیں لہذا متعینہ مجموعی رسد کے ساتھ کینز کے نظریے میں قومی آمدنی و روزگار کی سطح کا تعین مجموعی طلب کی سطح سے ہوتا ہے؛ مجموعی طلب جتنی زیادہ ہوگی، قومی آمدنی اور روزگار کی سطح اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اس اکائی میں مجموعی طلب کا تعین کرنے والے عوامل میں سے ایک یعنی صرف یا کھپت (Consumption) سے متعلق بحث کی جائے گی۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- تفاعل صرف اور تفاعلِ بچت کی وضاحت کرنا۔
- حاشیائی میلانِ صرف اور حاشیائی میلانِ بچت کی وضاحت کرنا۔
- اوسط میلانِ صرف اور اوسط میلانِ بچت کی وضاحت کرنا۔

9.2 تفاعل صرف (Consumption Function)

تفاعلِ صَرف ایسا تفاعل ہے جو صَرف اور اس کا تعین کرنے والے عوامل کے مابین نسبت دکھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں تفاعلِ صَرف، صَرف اور اس کے عوامل کے مابین تعلق کو دکھاتا ہے۔ آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ کسی بھی شے کی طلب بہت سے عوامل پر منحصر ہوتی ہے۔ ان عوامل میں اس شے کی قیمت سب سے عامل اہم ہے۔ اسی طرح، گھریلو صرف (Household Consumption) بہت سے عوامل پر منحصر ہوتا ہے جس میں سب سے اہم عامل قومی آمدنی ہے۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ صَرف معیشت کی قومی آمدنی پر منحصر کرتا ہے۔ لہذا، تفاعلِ صرف سے مراد ایسا تفاعل ہے جو صَرف اور آمدنی کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ صَرف آمدنی کا تفاعل ہے۔ تفاعلِ صرف دکھاتا ہے کہ آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف کی کیا سطح ہوگی۔ عموماً، جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو صرف کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

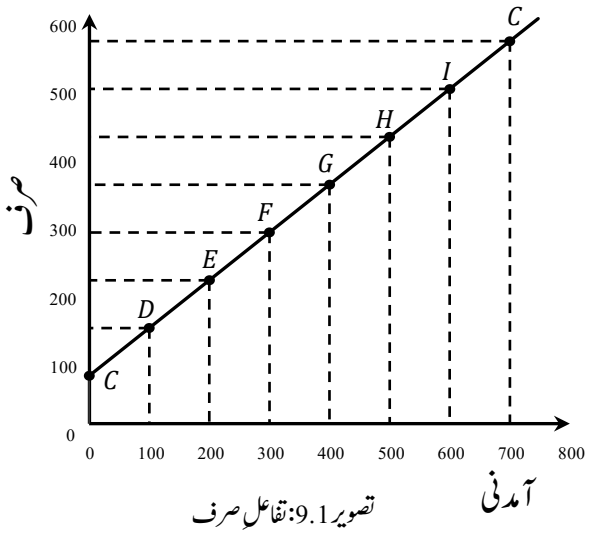
صَرف اور آمدنی کے مابین نسبت سے متعلق درج ذیل نکات قابل ذکر ہیں۔

1. صرف کی ایک ایسی مقدار ہوتی ہے صَرف جس سے کم نہیں ہو سکتا۔ یعنی آمدنی صِفر ہونے کی صورت میں بھی صَرف کی ایک مقدار گھریلو شعبہ استعمال کرے گا۔ اس کم از کم مقدار کو مستقل صَرف یا آزاد صَرف (Autonomous Consumption) کہتے ہیں۔
2. صَرف اور آمدنی کے مابین مثبت تعلق ہے یعنی آمدنی میں اضافے سے صَرف میں اضافہ ہوگا اور آمدنی میں کمی سے صَرف میں کمی ہوگی۔
3. آمدنی میں ہوا کل اضافہ صَرف میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ کچھ حصے کی بچت کر لی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں آمدنی میں جتنا اضافہ ہوتا ہے صَرف میں اتنا اضافہ نہیں ہوتا۔

درج بالا نکات کی وضاحت کے لیے جدول 9.1 پر غور کریں۔ جدول میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جب آمدنی کی سطح 0 روپے ہوگی تب

جدول 9.1: تفاعلِ صرف

آمدنی (Crore)	صرف (Crore)
0	70
100	140
200	210
300	280
400	350
500	420
600	490
700	560



تصویر 9.1: تفاعلِ صرف

صرف 70 کروڑ روپے ہو گا۔ 70 کروڑ کی یہ مقدار مستقل صرف کو دکھاتی ہے۔ اگر قومی آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً آمدنی 200 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو صرف کی مقدار بھی بڑھ کر 140 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ اس طرح جدول 9.1 آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف کی مختلف سطحوں کو دکھاتا ہے۔

اگر آپ جدول 9.1 پر مزید غور کریں تو دیکھیں گے کہ آمدنی میں جتنا اضافہ ہوتا ہے صرف میں اُتنا اضافہ نہیں ہوتا۔ مثلاً جب آمدنی کی مقدار 400 کروڑ روپے سے بڑھ کر 500 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو صرف کی مقدار 350 کروڑ روپے سے بڑھ کر 420 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ اس طرح آمدنی میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے صَرف میں 70 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ صرف میں اضافے کے آمدنی میں اضافے سے کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ معیشت اپنی پوری آمدنی صَرف پر خرچ نہیں کرتی بلکہ کچھ حصے کی بچت بھی کرتی ہے۔ اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جب آمدنی 400 کروڑ روپے سے بڑھ کر 500 کروڑ روپے ہوتی ہے تو 420 کروڑ روپے کا صرف ہوتا ہے یعنی آمدنی میں 100 کروڑ کے اضافے سے صَرف میں 70 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے اور 30 کروڑ روپے کی بچت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب آمدنی 600 کروڑ روپے ہو جاتی ہے یعنی مزید 100 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو صَرف کی مقدار بھی بڑھ کر 490 کروڑ روپے ہو جاتی ہے یعنی صَرف میں 70 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ باقی 30 کروڑ روپے پس انداز کر لیے جاتے ہیں۔

جدول 9.1 میں درج آمدنی اور صَرف کے ڈاٹا کو اگر ہم گراف پر پلاٹ کریں تو ہمیں تصویر 9.1 حاصل ہوتی ہے۔ اس تصویر میں محور X پر آمدنی اور محور Y پر صرف کو دکھایا گیا ہے۔ CC خط صرف اور آمدنی کے مابین تعلق کی نمائندگی کرتا ہے۔ غور کریں کہ صَرف خط محور Y پر 70 سے شروع ہوتا ہے یا محور Y کو 70 پر قطع کرتا ہے۔ یہ مستقل صَرف ہے یعنی صرف کی وہ مقدار جب آمدنی صفر ہو۔ خط CC کا ڈھلان مثبت ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔

خط CC کے ڈھلان یعنی صرف خط کے ڈھلان کو حاشیائی میلانِ صَرف (Marginal Propensity to Consume) کہا جاتا ہے۔ میلانِ صرف کئی عوامل سے متعین ہوتا ہے جن میں قیمت کی سطح، شرح سود، ذخیرۂ دولت وغیرہ شامل ہیں۔ واضح رہے کہ درج بالا

تفاعلِ صرف قلیل مدتی تفاعل ہے اور لہذا میلانِ صرف کا تعین کرنے والے عوامل کو معین فرض کیا جاتا ہے۔ اس طرح تفاعلِ صرف کو ریاضیاتی طور پر درج ذیل مساوات سے دکھایا جاسکتا ہے:

$$C = f(Y)$$

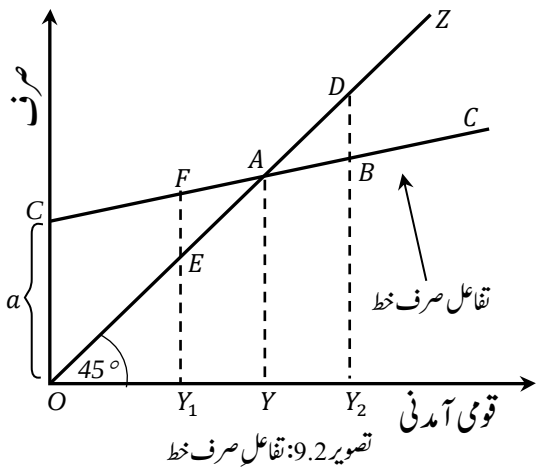
جہاں C صرف اور Y قومی آمدنی ہے۔ مخصوص شکل میں، تفاعل صرف کو اس طرح لکھا جاسکتا ہے:

$$C = a + bY$$

جہاں a اور b مستقل ہیں۔ a تفاعلِ صرف کا نقطہ تقاطع (Intercept) ہے اور مستقل صرف (Autonomous Consumption) کو دکھاتا ہے جب کہ b تفاعل صرف کا ڈھلان ہے جو حاشیائی میلان صرف (Marginal Propensity to Consume) کو دکھاتا ہے۔

درج بالا مساوات کے تفاعل صرف کو تصویر 9.2 میں خط CC سے دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں X محور پر قومی آمدنی کی پیمائش کی گئی ہے جب کہ Y محور پر مقدار صرف کی پیمائش کی گئی ہے۔ تصویر میں 45° کا زاویہ بنانے والا خط OZ بھی کھینچا گیا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ اس خط کے ہر نقطے پر X محور اور Y محور کی مقدار مساوی ہوں گی۔ یعنی اس خط کے ہر نقطے پر قومی آمدنی اور صرف کی مقدار مساوی ہو گی۔

چونکہ، صرف میں اضافہ عموماً آمدنی میں اضافے سے کم ہوتا ہے۔ لہذا، تفاعل صرف کو دکھانے والا خط یعنی صرف خط 45 ڈگری خط کے مساوی نہیں ہو گا۔ تصویر 9.2 میں دیکھا جاسکتا ہے کہ صرف خط 45 ڈگری خط سے مختلف ہے۔ صرف خط آمدنی کی اعلی سطحوں پر یعنی نقطہ A کے داہنی جانب OZ خط سے اوپر ہے۔ صرف خط کے OZ خط کے اوپر ہونے کا مطلب ہے کہ صرف کی مقدار قومی آمدنی سے کم ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی OY_2 پر صرف کی مقدار Y_2B ہے جو آمدنی $OY_2=Y_2D$ سے کم ہے۔ آمدنی کی کم سطحوں پر یعنی نقطہ A کے بائیں جانب صرف خط OZ خط سے اوپر ہے یعنی نقطہ A کے بائیں جانب آمدنی صرف کے مقابلے کم ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی OY_1 پر صرف کی مقدار Y_1E ہے جو آمدنی $OY_1=Y_1F$ سے کم ہے۔ نقطہ A پر قومی آمدنی اور صرف کی مقدار مساوی ہیں۔ OC یا a مستقل صرف کو دکھاتا ہے جب کہ خط CC کا ڈھلان حاشیائی میلانِ صرف کی وضاحت کرتا ہے۔ مستقل صرف وہ صرف ہے جو آمدنی کی سطح صفر نہیں کرتا۔ دوسرے لفظوں میں مستقل صرف وہ صرف ہے جو آمدنی کی سطح صفر ہونے پر بھی معیشت کرتی ہے۔

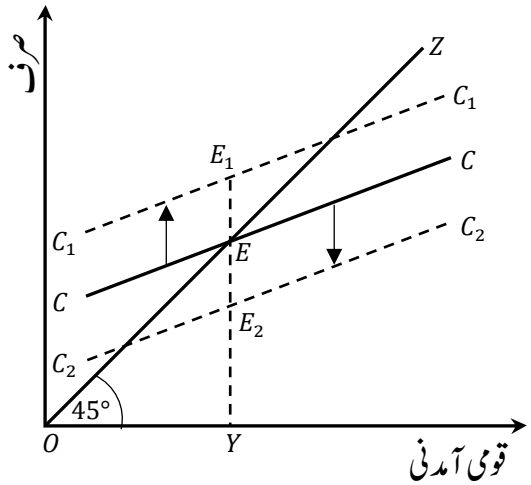


تصویر 9.2: تفاعلِ صرف خط

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ نقطہ A کے بائیں جانب صرف کی سطح قومی آمدنی سے زیادہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف کی سطح آمدنی سے زیادہ ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آمدنی کی نچلی سطحوں پر، معیشت اپنی جمع شدہ بچت کو اپنے صرف کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے استعمال کر سکتی ہے یا وہ دوسروں سے قرض لے سکتی ہے۔ جیسے جیسے آمدنی

بڑھتی ہے، صرف میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تصویر 9.2 میں آمدنی کی سطح OY پر آمدنی اور صرف دونوں کی مقدار مساوی ہے۔ تصویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ OZ خط اور CC خط میں OY آمدنی کے بعد فاصلہ مسلسل بڑھتا جارہا ہے۔ یہ فاصلہ یا فرق بچت کی سطح کو دکھاتا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ جب کسی معیشت کا تفاعلِ صرف تبدیل ہوتا ہے تو صرف خط منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ تصویر 9.3 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں ابتدائی خطِ صرف CC ہے۔ اگر صرف خط منتقل ہو کر C_1C_1 ہو جاتا ہے تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ خط CC کے مقابلے خط C_1C_1 پر آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف کی زیادہ مقدار ہو گی۔ اس کے برعکس، خط C_2C_2 دکھاتا ہے کہ آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف CC خط کے مقابلے آمدنی کی مقدار کم ہو گی۔



تصویر 9.3: تفاعلِ صرف میں تبدیلی

حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صرف

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ میلانِ صَرف، صَرف کے تعین کا ایک اہم عامل ہے۔ میلانِ صرف کے دو اہم تصورات ہیں؛ حاشیائی میلانِ صرف یا Marginal Propensity to Consume (MPC) اور اوسط میلانِ صرف یا Average Propensity to Consume (APC)۔ حاشیائی میلان صرف وہ شرح ہے جس شرح سے آمدنی میں دی گئی تبدیلی سے صرف میں تبدیلی آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں حاشیائی میلانِ صرف صرف میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کا تناسب ہے۔ واضح رہے کہ حاشیائی میلانِ صَرف خطِ صرف کا ڈھلان ہوتا ہے۔ اگر صرف میں تبدیلی ΔC ہے اور آمدنی میں تبدیلی ΔY ہے تو حاشیائی میلان صرف ہو گا:

$$\frac{\Delta C}{\Delta Y} = MPC$$

اوسط میلانِ صَرف، صَرف اور آمدنی کا تناسب ہے۔ صَرف کو آمدنی سے تقسیم کر کے اوسط میلانِ صَرف کی قدر معلوم کی جاسکتی ہے۔ اگر C صرف ہے اور Y آمدنی ہے تو اوسط میلان صرف یا APC ہو گا:

$$\frac{C}{Y} = APC$$

خط صرف کے کسی نقطے پر اوسط میلانِ صرف یا APC مبدا سے اُس نقطے تک کھینچے گئے خط کا ڈھلان ہوتا ہے۔ MPC اور APC کی وضاحت جدول 9.2 اور تصویر 9.4 میں کی گئی ہے۔ جدول 9.2 میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آمدنی کی سطح 1000 کروڑ روپے پر صرف 700 کروڑ روپے کے برابر ہے۔ لہٰذا، اوسط میلانِ صرف $\frac{700}{1000}$، یعنی 0.70 کے مساوی ہو گا۔ اسی طرح آمدنی کی سطح 1500 کروڑ روپے پر صرف 1050 کروڑ روپے ہے لہٰذا، اوسط میلانِ صرف $0.70 = \frac{1050}{1500}$ ہو گا۔ اسی طرح، جب آمدنی 1000 کروڑ روپے سے بڑھ کر 100 روپے کروڑ ہو جاتی ہے تو صرف بھی 700 کروڑ روپے سے بڑھ کر 770 کروڑ روپے ہو جاتا ہے۔ یعنی آمدنی میں 100 کروڑ کی اور صرف

جدول 9.2: حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صَرف

آمدنی (کروڑ)	صرف (کروڑ)	حاشیائی میلانِ صرف	اوسط میلان صرف
1000	700	-	0.70
1100	770	0.70	0.70
1200	840	0.70	0.70
1300	910	0.70	0.70
1400	980	0.70	0.70
1500	1050	0.70	0.70

میں 70 کروڑ کی تبدیلی ہوتی ہے۔ لہٰذا، حاشیائی میلانِ صرف ہو گا $\frac{70}{100} = 0.70$۔ جدول 9.2 میں APC اور MPC کی قدر آمدنی کی ہر سطح پر مساوی اور مستقل (Constant) ہیں۔ لیکن ان کا مساوی ہونا اور مستقل ہونا ضروری نہیں ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب تصویر 9.4 پر غور کریں۔ تصویر میں C خط صرف خط ہے۔ اس خط کا ڈھلان (Slope) حاشیائی میلانِ صرف ہو گا۔ چونکہ صرف خط خطِ مستقیم ہے لہٰذا اس کے ہر نقطے پر حاشیائی میلان صرف مساوی ہو گا۔ صرف خط کے کسی بھی نقطے پر APC مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان کے مساوی ہوتا ہے۔ لہٰذا تصویر میں نقطہ A پر اوسط میلانِ صرف خط OA کے ڈھلان $(\frac{AY_1}{OY_1})$ کے مساوی ہو گا۔ اسی طرح نقطہ B پر اوسط میلان صرف خط OB کے ڈھلان $(\frac{BY_2}{OY_2})$ کے مساوی ہو گا۔

اگر صرف خط مبدا سے گزرتا ہوا خطِ مستقیم ہو تو APC اور MPC کی قدر ہمیشہ مساوی ہو گی۔ اگر صرف خط Y محور کو قطع کرتے ہوئے گزرتا ہے جیسا کہ تصویر 9.4 میں ہے تو APC کی قدر ہمیشہ MPC سے زیادہ ہو گی۔ MPC کی مقدر مستقل ہو گی لیکن APC کی قدر بتدریج کم ہوتی جائے گی۔ الجبرا سے ہم اسے ثابت کر سکتے ہیں۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ صرف خط کی مساوات ہوتی ہے۔

$$C = a + bY$$

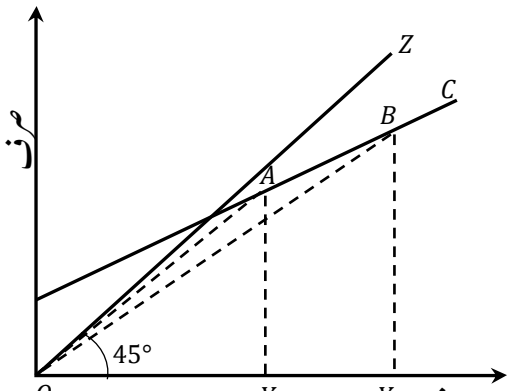
درج بالا مساوات خط مستقیم کی مساوات ہے جس میں a مستقل صرف ہے اور b حاشیائی میلانِ صرف ہے۔ چونکہ اوسط میلانِ صرف، صرف اور آمدنی کا تناسب ہوتا ہے۔ لہٰذا

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a + bY}{Y}$$

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a}{Y} + \frac{bY}{Y}$$

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a}{Y} + b$$

اگر صرف خط مبدا سے گزرتا خط مستقیم ہو گا تو a کی قدر صفر ہو گی۔ لہٰذا، APC اور MPC مساوی ہوں گے۔



تصویر 9.4: میلانِ صرف

$$APC = \frac{0}{Y} + b = b = MPC$$

اگر صرف خط Y محور سے گزرتا خط مستقیم ہو گا تو APC کی قدر MPC سے زیادہ ہو گی۔

$$APC = \frac{a}{Y} + b$$

$$APC = \frac{a}{Y} + MPC$$

$$APC > MPC$$

نیز، چونکہ APC کی مساوات میں Y نسب نما (Denominator) ہے، لہذا، جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہو گا APC کی قدر کم ہوتی جائے گی۔

تصویر 9.4 میں دکھائے گئے تفاعلِ صرف خط میں حالانکہ APC کی قدر بتدریج کم ہوتی جاتی ہے لیکن MPC ہمیشہ مستقل رہتا ہے۔ لیکن اگر تفاعل صرف خط غیر مستقیم خط ہو تو اس صورت میں MPC کی قدر مستقل نہیں ہو گی۔ ایسے ہی ایک تفاعلِ صرف کو جدول 9.3 اور تصویر 9.5 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 9.3: غیر مستقیم تفاعلِ صرف

آمدنی (Y)	صرف (C)	اوسط میلانِ صرف $\left(\frac{C}{Y}\right)$	حاشیائی میلانِ صرف $\left(\frac{\Delta C}{\Delta Y}\right)$
1000	950	0.950	-
1100	1040	0.945	0.9
1200	1120	0.933	0.8
1300	1190	0.915	0.7
1400	1250	0.893	0.6
1500	1300	0.867	0.5

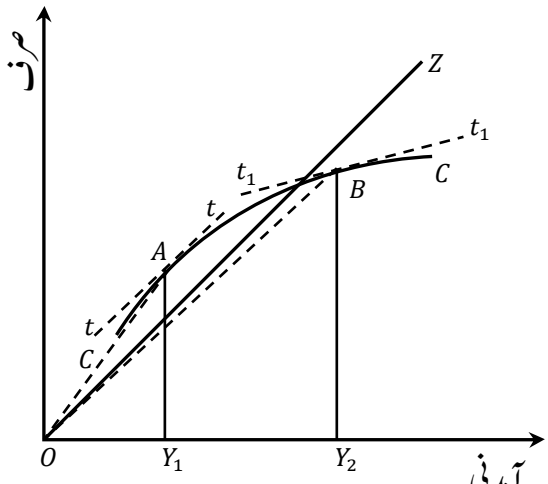
جدول 9.3 میں دیکھا جا سکتا ہے کہ آمدنی کی سطح 1000 کروڑ پر اوسط میلان صرف 0.9 ہے۔ جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے اوسط میلان صرف کی قدر کم ہوتی جا رہی ہے۔ اسی طرح، حاشیائی میلانِ صرف کی قدر بھی آمدنی میں اضافے کے ساتھ بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے۔

تصویر 9.5 میں CC تفاعل صرف خط ہے۔ اس خط کے ہر نقطے پر APC اور MPC دونوں کی قدر مختلف ہو گی۔ نقطہ A پر APC کی قدر مبدا سے نقطہ A تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان کے مساوی ہو گی۔ لہذا، نقطہ A پر APC ہو گا:

$$APC = \frac{AY_1}{OY_1}$$

اسی طرح نقطہ B پر APC کی قدر ہو گی:

$$APC = \frac{BY_2}{OY_2}$$



تصویر 9.5: غیر خط مستقیم تفاعلِ صَرف

خطCC کے مختلف نقاط پر MPC کی قدر اس نقطے پر خط مماس کے ڈھلان سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس طرح، نقطہ A پر MPC کی قدر tt خط کے ڈھلان کے مساوی ہو گی۔ نقطہ B پر MPC کی قدر t_1t_1 خط کے ڈھلان کے مساوی ہو گی۔ غور کریں کہ tt خط t_1t_1 خط کے مقابلے زیادہ سپاٹ ہے جو دکھاتا ہے کہ نقطہ B پر MPC کی قدر نقطہ A پر MPC کی قدر سے کم ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب آمدنی میں اضافے کے ساتھ اوسط تناسب میں کمی آتی ہے تو، حاشیائی میلانِ صرف اوسط میلانِ صرف سے کم ہوتا ہے۔ یہ اوسط اور حاشیائی متغیرات کے درمیان معمول کے تعلقات کے مطابق ہے جس کے بارے میں آپ پہلے پڑھ چکے ہوں گے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ MPC کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔ اگر MPC کی قدر صفر ہو تو اس کا مطلب ہو گا کہ آمدنی میں ہوئے اضافے کی مکمل طور پر بچت کرلی جاتی ہے اور کوئی مقدار خرچ نہیں کی جاتی۔ اس کے برعکس اگر MPC کی قدر ایک ہو گی تو اس کا مطلب ہو گا کہ اضافی آمدنی کا سو فیصد صرف میں لگادیا جاتا ہے۔ حقیقی زندگی میں نہ تو اضافی آمدنی کو پوری طرح محفوظ کیا جاتا ہے اور نہ ہی پورا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس لیے MPC کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔

9.3 بچت تفاعل (Saving Function)

بچت آمدنی کے اس حصے کو کہتے ہیں جسے صرف نہ کیا گیا ہو۔ اس طرح بچت تفاعل بچت اور آمدنی کے مابین تعلق کو کہتے ہیں۔ بچت تفاعل بچت اور آمدنی کے مابین نسبت کو دکھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بچت تفاعل دکھاتا ہے کہ آمدنی کی مختلف سطحوں پر بچت کی کیا سطح ہو گی۔ عموماً، جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو بچت کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ بچت تفاعل آمدنی کی دی گئی سطح پر گھریلو شعبے کی بچت کرنے کی خواہش یا میلان یا رجحان کو دکھاتا ہے۔ لہذا بچت (Saving) آمدنی (Income) کی تفاعل (f) ہے۔ علامتی زبان میں:

$$S = f(Y)$$

جہاں، S بچت اور Y آمدنی ہے۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بچت آمدنی کا وہ حصہ ہے جسے موجودہ صرف پر خرچ نہ کیا گیا ہو۔ یعنی آمدنی صرف اور بچت کا حاصل جمع ہے۔ لہذا

$$Y = C + S \quad \ldots 1$$

$$S = Y - C \quad \ldots 2$$

$$C = a + bY \quad \ldots 3$$

مساوات 3 کی قدر مساوات 2 میں رکھنے پر

$$S = Y - (a + bY)$$

$$S = Y - a - bY$$

$$S = -a + Y - bY$$

$$S = -a + (1 - b)Y \quad \ldots 4$$

غور کریں کہ درج بالا مساوات میں $(1 - b)$ حاشیائی میلانِ بچت (Marginal Propensity to Save) ہے اور b حاشیائی میلانِ صرف ہے جبکہ $a-$ منفی بچت ہے۔ s کو $(1 - b)$ کی جگہ رکھنے پر

$$S = -a + sY \quad \ldots 5$$

مساوات 5 سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

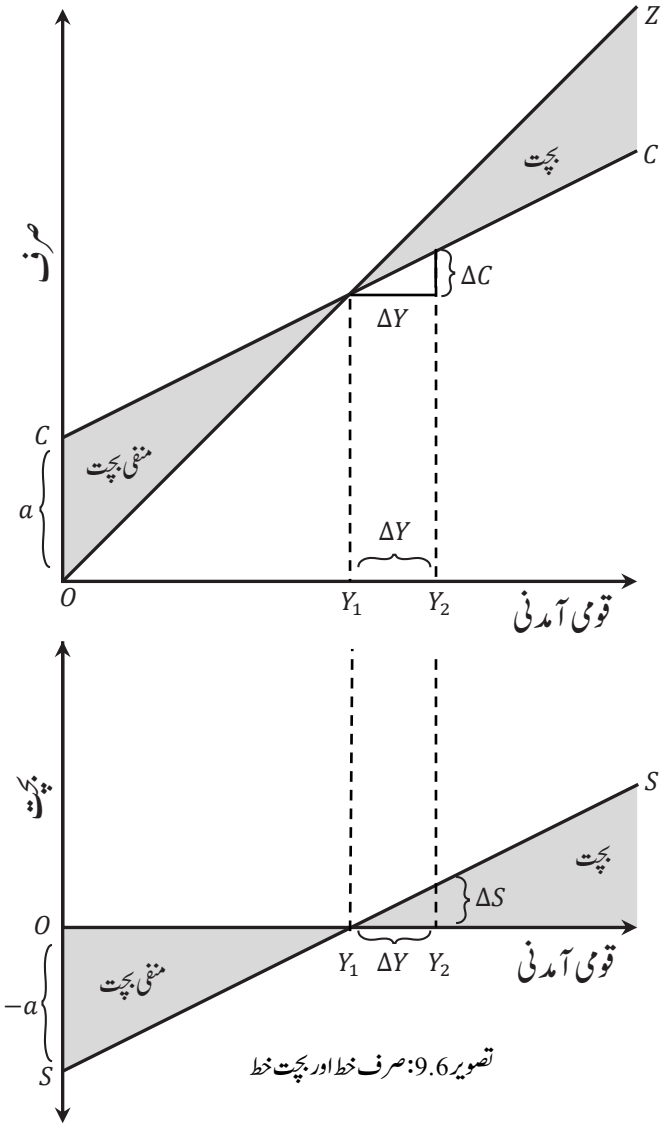
اول، بچت اور آمدنی کے مابین مثبت تعلق ہے۔ جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو بچت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن آمدنی میں اضافے سے بچت میں اتنا اضافہ نہیں ہوتا جتنا آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آمدنی میں 10 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو بچت میں 10 کروڑ سے کم کا اضافہ ہوتا ہے۔ دوم، آمدنی کی ادنی سطح پر بچت منفی ہوتی ہے۔ ابتدائی مرحلے میں جب آمدنی، صفر یا بہت کم ہوتی ہے تب صَرف آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے جس کا نتیجہ منفی بچت کی صورت میں نکلتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر آمدنی 10000 روپے ہے اور صَرف 15000 روپے ہے تو 5000 روپے کی منفی بچت ہوگی۔

بچت اور آمدنی کے تعلق کے مابین مزید وضاحت کے لیے جدول 9.1 کو کچھ اضافے کے ساتھ جدول 9.4 کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جس میں آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف اور بچت کو دکھایا گیا۔ جدول 9.4 میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جب معیشت کی آمدنی کی سطح 0 روپے تھی تب بچت کی قدر منفی میں 70 کروڑ روپے تھی۔ ظاہر ہے کہ آمدنی صفر ہو تب بھی انسان کو صرفی اخراجات کے لیے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ منفی بچت کا مطلب ہے کہ معیشت اپنی آمدنی سے زائد مقدار میں صرف کر رہی ہے۔ جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے منفی بچت کی قدر کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آمدنی کی ایک سطح کے بعد وہ مثبت ہو جاتی ہے۔ اس صورت کے پہنچنے پر معیشت کا صرف اس کی آمدنی سے کم ہو جاتا ہے۔ جدول میں 200 کروڑ کی آمدنی کی سطح تک معیشت کی بچت منفی ہے کیوں کہ اس کا صرف آمدنی سے زیادہ ہے۔ آمدنی جب بڑھ کر 300 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو معیشت کی بچت مثبت ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کا صرف اس کی آمدنی سے کم ہو جاتا ہے۔

اگر آپ جدول پر مزید غور کریں تو دیکھیں گے کہ آمدنی میں جتنا اضافہ ہوتا ہے بچت میں اضافہ اتنا نہیں ہوتا۔ مثلاً جدول میں جب آمدنی کی مقدار 400 کروڑ روپے سے بڑھ کر 500 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو بچت کی مقدار 50 کروڑ روپے سے بڑھ کر 80 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ اس طرح آمدنی میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے بچت میں 30 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ بچت میں اضافہ آمدنی میں اضافے سے کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ معیشت اپنی پوری آمدنی پس انداز نہیں کرتی بلکہ اس کا ایک قابل قدر حصہ صرف میں لگاتی ہے۔

جدول 9.4: آمدنی، بچت اور صرف

آمدنی (کروڑ)	صرف (کروڑ)	بچت (کروڑ)
0	70	-70
100	140	-40
200	210	-10
300	280	20
400	350	50
500	420	80
600	490	110
700	560	140



تصویر 9.6: صرف خط اور بچت خط

تصویر 9.6 کے نچلے حصے میں ہم نے بچت تفاعل کو دکھایا ہے۔ تصویر کے اوپری حصے میں رنگ بھرا حصہ صَرف خط CC اور OZ خط کے مابین فرق کو دکھاتا ہے۔ یہ فرق بچت کہلاتا ہے۔ غور کریں کہ آمدنی کی سطح OY_0 تک صرف کی سطح آمدنی سے زیادہ ہے۔ اس کا مطلب ہوگا کہ معیشت کی بچت منفی میں ہوگی۔ اسی لیے تصویر کے نچلے حصے میں SS خط OY_0 آمدنی سے پہلے محور X سے نیچے ہے۔ OY_1 آمدنی پر صرف کی مقدار اور آمدنی مساوی ہیں لہذا آمدنی کی اس سطح پر بچت صفر ہوگی۔ آمدنی OY_1 کے بعد آمدنی کی سطح صرف سے زیادہ ہو جاتی ہے لہذا اس کے بعد بچت مثبت ہوگی اور لہذا بچت خط آمدنی کی اس سطح کے بعد محور X کے اوپر ہے۔ مزید غور کریں کہ صرف خط کی ہی طرح بچت خط SS کا ڈھلان بھی مثبت ہے۔ جو دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے بچت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حاشیائی میلانِ بچت اور اوسط میلانِ بچت

آمدنی اور بچت کے مابین تعلق کو میلانِ بچت کہتے ہیں۔ میلانِ بچت کے دو اہم تصورات ہیں؛ حاشیائی میلانِ بچت یا Marginal Propensity to Save (MPS) اور اوسط میلانِ بچت یا Average Propensity to Save (APS)۔ حاشیائی میلان بچت وہ شرح ہے جس شرح سے آمدنی میں دی گئی تبدیلی سے بچت میں تبدیلی آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں حاشیائی میلانِ بچت بچت میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کا تناسب ہے۔ حاشیائی میلانِ بچت کی قدر بتاتی ہے کہ آمدنی میں دی گئی تبدیلی سے بچت میں کتنی تبدیلی ہوگی۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ حاشیائی میلان بچت، خطِ بچت کا ڈھلان ہوتا ہے۔ علامتی زبان میں حاشیائی میلانِ بچت ہوگا:

$$MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y}$$

جہاں، MPS حاشیائی میلانِ بچت ہے، ΔY آمدنی میں تبدیلی ہے اور ΔS بچت میں تبدیلی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک معیشت کی آمدنی 40000 کروڑ روپے سے بڑھ کر 50000 کروڑ روپے ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کی بچت 8000 کروڑ روپے سے بڑھ کر 11000 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو حاشیائی میلانِ بچت ہو گا:

$$MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y} = \frac{S_2 - S_1}{Y_2 - Y_1}$$

$$MPS = \frac{11000 - 8000}{50000 - 40000}$$

$$MPS = \frac{3000}{10000} = 0.3 \; or \; 30\%$$

اوسط میلان بچت، بچت اور آمدنی کا تناسب ہے۔ بچت کو آمدنی سے تقسیم کر کے اوسط میلان بچت کی قدر معلوم کی جاسکتی ہے۔ اگر S بچت ہے اور Y آمدنی ہے تو اوسط میلان بچت یا APS ہو گا:

$$APS = \frac{S}{Y}$$

مثال کے طور پر اگر معیشت کی آمدنی 40000 کروڑ روپے ہے اور بچت 8000 کروڑ روپے ہے تو اوسط میلانِ بچت ہو گا:

$$APS = \frac{S}{Y} = \frac{8000}{40000} = 0.2$$

اوسط میلان بچت کی قدر 0.2 یا 20٪ ہے یعنی معیشت آمدنی کا 20 فیصد حصہ پس انداز کرتی ہے۔ بچت خط کے کسی بھی نقطے پر APS مبدا سے اُس نقطے تک کھینچے گئے خط کا ڈھلان ہوتا ہے۔ MPS اور APS کی مزید وضاحت تصویر 9.7 میں کی گئی ہے۔

تصویر میں SS خط بچت خط ہے۔ اس خط کا ڈھلان (Slope) حاشیائی میلانِ بچت ہو گا۔ چونکہ بچت خط خطِ مستقیم ہے لہذا اس کے ہر نقطے پر حاشیائی میلان بچت مساوی ہو گا۔ بچت خط کے کسی بھی نقطے پر APS یا اوسط میلان بچت مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان کے مساوی ہوتا ہے۔ لہذا تصویر میں نقطہ A پر اوسط میلانِ بچت خط OA کے ڈھلان $(\frac{AY_1}{OY_1})$ کے مساوی ہو گا۔ اسی طرح نقطہ B پر اوسط میلان بچت خط OB کے ڈھلان $(\frac{BY_2}{OY_2})$ کے مساوی ہو گا۔ نوٹ کریں کہ نقطہ E بریک ایون نقطہ ہے۔ اس نقطے پر بچت کی قدر صفر ہے یعنی اس نقطے پر آمدنی اور صرف مساوی ہیں۔

اگر بچت خط مبدا سے گزرتا ہوا خطِ مستقیم ہو تو APS اور MPS کی قدر ہمیشہ مساوی ہو گی۔ اگر بچت خط X محور کو قطع کرتے ہوئے گزرتا ہے جیسا کہ تصویر 9.7 میں ہے تو APS کی قدر ہمیشہ MPS سے کم ہو گی۔ MPS کی قدر مستقل ہو گی لیکن APS کی قدر میں بتدریج اضافہ ہوتا جائے گا۔ الجبرا سے ہم اسے ثابت کر سکتے ہیں۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بچت خط کی مساوات ہوتی ہے۔

$$S = -a + sY$$

درج بالا مساوات خط مستقیم کی مساوات ہے جس میں $a-$ منفی بچت ہے اور s حاشیائی میلانِ بچت ہے۔ اوسط میلانِ بچت بچت اور آمدنی کا تناسب ہوتا ہے۔ لہذا:

$$APS = \frac{S}{Y} = \frac{-a + sY}{Y}$$

$$APS = \frac{S}{Y} = \frac{-a}{Y} + \frac{sY}{Y}$$

$$APS = \frac{S}{Y} = \frac{-a}{Y} + s$$

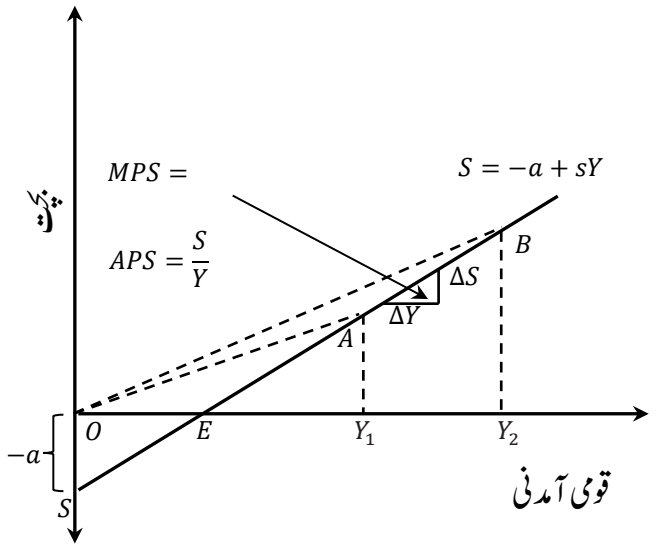
اگر بچت خط مبدا سے گزرتا خط مستقیم ہو گا تو a کی قدر صفر ہو گی۔ لہذا، APS اور MPS مساوی ہوں گے۔

$$APS = \frac{0}{Y} + s = s = MPS$$

اگر بچت خط X محور سے گزرتا خط مستقیم ہو تو APS کی قدر MPS سے کم ہو گی۔

$$APS = \frac{-a}{Y} + s$$

$$APS = \frac{-a}{Y} + MPS$$





تصویر 9.8: غیر خط مستقیم بچت تفاعل

$$APS > MPS$$

نیز، چونکہ APS کی مساوات میں Y نسب نما (Denominator) ہے، لہذا، جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہو گا APS کی قدر میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

تصویر 9.7 میں دکھائے گئے تفاعلِ بچت خط میں حالانکہ APS کی قدر میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے لیکن MPS ہمیشہ مستقل رہتا ہے۔ لیکن اگر تفاعل صرف خط غیر مستقیم خط ہو تو اس صورت میں MPS کی قدر مستقل نہیں ہو گی۔ اس کی وضاحت تصویر 9.8 میں کی گئی ہے۔ تصویر 9.8 میں SS بچت تفاعل خط ہے۔ اس خط کے ہر نقطے پر APS اور MPS دونوں کی قدر مختلف ہو گی۔ نقطہ A پر APS کی قدر مبدا سے نقطہ A تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان کے مساوی ہو گی۔ لہذا، نقطہ A پر اوسط میلان بچت $\frac{AY_1}{OY_1}$ ہو گا۔ اسی طرح نقطہ B پر APS کی قدر $\frac{BY_2}{OY_2}$ ہو گی۔ غور کریں کہ خط OA خط OB کے مقابلے زیادہ ڈھلوان ہے۔ لہذا، نقطہ B پر APS کی قدر نقطہ A پر APS کی قدر سے زیادہ ہو گی۔

خطSS کے مختلف نقاط پر MPS کی قدر اس نقطے پر خط مماس کے ڈھلان سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس طرح، نقطہ A پر MPS کی قدر tt خط کے ڈھلان کے مساوی ہو گی۔ نقطہ B پر MPS کی قدر t_1t_1 خط کے ڈھلان کے مساوی ہو گی۔ غور کریں کہ tt خط t_1t_1 خط کے مقابلے زیادہ ڈھلوان ہے جو دکھاتا ہے کہ نقطہ B پر MPS کی قدر نقطہ A پر MPS کی قدر سے زیادہ ہے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ MPS کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہو گی۔ اگر MPS کی قدر صفر ہو تو اس کا مطلب ہو گا کہ آمدنی میں ہوئے اضافے کو مکمل طور پر صرف کر لیا جاتا ہے اور کچھ بھی پس انداز نہیں کیا جاتا۔ اس کے برعکس اگر MPS کی قدر ایک ہو گی تو اس کا مطلب ہو گا کہ اضافی آمدنی کا سو فیصد حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہے۔ حقیقی زندگی میں نہ تو آمدنی میں ہوئے اضافے کو پوری طرح پس انداز کیا جاتا ہے اور نہ ہی پورا صرف کیا جاتا ہے۔ اس لیے MPS کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔

9.4 میلان صرف اور میلان بچت میں تعلق

(Relationship Between Propensity to Save and Propensity to Consume)

میلانِ صرف اور میلانِ بچت کے مابین تعلق کی وضاحت درج ذیل دو مساواتوں سے کی جاسکتی ہے۔

$$APC + APS = 1 \quad \ldots 6$$

$$MPC + MPS = 1 \quad \ldots 7$$

درج بالا مساواتوں کو ہم ذیل میں ثابت کریں گے۔

1. $APC + APS = 1$

مساوات (7) دکھاتی ہے کہ اوسط میلانِ صرف اور اوسط میلانِ بچت کا حاصل جمع ایک کے مساوی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر آمدنی کا نصف صرف کر لیا جاتا ہے تو ظاہر ہے باقی نصف کو پس انداز کیا جائے گا۔ اگر تین چوتھائی صرف کیا جاتا ہے تو ایک چوتھائی کو پس انداز کیا جائے گا۔ ریاضیاتی طور پر اس کو ایسے ثابت کر سکتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ

$$Y = C + S$$

Y سے دونوں جانب تقسیم کرنے پر

$$\frac{Y}{Y} = \frac{C+S}{Y}$$

$$1 = \frac{C}{Y} + \frac{S}{Y}$$

لیکن $APC = \frac{C}{Y}, and\ APS = \frac{S}{Y}$

لہذا، $APC + APS = 1$

$MPC + MPS = 1$ .2

حاشیائی میلانِ صرف اور حاشیائی میلانِ بچت کا حاصل جمع بھی ہمیشہ 1 ہوتا ہے۔ اگر اضافی آمدنی کا نصف صرف میں لگایا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ باقی نصف پس انداز کیا جائے گا۔ اسی طرح، اگر اضافی آمدنی کا تین چوتھائی صرف میں لگایا جاتا ہے تو ایک چوتھائی پس انداز کیا جائے گا۔ ریاضیاتی طور پر اسے درج ذیل طریقے سے ثابت کر سکتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ $MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y}, and\ MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y}$

اسی طرح $\Delta C + \Delta S = \Delta Y$

درج بالا مساوات دکھاتی ہے کہ آمدنی میں آئی تبدیلی صرف میں تبدیلی اور بچت میں تبدیلی کے مساوی ہوگی۔ مساوات کو ΔY سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{\Delta C}{\Delta Y} + \frac{\Delta S}{\Delta Y} = \frac{\Delta Y}{\Delta Y}$$

$$\frac{\Delta C}{\Delta Y} + \frac{\Delta S}{\Delta Y} = 1$$

لہذا، $MPC + MPS = 1$

9.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- تفاعل صرف اور بچت تفاعل کی وضاحت کر سکیں۔
- حاشیائی میلانِ صرف اور حاشیائی میلانِ بچت کی وضاحت کر سکیں۔
- اوسط میلانِ صرف اور اوسط میلانِ بچت کی وضاحت کر سکیں۔

9.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

تفاعلِ صرف :Consumption Function- صرف اور آمدنی کے مابین نسبت دکھانے والا تفاعل۔

اوسط میلان صرف :Average Propensity to Consume- صرف اور آمدنی کا تناسب $\left(\frac{C}{Y}\right)$۔

حاشیائی میلانِ صرف :Marginal Propensity to Consume- آمدنی میں تبدیلی سے صرف میں آئی تبدیلی $\left(\frac{\Delta C}{\Delta Y}\right)$۔

تفاعلِ بچت :Saving Function- بچت اور آمدنی کے مابین نسبت دکھانے والا تفاعل۔

اوسط میلان بچت :Average Propensity to Save- بچت اور آمدنی کا تناسب $\left(\frac{S}{Y}\right)$۔

حاشیائی میلانِ بچت :Marginal Propensity to Save- آمدنی میں تبدیلی سے بچت میں آئی تبدیلی $\left(\frac{\Delta S}{\Delta Y}\right)$۔

9.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

9.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. تفاعل صرف دکھاتا ہے:

(a) قیمت اور صرف میں نسبت (b) صرف اور آمدنی میں نسبت

(c) صرف اور شرح سود میں نسبت (d) صرف اور میلان صرف میں نسبت

2. تفاعل بچت کا ڈھلان کہلاتا ہے:

(a) حاشیائی میلان بچت (b) اوسط میلان بچت

3. آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتا:

(a) مستقل صرف (b) اوسط میلان صرف

(c) حاشیائی میلان صرف (d) درج بالا میں کوئی نہیں

4. اگر میلانِ صرف 0.5 ہے تو ΔC کتنا ہو گا اگر آمدنی میں 100 کروڑ روپے کی تبدیلی ہو؟

(a) 100 کروڑ (b) 50 کروڑ

(c) 80 کروڑ (d) 90 کروڑ

5. اگر آمدنی 1000 کروڑ روپے اور صرف 750 کروڑ روپے ہو تو اوسط میلان بچت ہو گا؟

(a) 250 (b) 750

(c) 0.75 (d) 0.25

6. حاشیائی میلان صرف ہے:

(a) $\frac{\Delta C}{\Delta Y}$ (b) $\frac{\Delta Y}{\Delta C}$

7. اوسط میلان بچت ہے:

(a) $\frac{\Delta S}{\Delta Y}$ (b) $\frac{\Delta Y}{\Delta S}$

(c) $\frac{S}{Y}$ (d) $\frac{Y}{S}$

8. تفاعل صرف $C = a + bY$ میں a دکھاتا ہے:

(a) صرف کی قدر جب آمدنی صفر ہو (b) صرف کی قدر جب آمدنی اور صرف مساوی ہوں

(c) صرف کی قدر جب آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہو (d) درج بالا میں کوئی نہیں

9. درج ذیل میں سے درست مساوات **نہیں** ہے۔

(a) $MPC + MPS = 1$ (b) $APC + APS = 1$

(c) $C + S = Y$ (d) $APC + MPC = 1$

10. اگر آمدنی میں 100 کروڑ کے اضافے سے صرف میں 800 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو حاشیائی میلان بچت ہو گا؟

(a) 0.8 (b) 0.2

(c) 800 (d) 200

9.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. تفاعل صرف کیا ہے؟
2. اوسط میلان صرف اور حاشیائی میلان صرف کی تعریف بیان کریں۔
3. اوسط میلان بچت اور حاشیائی میلان بچت کی تعریف بیان کریں؟
4. اوسط میلانِ بچت اور اوسط میلانِ صرف کا جمع ایک ہوتا ہے۔ ثابت کریں۔
5. حاشیائی میلانِ بچت اور حاشیائی میلانِ صرف کا جمع ایک ہوتا ہے۔ ثابت کریں۔

9.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. تفاعل صرف کی وضاحت مع جدول اور تصویر کریں۔
2. تفاعل بچت کی وضاحت مع جدول اور تصویر کریں۔
3. میلانِ بچت اور میلانِ صرف کے مابین تعلق کو تفصیل سے بیان کریں۔

9.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 10: کینز کا نفسیاتی قانونِ صَرف

(Keynes's Psychological Law of Consumption)

اکائی کے اجزا:

10.0 تمہید (Introduction)

10.1 مقاصد (Objectives)

10.2 کینز کا تفاعلِ صرف (Keynes's Consumption Function)

10.3 صَرف کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Affecting Consume)

10.3.1 موضوعی عوامل (Subjective Factors)

10.3.2 معروضی عوامل (Objective Factors)

10.4 کینز کے قانونِ صرف کی اہمیت (Importance of Keynes's Consumption Function)

10.5 معمۂ صرف: تفاعلِ صرف اور کزنٹ کے نتائج

(Consumption Puzzle: Consumption Function and Kuznets Findings)

10.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

10.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

10.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

10.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

10.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

10.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

10.9 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

10.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے صَرف اور بچت سے متعلق تصورات کا مطالعہ کیا۔ افراد اور گھرانے اپنی آمدنی کو یا تو صرفی اخراجات پر خرچ کرتے ہیں یا پس انداز کرتے ہیں۔ اس طرح، بچت اور صَرف کا حاصل جمع آمدنی کے مساوی ہوتا ہے۔ آپ نے پڑھا کہ تفاعلِ صرف

آمدنی اور صرف کے مابین نسبت دکھاتا ہے۔ اسی طرح، تفاعلِ بچت، آمدنی اور بچت کے مابین نسبت کی وضاحت کرتا ہے۔ تفاعلِ صرف کے مختلف نظریات ہیں۔ اس اکائی اور اس سے لاحقہ اکائی میں ہم صرف سے متعلق کینز کے نظریات اور مابعد کینزی نظریات پر بحث کریں گے۔

10.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کے نفسیاتی قانونِ صرف کی وضاحت کرنا۔
- میلانِ صَرف کو متاثر کرنے والے معروضی عوامل کو بیان کرنا۔
- صرف کو متاثر کرنے والے موضوعی عوامل کو بیان کرنا۔

10.2 کینز کا تفاعلِ صرف (Keynes's Consumption Function)

جے ایم کینز نے اپنی 1936 میں شائع کردہ کتاب عام نظریے[1] میں تفاعلِ صرف کو آمدنی کے تعین کے ماڈل میں ایک اہم عنصر کے طور پر متعارف کرایا۔ کینز کے مطابق صرف بہت سے معروضی اور موضوعی عوامل پر منحصر کرتا ہے لیکن موجودہ (تصرفی) آمدنی (Current Disposable Income) صرف کا تعین کرنے والا سب سے اہم عامل ہے۔ کینز کا تفاعلِ صرف، صرف اور آمدنی کے مابین تعلق بیان کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ صَرفی اخراجات حقیقی قومی آمدنی کا تفاعل ہے یعنی $(C = f(Y))$ جہاں C صرف ہے اور Y حقیقی موجودہ آمدنی ہے۔ کینز کے نظریہ صرف کو صرف کا نظریۂ مطلق آمدنی (Absolute Income Hypothesis) یا صرف کا فریضۂ مطلق آمدنی (Absolute Income Hypothesis of Consumption) بھی کہتے ہیں۔ کینز کے تفاعلِ صرف کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1. مجموعی حقیقی صرفی اخراجات حقیقی آمدنی کا مستحکم تفاعل (Stable Function) ہے۔
2. حاشیائی میلانِ صرف (MPC) یا $\Delta C / \Delta Y$ یا تفاعل صرف کی ڈھلان (Slope) کی قدر صفر اور ایک کے درمیان ہوتی ہے یعنی

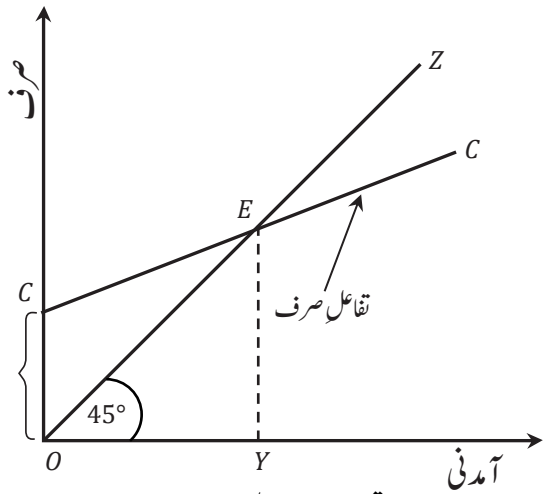
$$0 < MPC < 1$$

3. اوسط میلانِ صرف (APC) یا صرف پر خرچ کیا گیا آمدنی کا تناسب (C/Y) آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتا جاتا ہے۔ حاشیائی اور اوسط قدروں کے مابین تعلق کے مطابق جب اوسط گرتا ہے حاشیائی قدر اوسط قدر سے کم ہوتی ہے۔ اس طرح، جب اوسط میلانِ صرف گرے گا تو حاشیائی میلانِ صرف اوسط میلانِ صرف سے کم ہوگا۔
4. حاشیائی میلانِ صرف (آمدنی میں اضافے کے ساتھ) کم و بیش مستقل رہتا ہے۔ یعنی آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ اس میں تبدیلی

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* Macmillan Cambridge University Press.

نہیں ہوتی۔

یہ چار خصوصات کینز کے تفاعلِ صرف کی شکل واضح کرتی ہیں۔ تصویر 10.1 میں دکھایا گیا CC خط ان چاروں خصوصیات پر پورا اترتا ہے۔ تصویر میں X محور پر آمدنی اور Y محور پر صرف کو دکھایا گیا ہے۔ OZ خط مبدا سے 45 ڈگری کا زاویہ بناتا خط ہے جو تفاعل صرف خط CC کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے۔



تصویر 10.1 تفاعلِ صرف خط

CC خط صرف (C) اور آمدنی (Y) کے درمیان مستحکم تعلق دکھاتا ہے۔ صَرف اور آمدنی کے مابین یہ تعلق مستحکم اس لیے ہے کیونکہ کینز کے تفاعلِ صرف میں آمدنی کے علاوہ صرف پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل میں تبدیلی نہیں آتی اور لہذا صرف خط منتقل نہیں ہوتا۔

خط CC کا ڈھلان جو حاشیائی میلانِ صرف کو دکھاتا ہے مثبت ہے یعنی اس کی قدر صفر سے زیادہ ہے $(MPC > 0)$۔ اسی طرح تفاعل صرف خط OZ خط کو اوپر سے قطع کرتا ہے جو دکھاتا ہے کہ CC خط OZ خط سے زیادہ مسطح ہے یعنی CC خط کا ڈھلان OZ خط کے ڈھلان سے کم ہے۔ OZ خط کا ڈھلان 1 ہے $(Slope\ of\ OZ = tan\ 45° = 1)$۔ لہذا صرف خط کا ڈھلان ایک سے کم ہوگا $(MPC < 1)$۔ اس طرح خط CC دوسری خاصیت کو پورا کرتا ہے یعنی خط CC کا ڈھلان صفر اور ایک کے درمیان ہوتا ہے۔

$$0 < MPC < 1$$

تفاعل صرف کے مختلف نقاط پر اوسط میلانِ صرف کی قدر مختلف ہوگی۔ مثال کے طور پر نقطہ C پر صرف OC ہوگا جبکہ آمدنی 0 ہوگی۔ لہذا اوسط میلانِ صرف ہوگا:

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{OC}{0} = \infty$$

یعنی نقطہ C پر اوسط میلانِ صرف کی قدر لامحدود (Infinity) ہے۔ اسی طرح نقطہ E پر صرف YE ہے جبکہ آمدنی OY ہے۔ لہذا اس نقطے پر اوسط میلان صرف کی قدر ہوگی:

$$APC = \frac{YE}{OY} = Slope\ of\ OZ = 1$$

اس طرح نقطہ E پر اوسط میلان صرف 1 ہے۔ اسی طرح تفاعل صرف کے دیگر نقاط پر اوسط میلان صرف کی قدر مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ غور کریں کہ نقطہ E کے داہنی طرف اوسط میلانِ صرف کی قدر ایک سے زیادہ ہوگی $(APC = \frac{C}{Y} > 1)$۔ اوسط میلانِ صرف کی قدر ایک سے زیادہ ہونے کا مطلب ہے کہ آمدنی صرف سے زیادہ ہوگی۔ نقطہ E کے بائیں طرف اوسط میلانِ صرف کی قدر ایک سے کم $(APC = \frac{C}{Y} < 1)$ ہوگی جس کا مطلب ہے کہ صرف آمدنی سے زیادہ

ہو گا۔اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جیسے جیسے ہم تفاعلِ صرف پر بائیں سے دائیں طرف حرکت کریں گے اوسط میلانِ صرف کی قدر کم ہوتی جائے گی۔ چونکہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ اوسط میلانِ صرف کی قدر میں کمی ہوتی ہے لہذا حاشیائی میلانِ صرف لازماً اوسط میلانِ صرف سے کم ہو گا۔ اس طرح، خط مستقیم والے تفاعل صرف سے کینز کے تفاعلِ صرف کی تیسری خصوصیت بھی پوری ہوتی ہے۔

چونکہ تفاعل صرف خط مستقیم والا تفاعل ہے لہذا اس کے ہر نقطے پر ڈھلان (Slope) یعنی حاشیائی میلانِ صرف مستقل ہو گا۔ اس طرح، تصویر 10.1 میں دکھائے گئے خط سے کینز کے تفاعل صرف کی چوتھی خاصیت بھی پوری ہوتی ہے۔ اگر حاشیائی میلان صرف کی قدر مستقل نہ ہوتی تو تفاعل صرف غیر خطی (Non Linear) ہوتا۔ مثلاً آمدنی میں اضافے سے اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر میں کمی ہوتی تو تفاعل صرف مبدا کو مقعر (Concave) ہوتا۔ ان چار خصوصیات والے تفاعل صرف کو علامتی زبان میں ذیل کی طرح لکھا سکتا ہے۔

$$Y = a + bY$$

جہاں، a اور b مستقل ہیں۔ اور

$$a > 0$$
$$0 < b < 1$$
$$\frac{\Delta C}{\Delta Y} = b = MPC$$

چونکہ b یا حاشیائی میلان صرف کی قدر مثبت ہے لہذا تفاعل صرف اوپر کو ابھرتا تفاعل ہو گا۔ چونکہ اوسط میلانِ صرف، صرف اور آمدنی کا تناسب ہوتا ہے، لہذا

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a + bY}{Y}$$

اس طرح، جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہو گا APC کی قدر میں کمی ہو گی۔ اسی طرح چونکہ

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a + bY}{Y} = \frac{a}{Y} + b = \frac{a}{Y} + MPC$$

لہذا، اوسط میلانِ صرف کی قدر حاشیائی میلان صرف کی قدر سے زیادہ ہو گی۔

کینز نے درج بالا خصوصیات والے تفاعل صرف کو نظریاتی تجزیے یا تجرباتی شواہد کی بنا پر اخذ نہیں کیا بلکہ وجدان سے اخذ کیا۔ کینز نے اسے بنیادی نفسیاتی قانون کہا۔ کینز کے خود کے لفظوں میں:

"The amount of aggregate consumption depends mainly on the amount of aggregate income. The fundamental psychological law, upon which we are entitled to depend on with great confidence both a priori from our knowledge of human nature and from the detailed facts of experience is that and (women, too) are disposed, as a rule and on an average to increase their consumption as their income increases, but not by as the increase in their income"[2]

[2] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* Macmillan Cambridge University Press.

مجموعی صرف کی مقدار بنیادی طور پر مجموعی آمدنی کی مقدار پر منحصر کرتی ہے۔ بنیادی نفسیاتی قانون، جس پر ہم انسانی فطرت کے اپنے علم اور تجربات پر مبنی تفصیلی حقائق کے نتیجے کی بنا پر انحصار کر سکتے ہیں، یہ ہے کہ مرد (اور خواتین بھی)، اوسطاً اپنی آمدنی میں اضافے سے اپنے صرف میں اضافہ کرنے پر مائل ہوتے ہیں لیکن اتنا نہیں جتنا آمدنی میں اضافہ ہوا۔

10.3 صَرف کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Affecting Consume)

کینز کے مطابق دوسرے عوامل کے یکساں رہنے کی صورت میں موجودہ حقیقی آمدنی حقیقی صرفی اخراجات کو متاثر کرنے والا سب سے اہم عامل ہے۔ آمدنی کے علاوہ صرف کو متاثر کرنے والے بہت سے معروضی اور موضوعی عوامل ہیں۔ ذیل میں ہم بعض عوامل کو مختصراً بیان کریں گے۔

10.3.1 موضوعی عوامل (Subjective Factors)

موضوعی عوامل وہ نفسیاتی عوامل ہیں جن کی مقداری پیائش نہیں کی جاسکتی۔ یہ وہ عوامل ہیں جو لوگوں کو کفایت شعاری اور پس اندازی کی ترغیب دیتے ہیں۔ موضوعی عوامل بنیادی اقدار، دماغی حالت، رویوں وغیرہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ کینز نے صرف اور بچت دونوں پر اثر انداز ہونے والے محرکات بیان کیے۔ مثلاً جہاں احتیاط، دور اندیشی، انٹر پرائز (Enterprise) وغیرہ صرف کو کم کرنے والے عوامل ہیں وہیں لطف اندوزی کی خواہش، کم نگاہی، سخاوت، دکھاوا اور اسراف وغیرہ صرف میں اضافہ کرنے والے محرکات ہیں۔

1. بعض افراد اس لیے بچت کرتے ہیں تاکہ مستقبل میں پیش آنے والے ناگہانی حادثات مثلاً بیماری، بے روزگاری وغیرہ سے نپٹا جاسکے۔
2. بعض افراد مستقبل میں پیش آنے والے متوقع اخراجات کے لیے بچت کرتے ہیں۔ مثلاً، بچوں کی تعلیم، ان کی شادی وغیرہ
3. بعض افراد اس لیے بھی بچت کرتے ہیں تاکہ جمع شدہ بچت سے مستقبل میں سرمایہ کاری کر سکیں۔ وہ توقع کرتے ہیں کہ اس سرمایہ کاری سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
4. بعض افراد اس لیے بچت کرتے ہیں تاکہ وہ دولت جمع کر سکیں۔ زیادہ دولت سے ان کی سماجی حیثیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دولت جمع ہونے پر وہ معاشی طور پر خود کو زیادہ خود کفیل سمجھتے ہیں اور مزید اشیا کو خرید سکتے ہیں۔
5. بعض افراد تخمینی مقاصد (Speculative Purposes) کے لیے بھی بچت کرتے ہیں۔
6. بعض افراد اس لیے بچت کاری کرتے ہیں تاکہ اپنے بچوں کے لیے گراں قدر اثاثہ چھوڑ کر جائیں۔
7. بعض افراد فطرتاً بخیل ہوتے ہیں۔ ان افراد کو دولت جمع کرنے پر بڑا نفسیاتی سکون حاصل ہوتا ہے۔

درج بالا تمام عوامل سے صرف میں کمی ہوتی ہے۔ لیکن بعض موضوعی عوامل ایسے بھی ہیں جو صرف میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً خود نمائی اور نمود و نمائش کی خواہش بعض افراد کو زیادہ خرچ کرنے پر ابھارتی ہے۔ اس کے علاوہ انسان کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے صرف کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک کم آمدنی والا شخص جو امیروں کے علاقے میں رہتا ہے وہ امیروں کی نقل کرنے کی

خواہش میں زیادہ خرچ کرتا ہے۔ ڈیوسن بیری (Duesenberry) نے اسے اثر تظاہر یا نمائشی اثر (Demonstration Effect) کا نام دیا۔

بعض موضوعی عوامل کی وجہ سے فرم بھی اپنے صرف میں اضافہ کرتی ہے۔ بعض عوامل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. بہت سی کاروباری فرمیں اپنی موجودہ آمدنی میں سے بچت کرتی ہیں تاکہ وہ نئے کاروباری اداروں میں سرمایہ کاری کر سکیں اور مستقبل میں فرم کی توسیع کر سکیں۔ کاروباری ادارے اپنی آمدنی کا ایک قابل قدر حصہ اپنی توسیع کے لیے بچاتے ہیں۔
2. بہت سی فرمیں اس لیے بچت کرتی ہیں تاکہ مستقبل میں پیش آنے والی ہنگامی صورت حال کا سامنا کر سکیں۔ اگر ان کے پاس اچھی مقدار میں سیال دولت (Liquid Wealth) ہو گی تو وہ ہنگامی حالات کا زیادہ کامیابی سے مقابلہ کر سکیں گی۔ زیادہ محتاط اور دور اندیش فرمیں دوسری فرموں کے مقابلے زیادہ بچت کرتی ہیں۔
3. کاروباری فرموں کے بہت سے منیجر زیادہ بچت اس لیے کرتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو کامیاب مینیجر ثابت کر سکیں۔ محفوظ شدہ رقم کی سرمایہ کاری سے فرم کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجۃً فرم کے منیجر کامیاب مانے جاتے ہیں۔
4. کاروباری فرمیں پلانٹ اور مشینری کی فرسودگی (Depreciation) کی بھرپائی کرنے کے لیے بھی بچت کرتی ہیں۔ چونکہ فرموں کو اپنے پلانٹ اور مشینری کو ہر کچھ سالوں بعد تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ لہذا، ان کے لیے موجودہ آمدنی میں سے بچت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ بچت کاری نہیں کریں گی اور کچھ سالوں بعد جب انہیں اپنے پلانٹ اور مشینری کو تبدیل کرنا ہو گا تو ان کے پاس پلانٹ اور مشینری وغیرہ کو تبدیل کرنے کے لیے وافر سرمایہ نہیں ہو گا۔ اگر فرمیں اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ فرسودگی کے لیے بچا کر رکھتی ہیں تو حصص یافتگان کو کم منافع حاصل ہوتا ہے جس سے سماج کے میلان صرف میں کمی آتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر فرم فرسودگی کے لیے نسبتاً کم رقم بچاتی ہے تو حصص یافتگان کو زیادہ منافع ملے گا جس سے سماج کی قوتِ صرف میں اضافہ ہو گا۔
5. بعض فرمیں اس لیے بچت کرتی ہیں تاکہ اپنا پرانا قرض بے باق کر سکیں۔

10.3.2 معروضی عوامل (Objective Factors)

کینز نے درج ذیل معروضی عوامل کا ذکر کیا ہے جو صرف پر اثر انداز ہوتے ہیں

1. عام قیمت کی سطح (General Price Level)

عام قیمت کی سطح میلانِ صرف کو متاثر کرنے والا اہم عامل ہے۔ جب قیمت کی عمومی سطح بڑھ جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں جب افراط زر ہوتا ہے تو تفاعلِ صرف نیچے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام قیمت کی سطح میں اضافہ، لوگوں کے پیسوں اور دیگر مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قیمت (یعنی قوت خرید) میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح جب عام قیمتوں میں کمی ہوتی ہے تو لوگوں کے زر اور دیگر مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوتا ہے جو لوگوں کو زیادہ خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس سے تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہوتا ہے۔

2. مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

حکومت کی مالیاتی پالیسی، خاص طور پر ٹیکس کی پالیسی ملک کے صرف کے رجحان کو متاثر کرتی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس وغیرہ کے عائد ہونے سے لوگوں کی زری آمدنی کی قوت خرید میں کمی آتی ہے۔ ٹیکس میں اضافہ لوگوں کو اپنا صرف کم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح، جب حکومت ٹیکس کم کرتی ہے یا زیادہ منتقلی ادائیگیاں کرتی ہے، تو لوگوں کے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس سے میلان صرف بڑھ جاتا ہے۔ حکومت کی راشننگ (Rationing) اور پرائس کنٹرول (Price Control) جیسی پالیسیاں بھی صرف کے رجحان کو متاثر کرتی ہیں۔

جدید دور میں، بہت سی حکومتیں فلاحی ریاست کی پالیسی (Welfare State Policy) پر عمل پیرا ہیں جس کے تحت امیر لوگوں پر ترقیاتی ٹیکس لگائے جاتے ہیں اور ان ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی غریب لوگوں کو بہت سے سماجی تحفظ سے متعلق فوائد اور سہولیات فراہم کرنے کے لیے خرچ کی جاتی ہے۔ حکومت کی یہ پالیسیاں صرف کے رجحان کو متاثر کرتی ہیں۔

3. شرحِ سود (Rate of Interest)

شرحِ سود بھی صرف اور بچت کے رجحان کو متاثر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ عام طور پر سود کی زیادہ شرح لوگوں کو زیادہ بچت پر اکساتی ہے اور اس کے نتیجے میں ان کے صرف میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جب شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ لوگوں کو زیادہ صرف کرنے اور کم بچت کرنے پر راغب کرتی ہے۔

4. ذخیرہ دولت (Stock of Wealth)

لوگوں کی دولت کی ملکیت کی سطح بھی صرف کے رجحان کو متاثر کرنے والا اہم عامل ہے۔ دولت میں حقیقی اثاثے جیسے زمین، گھر، آٹو موبائل اور مالی اثاثے جیسے نقد بیلنس، بچت اور فکسڈ ڈپازٹ وغیرہ دونوں شامل ہیں۔ گھرانوں کے پاس دولت جتنی زیادہ ہوتی ہے، عام طور پر صرف کا رجحان اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے یعنی افراد کے پاس جتنی زیادہ دولت ہوتی ہے وہ موجودہ آمدنی کا اتنا ہی زیادہ حصہ خرچ کرتے ہیں۔ لوگ عام طور پر بچت کاری دولت جمع کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ دیگر عوامل یکساں مانتے ہوئے، افراد کے پاس جتنی زیادہ دولت ہوگی، اتنی ہی ان کی پس اندازی کی خواہش کم ہوگی۔ مثال کے طور پر، اگر دو افراد کی ضروریات، ذوق اور آمدنی یکساں ہوں، لیکن ایک کے پاس بہت زیادہ دولت ہو، تو اس کی پس اندازی کی خواہش دوسرے شخص کے مقابلے کم ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس پہلے سے ہی بہت زیادہ دولت موجود ہو تو اس کا میلانِ صرف نسبتاً زیادہ ہوگا۔ یہ اصول پوری معیشت پر بھی صادق آتا ہے۔ معیشت میں دولت کا حجم جتنا زیادہ ہوگا صرفی اخراجات اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ اسے پگو اثر (Pigou Effect) کے نام سے جانا جاتا ہے.

انگلینڈ میں 1929 کا اسٹاک مارکیٹ کریش (یعنی حصص کی قیمتوں میں زبردست کمی) ایک اہم مثال ہے جو اکثر دولت کی اہمیت پر زور دینے کے حوالے سے دی جاتی ہے۔ اس کریش نے راتوں رات لوگوں کی مالی دولت کو کافی حد تک کم کر دیا جس کے نتیجے میں ان کا خط صرف نیچے کی طرف منتقل ہو گیا۔

5. قرض اور صارفین کی مقروضیت (Credit and Consumer Indebtedness)

قرض کی سستی اور سہل دستیابی صرف میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور خط صرف کو اوپر کی طرف منتقل کرتی ہے۔ ہندوستان میں حالیہ برسوں کے تجربات سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حالیہ برسوں میں گھروں، کاروں، کمپیوٹرز اور دیگر پائیدار اشیائے صَرف کے لیے قرضوں پر سود کی شرح کم ہونے سے گھرانوں کے صرف میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے اور خط صرف کی اوپر کی جانب منتقلی کا سبب بنا ہے۔ مزید برآں، کریڈٹ کارڈز کی سہولیات میں حالیہ اضافہ اور ان کی قبولیتِ عام بھی تفاعل صرف کی اوپر کی جانب منتقلی کا سبب بنے ہیں۔ دوسری طرف، قرض کی حصولیابی سے متعلق حالات کو مشکل اور مہنگا کرنا برعکس اثر پیدا کرتا ہے، یعنی تفاعل صرف میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

اسی طرح، صارفین کی مقروضیت کی سطح بھی لوگوں کے صرف کے رجحان کو بہت متاثر کرتی ہے۔ اگر صارفین بہت زیادہ مقروض ہوتے ہیں، تو وہ اپنے صرف میں کمی کر دیتے ہیں تاکہ اپنا قرضہ بے باق کر سکیں۔ اس طرح افراد جتنے زیادہ مقروض ہوں گے ان کے صرف میں اتنی ہی کمی ہوگی اور تفاعل صرف نیچے کی جانب منتقل ہوگا۔

6. آمدنی کی تقسیم (Income Distribution)

اسی طرح معاشرے میں آمدنی کی تقسیم بھی صرف کی سطح کا تعین کرتی ہے۔ اگر معیشت کی قومی آمدنی کی تقسیم زیادہ غیر مساوی ہوتی ہے تو افراد کا صَرف کا رجحان کم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غریبوں کے مقابلے میں امیروں کا میلانِ صرف نسبتاً کم ہوتا ہے۔ لہذا، اگر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ صرف کو کم کر دیتا ہے اور اس طرح تفاعل صرف میں نیچے کی جانب منتقلی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح، اگر امیر افراد سے غریب افراد میں آمدنی کی باز تقسیم ہو تو معیشت کے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوگا چاہے آمدنی کی سطح میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امیر لوگوں کے صرف میں ہوئی کمی کی تلافی غریبوں کے صرف میں ہوئے اضافے سے ہو جائے گی کیونکہ غریبوں کا میلانِ صرف امیروں کے مقابلے زیادہ ہوتا ہے۔

7. غیر متوقع فوائد اور نقصانات (Windfall Gain or Loss)

غیر متوقع فوائد اور نقصانات میلانِ صرف کو متاثر کرتے ہیں۔ جب شیئرز کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو شیئر ہولڈرز خود کو مالی طور پر بہتر سمجھنے لگتے ہیں اور اس سے ان کا صرف بڑھ جاتا ہے۔ دوسری طرف جب حصص کی قیمتیں نیچے آجاتی ہیں تو حصص یافتگان کو اچانک نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور وہ اپنے آپ کو پہلے کے مقابلے میں نسبتاً غریب سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ انہیں اپنے صرف کو کم کرنے پر اکساتا ہے۔

8. توقعات میں تبدیلی (Change in Expectations)

لوگوں کی توقعات میں تبدیلی بھی میلانِ صرف کو متاثر کرتی ہے۔ جب لوگ توقع کرتے ہیں کہ مستقبل قریب میں جنگ چھڑ جائے گی اور اس بنا پر وہ توقع کرتے ہیں کہ قیمتیں بڑھ جائیں گی تو وہ اشیا پر زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مستقبل کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت جب پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کرتی ہے تو آپ پیٹرول پمپ پر لوگوں کی بھیڑ دیکھتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ پیٹرول کی قیمت میں اضافے سے پہلے ہی وہ پیٹرول خرید لیں تاکہ قیمت بڑھنے کے بعد انہیں زیادہ خرچ نہ کرنا پڑے۔ اس

سے حال کے تفاعل صرف میں اضافہ ہو گا۔ اس کے برعکس، جب لوگ قیمتوں میں کمی کی توقع کرتے ہیں تو وہ اپنے موجودہ صرف کو کم کر دیتے ہیں تا کہ جب قیمتیں کم ہو جائیں تو وہ زیادہ صرف کر سکیں۔

9. آبادیاتی عوامل (Demographic Factors)

کسی بھی دی گئی آمدنی کی سطح پر مختلف خاندانوں کے صرفی اخراجات میں نمایاں فرق دیکھا جاسکتا ہے۔ ان اختلافات کی وضاحت کم از کم جزوی طور پر، آبادیاتی عوامل جیسے خاندان کی جسامت، مقامِ رہائش، گھر کی ملکیت وغیرہ سے کی جاسکتی ہے۔ بڑے گھرانوں کے صرفی اخراجات چھوٹے گھرانوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح، دیہی گھرانے شہری گھرانوں کی بنسبت کم صرف کرتے ہیں۔ جن گھرانوں میں چھوٹے بچے ہوتے ہیں ان کے صرفی اخراجات اُن گھرانوں کے مقابلے زیادہ ہوتے ہیں جن میں چھوٹے بچے نہیں ہوتے۔

10. کارپوریشن کی پالیساں (Policies of Corporation)

بڑی کارپوریشنوں کی پالیسیاں بھی مجموعی صرفی اخراجات پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ بڑی مشترکہ اسٹاک کمپنیوں کی منافع کی تقسیم سے متعلق پالیسیاں آمدنی میں اضافے یا کمی کا باعث بنتی ہیں اور نتیجۃً صرفی اخراجات میں اضافے یا کمی کا باعث بنتی ہیں۔ مثال کے طور پر کارپوریٹ بچت میں اضافہ صارفین کی تصرفی آمدنی کو کم کرتی ہے اور اس وجہ سے قومی آمدنی کی دی گئی سطح پر صرفی اخراجات میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اس کے برعکس اگر کارپوریشن منافع کا بڑا حصہ منقسمہ کی صورت میں تقسیم کرتی ہے تو صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔

10.4 کینز کے قانونِ صرف کی اہمیت (Importance of Keynes's Consumption Function)

کینز کے نفسیاتی قانون کے اہم مضمرات ہیں جن سے تفاعلِ صرف کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

1. سے کے قانون (Say's Law) کو باطل کرتا ہے

Say's Law کہتا ہے کہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا، معیشت میں افراط پیداوار نہیں ہو سکتی اور نہ ہی بے روزگاری کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جتنی بھی اشیا پیدا ہوں گی اتنی ہی ان اشیا کی طلب پیدا ہو گی۔ کینز کا قانون سے کے اس قانون کو باطل کرتا ہے۔ کینز کے قانون کے مطابق جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو صرف میں اضافہ تو ہوتا لیکن اتنا اضافہ نہیں ہوتا جتنا آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں معیشت کی مجموعی پیداوار کو طلب نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر اگر معیشت میں 100 کروڑ کی پیداوار (آمدنی) ہے جبکہ صرف 80 کروڑ ہے تو 20 کروڑ کی اضافی رسد ہو گی۔ یعنی رسد اپنی طلب پیدا کرنے میں ناکام ہو گی اور رسد طلب سے زیادہ ہو گی جس کا نتیجہ بازار میں ضرورت سے زیادہ پیداوار کی صورت میں نکلے گا۔ اس کے نتیجے میں پیداکار پیداوار بند کر دیں گے اور نتیجہ بے روزگاری کی صورت میں نکلے گا۔ (سے کے قانون پر تفصیلی گفتگو کے لیے بلاک 5 دیکھیں۔)

2. حکومتی مداخلت کی ضرورت

یہ قانون معیشت میں حکومت کی مداخلت کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات حکومت کی عدم مداخلت کے حامی تھے۔ سے کے قانون کی بنا پر ان کا دعویٰ تھا کہ معاشی نظام خود کو ہم درست کرنے کا اہل ہوتا ہے اور معیشت میں حکومت کی مداخلت کی

ضرورت نہیں ہوتی۔ کینز کا تفاعلِ صرف اس دعوے کی تردید کرتا ہے۔ جب آمدنی میں اضافے سے صرف میں اضافہ نہیں ہوتا اور زائد پیداوار اور بے روزگاری کے مسائل پیدا ہوتے ہیں تو ان کے حل کے لیے عوامی پالیسی اور حکومت کی مداخلت کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔

3. سرمایہ کاری کی اہمیت

کینز کا نفسیاتی قانون اس پر زور دیتا ہے کہ لوگ آمدنی میں ہوئے اضافے کو مکمل طور پر صَرف پر خرچ نہیں کرتے جس سے آمدنی اور صرف کے درمیان خلا پیدا ہوتا ہے۔ اس خلا کو اضافی صَرف یا سرمایہ کاری سے پر کیا جاسکتا ہے۔ اگر دونوں میں سے کسی میں بھی اضافہ نہیں ہوتا تو پیداوار اور روزگار میں لامحالہ کمی ہوگی۔ چونکہ قلیل مدتی تفاعلِ صرف مستحکم تفاعل ہے، اس لیے آمدنی اور صرف کے درمیان فرق یا خلا کو صرف سرمایہ کاری میں اضافے سے ہی پُر کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کینز کا نظریہ سرمایہ کاری کے اہم کردار پر زور دیتا ہے۔ سرمایہ کاری میں کمی کا نتیجہ بے روزگاری کی صورت میں نکلتا ہے اور منطقی طور پر بے روزگاری پر قابو پانے کا علاج سرمایہ کاری میں اضافہ ہے۔

4. توازنِ روزگارِ ناقص کا وجود

کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق توازن مکمل روزگار پر قائم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کینز کے مطابق توازن ناقص روزگار پر قائم ہوتا ہے۔ کینز کا یہ نظریہ بھی قانونِ صرف پر مبنی ہے۔ کینز کے مطابق توازن مکمل روزگار کے بجائے ناقص روزگار پر قائم ہوتا ہے کیونکہ صارفین اپنی پوری آمدنی صرف پر خرچ نہیں کرتے جس کی وجہ سے مجموعی طلب آمدنی (پیداوار) سے کم ہوتی ہے جس کا نتیجہ ناقص روزگار کی صورت میں نکلتا ہے۔ تاہم، کینز کے مطابق حکومت کی مداخلت سے آمدنی اور صرف کے خلا کو پر کیا جاسکتا ہے اور مکمل روزگار کے توازن کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

5. سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی کا رجحان

نفسیاتی قانون معیشت میں سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی کے رجحان کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور صرف اسی مقدار میں نہیں بڑھتا تو اشیائے صرف کی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے زائد پیداوار (زائد رسد) کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں پیداکار پیداوار کم کر دیتے ہیں جس سے اشیائے سرمایہ کی طلب میں کمی ہوتی ہے اور منافع کی متوقع شرح میں کمی ہوتی ہے جو سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی کے اس عمل کو میلانِ صرف میں اضافہ کرکے ہی روکا جاسکتا ہے۔ لیکن کینز کے تفاعلِ صرف میں مدتِ قلیل میں حاشیائی میلانِ صرف مستحکم ہوتا ہے اور لہٰذا اس میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

6. حد سے زیادہ دائمی بچت کاری یا کم سرمایہ کاری کا خطرہ

کینز کے نفسیاتی قانون کے مطابق سرمایہ دارانہ معیشت میں زیادہ بچت کاری یا کم سرمایہ کاری کے ہونے کا خطرہ ہمیشہ رہتا ہے کیونکہ جیسے جیسے لوگ امیر ہوتے جاتے ہیں آمدنی اور صرف کے درمیان خلا بڑھتا جاتا ہے۔ بچت میں اضافے اور سرمایہ کاری میں کمی کے اس طویل مدتی رجحان کو سیکولر جمود یا قرونی جمود (Secular Stagnation) کہا جاتا ہے۔ جب لوگ امیر ہوتے ہیں تو ان کا میلانِ صرف کم ہوتا ہے

اور وہ زیادہ بچت کاری کرتے ہیں۔ کم صرف کا مطلب طلب میں کمی ہے جو سرمایہ کاری میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اس طرح کارجحان معیشت میں قرونی جمود کی وجہ بنتا ہے۔

7. آمدنی کی توسیع کی نوعیت

کینز کا ضارب، حاشیائی میلانِ صرف پر مبنی ہے۔ نظریہ ضارب بتاتا ہے کہ سرمایہ کاری میں اضافے سے ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے آمدنی میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ ضارب کی قدر حاشیائی میلانِ صرف سے اخذ کی جاتی ہے اور یہ $\left(\frac{1}{1-mpc}\right)$ کے مساوی ہوتی ہے۔ mpc کی قدر جتنی زیادہ ہوگی ضارب کی قدر بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

8. تجارتی چکر کے نقاطِ عطف کی وضاحت

یہ قانون کاروباری سائیکل کے اہم موڑ کی وضاحت کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اس سے پہلے کہ معیشت مکمل روزگار کی سطح تک پہنچ جائے، کساد بازاری کا دور شروع ہو جاتا ہے کیونکہ لوگ اپنی آمدنی کا پورا اضافہ صرف پر خرچ نہیں کرتے۔ اس سے طلب میں کمی، زائد پیداوار، بے روزگاری اور سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، معیشت میں بحالی کا عمل معیشت کے مکمل بحران کے مرحلے تک پہنچنے سے پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ آمدنی میں کمی آنے کے باوجود بھی افراد اشیائے خوردونوش اور دیگر ضروری اشیا خریدتے رہتے ہیں۔ جب ان اشیا کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے تو فرم ان اشیا کی طلب پورا کرنے کے لیے سرمایہ کاری کرتی ہے اور روزگار دیتی ہے جس سے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جو مزید طلب میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح صارفین کے اخراجات معیشت کی بحالی کا سبب بنتے ہیں۔

10.5 معمۂ صرف: تفاعلِ صرف اور کزنٹ کے نتائج

(Consumption Puzzle: Consumption Function and Kuznets Findings)

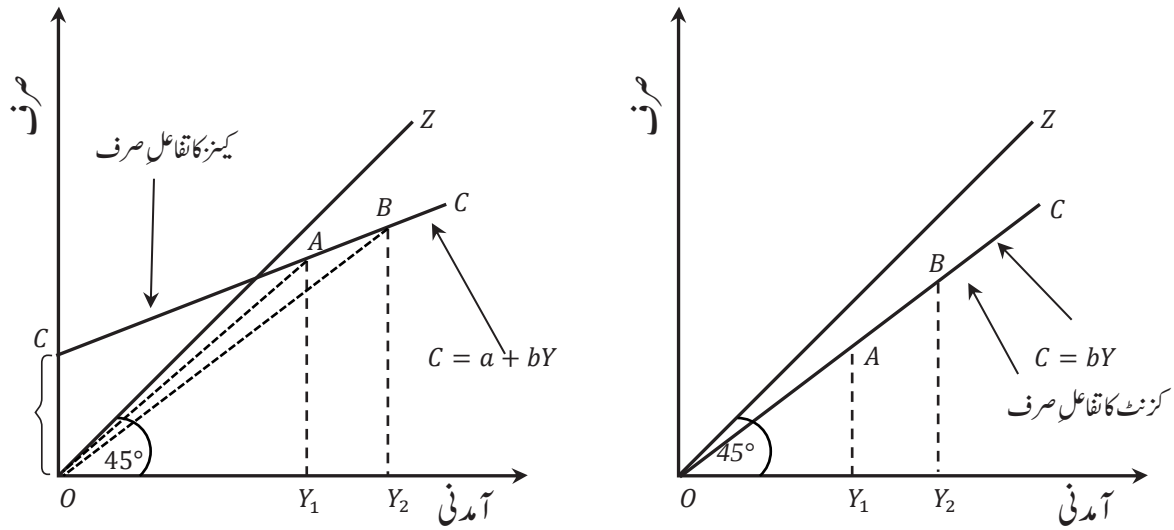
اوپر ہم نے ذکر کیا کہ کینز نے تفاعلِ صرف کے مفروضے کو کسی نظریاتی یا مشاہداتی مطالعے کی بنیاد پر پیش نہیں کیا بلکہ اپنے وجدان کی بنیاد پر یہ مفروضہ دیا۔ اس مفروضے کی صداقت کو پرکھنے کے لیے کراس سیکشن اور ٹائم سیریز ڈاٹا کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کراس سیکشن ڈاٹا کے مطالعے میں معینہ وقت (مثلاً سال) میں مختلف آمدنی والے افراد کے صرف اور آمدنی کی معلومات جمع کی جاتی ہے اور ان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح، کراس سیکشن ڈاٹا کے مطالعے میں گھرانوں کا نمونہ لیا جاتا ہے اور آمدنی کی بنا پر انہیں مختلف گروہوں میں درجہ بند کیا جاتا ہے۔ ہر گروہ کے اوسط صرف کو اوسط آمدنی سے تقسیم کرکے ہر گروہ کی اوسط میلانِ صرف کی قدر حاصل کی جاسکتی ہے۔ کراس سیکشن مطالعات میں پایا گیا کہ زیادہ آمدنی والے گروہوں کا اوسط میلانِ صرف کم آمدنی والے گروہوں کی بنسبت کم تھا۔ اسی طرح ان مطالعات میں پایا گیا کہ اوسط میلانِ صرف حاشیائی میلانِ صرف سے زیادہ تھا۔ یہ نتائج کینز کے مفروضے کو درست ثابت کرتے ہیں۔ ان مطالعوں میں یہ بھی پایا گیا کہ زیادہ آمدنی والے گھرانے زیادہ صرف کرتے ہیں، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حاشیائی میلانِ صرف (MPC) مثبت تھا۔ ان مطالعات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زیادہ آمدنی والے گھرانے کم آمدنی والے گھرانوں سے زیادہ بچت کرتے ہیں یعنی mpc کی قدر 1 سے کم

تھی۔ جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ mpc کی قدر صفر اور ایک کے درمیان تھی۔ اس کے علاوہ، ان مطالعات سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ، زیادہ آمدنی والے گھرانے اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ پس انداز کرتے ہیں، جس سے کینز کے اس مفروضے کی تائید ہوتی ہے کہ اوسط میلانِ صرف آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتا ہے۔

ٹائم سیریز ڈاٹا کے مطالعے میں گھرانے کی آمدنی اور صرف کی معلومات کو مختلف اوقات مثلاً سال میں جمع کیا جاتا ہے اور ان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ دوعالمی جنگوں کے درمیانی مدت کے قلیل مدتی ٹائم سیریز ڈاٹا کے مطالعات بھی کینز کے تفاعلِ صرف کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔ ان مطالعات سے کینز کے بعض مفروضات کو تائید ملتی ہے۔ اس مدت میں گھرانوں کی آمدنی کم تھی اور اسی وجہ سے ان کا صرف اور ان کی بچت بھی کم تھی جس سے اشارہ ملتا ہے کہ حاشیائی میلانِ صرف صفر اور ایک کے درمیان تھا۔ اسی طرح، ان کم آمدنی والے سالوں میں صرف آمدنی تناسب (C/Y) بہت زیادہ تھا جس سے کینز کے دوسرے مفروضے کی حمایت ہوتی ہے۔ اسی طرح، آمدنی اور صرف کے مابین ارتباط (Correlation) اتنا زیادہ تھا کہ کوئی دوسرا متغیر اہم نظر نہیں آتا تھا جو صرف کی وضاحت کرتا ہو۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ آمدنی صرف کا تعین کرنے والا اہم متغیر / عامل تھا۔ لہذا، قلیل مدتی ٹائم سیریز ڈاٹا سے بھی کینز کے مفروضات کی تائید ہوتی ہے۔

حالانکہ کراس سیکشن ڈاٹا اور قلیل مدتی ٹائم سیریز ڈاٹا سے کینز کے مفروضات کی تائید ہوتی نظر آتی ہے لیکن امریکی ماہرِ معاشیات سائمن کزنٹ (Simon Kuznets) کی تحقیق کینز کے مطلق آمدنی کے مفروضے کی تردید کرتی نظر آتی ہے۔ کینز کے مفروضات اور کزنٹ کی تحقیق کے اس تضاد کو معمۂ صرف کہا جاتا ہے۔

کزنٹ نے امریکی معیشت کے 1869-1938 کے ٹائم سیریز ڈاٹا کا استعمال کر کے تفاعلِ صرف کا تخمینہ کیا۔ جہاں، کینز کا تفاعل صرف ($C = a + bY$) شکل کا تھا کزنٹ کا تخمینہ شدہ تفاعل صرف ($C = bY$) شکل کا تھا۔ غور کریں کہ کزنٹ کے تفاعل صرف میں مستقل صرف (Autonomous Consumption) نہیں ہے جب کہ کینز کے تفاعل صرف میں مستقل صرف ہے۔ یعنی کینز کے تفاعلِ صرف میں اوسط میلانِ صرف کی قدر آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتی ہے جبکہ کزنٹ کے تفاعلِ صرف میں اوسط میلانِ



تصویر 10.2: معمہ صرف اور کینز کا تفاعلِ صرف

صرف کی قدر مستقل رہتی ہے۔ اس طرح مدت طویل میں کینز کا یہ مفروضہ کہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ اوسط میلانِ صرف میں کمی آتی ہے درست نہیں ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ کزنٹ کے تفاعلِ صرف میں صَرف آمدنی کے تفاعل کے بجائے آمدنی کا تناسب نظر آتا ہے۔ کینز اور کزنٹ کے تفاعلاتِ صرف خطوط کو تصویر 10.2 میں دکھایا گیا ہے۔

تصویر کے بائیں حصے میں کینز کے تفاعلِ صرف کو خط CC سے دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ CC خط مبدا سے شروع نہیں ہوتا یعنی اس تفاعلِ صرف میں OC مقدار میں مستقل صرف ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آمد میں اضافے سے اوسط میلانِ صرف میں کمی ہوگی۔ تفاعلِ صرف خط کے کسی بھی نقطے پر اوسط میلانِ صرف کا حساب مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط مستقیم کی ڈھلان سے کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح، جب آمدنی کی سطح OY_1 ہوگی تو اوسط میلانِ صرف OA خط کا ڈھلان ہوگا۔ آمدنی جب بڑھکر OY_2 ہوگی تو اوسط میلانِ صرف OB خط کا ڈھلان ہوگا۔ غور کریں کہ خط OB خط OA کے مقابلے زیادہ مسطح ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ خط OB کا ڈھلان خط OA کے ڈھلان کے مقابلے کم ہے۔ اس طرح

$$Slope\ of\ AO > Slope\ of\ OB$$

$$\frac{AY_1}{OY_1} > \frac{BY_2}{OY_2}$$

اس کے برعکس تصویر کے داہنی حصے میں دیکھیں۔ یہاں کزنٹ کا تخمینہ شدہ تفاعلِ صرف OC ہے۔ اس تفاعل میں مستقل صرف نہیں ہے۔ اس خط کے مطابق آمدنی میں اضافے کا اوسط میلانِ صرف پر فرق نہیں پڑتا۔ اس طرح آمدنی OY_1 کی صورت میں اوسط میلانِ صرف ہوگا

$$\frac{AY_1}{OY_1}$$

آمدنی OY_2 پر اوسط میلانِ صرف ہوگا:

$$\frac{BY_2}{OY_2}$$

آپ جانتے ہیں کہ خط مستقیم کے ہر نقطے پر ڈھلان یکساں ہوتا ہے۔ لہذا خط OC کے نقطہ A پر ڈھلان اور نقطہ B پر ڈھلان یکساں ہوں گے، یعنی

$$\frac{AY_1}{OY_1} = \frac{BY_2}{OY_2}$$

صرف سے متعلق جدید نظریات کینز کے نظریے اور کزنٹ کے نتائج کے درمیان اس بظاہر تنازعے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان نظریات میں سے بعض کو ہم اگلی اکائی میں بیان کریں گے۔

10.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کینز کے نفسیاتی قانونِ صرف کی وضاحت کر سکیں۔
- میلانِ صرف کو متاثر کرنے والے معروضی عوامل بیان کر سکیں۔
- صرف کو متاثر کرنے والے موضوعی عوامل کو بیان کر سکیں۔

10.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

نقطہ عطف :Inflection Point-وہ نقطہ جہاں تفاعل (Function) مقعر سے محدب یا محدب سے مقعر میں تبدیل ہوتا ہے۔

قرونی جمود :Secular Stagnation-طویل مدتی جمود۔

سرمایے کی حاشیائی استعداد:Marginal Efficiency of Capital-سرمایے کی ایک اضافی اکائی سے متوقع آمدنی کی شرح

مالیاتی پالیسی :Fiscal Policy-حکومت کی اخراجات اور ٹیکس سے متعلق پالیسیاں

10.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

10.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کا تفاعلِ صرف دکھاتا ہے:

(a) قیمت اور صرف میں تعلق (b) بچت اور صرف میں تعلق

(c) سرمایہ کاری اور صرف میں تعلق (d) آمدنی اور صرف میں تعلق

2. کینز کے تفاعلِ صرف کا ڈھلان

(a) آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتا ہے۔ (b) آمدنی میں اضافے کے ساتھ بڑھتا ہے۔

(c) آمدنی کی تمام سطحوں پر یکساں رہتا ہے۔ (d) آمدنی میں اضافے کے ساتھ پہلے بڑھتا ہے پھر گھٹتا ہے

3. اگر MPC کی قدر 70 فیصد ہو، مستقل صرف 200 ہو اور آمدنی 1000، تو صرف کی مقدار ہو گی:

(a) 900 (b) 1200

(c) 800 (d) 1270

4. فرض کریں کہ تفاعل صرف $C = 100 + 0.5Y$ ہے۔ اگر آمدنی 500 روپے ہو تو صرف ہو گا:

(a) 500 (b) 550

(c) 300 (d) 350

5. کینز کے ماڈل میں، صَرف تفاعل ہے:

(a) شرحِ سود کا (b) آمدنی کا

(c) قیمت کی سطح کا (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

6. کینز کے تفاعلِ صرف میں درج ذیل میں کون سی مساوات درست نہیں

(a) $MPC + MPS = 1$ (b) $APC + APS = 1$

(c) (a)اور(b)دونوں (d) نہ(a)اور نہ ہی(b)

7. حاشیائی میلانِ صرف میں اضافے سے

(a) تفاعلِ صرف زیادہ ڈھلوان ہو گا۔ (b) تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہو گا۔

(c) تفاعلِ صرف نیچے کی جانب منتقل ہو گا۔ (d) تفاعلِ صرف پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔

8. حاشیائی میلانِ صرف مساوی ہوتا ہے:

(a) $\frac{\text{مجموعی اخراجات}}{\text{مجموعی صرف}}$ (b) $\frac{\text{مجموعی صرف}}{\text{مجموعی آمدنی}}$

(c) $\frac{\text{صرف میں تبدیلی}}{\text{آمدنی میں تبدیلی}}$ (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

9. مساوات $C = 100 + 0.75Y$ میں MPC کیا ہو گی؟

(a) 0.75 (b) 0.25

(c) −0.75 (d) −0.25

10. حاشیائی میلانِ صرف پر اثر انداز ہونے والے عوامل ہیں:

(a) دولت کا ذخیرہ (b) توقعات میں تبدیلی

(c) شرحِ سود (d) درج بالا سبھی

10.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کینز کا نفسیاتی قانونِ صرف کیا ہے؟

2. صرف کو متاثر کرنے والے موضوعی عوامل کیا ہیں؟ بعض عوامل کا ذکر کریں۔
3. صرف کو متاثر کرنے والے معروضی عوامل کیا ہیں؟ بعض عوامل کا ذکر کریں
4. کزنٹ کا معمہ صرف کیا؟
5. کینز کا تفاعلِ صرف قانونِ بازار کو کیسے باطل ثابت کرتا ہے؟

10.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے نظریہ صرف کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. کینز کے تفاعلِ صرف کی اہمیت کو بیان کریں۔
3. حاشیائی میلانِ صرف کو متاثر کرنے والے عوامل کو بیان کریں۔

10.9 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 11: تفاعلِ صرف کے مابعد کینزی نظریات

(Post Keynesian Theories of Consumption Function)

اکائی کے اجزا:

11.0 تمہید(Introduction)

11.1 مقاصد(Objectives)

11.2 فریضۂ اضافی آمدنی(Relative Income Hypothesis)

11.3 فریضۂ دورِ حیات(Life Cycle Hypothesis)

11.3.1 نظریہ دورِ حیات پر تنقید(Criticism of Life Cycle Theory)

11.4 فریضۂ دائمی آمدنی(Permanent Income Hypothesis)

11.4.1 تنقید(Criticism)

11.5 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

11.6 کلیدی الفاظ(Keywords)

11.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

11.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

11.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

11.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

11.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

11.0 تمہید(Introduction)

سابقہ دو اکائیوں میں آپ نے کینز کے نفسیاتی قانونِ صرف اور تفاعلِ صرف کا مطالعہ کیا۔ کینز کے مطابق آمدنی میں اضافے سے صَرف میں اضافہ ہوتا ہے لیکن اُتنا اضافہ نہیں ہوتا جتنا آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یعنی کینز کے تفاعلِ صرف کے مطابق اوسط میلانِ صرف کی قدر آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتی جاتی ہے۔ قلیل مدتی تجرباتی مشاہدات نے کینز کے اس مفروضے کی تائید کی۔ لیکن کزنٹ کے کیے گئے طویل مدتی مطالعے میں کینز کا یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا۔ کزنٹ کے مطالعے کے مطابق آمدنی میں اضافے سے اوسط میلانِ صرف

میں تبدیلی نہیں آتی۔ دوسرے لفظوں میں آمدنی اور صرف میں تناسبی رشتہ (Proportional Relationship) ہے۔ کزنٹ کے تفاعلِ صرف میں طویل مدت میں معیشت آمدنی کا یکساں تناسب اشیائے صرف پر خرچ کرتی ہے۔ کزنٹ کا یہ نتیجہ بظاہر عقل کے خلاف بھی نظر آتا ہے۔ اگر آپ کسی فرد واحد کے صرفی نمونے کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ جیسے جیسے اس کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے وہ کم اور کم تناسب میں اشیائے صرف پر خرچ کرتا ہے اور اس کی بچت میں اضافہ ہوتا ہے یعنی اس کا اوسط میلانِ صرف کم ہوتا جاتا ہے۔ اگر افراد کا اوسط میلانِ صرف آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ معیشت کے اوسط میلانِ صرف میں آمدنی میں اضافے کے ساتھ تبدیلی نہیں آتی؟ ماہرین معاشیات کے لیے یہ ایک معمہ تھا۔ کزنٹ سے منسوب کرتے ہوئے اسے کزنٹ کا معمۂ صرف کہا گیا۔ کئی ماہرینِ معاشیات نے کنزٹ کے معمے کو حل کرنے کی کوششیں کیں اور صرف کے مختلف نظریات پیش کیے۔ ان نظریات کی بنا پر بعض کو نوبل انعام سے بھی نوازا گیا[1]۔ اس اکائی میں ہم ان میں سے بعض نظریات کا مطالعہ کریں گے اور دیکھیں کہ کس طرح یہ نظریات معمۂ صرف کو حل کرتے ہیں۔

11.1 مقاصد (Objectives)

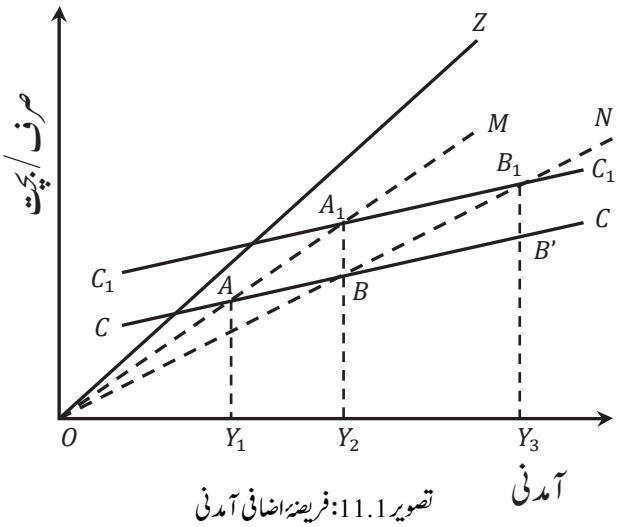
اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- فریضۂ اضافی آمدنی کی وضاحت کرنا۔
- فریضۂ دورِ حیات کی وضاحت کرنا۔
- فریضۂ دائمی آمدنی کی وضاحت کرنا۔

11.2 فریضۂ اضافی آمدنی (Relative Income Hypothesis)

قلیل مدتی اور طویل مدتی تفاعلاتِ صرف میں تطبیق دینے کی سب سے پہلی کوشش جیمز سٹیمبل ڈیوسنبیری (James Stemble Duesenberry) نے 1949 میں شائع اپنے مقالے "آمدنی، بچت اور صارف کا رویہ" ("Income, Saving and the Theory of Consumer Behaviour") میں کی۔ جیمز کے نظریے کو اضافی آمدنی (Relative Income) کا نظریہ کہا جاتا ہے۔ یہ نظریہ دو اہم مفروضات پر مبنی ہے۔ اول، افراد کا صرفی رویہ ایک دوسرے سے غیر متعلق اور آزاد ہونے کے بجائے ایک دوسرے پر منحصر کرتا ہے۔ دوم، صرفی تعلقات (Consumption Relations) لارجعی (Irreversible) ہوتے ہیں۔ پہلے مفروضے سے ڈیوسنبیری نے دعوی کیا کہ افراد کا صرف پر خرچ کیا گیا آمدنی کا تناسب ان کی حقیقی آمدنی پر نہیں بلکہ ان کی اضافی آمدنی (آمدنی کی تقسیم میں ان کے صدوی مقام) پر منحصر کرتا ہے۔ یعنی افراد اپنا صَرف، سماج میں ان کی آمدنی دوسروں کی آمدنی کی نسبت میں کیا ہے کو دیکھتے ہوئے کرتے ہیں۔ افراد اپنی حقیقی آمدنی میں اضافہ ہونے پر کم اور کم حصہ صرف پر خرچ کریں گے (یعنی آمدنی کی اعلی سطح پر ان کا اوسط میلانِ

[1] فریڈمین کو 1976 میں اور فرانکو موڈیگلیانی کو 1985 میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔



تصویر 11.1: فریضۂ اضافی آمدنی

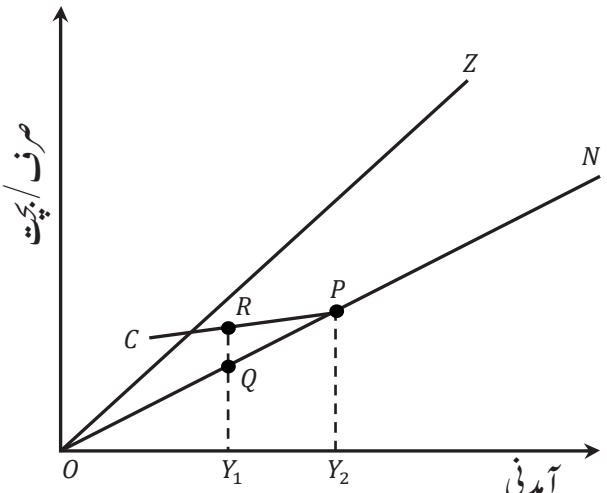
صرف (Average Propensity to Consume) کم ہو گا) اگر ان کی اضافی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ کراس سیکشن ڈاٹا سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن اگر حقیقی آمدنی میں اضافہ ہونے پر آمدنی کی تقسیم میں ان کے صدوی مقام میں تبدیلی نہیں ہوتی تو وہ آمدنی کا یکساں تناسب خرچ کرتے رہیں گے یعنی ان کا اوسط میلانِ صرف مستقل رہے گا۔ دوسرے لفظوں میں اگر حقیقی آمدنی میں اضافہ ہونے پر ان کی اضافی آمدنی میں تبدیلی نہیں ہوتی تو افراد آمدنی کا یکساں تناسب صرف پر خرچ کریں گے۔ لہذا، اگر سماج کے تمام افراد کی اضافی آمدنی یکساں رہتی ہے تو ان کی تصرفی آمدنی میں اضافہ ہونے پر وہ آمدنی کا یکساں فیصد صرف پر خرچ کرتے رہیں گے۔ ڈوسنبیری کے مطابق مدت طویل میں حالانکہ تمام افراد کی تصرفی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ان کی اضافی آمدنی میں تبدیلی نہیں ہوتی اور لہذا وہ آمدنی کا یکساں فیصد صرف پر خرچ کرتے رہتے ہیں یعنی ان کا طویل مدتی اوسط میلانِ صرف مستقل رہتا ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ معیشت کی آمدنی میں اضافہ ہونے پر اگر آمدنی کی اضافی تقسیم میں تبدیلی نہیں ہوتی تو معیشت یکساں تفاعل صرف خط پر حرکت نہیں کرتی بلکہ اس کا تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہو جاتا ہے اس طرح کہ اوسط میلانِ صرف میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ تصویر 11.1 میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں X محور پر آمدنی اور Y محور پر صرف اور بچت کو دکھایا گیا ہے۔ CC تفاعلِ صرف خط ہے۔ فرض کریں کہ ایک خاندان A کی آمدنی OY_1 ہے۔ یہ خاندان آمدنی کا Y_1A حصہ صرفی اخراجات کے لیے استعمال کرے گا۔ اس صورت میں اس کا اوسط میلانِ صرف $(\frac{Y_1A}{OY_1})$ ہو گا۔ اب فرض کریں کہ اس خاندان کی حقیقی آمدنی بڑھ کر OY_2 ہو جاتی ہے۔ مزید فرض کریں کہ دوسرے خاندانوں کی آمدنی میں تبدیلی نہیں آتی۔ اس صورت میں اس خاندان کی حقیقی آمدنی میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ اضافی آمدنی میں بھی اضافہ ہو گا۔ نتیجتاً، CC خط کے مطابق اس کا صرف Y_2B ہو گا۔ غور کریں کہ صَرف میں یہ اضافہ کینز کے نظریے کے مطابق ہے۔ نقطہ B پر نقطہ A کے مقابلے اوسط میلانِ صرف کی قدر کم ہے۔ لیکن ڈیوسن بیری کے مطابق مدتِ طویل میں حقیقی آمدنی میں اضافہ ہونے پر اضافی آمدنی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں تفاعلِ صرف CC پر خاندان Y_2B مقدار میں صرف نہیں کرے گا بلکہ اس کا تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہو گا اور یہ خاندان Y_2A_1 مقدار میں صرف کرے گا اس طرح کہ وہ اپنی آمدنی کا یکساں تناسب صرف کرتا رہے گا یعنی اس کا اوسط میلانِ صرف یکساں رہے گا۔ اس خاندان کا اوسط میلانِ صرف $(\frac{Y_2A_1}{OY_2})$ ہو گا۔ غور کریں کہ نقطہ A اور نقطہ A_1 مبدا سے آتے یکساں خطوط ہیں یعنی دونوں نقاط پر اوسط میلانِ صرف یکساں ہیں۔

اسی طرح فرض کریں کہ دوسرے خاندان B کی آمدنی OY_2 ہے۔ یہ خاندان اس آمدنی پر تفاعلِ صرف CC پر Y_2B مقدار میں صرف کرے گا۔ اگر اس کی آمدنی بڑھ کر OY_3 ہو جاتی ہے تو وہ Y_3B' مقدار میں صرف نہیں کرے گا بلکہ Y_3B_1 مقدار میں صرف

کرے گا اس طرح کہ اس کے اوسط میلانِ صرف میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ اس طرح، خاندان A آمدنی کی مختلف سطحوں پر اس خط OM پر صرف کرے گا جو مبدا سے ہو کر گزرتا ہے۔ یعنی آمدنی کی مختلف سطحوں پر اس کا اوسط میلانِ صرف یکساں ہوگا۔ اسی طرح خاندان B آمدنی کی مختلف سطحوں پر خط ON پر صرف کرے گا اس طرح کہ اس کے اوسط میلانِ صرف میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ اسی طرح معیشت کے تمام خاندان آمدنی میں اضافہ ہونے پر آمدنی کا یکساں تناسب صرف پر خرچ کریں گے کیونکہ ان کی حقیقی آمدنی میں تبدیلی تو ہوئی ہے لیکن ان کی اضافی آمدنی یکساں ہے۔ اگر آمدنی میں اضافہ ہونے پر معیشت کے تمام خاندانوں کا اوسط میلانِ صرف یکساں رہتا ہے تو معیشت کا مجموعی اوسط میلانِ صرف بھی یکساں رہے گا۔ اس طرح، اضافی آمدنی کا مفروضہ، کراس سیکشن اور ٹائم سیریز شواہد کے درمیان بظاہر تضاد کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

نمائشی اثر یا اثرِ تظاہر (Demonstration Effect): ڈیوسنبیری کے مطابق افراد اپنے ہمسایوں کے صرف کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسے اثرِ تظاہر یا ڈیوسنبیری اثر کہتے ہیں۔ اثرِ تظاہر کے دو نتائج نکلتے ہیں۔ اول، اگر تمام افراد کی آمدنی میں یکساں تناسب میں اضافہ ہوتا ہے تو ان کی اضافی آمدنی میں تبدیلی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے ان کا اوسط میلان صرف یکساں رہتا ہے کیونکہ صَرف حقیقی آمدنی پر نہیں بلکہ اضافی آمدنی پر منحصر کرتا ہے۔ دوم، وہ خاندان جو ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں دوسروں کے مقابلے اس کی آمدنی کو کم مانا جاتا ہے تو وہ اثرِ تظاہر کی وجہ سے اپنی آمدنی کا بڑا حصہ صرفی اخراجات میں لگائے گا۔ اس کے برعکس، اگر خاندان ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں دوسروں کے مقابلے اس کی آمدنی کو زیادہ مانا جاتا ہے تو وہ اپنی آمدنی کا کم حصہ صَرفی اخراجات میں لگائے گا۔ مثال کے طور پر اگر ایک خاندان ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں دیگر خاندانوں کی اوسط آمدنی 50000 روپے ہے جبکہ اس کی آمدنی 30000 روپے ہے تو وہ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ صرف پر لگائے گا۔ اس کے برعکس وہ خاندان جس کی آمدنی 30000 روپے ہے ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں کی اوسط آمدنی 15000 روپے ہے تو وہ اپنی آمدنی کا کم حصہ صَرفی اخراجات پر خرچ کرے گا۔

اثرِ قساطہ (Ratchet Effect): ڈیوسنبیری کا دوسرا مفروضہ تجارتی چکر میں اوسط میلانِ صرف کے اتار چڑھاؤ کی وضاحت کرتا ہے۔ اس مفروضے کے مطابق جب افراد یا گھرانوں کی آمدنی کم ہوتی ہے، تو ان کے صرفی اخراجات میں زیادہ کمی نہیں ہوتی۔ اسے عموماً اثرِ قساطہ کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افراد اپنے صرف کو سابق میں حاصل کردہ اعلیٰ ترین سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اثرِ تظاہر کی وجہ سے یہ افراد اپنے ہمسایوں پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے کہ وہ اب اپنا اعلیٰ معیارِ زندگی برقرار رکھنے کے متحمل نہیں ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ افراد اپنے سابقہ اعلیٰ صرف کے عادی ہو جاتے ہیں لہذا ان کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ آمدنی میں کمی ہونے کی صورت میں وہ اپنے صرفی اخراجات کو کم کر سکیں۔ آمدنی کم ہونے کی صورت میں (مثال کے طور پر کساد بازاری کے زمانے میں) ان کے صرف میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں ہوتی۔ اس کی وضاحت تصویر 11.2 میں کی گئی ہے جہاں محور X پر آمدنی اور محور Y پر صرف اور بچت کو دکھایا گیا ہے۔ ON طویل مدتی تفاعلِ صرف خط ہے۔ آمدنی کی OY_2 سطح پر صرف Y_2P ہوگا۔ اگر کساد بازاری کی وجہ سے آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جاتی ہے تو صَرف طویل مدتی تفاعلِ صرف کے مطابق کم ہو کر QY_1 نہیں ہوگا۔ افراد اپنے سابقہ اعلیٰ صرف کو برقرار رکھنے کے



تصویر 11.2: اثرِ قساطہ

لیے پس اندازی میں زیادہ کمی کریں گے اور صرف میں ادنی مقدار میں کمی کریں گے۔ اس طرح، آمدنی OY_1 پر صرف Y_1R ہو گا اس طرح کہ نقطہ R قلیل مدتی تفاعل صرف خط CP پر واقع ہے۔ چونکہ $(Y_1R > Y_1Q)$ لہذا آمدنی Y_1 پر اوسط میلانِ صرف آمدنی OY_2 پر میلانِ صرف سے زیادہ ہے۔ بحالی کے دور میں جب آمدنی میں اضافہ ہونا شروع ہو گا تو صرف میں خط CP کے مطابق اضافہ ہو گا یہاں تک کہ جب آمدنی OY_2 کی سطح پر Y_2P ہو جائے گی تو صرف میں طویل مدتی تفاعلِ صرف ON خط کے مطابق اضافہ ہو گا۔

درج بالا سے واضح ہے کہ تصرفی آمدنی میں اضافہ C/Y تناسب میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا ہے۔ تاہم، تصرفی آمدنی میں کمی C/Y تناسب میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ چونکہ صارفین کے صرف ناقابل رجعی ہوتے ہیں، لہذا آمدنی میں کمی کا صرف پر متناسب اثر سے کم اثر ہو گا۔ افراد اپنے صرف کو جزوی طور پر اعلیٰ سابقہ آمدنی کی سطحوں پر قائم کرتے رہیں گے۔ اس وجہ سے کساد بازاری کے دوران صرف میں اس تناسب سے کمی نہیں ہوتی جس تناسب سے آمدنی کم ہوتی ہے۔ اس طرح کا رویہ C/Y تناسب کے چکراتی رویے کا سبب بنتا ہے۔

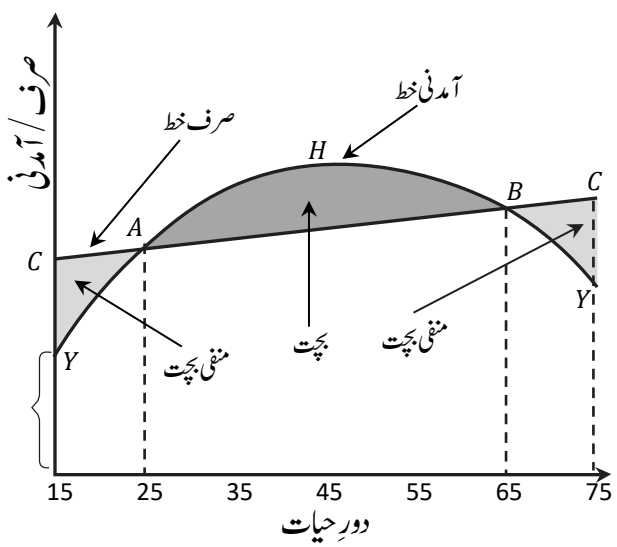
اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈوسن بیری کا نظریہ کینز کے نظریے کے مقابلے نمایاں طور پر بہتر ہے۔ تاہم یہ نظریہ بھی خامیوں سے پاک نہیں۔ اول، یہ نظریہ فرض کرتا ہے کہ آمدنی اور صرف میں تبدیلی یکساں سمت میں ہوتی ہے۔ لیکن بسا اوقات آمدنی میں بہت تھوڑی کمی سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوم، اس نظریے کے مطابق آمدنی میں کتنا ہی اضافہ کیوں نہ ہو صرف میں اسی تناسب سے اضافہ ہو گا۔ تاہم، یہ کہنا معقول ہو گا کہ آمدنی میں غیر متوقع اور بڑے اضافے کے نتیجے میں کم سے کم ابتدا میں صرف میں تناسب سے اضافہ نہیں ہوتا۔ سوم، یہ نظریہ کہتا ہے کہ صرف غیر رجعی ہوتے ہیں۔ لیکن استدلال کیا جاسکتا ہے کہ صرف وقت کے ساتھ ساتھ رجعی ہوتے ہیں۔ آمدنی میں کمی سے صرف میں فوری کمی ضرور مشکل ہے لیکن بتدریج صرف میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ چہارم، یہ نظریہ کہتا ہے کہ صارفین دوسروں کے صرف کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم ایسے شواہد موجود نہیں جو اس دعوے کی قطعی تائید کرتے ہوں۔ پنجم، یہ نظریہ دوسری جنگ عظیم کے بعد کے صرف اور آمدنی کے تعلق کی وضاحت نہیں کر پاتا ہے۔

11.3 فریضۂ دورِ حیات (Life Cycle Hypothesis)

معمہ صرف کو حل کرنے اور قلیل مدتی تفاعلِ صرف اور طویل مدتی تفاعلِ صرف کے درمیان فرق واضح کرنے کی ایک اور اہم کوشش فریضۂ دور حیات (Life Cycle Hypothesis) ہے۔ اس نظریے کو فرانکو موڈیگلیانی (Franco Modigliani)، البرٹ اینڈو (Albert Ando) اور بعد میں رچرڈ برمبرگ (Richard Bromberg) نے پیش کیا۔ نظریۂ دورِ حیات کے مطابق، کسی بھی دور میں صرف اس مدت کی موجودہ آمدنی کا نہیں بلکہ پوری زندگی کی متوقع آمدنی کا تفاعل ہے۔ موڈیگلیانی نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ

صارفین کی آمدنی ان کی زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف ہوتی ہے اور بچت صارفین کو آمدنی کو کمائی کے ابتدائی سالوں (جب آمدنی زیادہ ہوتی ہے) سے ریٹائرمنٹ کے بعد کے سالوں میں (جب آمدنی کم ہوتی ہے) منتقل کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق ایک عام فرد اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں یا تو دوسروں سے قرض لے کر یا اپنے والدین سے ملے ترکے کو صرفی اخراجات پر خرچ کرتا ہے پھر زندگی کے کام کے اہم سالوں میں آمدنی سے کم خرچ کرتا ہے اور اس وجہ سے خالص مثبت بچت کرتا ہے اور ان بچتوں کو اثاثوں میں لگاتا ہے، یعنی دولت جمع کرتا ہے جسے وہ آنے والے سالوں میں استعمال کرتا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کے سالوں میں وہ منفی بچت کرتا ہے یعنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے لیکن پھر بھی زندگی کے اس دور میں صرف کی سطح کو برقرار رکھنے یا بعض دفعہ اس میں تھوڑا بہت اضافہ کرنے کے قابل رہتا ہے۔ افراد کے صرفی رویے کی یہ وضاحت فریضہ دورِ حیات کی بنیاد ہے۔

فریضہ دورِ حیات کو تصویر 11.3 میں واضح کیا گیا ہے۔ فرض کریں کہ فرد کو اس کا علم ہے کہ کس عمر میں اس کا انتقال ہو گا (مثال کے طور پر 75 سال)۔ اس طرح 75 سال اس کی متوقع زندگی یا دورِ حیات ہے۔ مزید فرض کریں کہ اس کی پوری زندگی کی خالص بچت صفر ہے یعنی کام کے سالوں میں اس نے جو بچت کی وہ اس کی زندگی کے ابتدائی سالوں اور ریٹائرمنٹ کے سالوں میں کی گئی منفی بچت کے مساوی ہے۔ آسانی کے لیے یہ بھی فرض کریں کہ اسے اثاثوں پر صفر سود ملتا ہے۔ یہ بھی فرض کریں کہ یہ فرد ایک مخصوص عمر (مثال کے طور پر 15 سال) میں کمانا شروع کرتا ہے۔ تصویر میں محور X پر اس فرد کے دورِ حیات کو سالوں میں دکھایا گیا ہے جبکہ Y محور پر آمدنی اور صرف کو دکھایا گیا ہے۔ خط YY اس فرد کی پوری زندگی کی آمدنی دکھاتا ہے۔ YY خط سے دیکھا جاسکتا ہے کہ زندگی کے ابتدائی سالوں میں اس کی آمدنی میں مسلسل اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی اعلیٰ ترین سطح پر پہنچ جاتی ہے (نقطہ H)۔ اس کے بعد اس کی آمدنی میں بتدریج کمی ہونے لگتی ہے۔ CC خط صرف خط ہے جو عمر کے ساتھ قدرے بڑھتا ہے۔ یعنی یہ فرد اپنی زندگی کے دورانیے میں بہت کم شرح سے اپنے صرف میں اضافہ کرتا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ زندگی کے ابتدائی سالوں (مثال کے طور پر 25 کی عمر تک) میں حالانکہ وہ آمدنی کما رہا ہے اور اس کی آمدنی عمر بڑھنے کے ساتھ بڑھ رہی ہے لیکن اس کی آمدنی اس کے صرف سے کم ہے۔ زندگی کے اس دور میں آمدنی سے زائد صرف کے لیے وہ قرض لیتا ہے یا والدین کے چھوڑے گئے ترکے کو استعمال کرتا ہے۔ ایک عمر کے بعد (مثال کے طور پر 25 سال کے بعد) اس کی آمدنی اس کے صرف سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ زندگی کے ان سالوں میں وہ زندگی کے ابتدائی سالوں میں لیے گئے قرض کی ادائیگی کرتا ہے، پس اندازی کرتا ہے اور اثاثے جمع کرتا ہے۔ پس اندازی اور اثاثوں کے جمع کرنے کا ایک مقصد عمر کے اس مرحلے میں صرفی اخراجات پورا کرنا ہوتا ہے جب آمدنی صرف سے کم ہو جاتی ہے۔ زندگی کے آخر کے سالوں (مثلاً 65 سال) میں اس کی آمدنی صرف سے کم ہو جاتی ہے۔ اس عمر میں وہ پھر سے منفی بچت



تصویر 11.3: فریضۂ دورِ حیات

کاری کرنے لگتا ہے۔ عمر کے اس دور میں وہ سابقہ سالوں میں کی گئی بچت کو استعمال کرتا ہے۔ اس مفروضے کے ساتھ کہ وہ اپنے بچوں کے لیے کوئی ترکہ چھوڑ کر نہیں جاتا ہے، اس کی پوری عمر کی جمع پونجی صفر ہوتی ہے۔ اس طرح تصویر میں ہلکے رنگ کا رقبہ (YCA+BYC) جو منفی بچت کو دکھاتا ہے گہرے رنگ کے رقبے (AHB) جو بچت کو دکھاتا ہے کے مساوی ہے۔ اس طرح وہ مرنے کے بعد کوئی دولت یا اثاثہ چھوڑ کر نہیں جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے بچوں کے لیے ترکہ چھوڑ کر جانے کی خواہش رکھتا ہے تو اسے اپنی زندگی کے کام کے سالوں میں زیادہ بچت کاری کرنی ہوگی۔

اس طرح، اس نظریے کے مطابق افراد اپنی پوری زندگی کے لیے اپنی پوری زندگی کی متوقع آمدنی کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف کے منصوبے بناتے ہیں۔ اس طرح اس نظریے میں صرف موجودہ آمدنی کا نہیں بلکہ پوری زندگی کی متوقع آمدنی کا تفاعل ہے۔ اس کے علاوہ اس نظریے میں دولت بھی صرف سے متعلق فیصلوں میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

نظریہ دور حیات کو مساوات کے ذریعے بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ فرض کریں کہ ایک متعینہ عمر کا صارف مزید T سال جینے کی توقع رکھتا ہے۔ وہ مزید N سال کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے بعد ریٹائر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مزید فرض کریں کہ یہ صارف اپنی پوری زندگی کے دوران صرف کی ہموار سطح کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اور پوری زندگی کی آمدنی کا $1/T$ حصہ سالانہ صرف کرتا ہے۔ اس طرح، موجودہ سال (سال t) میں اس کا صرف ہوگا:

$$C_t = \frac{1}{T}(W_t + Y_{Lt} + (N-1)Y_L{}^e) \qquad \ldots 1$$

جہاں، C_t موجودہ سال t کے صرفی اخراجات، CY_{Lt} سال t میں کام کرکے کمائی گئی آمدنی، N ریٹائرمنٹ سے پہلے کے سال جس میں صارف کام کرے گا، $Y_L{}^e$ سال t کے علاوہ باقی کے سالوں $(N-1)$ میں کام کرکے کمائی گئی متوقع آمدنی، W_t دولت کا موجودہ ذخیرہ ہے۔ اس مساوات کے مطابق متعینہ سال میں صَرف موجودہ آمدنی پر نہیں، بلکہ مستقل کی متوقع آمدنی اور دولت پر منحصر کرتا ہے۔ اس طرح، صرف کی عام مساوات ہوگی:

$$C_t = aW_t + b_1 Y_{Lt} + b_2 Y_L^e \qquad \ldots 2$$

جہاں، a دولت کے صرف کا حاشیائی میلان، b_1 موجودہ آمدنی کے صرف کا حاشیائی میلان، b_2 تازندگی کمائی گئی آمدنی کے صرف کا حاشیائی میلان ہے۔

یہاں، یہ محلِ نظر رہے کہ موجودہ آمدنی میں تبدیلی سے صرف میں کچھ خاص تبدیلی نہیں ہوگی اگر یہ تبدیلی مستقل کی متوقع آمدنی کو بھی تبدیل نہ کرتی ہو۔ مثال کے طور پر آمدنی میں ایک بار کی عارضی تبدیلی مثلاً 10000 روپے کی تبدیلی کا صرف پر ویسا ہی اثر ہوگا جیسا دولت میں تبدیلی کا اثر ہوتا ہے۔ صارف ان 10000 روپوں کو پوری زندگی کے صرف میں تقسیم کرے گا۔ اگر مان لیں کہ اس کی متوقع زندگی کے 50 سال باقی ہیں تو وہ ہر سال 200 روپے اضافی صرف کرے گا۔ اگر اس کی آمدنی میں دائمی قسم کی تبدیلی آتی ہے تو اس کی مستقل کی متوقع آمدنی میں بھی تبدیلی ہوگی جس کا اس کے مستقبل کے صرف پر خاطر خواہ اثر پڑے گا۔

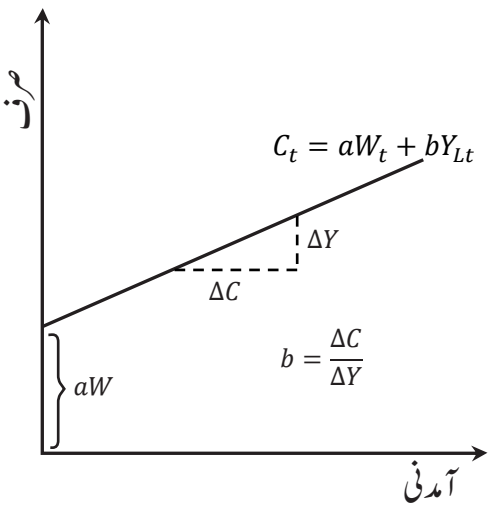
صرف کی درج بالا مساوات (2) کو مزید آسان بنایا جاسکتا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ مستقل کی متوقع آمدنی موجودہ آمدنی کا n گنا ہے یعنی:

$$Y_L^e = nY_{Lt} \qquad \ldots 3$$

لہذا، صرف کی مساوات کو لکھا جاسکتا ہے:

$$C_t = aW_t + b_1 Y_{Lt} + nb_2 Y_{Lt}$$
$$C_t = aW_t + (b_1 + nb_2) Y_{Lt}$$
$$C_t = aW_t + bY_{Lt} \qquad \because b = b_1 + nb_2 \qquad \ldots 4$$

درج بالا مساوات (4) دکھاتی ہے کہ صرف دولت اور آمدنی کا تفاعل ہے۔ مساوات میں a دولت کے صرف کا حاشیائی میلان اور اور b آمدنی کے صرف کا حاشیائی میلان ہے۔ اگر معیشت کے تمام افراد اسی طرح اپنے صرف کی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو مجموعی تفاعلِ صرف ہمارے نمائندہ صارف کے تفاعلِ صرف کی طرح ہی ہو گا۔



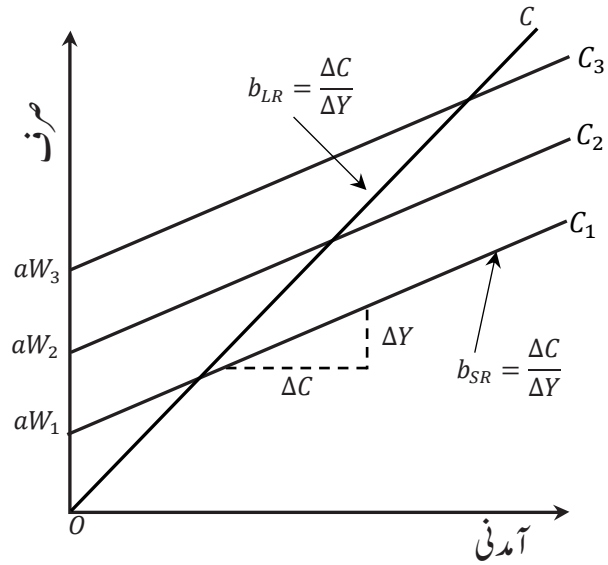
تصویر 11.4: دولت اور آمدنی پر منحصر صرف خط

تصویر 11.4 فریضہ دورِ حیات کے لحاظ سے آمدنی اور صرف کے تعلق کو دکھاتی ہے۔ دولت W کی کسی بھی ابتدائی سطح پر، تفاعلِ صرف کینز کے تفاعلِ صرف کی طرح دکھتا ہے۔ لیکن مستقلہ aW جو یہ دکھاتا ہے کہ صفر آمدنی کی صورت میں صرف کیا ہو گا، کینز کے تفاعلِ صرف کی طرح مستقل نہیں ہے۔ مستقلہ aW دولت کی سطح پر منحصر کرتا ہے۔ اگر دولت W میں اضافہ ہو گا تو تفاعلِ صرف خط متوازی طور پر اوپر کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ اس طرح، دورِ حیات کے نظریے کے مطابق صرف آمدنی اور دولت دونوں پر منحصر کرتا ہے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ فریضہ دورِ حیات معمہ صرف کو کیسے حل کرتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق اوسط میلانِ صرف ہو گا:

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{aW + bY}{Y}$$
$$APC = \frac{aW}{Y} + \frac{bY}{Y}$$
$$APC = \frac{aW}{Y} + b \qquad \ldots 5$$

چونکہ فرد بہ فرد یا سال بہ سال دولت میں تبدیلی نہیں ہوتی، اس لیے کراس سیکشن ڈیٹا (جو مدت قلیل میں آمدنی اور صرف میں انفرادی فرق دکھاتا ہے) ظاہر کرتا ہے کہ زیادہ آمدنی پر APC کی قدر کم ہو گی۔ ظاہر ہے کہ دولت کے مستقل رہتے ہوئے آمدنی میں



تصویر 11.5: فریضہ دورِ حیات سے معمہ صرف کا حل

اضافے سے $\frac{aW}{Y}$ کی قدر میں کمی ہوگی جس سے APC کی قدر میں کمی ہوگی۔ لیکن مدت طویل میں، دولت اور آمدنی میں ایک ساتھ اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں W/Y یا دولت آمدنی تناسب میں تبدیلی نہیں ہوتی اور لہٰذا $\frac{aW}{Y}$ کی قدر میں تبدیلی نہیں ہوتی اور نتیجتاً APC مستقل رہتا ہے (جیسا کہ طویل مدتی ٹائم سیریز ڈاٹا سے ظاہر ہوتا ہے)۔ اگر دولت مستقل رہتی ہے جیسا کہ مدت قلیل میں ہوتا ہے تو دورِ حیات تفاعلِ صرف کینز کے تفاعلِ صرف جیسا ہوگا۔ دولت میں اضافے سے تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہوتا ہے۔ تفاعلِ صرف کی اس منتقلی کی وجہ سے آمدنی میں اضافے سے APC میں کمی نہیں ہوتی یعنی APC مستقل رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آمدنی اور صرف میں تناسب کا رشتہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ مدت قلیل میں جو صرف اور آمدنی میں تعلق ہے (جس میں دولت کو مستقل فرض کیا جاتا ہے) طویل مدت میں برقرار نہیں رہتا کیونکہ مدت طویل میں آمدنی کے ساتھ ساتھ دولت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح فریضہ دورِ حیات معمہ صرف کا حل پیش کرتا ہے۔ اس کی وضاحت تصویر 11.5 میں کی گئی ہے جس میں X محور پر آمدنی اور Y محور پر صرف کو دکھایا گیا ہے۔ قلیل مدتی تفاعلِ صرف کو C_1 سے دکھایا گیا ہے۔ یہ تفاعلِ صرف کینز کے تفاعلِ صرف کی طرح خط مستقیم ہے اور محور Y پر مستقلہ aW_1 بناتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اوسط میلانِ صرف کم ہوتا جاتا ہے اور حاشیائی میلانِ صرف اوسط میلانِ صرف سے کم ہے ($MPC < APC$)۔ چونکہ مدتِ طویل میں دولت میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا، تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہوتا ہے جیسا کہ خط C_2 اور C_3 سے دکھایا گیا ہے۔ مدت طویل میں تفاعلِ صرف کی منتقلی کی وجہ سے آمدنی میں اضافے کے باوجود بھی اوسط میلانِ صرف مستقل رہتا ہے۔ اسے خط C سے ظاہر کیا گیا ہے۔

چونکہ مدت طویل میں دولت اور آمدنی دونوں میں تناسب سے اضافہ ہوتا ہے اور ان کا تناسب مستقل رہتا ہے لہٰذا، طویل مدتی تفاعلِ صرف متناسب ہوتا ہے اس طرح کہ اوسط میلانِ صرف مستقل رہتا ہے اور حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی ہوتا ہے جیسا کہ کزنٹس کے طویل مدتی ٹائم سیریز کے مطالعے میں اوسط میلانِ صرف مستقل ہے۔

اسی طرح، کراس سیکشن ڈاٹا کے مطالعات سے پتا چلتا ہے کہ آمدنی اور صرف کے مابین غیر متناسب رشتہ ہے یعنی آمدنی میں اضافے سے اوسط میلانِ صرف میں کمی آتی ہے۔ زیادہ آمدنی والے افراد کم آمدنی والے افراد کی بنسبت آمدنی کا کم حصہ صرف پر خرچ کرتے ہیں یعنی زیادہ آمدنی والے افراد کا APC کم آمدنی والے افراد کی بنسبت کم ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی آبادی سے رینڈم سیمپل لیں اور آمدنی کے لحاظ سے ان کی درجہ بندی کریں تو آپ پائیں گے کہ زیادہ آمدنی والے افراد متوسط عمر کے افراد ہیں اور اپنی ملازمت کے شباب پر

ہیں اور اپنی صرفی ضروریات سے زیادہ کماتے ہیں یعنی ان کا اوسط میلانِ صرف کم ہو گا۔ اس کے برعکس، کم آمدنی والے گھرانے ایسے ہوں گے جس میں ممکنہ طور پر ایسے افراد ہوں گے جو ابھی ملازمت کے ابتدائی دور میں ہیں یا ضعیف العمر افراد ہوں گے جو ملازمت کے دورِ شباب سے گزر چکے ہیں اور لہٰذا یہ افراد اپنی آمدنی کا بڑا حصہ صرف پر خرچ کریں گے۔ اس وجہ سے ان کا اوسط میلانِ صرف زیادہ ہو گا۔

11.3.1 نظریہ دورِ حیات پر تنقید (Criticism of Life Cycle Theory)

فریضہ دورِ حیات پر کئی بنا پر تنقید کی گئی ہے۔ اولاً، فریضہ دور حیات کا ایک مفروضہ یہ ہے کہ افراد اپنے دورِ حیات کے صرف کو اس طرح ہموار کرتے ہیں کہ ان کی زندگی بھر کی بچت صفر ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں افراد اپنی پوری زندگی میں جتنی آمدنی کماتے ہیں اتنا ہی ان کا صرف ہوتا ہے۔ زندگی کے آخری سالوں میں جب ان کی آمدنی بہت کم ہو جاتی ہے یا ختم ہو جاتی ہے اس دور میں وہ اپنے شباب میں کی گئی بچت اور جمع کی گئی دولت کو استعمال کرتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں وہ اپنی زندگی کے اواخر میں اپنی دولت کم کرتے جاتے ہیں۔

حالیہ برسوں کے مطالعاتی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ بوڑھے افراد در حقیقت اتنی تیزی سے اپنی دولت کم نہیں کرتے اور منفی بچت نہیں کرتے جتنی تیزی کی فریضہ دورِ حیات پیش گوئی کرتا ہے۔ بوڑھے افراد کی نسبتاً کم منفی بچت کی کئی وجوہات پیش کی جاسکتی ہیں۔

اول، بوڑھے افراد کو مستقبل میں پیدا ہونے والی غیر یقینی صورتِ حال اور اس کی وجہ سے پیدا غیر متوقع اخراجات کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔ لہٰذا۔ ان غیر متوقع اخراجات کو پورا کرنے کے لیے بوڑھے افراد اپنی دولت یا بچت کو اتنی تیزی سے خرچ نہیں کرتے جتنی تیزی کی فریضہ دورِ حیات میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ پھر اس کے بھی قوی امکانات ہوتے ہیں کہ بوڑھے افراد اپنی متوقع عمر سے زیادہ عمر تک زندہ رہیں۔ لہٰذا، انہیں زیادہ بچت کرنے کی ضرورت ہو گی۔ مزید برآں اس حقیقت کی وجہ سے بھی غیر یقینی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے کہ بوڑھے لوگوں کے طبی اخراجات ان کی عمر کے مقابلے میں تیزی سے بڑھتے ہیں۔ بوڑھوں کی عمر حسابی سلسلے (Arithmetic Progression) سے بڑھتی ہے اور ان کے طبی اخراجات انسانی جسم کی تیز رفتار کمزوری اور بیماریوں کے زیادہ امکانات کی وجہ سے ہندسی سلسلے (Geometric Progression) سے بڑھتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے مالتھوسی بحران (Malthusian Crisis) کی صورت دکھاتی ہے۔ امکان ہے کہ بوڑھے لوگ ان ہنگامی اور غیر یقینی حالات پر قابو پانے کے لیے زیادہ بچت کریں۔

دورِ جدید میں بلاشبہ بیماری سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال اور اس سے پیدا شدہ ناگہانی طبی اخراجات کے مسئلے سے طبی بیمہ کر کے بچا جاسکتا ہے۔ سرکاری اور نجی دونوں طرح کی کمپنیاں بیمہ کے متعدد منصوبے فراہم کرتی ہیں۔ لیکن عمر کے ساتھ ساتھ بیمہ کے پریمیم کی رقم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح، ناگہانی طبی اخراجات سے بچنے کی صورت میں بھی بہر حال بوڑھوں کو بیمہ کے معاہدات کی پابندی کے لیے اپنی شرحِ بچت میں اضافہ کرنا پڑتا ہے۔

تاہم، عمر کے حوالے سے غیر یقینی صورتحال سے بچانے کے لیے، بوڑھے لوگ انشورنس کمپنیوں سے سالانہ رقم خرید سکتے ہیں۔ ایک مقررہ فیس کے لیے، سالانہ رقم وصول کنندہ کی پوری زندگی کے دوران آمدنی کا ایک سلسلہ پیش کرتی ہے۔

اسی طرح، متوقع عمر سے زیادہ جینے سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال کا مقابلہ بیمہ کمپنیوں سے قسطوں کو خرید کر کیا جاسکتا ہے۔ اس

بیمہ کے تحت فرد کو مرنے تک آمدنی ملتی رہتی ہے۔

دوم، بوڑھے لوگ اس لیے بھی منفی بچت نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے بچوں سے محبت کی وجہ سے ان کے لیے ترکہ چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ لیکن محبت اور جذبہ ایثار ہی ترکہ چھوڑنے کی ایک وجہ نہیں۔ والدین اکثر وراثت کے مضمر خطرے کا استعمال کرتے ہوئے اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ ان کے بچے اور پوتے ان کا زیادہ خیال رکھیں، ان پر زیادہ توجہ دیں۔

سوم، یہ نظریہ فرض کرتا ہے کہ لوگ عقلی ہوتے ہیں اور مستقل کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ لیکن تجرباتی مطالعات سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کی مستقل کی منصوبہ بندی کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ چہارم، بہت سے لوگوں میں اتنی قوتِ ارادی نہیں ہوتی کہ وہ مستقل کے لیے حال میں بچت کاری کریں۔ پنجم، پوری زندگی کے صرف کی منصوبہ بندی زیادہ آمدنی والے لوگوں کے لیے تو آسان ہو سکتی ہے کیونکہ انہیں بہتر مالی معلومات ہوتی ہے اور وہ بچت کاری کرنے کی بہتر حالت میں ہوتے ہیں۔ لیکن کم آمدنی والے افراد قرض کے بوجھ تلے دبے ہوتے ہیں اور ان کے پاس اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ وہ بچت کاری کر سکیں۔ ششم، حکومت کی طرف سے فراہم کردہ ضعیف العمری فوائد بھی کم بچت کاری کا سبب بن سکتے ہیں کیونکہ کم بچت بڑھاپے میں حکومت کی جانب سے زیادہ ادائیگی کا سبب بن سکتی ہے۔

اس طرح LCH طویل مدتی صرفی رویے کی مکمل وضاحت نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ریٹائرمنٹ کی فراہمی بچت کاری کا ایک اہم مقصد ہے، لیکن دیگر محرکات، جیسے کہ احتیاطی بچت اور میراث، لوگوں کے بچتی رویے کا تعین کرنے میں کم اہمیت نہیں رکھتے۔

11.4 فریضۂ دائمی آمدنی (Permanent Income Hypothesis)

قلیل مدتی غیر متناسب آمدنی صرف تعلق اور طویل مدتی متناسب آمدنی صرف تعلق کے مابین مطابقت کی ایک اور کوشش ملٹن فریڈمین کے 1957 میں شائع مشہور مطالعے "تفاعلِ صرف کا ایک نظریہ (A Theory of the Consumption Function)" میں گئی۔ فریڈمین کے اس نظریے کو دائمی آمدنی کا مفروضہ کہتے ہیں۔ فریڈمین کے مطابق صرف آمدنی کی موجودہ سطح کے بجائے طویل مدتی متوقع آمدنی پر منحصر کرتا ہے۔ اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے فریڈمین نے ایک مثال پیش کی۔ وہ شخص جسے پورے ہفتے کی ادائیگی ایک دن مثلاً شنبے کو کی جاتی ہے وہ ایسا نہیں کرے گا کہ پوری آمدنی کو شنبے کو خرچ کر دے اور بقایا دنوں میں کچھ خرچ نہ کرے۔ اس کے بجائے وہ اپنی آمدنی کو اس طرح صرف کرے گا کہ اس کی پوری ہفتے کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ اس طرح، اس کا کسی مخصوص دن کا صرف اُس دن کی آمدنی پر نہیں بلکہ پورے ہفتے کی اوسط آمدنی پر منحصر کرے گا۔ اسی طرح لوگ اپنے صرف کی منصوبہ بندی طویل مدتی متوقع اوسط آمدنی کی بنا پر کرتے ہیں جسے دائمی آمدنی کہا جاتا ہے۔

دائمی آمدنی کا مفروضہ بیان کرتا ہے کہ موجودہ صرف موجودہ تصرفی آمدنی پر منحصر نہیں کرتا بلکہ اس پر بھی منحصر کرتا ہے کہ آیا یہ آمدنی دائمی ہے یا عارضی۔ اس طرح، دائمی آمدنی کے مفروضے نے آمدنی اور صرف کو دائمی اور عارضی میں تقسیم کیا۔

فریڈمین کے مطابق صرف بنیادی طور پر دائمی آمدنی پر اس لیے منحصر کرتا ہے، کیونکہ صارفین اپنے صرف کو منظم وہموار رکھنے کے لیے آمدنی میں عارضی تبدیلیوں کے جواب میں بچت کاری کرتے یا قرض لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صارفین اپنی دائمی آمدنی صرف کرتے ہیں، اور عارضی آمدنی کا بیشتر حصہ پس انداز کرتے ہیں۔ فریڈمین کے مطابق، اس اوسط آمدنی کو دائمی آمدنی سمجھا جاسکتا ہے جسے زیرِ بحث صارف دائمی سمجھتا ہے۔ یہ آمدنی صارف کی دور اندیشی پر منحصر کرتی ہے۔

دائمی آمدنی کے اس معنی کو دیکھتے ہوئے، کسی خاندان کی کسی خاص سال میں ماپی گئی یا مشاہدہ شدہ یا حقیقی آمدنی اس کی دائمی آمدنی سے کم بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ بھی ہو سکتی ہے

فریڈمین نے کسی بھی مدت کی موجودہ (Current) یا مشاہدہ شدہ (Observed) یا پیمائش شدہ (Measured) آمدنی کو دائمی آمدنی اور عارضی آمدنی میں تقسیم کیا۔ کسی بھی فرد کی دائمی آمدنی طویل مدتی متوقع آمدنی ہے۔ فریڈمین کے مطابق دائمی آمدنی وہ رقم ہے جو صارف اپنی دولت کو برقرار رکھتے ہوئے صرف کر سکتا ہے (یا یقین رکھتا ہے کہ وہ صَرف کر سکتا ہے)۔ یہ وہ آمدنی ہے جو افراد اپنی عملی زندگی میں کمانے کی توقع کرتے ہیں۔ دائمی آمدنی میں کام کرکے کمائی گئی طویل مدتی آمدنی (اجرت اور معاوضہ)، ریٹائرمنٹ پنشن اور سرمایے کے اثاثوں کی ملکیت سے حاصل ہونے والی آمدنی (سود اور منافع) وغیرہ شامل ہیں۔ کسی بھی فرد کی دائمی آمدنی اس کے دائمی صرف مثلاً گھر کے سائز اور معیار پر طویل مدتی اخراجات وغیرہ کے منصوبوں کا تعین کرتی ہے۔ جہاں، دائمی آمدنی اوسط آمدنی ہے، عارضی آمدنی اس اوسط سے انحراف ہے۔ عارضی آمدنی کا وہ حصہ ہے جس کے برقرار رہنے کی لوگ توقع نہیں کرتے ہیں۔ عارضی آمدنی میں قلیل مدتی عارضی ادائیگیاں، قرض اور بازی جیتنے سے اور وراثت سے حاصل ہونے والے غیر متوقع فوائد شامل ہیں۔ اسی طرح منفی عارضی آمدنی میں عارضی بے روزگاری اور بیماری کی وجہ سے آمدنی میں قلیل مدتی کمی شامل ہے۔ عارضی صرف جیسے اضافی چھٹیاں، کپڑے وغیرہ اس اضافی آمدنی کی رقم پر منحصر کرتے ہیں۔

دائمی آمدنی کے مفروضے کے مطابق دائمی آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو، دائمی صرف اور دائمی آمدنی کا تناسب ہمیشہ مستقل رہتا ہے۔ یعنی طویل مدتی اوسط میلانِ صرف اور طویل مدتی حاشیائی میلانِ صرف مساوی ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معیشت کے تمام افراد کا APC یکساں ہو گا۔ مختلف گھرانوں کا اوسط میلانِ صرف مختلف عوامل جیسے شرح سود، غیر انسانی دولت اور دائمی آمدنی کے تناسب، گھر میں افراد کی عمر اور ان کی تعداد وغیرہ پر منحصر کرے گا۔ یہ عوامل کسی گھر کے صرف پر کیسا بھی اثر ڈالتے ہوں، اس کا صرف آمدنی تناسب یعنی APC دائمی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرے گا۔ یعنی امیر و غریب آمدنی کا یکساں تناسب صرف کریں گے، امیر افراد کا اوسط میلانِ صرف غریب سے کم نہیں ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں، تمام گھروں کا صرف آمدنی تناسب مستقل ہو گا

ملٹن فریڈمین کے مطابق طویل مدت میں صرف اور آمدنی کے درمیان متناسب تعلق کے باوجود قلیل مدت میں غیر متناسب تعلق اس وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ مشاہدہ شدہ یا پیمائش شدہ آمدنی اور صرف دائمی اور عارضی اجزا پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جہاں، پیمائش شدہ آمدنی اور صرف کے دائمی اجزا ایک دوسرے سے مکمل طور پر متعلق ہوتے ہیں، عارضی اجزا کا ان کے مماثل دائمی اجزا کے مابین کوئی تعلق نہیں ہوتا

اور نہ ہی ایک دوسرے سے کوئی تعلق ہوتا ہے۔ دائمی آمدنی کے مفروضے کو مساوات کی صورت میں درج ذیل مساوات میں لکھا جاسکتا ہے:

$$C_P = K(i, w, u)Y_P \quad \ldots 6$$

$$Y = Y_P + Y_T \quad \ldots 7$$

$$C = C_P + C_T \quad \ldots 8$$

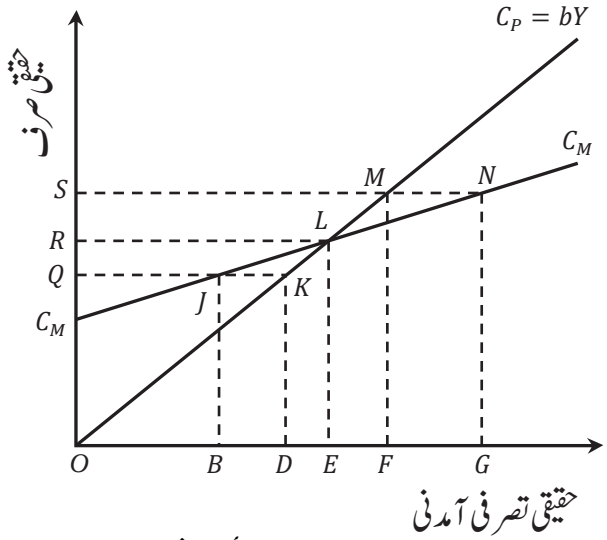
$$rY_PY_T = rC_PC_T = rY_TC_T = 0 \quad \ldots 9$$

جہاں، Y مشاہدہ شدہ تصرفی آمدنی، Y_P دائمی آمدنی، Y_T عارضی آمدنی، C مشاہدہ شدہ یا پیمائش شدہ صرف، C_P دائمی صرف، C_T عارضی صرف، K دائمی آمدنی اور دائمی صرف کے مابین تناسبِ مستقل، i شرحِ سود، w غیر انسانی دولت اور انسانی دولت کا تناسب، u دولت میں اضافے اور صرف کے مابین گھرانوں کی ترجیح اور r ارر تباط کی قدر (Correlation Coefficient) ہے۔

درج بالا مساوات (6) کے مطابق آمدنی اور صرف کے مابین متناسب تعلق ہے اور یہ تعلق آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں دائمی آمدنی اور دائمی صرف کے مابین تناسبی عامل K مستقل ہوتا ہے اور دائمی آمدنی میں تبدیلی آنے سے تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ ضرور ہے کہ یہ تناسب دیگر عوامل بالخصوص شرح سود (Rate of Interest) غیر انسانی دولت اور انسانی دولت کے تناسب (Ratio of Non-Human Wealth to Human Wealth) اور دولت میں اضافے اور صرف کے مابین ترجیح پر منحصر کرتا ہے جنہیں مساوات (6) میں قوسین میں لکھا گیا ہے۔ اعلی شرح سود پر افراد زیادہ بچت کاری کریں گے اور صرف کم کریں گے۔ اس کے برعکس، کم شرحِ سود پر صرف زیادہ ہوگا اور بچت کاری زیادہ ہوگی۔ اسی طرح، غیر انسانی دولت (مادی اثاثوں سے حاصل دولت) اور انسانی دولت (محنت سے کمائی گئی دولت) کا تناسب جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ میلانِ صرف ہوگا۔ آمدنی کو صرف کرنے کے بجائے اس آمدنی سے دولت میں اضافہ کرنے کی گھرانوں کی ترجیح اور خواہش جتنی زیادہ ہوگی میلانِ صرف اتنا ہی کم ہوگا۔

مساوات (7) دکھاتی ہے کہ پیمائش شدہ آمدنی (Y) دائمی آمدنی (Y_P) اور عارضی آمدنی (Y_T) پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسی طرح، مساوات (8) دکھاتی کہ پیمائش شدہ صرف (C) دائمی صرف (C_P) اور عارضی صرف (C_T) پر مشتمل ہوتی ہے۔ ملٹن فریڈمین کے مطابق گھرانے کی پیمائش شدہ یا مشاہدہ شدہ آمدنی دائمی آمدنی کے مقابلے کم بھی ہوسکتی ہے اور زیادہ بھی ہوسکتی ہے اس پر منحصر کرتے ہوئے کہ پیمائش شدہ آمدنی میں عارضی آمدنی مثبت ہے یا منفی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کلرک کو غیر متوقع بونس ملتا تو یہ آمدنی میں مثبت عارضی جز ہے۔ اس کی وجہ سے پیمائش شدہ آمدنی دائمی آمدنی سے زیادہ ہوگی۔ اس کے برعکس، حال ہی میں کورونا کی وجہ سے اچانک لاک ڈاؤن سے مزدوروں کی مزدوری میں کمی آئی۔ اس کی وجہ سے مزدوروں کی پیمائش شدہ آمدنی کم ہوگئی لیکن یہ لاک ڈاؤن ہمیشہ کے لیے نہیں رہا اور لہذا کوئی وجہ نہیں کہ مزدوروں کی آمدنی ہمیشہ کے لیے کم ہی رہے۔ یہ عارضی منفی آمدنی ہے۔ مساوات (9) دکھاتی ہے کہ عارضی آمدنی اور عارضی صرف کے مابین کوئی تعلق نہیں ($rY_TC_T = 0$)۔ نتیجتاً، کسی بھی سال میں پیمائش شدہ آمدنی میں عارضی اضافے کو پوری طرح پس انداز کرلیا جائے گا۔ اسی طرح، دائمی آمدنی اور عارضی آمدنی کے مابین کوئی تعلق نہیں ($rY_PY_T = 0$) اور دائمی صرف اور عارضی

صرف کے مابین کوئی تعلق نہیں($rC_PC_T = 0$)۔



تصویر11.6:فریضہ دائمی آمدنی

دائمی آمدنی کے مفروضے کی وضاحت تصویر11.6 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں دائمی تفاعلِ صرف یا طویل مدتی تفاعلِ صرف OC_P ہے جو مبدا سے گزرتا ہے اور دکھاتا ہے کہ اوسط میلان صرف مستقل ہے اور حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی ہے۔ اس طرح، دائمی آمدنی اور دائمی صرف کے درمیان متناسب تعلق ہے۔C_MC_M قلیل مدتی تفاعل صرف یا پیمائش شدہ تفاعل صرف ہے جو دکھاتا ہے کہ پیمائش شدہ صرف اور پیمائش شدہ آمدنی کے مابین غیر متناسب تعلق ہے۔ اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ اوسط میلان صرف حاشیائی میلان صرف سے زیادہ ہے اور آمدنی میں اضافے سے اوسط میلانِ صرف میں کمی ہوتی ہے۔

OE پوری معیشت کی پیمائش شدہ اوسط آمدنی ہے۔ جن گھرانوں کی پیمائش شدہ آمدنی OE ہوگی ان کی عارضی آمدنی صفر ہوگی۔ اس طرح جن گھرانوں کی پیمائش شدہ آمدنی OE ہوگی ان گھرانوں کی پیمائش شدہ آمدنی دائمی آمدنی کے مساوی ہوگی۔ زیادہ دائمی آمدنی والے کچھ گھرانوں کی پیمائش شدہ آمدنی میں منفی عارضی آمدنی کا جزو ہوگا جبکہ کم دائمی آمدنی والے کچھ دیگر گھرانوں کی پیمائش شدہ آمدنی میں مثبت عارضی آمدنی کا جزو ہوگا۔ بہر حال، ان گھرانوں کی اوسط دائمی آمدنی OE ہوگی جو ان کی پیمائش شدہ آمدنی کے برابر ہوگی۔ ان گھرانوں کی دائمی آمدنی OE کے مطابق ان کا دائمی صرف EL ہوگا جو ان کی پیمائش شدہ اوسط آمدنی کے مطابق پیمائش شدہ اوسط صرف کے مساوی ہوگا۔ دائمی صرف اور پیمائش شدہ صرف اس لیے مساوی ہوں گے کیونکہ ان کی اوسط پیمائش شدہ آمدنی میں عارضی آمدنی کا جز نہیں ہے۔

تاہم، وہ گھرانے جن کی پیمائش شدہ آمدنی اوسط سے کم ہے مثال کے طور پر، OB پیمائش شدہ آمدنی والے خاندانوں میں منفی عارضی آمدنی کے جز والے خاندانوں کا اوسط تناسب سے زیادہ ہوگا۔ کم آمدنی والے خاندانوں میں عارضی بد قسمتی کا شکار ہونے والے بہت سے گھرانے شامل ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے زیادہ آمدنی والے گھرانوں میں بہت سے ایسے گھرانے شامل ہوتے ہیں جو عارضی خوش قسمتی سے نوازے جاتے ہیں۔ ان OB پیمائش شدہ آمدنی والے گھرانوں کی دائمی آمدنی OD ہوگی۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ دائمی آمدنی OD ہونے کی ہی صورت میں یہ گھرانے DK=OQ دائمی صرف کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ لیکن C_MC_M خط کے مطابق DK=BJ صرف پیمائش شدہ آمدنی OB کے مطابق پیمائش شدہ صرف ہے۔ اسی طرح، ان خاندانوں کی جن کی پیمائش شدہ آمدنی OG ہے، ان کا پیمائش شدہ صرف GN=OS ہوگا۔ تاہم مستقل بنیاد پر صرف کی یہ OS=FM مقدار تب ہی برقرار رکھی جاسکتی ہے جب دائمی آمدنی OF ہو۔ غور کریں کہ آمدنی OF آمدنی OG سے کم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیمائش شدہ آمدنی میں مثبت عارضی آمدنی کا جز FG موجود ہے۔

مختصراً، اگر ہم صِرف پیمائش شدہ صَرف اور پیمائش شدہ آمدنی کے درمیان تعلق دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ آمدنی OB پر

پیمائش شدہ صرف OQ=BJ ہو گا، پیمائش شدہ آمدنی OE پر پیمائش شدہ صرف EL=OR ہو گا اور پیمائش شدہ آمدنی OG پر پیمائش شدہ صرف GN=OS ہو گا۔ ایسی صورت میں تفاعلِ صرف کی مساوات $C = a + bY$ ہو گی۔ غور کریں کہ اس تفاعلِ صرف میں MPC کی قدر APC سے کم ہو گی اور APC میں آمدنی میں اضافے کے ساتھ کمی ہو گی۔

اسی طرح، اگر ہم صِرف دائمی آمدنی اور دائمی صَرف کے مابین تعلق کو دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ دائمی آمدنی OD پر دائمی صَرف DK ہو گا، دائمی آمدنی OE پر دائمی صرف EL ہو گا اور دائمی آمدنی OG پر دائمی صرف GN ہو گا۔ اس طرح دائمی تفاعلِ صرف کی مساوات $C = bY$ ہو گی جس پر آمدنی میں محض طویل مدتی تبدیلیوں کا اثر پڑے گا۔ اس تفاعل میں اوسط میلانِ صرف اور حاشیائی میلانِ صرف مساوی ہوں گے اور آمدنی میں اضافے سے اوسط میلانِ صرف میں تبدیلی نہیں ہو گی۔

اس طرح، اس نقطہ نظر کے مطابق صارفین آمدنی میں ہوئی تمام تبدیلیوں پر یکساں رد عمل نہیں دیتے۔ اگر صارفین کو لگتا ہے کہ ان کی آمدنی میں تبدیلی دائمی ہے تو اس بات کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں کہ وہ اضافی آمدنی کا بڑا حصہ صَرف پر لگائیں۔ اس کے برعکس، اگر آمدنی میں تبدیلی عارضی نوعیت کی ہے تو صارفین اضافی آمدنی کا بڑا حصہ پس انداز کر لیں گے۔

11.4.1 تنقید (Criticism)

متعدد تجرباتی ثبوت دائمی آمدنی کے مفروضے کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں۔ خود ملٹن فریڈمین نے اپنے نظریے کے ثبوت کے لیے سال 1897 سے امریکی معیشت کے ٹائم سیریز ڈاٹا کو جمع کیا۔ تاہم یہ مفروضہ خامیوں سے پاک نہیں ہے۔، ایسے شواہد بھی موجود ہیں جو مفروضے کی تردید کرتے نظر آتے ہیں۔

اروِن فرینڈ (Irwin Friend) اور اروِنگ بی کراوِس (Irving B. Kravis) نے فریڈمین کے دائمی اوسط میلانِ صرف کے مفروضے پر تنقید کی۔ ان کے مطابق ان گھرانوں کی جن کی آمدنی کم ہوتی ہے ان پر اُن گھرانوں کے مقابلے زیادہ صرف کرنے کا دباؤ ہوتا ہے جن کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا، نظریاتی نقطہ نظر سے، کم آمدنی والے گھرانوں کا اوسط میلانِ صرف زیادہ آمدنی والے گھرانوں کی بنسبت زیادہ ہونا چاہیے۔ یعنی آمدنی میں اضافے کے ساتھ اوسط میلانِ صرف کم ہونا چاہیے۔

بعض ماہرینِ معاشیات نے فریڈمین کے عارضی آمدنی سے صفر حاشیائی میلانِ صَرف کے مفروضے پر اعتراض کیا۔ فریڈمین کا کہنا ہے کہ عارضی آمدنی سے حاشیائی میلانِ صرف صفر ہوتا ہے یعنی عارضی آمدنی میں تبدیلی سے گھرانوں کے صَرف میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ لیکن تجرباتی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ عارضی آمدنی سے حاشیائی میلانِ صرف مثبت ہوتا ہے۔ یعنی عارضی آمدنی میں تبدیلی آنے پر صرف میں تبدیلی آتی ہے۔ دائمی آمدنی کے مفروضے پر تنقید کرتے ہوئے ہوتھاکر (Houthakker) نے کہا کہ اس مفروضے کے مطابق جس شخص کی لاٹری نکلتی ہے وہ اپنے دوستوں کو مشروب کی دعوت نہیں دیتا اور جس غریب مسکین کا بٹوہ چوری ہو جاتا ہے وہ نئے اوور کوٹ کی خریداری ملتوی نہیں کرتا۔ اپنی دلیل کی تائید میں ثبوت پیش کرتے ہوئے ہوتھاکر نے کہا کہ خوش قسمت فاتح بچت بینک کی طرف نہیں بھاگتا بلکہ شراب خانے کی طرف دوڑ لگاتا ہے اور چوری کا شکار اتنے ہی پاؤں پسارتا ہے جتنی اس کی چادر ہے۔

اس مفروضے کے مطابق موجودہ آمدنی یا پیائش شدہ آمدنی عارضی آمدنی اور دائمی آمدنی پر مشتمل ہوتی ہے۔ دائمی آمدنی کے تعین کے لیے متوقع آمدنی کا تخمینہ کرنا ہوتا ہے۔ لیکن تجرباتی نقطہ نظر سے، متوقع آمدنی اور دائمی آمدنی کا تخمینہ کرنا مشکل ہے۔

دائمی آمدنی کے مفروضے کے ذریعے بیان کیے گئے آمدنی اور صرف کے تعلق کی جانچ اسی صورت میں کی جاسکتی ہے جب ہمارے پاس ایساڈیٹا دستیاب ہو جو ہر سال کی پیائش شدہ آمدنی کی عارضی آمدنی اور دائمی آمدنی میں تقسیم کرتا ہو۔ بدقسمتی سے ایساڈیٹا دستیاب نہیں اور لہذا اس مفروضے کی جانچ نہیں کی جاسکتی ہے۔

11.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- فریضۂ اضافی آمدنی کی وضاحت کر سکیں۔
- فریضۂ دورِ حیات کی وضاحت کر سکیں۔
- فریضۂ دائمی آمدنی کی وضاحت کر سکیں۔

11.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

مالتھوسی بحران :Malthusian Crisis[2]-مالتھس کا دیا گیا نظریہ جس کے مطابق آبادی میں اضافہ خوراک یا زرعی پیداوار کو پیچھے

---

[2] تھامس رابرٹ مالتھس نے 1798 میں شائع اپنی کتاب "آبادی کے اصول پر ایک مضمون (An Essay on the Principle of Population)" میں آبادی کا ایک نظریہ پیش کیا جسے مالتھوسی بحران کہا جاتا ہے۔ اس نظریے میں مستقل کی خوفناک تصویر کشی کی گئی۔ اس نظریے کے مطابق آبادی ہندسی سلسلے سے بڑھتی ہے مثال کے طور پر 64,32,16,8,4,2 وغیرہ جبکہ خوراک اور دیگر وسائل کی فراہمی میں مستقل مقدار میں اضافہ ہوتا ہے مثال کے طور پر 12,10,8,6,4,2 وغیرہ۔ اس کے نتیجے میں آبادی زمین کی زرعی پیداواری صلاحیت سے زیادہ ہو جائے گی۔ مستقل قریب میں ایسا وقت آئے گا جب پیٹ بہت زیادہ ہوں گے لیکن انہیں بھرنے کے لیے وافر مقدار میں کھانا نہیں ہو گا۔ اس کا نتیجہ جنگ، قحط وغیرہ جیسے سانحات کی صورت میں نکلے گا۔

مالتھس کے مطابق خوراک کی فراہمی اور آبادی میں اضافے کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے لیے فطرت کا اپنا ایک طریقہ کار ہے، جسے اس نے قدغن یا رکاوٹ یا روک تھام (Checks) کا نام دیا۔ رکاوٹیں دو قسم کی ہیں؛ انسدادی روک اور مثبت روک۔ مثبت روک تکلیف دہ ہوتی ہیں جنہیں "مالتھوسی بحران" کہا جاتا ہے۔ مثبت روک وہ واقعہ یا صورت حال ہے جس میں بیماری، بھوک، جنگ، وبائی امراض، قحط اور دیگر قدرتی آفات جیسی وجوہات سے مدتِ حیات کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی مثبت رکاٹیں آبادی اور خوراک کی فراہمی کے درمیان توازن کو بحال کریں گی۔ مثبت رکاوٹوں کے اس قہر سے بچنے کا طریقہ انسدادی روک ہیں۔ انسدادی روک وہ ہے جس میں لوگ شادی میں تاخیر کرنے کا رضاکارانہ فیصلہ کرتے ہیں اور آنے والی نسلوں کی بقا اور ان کے لیے وسائل کی کمی کی وجہ سے جماع یا افزائش سے پرہیز کرتے ہیں۔ مالتھس کا خیال تھا کہ نوعِ انسان آبادی میں بے قابو اضافے کے برے نتائج سے آنکھیں بند نہیں کر سکتی اور بڑھتی آبادی کو قابو میں کرنے کے لیے اسے رضاکارانہ اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہو گی۔ ظاہر ہے کہ آبادی کو قابو کرنے کے لیے پرہیز اور شادی میں تاخیر قدرتی آفات مثلاً قحط اور دیگر قدرتی آفات کے مقابلے زیادہ سہل اور کم تکلیف دہ ہے۔

مستقبل کی درست پیش گوئی کرنے میں مالتھس کا نظریہ بری طرح ناکام ہوا۔ مالتھس کی پیش گوئی کے وقت 80 لاکھ کی آبادی کے مقابلے آج دنیا کی آبادی 8 کروڑ کے قریب پہنچ گئی ہے لیکن مالتھس کا متوقع بحران کہیں بھی دیکھنے کو نہیں ملتا۔ مالتھس صنعتی انقلاب، سبز انقلاب اور دیگر تکنیکی پیش رفت کی درست پیش گوئی نہ کر سکا جن کی وجہ سے ہم زیادہ مقدار میں زرعی پیداوار پیدا کرنے میں کامیاب اور بڑی آبادی کا پیٹ بھرنے کے قابل ہوئے۔ مالتھس نظریے کے تنقید کاروں کے مطابق، مالتھس کی پیش گوئی کبھی

چھوڑ دیتا ہے جس کا نتیجہ جنگ یا قحط کی صورت میں نکلتا ہے جس سے غربت پیدا ہوتی ہے اور آبادی کم ہوتی ہے۔ اس طرح بحران آبادی میں اضافے کو قابو میں کرتا ہے۔

11.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

11.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ڈیوسنبیری کے مطابق صَرف پر خرچ کیا گیا آمدنی کا تناسب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر منحصر کرتا ہے:
2. ڈیوسنبیری کے مطابق اگر حقیقی آمدنی میں 10 فیصد اضافہ ہوتا ہے لیکن اضافی آمدنی میں تبدیلی نہیں آتی تو:

(a) اوسط میلانِ صرف میں اضافہ ہوگا۔ (b) اوسط میلانِ صرف میں کمی ہوگی

3. افراد اپنے ہمسایوں کی نقل کرنے کوشش کرتے ہیں۔ اس کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں:
4. دورِ حیات کا مفروضہ۔۔۔۔۔۔۔ پیش کیا؟
5. افراد آمدنی کم ہونے پر اپنے صرف میں زیادہ کمی نہیں کرتے۔ اس اثر کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے:
6. دورِ حیات کے مفروضے کے مطابق، زندگی کے آخری دور میں افراد کی بچت منفی ہوتی ہے: (صحیح / غلط)
7. اگر C_t سال t کے صرفی اخراجات، Y_{Lt} سال میں کام کرکے کمائی گئی آمدنی ہے تو درج ذیل میں درست مساوات ہے:

(a) $C_t = aW_t + bY_{Lt}$ (b) $C_t = aW_tY_t + bY_{Lt}$

(c) $C_t = aW_{t-1} + bY_{Lt}$ (d) $C_t = a_{t-1}W_t + b_{t-1}Y_{Lt}$

8. اگر T عارضی اور P دائمی ہے، Y آمدنی اور C صرف ہے، تو فریڈمین کے دائمی آمدنی کے مفروضے کے مطابق درج ذیل میں کون سی درست مساوات **نہیں** ہے؟

(a) $pY_PY_T = 0$ (b) $pC_PC_T = 0$

(c) $pY_TC_T = 0$ (d) $pY_PC_P = 0$

9. فریڈمین کے مطابق اگر عارضی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو اس آمدنی کو:

(a) پس انداز کرلیا جاتا ہے۔ (b) پوری طرح خرچ کردیا جاتا ہے۔

10. درج ذیل میں کون سا جوڑ درست نہیں؟

بھی درست ثابت نہیں ہوگی۔ حامیوں کا کہنا ہے کہ مالتھس کا نظریہ درست ہے۔ اپنے موقف کی حمایت کے لیے وہ دو بڑی عالمی جنگوں کے دوران لاکھوں لوگوں کی موت جیسی مثبت روک کی مثالیں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ہسپانوی فلو کی وبا، جس نے دنیا کی تقریباً 1% آبادی کو ختم کردیا تھا، اور 2019 کا کورونا وائرس ان کے نزدیک فطرت کے مثبت روک کی مثالیں ہیں۔

(a) فریضہ دورِ حیات-موڈگلیانی (b) فریضہ اضافی آمدنی-ڈیوسنبیری

(c) فریضہ دائمی آمدنی-برومبرگ (d) (a)اور(c)

11.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. اثرِتظاہر کیا ہے؟
2. حقیقی آمدنی میں تبدیلی اور اضافی آمدنی میں تبدیلی کی تعریف مع مثال کریں۔
3. فریضہ دورِ حیات معمہ صرف کا حل کیسے کرتا ہے؟
4. فریضہ دائمی آمدنی کے مطابق، دائمی آمدنی اور دائمی صَرف کا تناسب کن عوامل پر منحصر کرتا ہے؟ان عوامل کو مختصراً بیان کریں۔
5. فریضہ دائمی آمدنی معمہ صرف کو کیسے حل کرتا ہے؟

11.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. فریضہ دورِ حیات کو بیان کریں۔
2. فریضہ اضافی آمدنی کو بیان کریں۔
3. فریضہ دائمی آمدنی کو بیان کریں۔

11.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning

اکائی 12: سرمایہ کاری تفاعل

(Investment Function)

اکائی کے اجزا:

12.0 تمہید (Introduction)

12.1 مقاصد (Objectives)

12.2 سرمایہ کاری کا معنی (Meaning of Investment)

12.3 سرمایہ کاری کی اقسام (Types of Investment)

12.4 کینز کا نظریۂ سرمایہ کاری (Keynes's Theory of Investment)

12.4.1 سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital)

12.4.2 سرمایے کی حاشیائی استعداد کے عوامل (Factors of Marginal Efficiency of Capital)

12.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

12.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

12.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

12.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

12.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

12.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

12.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

12.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائیوں میں کینز کے نظریے میں مجموعی طلب کے ایک جز صرف اور اس کے متعلق تصورات کا آپ نے مطالعہ کیا۔ اس اکائی میں اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مجموعی طلب کے دوسرے جز سرمایہ کاری پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے گا۔

12.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- سرمایہ کاری کے معنی بیان کرنا۔
- سرمایہ کاری کی قسمیں بیان کرنا۔
- سرمایہ کاری کے عوامل کو بیان کرنا۔
- کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کو بیان کرنا۔

12.2 سرمایہ کاری کا معنی (Meaning of Investment)

آپ نے سرمایہ کاری کی اصطلاح سنی ہو گی۔ عام زبان میں سرمایہ کاری کے جو معنی ہیں اور معاشیات میں سرمایہ کاری کے جو معنی ہیں، دونوں میں فرق ہے۔ اس کی وضاحت سے پہلے آیئے ایک مثال پر غور کرتے ہیں۔

شہر کے ایک پر ازدحام چوراہے پر حامد کا آئس کریم پارلر ہے جہاں وہ مختلف اقسام کی آئس کریم فروخت کرتا ہے۔ اپریل کے مہینے میں اسے آئس کریم کی فروخت سے جو آمدنی ہوتی ہے اس کا کچھ حصہ وہ حصص بازار میں لگانے کا فیصلہ کرتا ہے اور ٹاٹا کمپنی کے 100 حصص خرید لیتا ہے۔ عام زبان میں اس کے لیے سرمایہ کاری کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ہم کہیں گے کہ حامد نے ٹاٹا کمپنی میں سرمایہ کاری کی۔

اگلے مہینوں میں حامد دیکھتا ہے کہ اس کی آئس کریم کی طلب میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے حامد آئس کریم بنانے کی ایک اور مشین خریدتا ہے۔ حامد کے مشین کی خرید پر کیے گئے اخراجات کے لیے بھی سرمایہ کاری کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ہم کہیں گے کہ حامد نے اپنے کاروبار میں سرمایہ کاری کی۔

غور کریں کہ دونوں صورتوں کے لیے ہم نے سرمایہ کاری کا لفظ استعمال کیا۔ عام زبان میں دونوں طرح کے اخراجات سرمایہ کاری کے اخراجات ہوں گے۔ لیکن ماہرینِ معاشیات پہلی صورت کو سرمایہ کاری نہیں کہتے۔ جب حامد نے ٹاٹا کمپنی کے شئیر خریدے تو کسی دوسرے فرد نے ان شئیر کو فروخت کیا۔ اس لین دین سے کوئی نیا اثاثہ پیدا نہیں ہوا بلکہ صرف اثاثے کی ملکیت میں تبدیلی ہوئی۔ یہ محض مالیاتی سرمایہ (Financial Investment) کاری ہے۔ دوسری صورت میں جس میں حامد نے نئی آئس کریم مشین لگائی، نئے اثاثے کی پیدائش ہوئی۔ معاشیات میں یہ حقیقی سرمایہ کاری ہے۔ حقیقی سرمایہ کاری سے مراد ہے مادی سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ کرنا۔ اس طرح، معاشیات میں سرمایہ کاری، سرمایے کے ذخیرے مثلاً، مشین، آلات، عمارات وغیرہ میں اضافے کے لیے کیے گئے نئے اخراجات کو کہتے ہیں۔ سرمایہ کاری ان اشیا (اشیائے سرمایہ) کی خرید پر کیا گیا خرچ ہے جن ہیں مزید اشیا کی پیداوار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ سرمایہ کاری کے لیے رقم نجی افراد، فرموں اور حکومت کی کی گئی بچت سے آتی ہے۔ اسی طرح، بیرون ملک سے بھی سرمایہ کاری کے لیے رقم حاصل

کی جاسکتی ہے۔

12.3 سرمایہ کاری کی اقسام (Types of Investment)

کلی معاشیات میں سرمایہ کاری کو تین قسموں میں درجہ بند کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ان کی مختصر وضاحت پیش کی گئی ہے۔

1. کاروباری مقررہ سرمایہ کاری (Business Fixed Investment)

کاروباری مقررہ سرمایہ کاری مزید اشیا و خدمات کی پیداوار کے لیے نئے مقررہ کاروباری سرمایے مثلاً مشین، آلات وغیرہ کی خرید پر کیے گئے اخراجات کو کہتے ہیں۔ ان مشینوں اور آلات کے ذخیرے کو مقررہ سرمایہ کہتے ہیں۔ یہاں اصطلاح "مقررہ" سے مراد یہ ہے کہ ان مشینوں اور آلات کو نسبتاً طویل مدت تک استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً، آئس کریم بنانے کی مشین ایک بار خریدنے کے بعد طویل مدت تک اسے آئس کریم بنانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کینز کے نظریے میں کاروباری مقررہ سرمایہ کاری اس وجہ سے اہمیت کی حامل ہے کہ کاروباری مقررہ سرمایہ کاری مجموعی طلب کا ایک اہم جز ہے اور اس لیے آمدنی اور روزگار کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کے مطابق کاروباری مقررہ سرمایہ کاری متوقع شرح منافع (Expected Rate of Profit) (جسے کینز نے سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کہا) اور شرحِ سود سے متعین ہوتی ہے۔ چونکہ کینز کے نظریے میں شرحِ سود قلیل مدت میں نسبتاً متعین (Fixed) ہوتی ہے، اس لیے مستقبل میں منافع کمانے کی توقعات میں تبدیلی ہی کاروباری مقررہ سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ کا زیادہ سبب بنتی ہے۔

اس کے برعکس، نیو کلاسیکی نظریے کے مطابق، کاروباری مقررہ سرمایہ کاری کا تعین سرمایے کی حاشیائی پیداواریت (Marginal Productivity) اور سرمایے کی صارف لاگت (User Cost of Capital) سے ہوتا ہے۔ صارف لاگت کا انحصار اشیایے سرمایہ کی قیمت، شرح سود اور فرسودگی (Depreciation) کی شرح پر ہوتا ہے۔ نو کلاسیکی ماڈل کے مطابق، اگر سرمایے کی حاشیائی پیداواریت سرمایے کی صارف لاگت سے زیادہ ہو تو فرموں کے لیے مقررہ سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہوگا۔ اس ماڈل میں، شرحِ سود، جو کہ سرمایے کی صارف لاگت کا ایک اہم جز ہے، اور منافع ٹیکس کاروباری مقررہ سرمایہ کاری کے تعین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

2. رہائشی سرمایہ کاری (Residential Investment)

رہائشی سرمایہ کاری سے مراد وہ اخراجات ہیں جو افراد رہنے یا کرایے پر دینے کے لیے نئے مکانات یا رہائشی عمارتیں بنانے یا خریدنے پر کرتے ہیں۔ رہائشی سرمایہ کاری مختلف ممالک میں جی ڈی پی کے 3 فیصد سے 5 فیصد تک ہوتی ہے۔ رہائشی سرمایہ کاری کی دو اہم خصوصیات قابلِ ذکر ہیں۔ اول یہ کہ چونکہ ایک رہائشی اکائی کی اوسط زندگی 40 سے 50 سال ہوتی ہے، اس لیے ایک سال میں نئی رہائشی سرمایہ کاری (یعنی رہائشی سرمایہ کاری کے بہاؤ) کے مقابلے میں اُس سال میں موجود رہائشی اکائیوں کا ذخیرہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ،

پرانی رہائشی اکائیوں کی خرید و فروخت کا بازار موجود ہے۔ لہٰذا، جو لوگ ان کی تعمیر کرتے ہیں یا ان کے مالک ہیں انہیں اس بازار میں فروخت کر سکتے ہیں۔

رہائشی سرمایہ کاری موجودہ رہائشی اکائیوں کی قیمت پر منحصر کرتی ہے۔ موجودہ اکائیوں کی قیمت جتنی زیادہ ہوگی، نئی اکائیوں کی تعمیر اور خرید میں سرمایہ کاری اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ رہائشی اکائیوں کی قیمت کا تعین ان کی طلب اور رسد سے ہوتا ہے۔ جہاں ان کا خط طلب مائل بنشیب ہوتا ہے، وہیں موجودہ اکائیوں کا خط رسد محور X کے متوازی ہوتا ہے۔

مدتِ طویل میں رہائش کی طلب کا تعین آبادی میں اضافے اور نئے گھرانوں کی تشکیل سے ہوتا ہے۔ آبادی میں اضافے کی بلند شرح رہائشی اکائیوں کی طلب میں اضافے کا باعث بنے گی۔ دو رکنی گھرانوں کے رجحان نے بھی رہائشی اکائیوں کی طلب میں اضافہ کیا ہے۔ آمدنی مکانات کی طلب کا تعین کرنے والا ایک اور اہم عنصر ہے۔ چونکہ نسبتاً طویل مدت میں آمدنی کی سطح میں کافی اتار چڑھاؤ آتا ہے، اس لیے رہائشی تعمیرات میں سرمایہ کاری کا مضبوط چکراتی نمونہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ سود بھی ایک اور اہم عنصر ہے جو رہائشی اکائیوں کی طلب کا تعین کرتا ہے۔ زیادہ تر مکانات، خاص طور پر شہروں میں، 20 سے 25 سال کے عرصے کے لیے بینکوں سے قرض لے کر خریدے جاتے ہیں۔ عام طور پر، خریدے گئے مکانات بینکوں یا دیگر مالیاتی اداروں کے پاس رہن رکھے جاتے ہیں جو اس مقصد کے لیے رقم فراہم کرتے ہیں۔ وہ افراد جو رہن پر مکان خریدتے ہیں وہ اصل رقم کے علاوہ سود کی ماہانہ قسط ادا کرتے ہیں۔ اس لیے رہائشی اکائیوں کی طلب شرحِ سود میں تبدیلی کے متعلق انتہائی حساس ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے زری پالیسی کا رہائشی سرمایہ کاری پر کافی اثر پڑتا ہے۔

3. موجودات میں سرمایہ کاری (Inventory Investment)

فرمیں اپنے پاس خام مال، نیم تیار شدہ مصنوعات اور تیار شدہ مصنوعات کا ذخیرہ رکھتی ہیں۔ اس ذخیرے کو موجودات یا انوینٹری (Inventory) کہتے ہیں۔ فرموں کے اس ذخیرے یا موجودات میں آئی تبدیلی کو موجودات میں سرمایہ کاری کہتے ہیں۔ موجودات کا ذخیرہ رکھنے کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں۔ اولاً، فرم پیداوار کی سطح کو ہموار رکھنے کے لیے یہ ذخیرہ رکھتی ہے۔ فرموں کی مصنوعات کی فروخت میں عارضی اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ فروخت میں ان تبدیلیوں کے ساتھ مصنوعات کی پیداوار میں تبدیلی کے بجائے فرم کے لیے موجودات میں تبدیلی کرنا آسان اور سستا ہوتا ہے۔ فرم ایک مستحکم شرح پر مصنوعات تیار کرتی ہے اور فروخت میں اتار چڑھاؤ کے حساب سے اپنی موجودات کو تطبیق دیتی ہے۔ مثلاً، جب فروخت میں عارضی اضافہ ہوتا ہے تو فرم پیداوار بڑھانے کے بجائے اپنی موجودات میں سے فروخت کرتی ہے۔ اسی طرح فروخت میں عارضی کمی کی صورت میں فرم پیداوار کم کرنے کی بجائے اضافی پیداوار کو موجودات میں جوڑ دیتی ہے۔ موجودات کا ذخیرہ رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ فرم کے لیے خام مال اور دیگر مادخلات کو تھوڑی تھوڑی مقدار میں خریدنے کے بجائے بڑی مقدار میں خریدنا سستا سودا ہوتا ہے۔ لہٰذا، فرم کو موجودات کا ذخیرہ قائم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ موجودات کا ذخیرہ رکھنے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ جب فرم کی مصنوعات کی فروخت زیادہ ہو رہی ہو تو موجودات کا ذخیرہ ختم ہونے کے امکانات سے بچنے میں مدد کرتا ہے۔

موجودات کی سطح کا انحصار پیداوار کی اس سطح پر منحصر کرتا ہے جسے فرم پیدا کرنا چاہتی ہے۔ موجودات کی وضاحت کا ایک اہم ماڈل اسراع ماڈل (Acceleration Model) ہے۔ اس ماڈل کے مطابق فرم خام مال اور مصنوعات کا ذخیرہ پیداوار کے مخصوص تناسب میں رکھتی ہے۔ جب صنعت کار فرم کی پیداوار کی سطح زیادہ ہوتی ہے تو اسے خام مال اور نیم تیار شدہ مصنوعات کا زیادہ ذخیرہ رکھنا پڑتا ہے۔ جب معیشت عروج پر ہوتی ہے تو فرمیں موجودات کی زیادہ مقدار رکھنا چاہتی ہیں تاکہ جو مصنوعات وہ فروخت کر رہی ہیں ان کا اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ علامتی زبان میں، اگر N موجودات کی سطح ہے اور Y پیداوار کی سطح ہے اور β پیداوار کا تناسب ہے جسے فرم موجودات کی صورت میں رکھنا چاہتی ہے تو اسراع ماڈل کے مطابق

$$N = \beta Y$$

آپ جانتے ہیں کہ موجودات میں سرمایہ کاری کا مطلب موجودات کے ذخیرے میں تبدیلی ہے۔ لہذا،

$$I = \Delta N = \beta \Delta Y$$

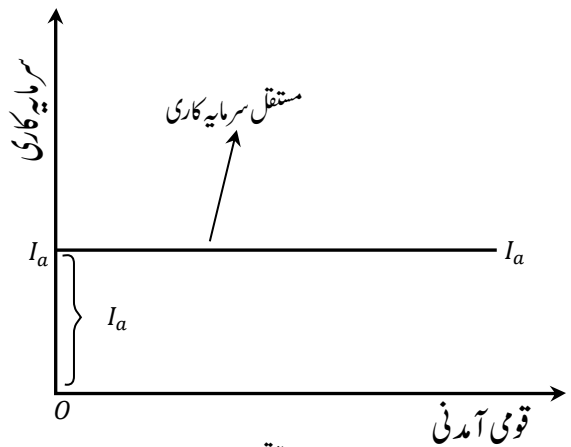
اسراع ماڈل کے مطابق β کی دی گئی قدر کے پیش نظر جب فرموں کی پیداوار بڑھے گی تو موجودات میں سرمایہ کاری بڑھے گی اور جب پیداوار میں کمی ہو گی تو موجودات میں سرمایہ کاری کم ہو گی۔ درحقیقت، جب طلب میں گراوٹ کی وجہ سے مصنوعات کی پیداوار میں کمی آتی ہے تو موجودات کا ذخیرہ بھی کم ہونے لگتا ہے یعنی سرمایہ کاری منفی ہونے لگتی ہے۔

کینز نے سرمایہ کاری کی ایک اور تقسیم کی ہے؛ مستقل سرمایہ کاری (Autonomous Investment) اور تابع سرمایہ کاری (Induced Investment)۔ ان کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے۔

1. مستقل سرمایہ کاری (Autonomous Investment)

مستقل سرمایہ کاری یا خود از سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی اور لہذا آمدنی میں تبدیلی آنے پر اس سرمایہ کاری کی سطح میں تبدیلی نہیں آتی۔ کینز کا ماننا تھا کہ (مدتِ قلیل میں) سرمایہ کاری کا انحصار سرمایے کی حاشیائی استعداد اور شرحِ سود پر ہوتا ہے لہذا آمدنی کی سطح کا سرمایہ کاری پر اثر نہیں پڑتا۔ کینز کے مطابق آمدنی سرمایہ کاری کو صِرف مدتِ طویل میں متاثر کرتی ہے۔ اس طرح، مدتِ قلیل میں سرمایہ کاری آمدنی کی سطح سے آزاد ہوتی ہے۔

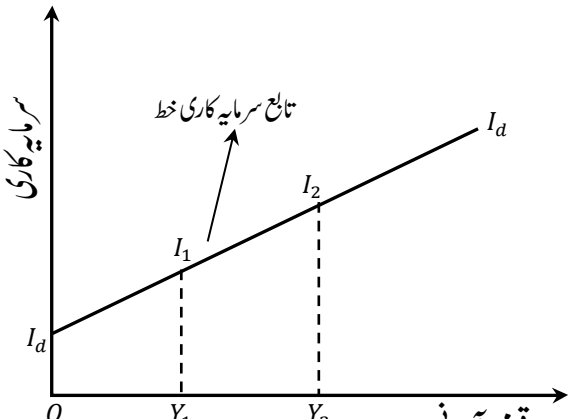
مستقل سرمایہ کاری عام طور پر گھروں، سڑکوں، عوامی اداروں اور دیگر معاشیاتی ڈھانچوں جیسے بجلی، ٹرانسپورٹ اور مواصلات میں ہوتی ہے۔ یہ سرمایہ کاری آمدنی کی سطح کے مقابلے آبادی اور تکنیکی پیش رفت پر زیادہ منحصر کرتی ہے۔ اسی طرح، حکومت کی جانب سے کی جانے والی سرمایہ کاری بھی مستقل نوعیت کی ہوتی ہے۔ تصویر 12.1 میں مستقل سرمایہ کاری کے خط کو دکھایا گیا ہے۔



تصویر 12.1: مستقل سرمایہ کاری خط

2. تابع سرمایہ کاری (Induced Investment)

تابع سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی کی سطح میں تبدیلی سے متاثر ہوتی ہے۔ آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی تابع سرمایہ کاری اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ وجہ ظاہر ہے، آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی سماج کا صَرف بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا یعنی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اس طلب کو پورا کرنے کے لیے زیادہ اشیائے صرف پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی جس کے لیے اشیائے سرمایہ میں سرمایہ کرنی ہوگی تاکہ ان اشیائے صرف کی زیادہ مقدار پیدا کرنا ممکن ہو۔



تصویر 12.2: تابع سرمایہ کاری خط

حالانکہ کینز کے مطابق شرحِ سود سرمایہ کاری کے تعین کرنے والا اہم عامل ہے لیکن مشاہداتی تجربات کے مطابق سرمایہ کاری کا انحصار شرحِ سود سے زیادہ آمدنی پر ہوتا ہے۔ تابع سرمایہ کاری کے خط کو تصویر 12.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ تابع سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی کی سطح OY_1 پر سرمایہ کاری کی سطح Y_1I_1 ہوگی اور آمدنی کی سطح OY_2 پر سرمایہ کاری کی سطح Y_2I_2 ہوگی۔

کاروباری افراد سرمایہ کاری منافع کمانے کی غرض سے کرتے ہیں۔ وہ یا تو اپنے فرسودہ پلانٹ کو تبدیل کرنے یا پلانٹ کی صلاحیت کو بڑھانے یا اشیائے سرمایہ کو خریدنے کے لیے کرتے ہیں اور ایسا کرکے وہ منافع کمانے کی توقع رکھتے ہیں۔ اسی طرح پلانٹ کی اضافی صلاحیت کی موجودگی، کاروباری کی مصنوعات کی طلب، ٹیکس کے قوانین، سرمایہ کاری کے لیے درکار رقم کے حصول کی لاگت، تکنیکی تبدیلیاں اور اختراعات، بازار پر گرفت برقرار رکھنے کی خواہش، اپنے مالیاتی ذخائر وغیرہ بھی فرم کے سرمایہ کاری کے فیصلوں پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

سرمایہ کاری سے فرم کو حاصل ہونے والے متوقع منافع کے حساب کے لیے تین عوامل اہم ہیں۔ اول، سرمایے کے دورِ حیات میں اس سے حاصل ہونے والی کل متوقع آمدنی، دوم، سرمایے کی قیمتِ خرید (Purchase Price)، اور سوم، بازار شرحِ سود یا سرمایے کی رسد لاگت۔ چونکہ سرمایے سے متوقع آمدنی مستقبل میں ہوتی ہے لہٰذا اس کا حساب کرنے کے لیے منافع کی پیش گوئی کرنا ناگریز ہوجاتا ہے۔ نتیجتاً، سرمایہ کاری سے ہونے والے کل منافع کے تخمینے میں سرمایے کے دورِ حیات میں اس سے متوقع آمدنی کا بہاؤ اہم عنصر ہے۔ سرمایے سے حاصل ہونے والی سالانہ متوقع سالانہ آمدنی اور سرمایے کے دورِ حیات کے تخمینے کے لیے مستقبل سے متعلق پیشین گوئی کرنا ہوتا ہے لہٰذا یہ دونوں غیر یقینی ہوتے ہیں۔ مستقبل کی پیش گوئی کے مسئلے کو فی الحال کے لیے بھول کر، آیئے فرض کریں کہ فرم مشین کی کارآمد زندگی کا تخمینہ 5 سال کے طور پر کرتی ہے جس کے بعد اس کی قدر صفر ہوجائے گی۔ اس مشین کی مادی پیداواریت (Physical Productivity) اس مشین سے کل پیداوار میں سالانہ اضافے کے مساوی ہوگی۔ مادی پیداواریت کو مشین سے پیدا شدہ مصنوعات کی متوقع قیمت سے ضرب دے کر اس مشین سے متوقع خام آمدنی یا کل وصولی کا حساب کیا جاسکتا ہے۔ آسانی کے لیے فرض کریں کہ فرم توقع کرتی ہے کہ 5 سال کی

زندگی کے دوران یہ مشین مصنوع کی 100 اکائی سالانہ پیدا کرے گی اور 5 روپے فی اکائی پر فروخت کرے گی۔ مشین سے کل متوقع پیداوار 500 اکائی ہو گی اور کل متوقع خام آمدنی 25000 روپے ہو گی۔ اس تخمینہ شدہ خام آمدنی یا ہر سال ہونے والی کل وصولی سے اضافی مصنوع کی پیداوار کے لیے خام مال، مزدوری، بجلی وغیرہ کی خرید پر ہونے والی کل لاگت کو گھٹا کر متوقع خالص آمدنی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ آیئے 5 سالوں میں سے ہر ایک سال کے دوران متوقع سالانہ خالص آمدنی کے بہاؤ کو R_1, R_2, R_3, R_4 اور R_5 سے ظاہر کریں، جہاں R سے مراد متوقع سالانہ خالص آمدنی کا بہاؤ ہے اور عدد 1, 2, 3, 4 اور 5 بالترتیب پہلے، دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں سال کو دکھاتے ہیں۔

اگر مشین سے سالانہ متوقع آمدنی کا مجموعہ مشین کی قیمتِ خرید یا لاگت سے زیادہ ہو تو کیا متوقع آمدنی اور لاگت کے فرق کو ہم مشین سے 5 سال کے دوران حاصل متوقع منافع کہہ سکتے ہیں؟ کیا اس فرق کو 5 سے تقسیم کر کے ہم سالانہ اوسط متوقع منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا اس فرق کو مشین کی لاگت سے تقسیم کر کے منافع کی سالانہ شرح کو حاصل کر سکتے ہیں؟ ان تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشین کی لاگت سے زیادہ حاصل آمدنی منافع نہیں ہے کیونکہ جہاں متوقع آمدنی سالانہ قسطوں میں حاصل ہوتی ہے وہیں مشین کی کل لاگت مشین خریدتے وقت یک مشت ادا کی جاتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ افراد کی نظروں میں آج کا ایک روپیہ مستقبل کے ایک روپے سے زیادہ قدر رکھتا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ فرض کریں کہ شرح سود 10 فیصد سالانہ ہے۔ اگر آج ایک روپے کی سرمایہ کاری کی جائے تو ایک سال بعد 10 پیسے سود کی مد میں حاصل ہوں گے۔ یعنی ایک سال بعد ایک روپے کی قدر ایک روپیہ 10 پیسے ہو جائے گی۔ اس صورت میں آج کی ایک روپے کی آمدنی ایک سال کے بعد ایک روپے کی آمدنی سے زیادہ قدر کی حامل ہو گی۔ آج موصول ہونے والی ایک روپے کی سرمایہ کر کے اس پر 10 فیصد کا سود کمایا جاسکتا ہے جو ایک سال بعد ملنے والی آمدنی پر کمانا ممکن نہیں ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں اگر آج کے بجائے ایک فرد کو ایک سال بعد ایک روپیہ ادا کیا جائے تو اسے دس پیسے کا نقصان ہو گا۔ مستقبل میں ملنے والا ایک روپیہ آج کے ایک روپے سے کم قدر کا حامل ہو گا۔ 10 فیصد شرح سود کی صورت میں مستقبل کا ایک روپیہ آج کے 90.91 پیسے کے برابر ہو گا۔ اگر روپے پر مثبت شرح سود وصول کیا جاسکتا ہے تو مستقبل میں وصول کردہ ایک روپیہ موجودہ وقت میں ایک روپے کی قدر کا حامل نہیں ہو گا۔ اسی طرح، مشین سے ہونے والی متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ کا مشین کی لاگت یا قیمت خرید سے موازنہ کرنے کے لیے ان متوقع آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ قیمت کا حساب کرنا ہو گا۔ مستقبل کی قدر کی موجودہ قدر پتہ کرنے کے لیے مستقبل کی قدر کی مناسب شرح سود پر کٹوتی کی جاتی ہے۔ اس طرح، مستقبل میں متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ قدر کا پتہ لگانے کے لیے، ان بہاؤ کی کسی مناسب شرح پر کٹوتی کی جائے گی۔ لہٰذا، مستقبل کی سالانہ آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ قدر اس شرح پر منحصر ہو گی جس پر ان بہاؤ کی کٹوتی کی جاتی ہے۔ کسی بھی مستقبل کی آمدنی کے بہاؤ کی اگر کم شرح پر کٹوتی کی جائے تو اس کی موجودہ قدر نسبتاً زیادہ ہو گی اور اگر زیادہ شرح پر کٹوتی کی جائے تو اس کی موجودہ قدر نسبتاً کم ہو گی۔ کٹوتی کا عمل جس کے ذریعے مستقبل کی رقم کو اس کی موجودہ قدر میں تبدیل کرنے کے لیے کم کیا جاتا ہے، اس عمل کا الٹ ہے جس کے ذریعے موجودہ رقم مستقبل میں بڑھتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک سال بعد وصول ہونے والے 100 روپے کی 10 فیصد شرح کٹوتی پر موجودہ قدر 90.91 روپے ہے تو آج کے 90.91 روپے دس فیصد شرح سود پر ایک سال بعد 100 روپے ہو جائیں گے۔

متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ کی قدروں (R_1, R_2, R_3, R_4, R_5) کی موجودہ قدر پر شرحِ کٹوتی کا اثر پڑے گا۔ شرحِ کٹوتی میں اضافے سے ان کی موجودہ قدر میں کمی ہوگی اور شرحِ کٹوتی میں اضافے سے ان کی موجودہ قدر میں اضافہ ہوگا۔ جدول 12.1 میں مختلف شرح کٹوتی کے ساتھ متوقع سالانہ آمدنی کی موجودہ قدر کو دکھایا گیا ہے۔ جدول میں ہر سال مشین سے حاصل ہونے والی متوقع آمدنی کو دکھایا گیا ہے۔ فرض کریں کہ مشین ہر سال 100 روپے کی آمدنی دیتی ہے۔ ان سالانہ آمدنیوں کی مختلف شرحِ کٹوتی پر کٹوتی کرنے پر مختلف موجودہ قدر حاصل ہوتی ہیں۔ غور کریں کہ شرح کٹوتی جتنی زیادہ ہے اتنی ہی کم موجودہ قدر ہے۔ مثال کے طور پر 3 فیصد شرح کٹوتی پر پہلے سال کی آمدنی کی موجودہ قدر 97.09 ہوگی جبکہ 7 فیصد شرح کٹوتی پر موجودہ آمدنی 93.46 ہوگی۔ اسی طرح، دی گئی شرح کٹوتی پر مستقل بعید کی موجودہ قدر مستقل قریب کے مقابلے کم ہوگی۔ مثال کے طور پر 5 فیصد شرح کٹوتی پر سال اول کے 100 روپے کی قدر 95.24 ہوگی جبکہ سال پنجم کے 100 روپے کی موجودہ قدر 78.35 ہوگی۔ جدول کی نچلی قطار میں مشین کی زندگی کے دوران کل حاصل آمدنی کی موجودہ قدر کو دکھایا گیا ہے۔

جدول 12.1: شرحِ کٹوتی اور متوقع آمدنی کی موجودہ قدر

آمدنی کی متوقع سالانہ قسطیں	شرح کٹوتی پر موجودہ قدر				
	3%	4%	5%	6%	7%
$R_1 = 100$ روپے سال 1 کے اختتام پر	97.09	96.15	95.24	94.34	93.46
$R_1 = 100$ روپے سال 2 کے اختتام پر	94.26	92.46	90.70	89.00	87.34
$R_1 = 100$ روپے سال 3 کے اختتام پر	91.51	88.90	86.38	83.96	81.63
$R_1 = 100$ روپے سال 4 کے اختتام پر	88.85	85.48	82.27	79.21	76.29
$R_1 = 100$ روپے سال 5 کے اختتام پر	86.26	82.19	78.35	74.73	71.30
کل آمدنی	**457.97**	**445.18**	**432.95**	**421.24**	**410.02**

فرض کریں کہ وہ مشین جس سے 5 سال کے لیے سالانہ 100 روپے کی آمدنی متوقع ہے کی ابتدائی سال میں لاگت 432.95 روپے ہے۔ ایسی صورت میں کیا اس مشین میں سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہوگا؟ متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ اور مشین کی موجودہ لاگت کے بارے میں معلومات سے، ہم صرف مشین کی موجودہ قیمت پر منافع کی متوقع شرح حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر فرم ایسی مشین پر 432.94 روپے کی سرمایہ کرتی ہے جس سے اسے 5 سال تک سالانہ 100 روپے منافع ملنے کی توقع ہے تو 5 فیصد شرح کٹوتی پر ان سالانہ آمدنیوں کی قسطوں کی موجودہ قدر مشین کی لاگت کے مساوی یعنی 432.95 روپے ہوگی۔ اس طرح، اس مشین پر کی گئی سرمایہ کاری سے 5 فیصد متوقع منافع ہوگا۔ کیا یہ 5 فیصد متوقع شرحِ منافع فرم کو سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ کرے گی؟

دوسرے لفظوں میں اُس مشین پر جس کی لاگت 432.94 روپے ہے اور جس سے سرمایہ کار کو 5 سال کے لیے 100 روپے سالانہ آمدنی کی توقع ہے پر سرمایہ کاری کرنا فائدہ مند ہوگا اس طرح کہ 5 سال کی مدت میں مشین میں لگائے گئے فنڈز 5 فیصد متوقع شرح منافع دیتے ہیں؟ کیا آمدنی کی یہ 5 فیصد شرح فرم کو مشین میں سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ کرے گی؟ اس سوال کا جواب سرمایہ کاری کے لیے

ضروری فنڈز ادھار لینے کی لاگت یعنی مشین کی خریداری کے لیے سرمایہ کاری کے لیے مارکیٹ کی شرح سود کو جاننے کے بعد ہی دیا جا سکتا ہے۔ اگر سود کی شرح جس پر فرم مشین خریدنے کے لیے فنڈز ادھار لیتی ہے اُس شرح منافع سے زیادہ ہے جس کی فرم کو ادھار لیے گئے فنڈز کی سرمایہ کاری سے توقع ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مشین خریدنا فرم کے لیے فائدہ مند نہیں ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں، اگر بازار کی شرح سود 5 فیصد سے زیادہ ہے، تو فرم کو مشین کی خریداری پر کی جانے والی سرمایہ کاری پر خالص نقصان اٹھانا پڑے گا۔ نتیجتاً، فرم مشین نہیں خریدے گی۔

دوسری طرف، اگر بازار شرحِ سود 5 فیصد سے کم ہے، تو سرمایہ کاری منافع بخش ہو گی، اور فرم مشین خریدے گی۔ اس طرح، سود کی مارکیٹ کی شرح مشین کے فنڈز کی لاگت کی طرف سے فرم کے سرمایہ کاری کے فیصلے میں داخل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر فرم فنڈز نہیں لیتی ہے اور مشین کی لاگت کو اپنے فنڈز سے فنانس کرتی ہے، تب بھی فرم فیصلہ سازی کے عمل کو تبدیل نہیں کرے گی۔ اس صورت میں، فرم سود کی شرح جس پر وہ بازار میں اپنی رقم کو قرض پر دے سکتی ہے کا موازنہ کرے گی اس رقم پر منافع کی متوقع شرح کے ساتھ جب مشین پر سرمایہ کاری کی جائے گی۔ اس لیے اصول کے طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرم کو مشین میں سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہو گا اگر اس کی متوقع پیداواری زندگی کے دوران اس پر کی گئی سرمایہ کاری پر منافع کی متوقع شرح بازار شرحِ سود سے زیادہ ہو۔

12.4 کینز کا نظریۂ سرمایہ کاری (Keynes's Theory of Investment)

اوپر کی وضاحت کے بعد آیئے کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کی وضاحت کریں۔ کینز کے مطابق سرمایہ کاری کی طلب دو عوامل پر منحصر کرتی ہے؛ منافع کی متوقع شرح (جسے کینز نے سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کا نام دیا) اور شرح سود۔ مثال کے طور پر وہ شخص جس کے پاس بچت کردہ رقم ہے وہ اس رقم کو یا تو مشین، آلات اور دیگر اشیائے سرمایہ میں سرمایہ کاری میں لگا سکتا ہے یا دوسروں کو سود پر قرض کے طور پر دے سکتا ہے۔ فرض کریں کہ سرمایہ کاری سے اسے 15 فیصد منافع کی توقع ہے جب کہ بازار شرح سود 10 فیصد ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ یہ شخص قرض پر رقم دینے کی بجائے سرمایہ کاری کو ترجیح دے گا۔ اس مثال سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ سرمایہ کاری تب ہی منافع بخش ہو گی جب متوقع شرح منافع شرح سود سے زیادہ ہو۔ اگر متوقع شرح منافع بازار شرح سود سے زیادہ ہو گی تو معیشت میں نئی سرمایہ کاری ہو گی۔ اس کو دوسری مثال سے سمجھتے ہیں۔ مان لیں کہ یہ شخص سرمایہ کاری کے لیے رقم قرض پر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تب ہی سرمایہ کاری کرے گا جب متوقع منافع شرح سود سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر شرح سود 10 فیصد ہے تو یہ شخص تب ہی سرمایہ کاری کے لیے قرض لے گا جب اسے سرمایہ کاری سے ہونے والا متوقع منافع 10 فیصد سے زیادہ ہو گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ سرمایہ کاری متوقع شرح منافع اور شرح سود پر منحصر کرتی ہے۔ جب تک متوقع شرح منافع شرح سود سے زیادہ ہو گی آجر سرمایہ کاری کرتا رہے گا۔ آجر کا توازن سرمایہ کاری کی اس سطح پر قائم ہو گا جس پر سرمایے کی متوقع استعداد اور بازار شرح سود مساوی ہوں۔

کینز کے نظریے کے مطابق سرمایے کی حاشیائی استعداد یا منافع کی متوقع شرح سرمایے کی سطح کے تعین میں شرح سود سے زیادہ اہم

کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مدت قلیل میں شرح سود کافی حد تک مستحکم ہوتی ہے لیکن آجرین کی منافع سے متعلق توقعات کافی غیر مستحکم ہوتی ہیں۔ منافع کی توقعات میں اس غیر استحکامیت کی وجہ سے سرمایے کی حاشیائی استعداد میں عدم استحکام ہوتا ہے جس کا نتیجہ معاشی اتار چڑھاؤ کی صورت میں نکلتا ہے جسے کاروباری چکر کہتے ہیں۔ جب تاجرین اچھے منافع کی توقع کرتے ہیں تو زیادہ سرمایہ کاری کرتے ہیں جس سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور معیشت میں گرم بازاری اور خوش حالی آتی ہے۔ اس کے برعکس، جب تاجرین کی منافع سے متعلق اچھی توقعات نہیں ہوتی تو سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے جس سے مجموعی طلب میں کمی ہوتی ہے اور معیشت میں کساد بازاری، بے روزگاری اور زائد پیداواری گنجائش کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سرمایے کی حاشیائی استعداد سرمایہ کاری اور معاشی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

کینز کے مطابق شرح سود کا تعین ترجیح نقدیت اور زر کی رسد سے ہوتا ہے۔ جتنی ترجیح نقدیت زیادہ ہوگی اتنی ہی زیادہ شرح سود ہوگی۔ اسی طرح، دی گئی ترجیح نقدیت کے ساتھ جتنی زر کی رسد ہوگی شرح سود اتنی ہی کم ہوگی۔

12.4.1 سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital)

سرمایے کی حاشیائی استعداد منافع کی وہ شرح ہے جس کی توقع کسی اثاثے یا سرمایے میں سرمایہ کاری سے ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں سرمایے کی ایک اضافی اکائی سے منافع کی متوقع شرح کو سرمایے کی حاشیائی استعداد کہتے ہیں۔ کینز کے خود کے لفظوں میں:

"I define the marginal efficiency of capital as being equal to the rate of discount which would make the present value of the series of annuities given by the returns expected from the capital asset during its life just equal its supply price."[1]

"میں سرمایے کی حاشیائی استعداد کو اس شرح کٹوتی کے مساوی قرار دیتا ہوں جو اثاثۂ سرمایہ کی زندگی کے دوران اس سے متوقع منافع کی سالانہ قسطوں کی موجودہ قدر کو اس کی رسد قیمت کے مساوی کرتی ہو۔"

کینز کی درج بالا تعریف کو سمجھنے کے لیے ایک کاروباری پر غور کریں جو کسی اثاثۂ سرمایہ میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ سرمایہ کاری سے پہلے تاجر یہ مد نظر رکھے گا کہ اثاثے کے لیے اسے کتنی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اسے رسد قیمت (Supply Price) یا سرمایے کی لاگت (Cost of Capital) کہتے ہیں۔ فرض کریں کہ سرمایے کی رسد قیمت C ہے۔ دوسری طرف وہ اس پر نظر رکھے گا کہ اثاثے سے کتنی آمدنی متوقع ہے۔ اثاثۂ سرمایہ کئی سالوں تک مصنوعات پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا، تاجر دیکھے گا کہ اثاثے کی پوری زندگی کے دوران اس سے کتنی آمدنی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ فرض کریں کہ ہر سال R آمدنی کی توقع کی جاتی ہے۔ لہٰذا، سرمایے کی حاشیائی استعداد وہ شرح ہوگی جس سے سرمایے کی رسد قیمت اور سرمایے سے متوقع کٹوتی شدہ آمدنی (یا متوقع آمدنی کی موجودہ قدر) مساوی ہو جاتی ہوں۔ یعنی MEC وہ شرح ہوگی

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* Macmillan Cambridge University Press.

جس شرح پر درج ذیل مساوات حاصل ہوتی ہو۔

$$Supply\ Price = Discounted\ Prospective\ Yield$$

$$C = \frac{R_1}{1+r} + \frac{R_2}{(1+r)^2} + \frac{R_3}{(1+r)^3} \ldots . + \frac{R_n}{(1+r)^n}$$

$$C = \sum_{i=1}^{n} \frac{R_i}{(1+r)^i}$$

جہاں، C سرمایے کی رسد قیمت اور $R_1, R_2, R_3, \ldots R_n$ وغیرہ سرمایے سے حاصل شدہ سالانہ آمدنی ہے اور r وہ شرح کٹوتی ہے جو سرمایے سے متوقع سالانہ آمدنی کے حاصل جمع کو رسد قیمت کے مساوی کرتی ہو۔ لہذا، r سرمایے سے متوقع منافع یا سرمایے کی حاشیائی استعداد ہے۔ درج بالا مساوات سے درج ذیل مشاہدات سامنے آتے ہیں:

1. کسی بھی سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کا تخمینہ کیا جاسکتا ہے اگر ہمیں سرمایے کی رسد قیمت اور اس کے پیداواری دور حیات کی متوقع سالانہ آمدنی کی قسطوں کا علم ہو۔
2. سرمایے کی حاشیائی استعداد کی قدر کا بازار شرح سود سے موازنہ کرکے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہو گا یا نہیں۔
3. سرمایے کی حاشیائی استعداد اور بازار شرحِ سود کے فرق سے ہمیں خالص متوقع شرحِ آمدنی (Net Expected Rate of Return) حاصل ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر سرمایے کی حاشیائی استعداد 10 فیصد ہو اور بازار شرحِ سود 6 فیصد ہو تو خالص متوقع شرحِ آمدنی 4 فیصد ہو گی۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے ایک مثال پر غور کریں۔ فرض کریں کہ ایک مشین پر سرمایہ کاری میں 3000 روپے لگتے ہیں اور یہ مشین دو سال کے لیے کارآمد ہے اس کے بعد مشین بے کار ہو جاتی ہے۔ فرض کریں کہ مشین سے پہلے سال میں 1100 روپے کی آمدنی ہوتی ہے اور دوسرے سال میں 2420 روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ ان قدروں کو درج بالا مساوات میں رکھنے پر

$$C = \frac{R_1}{1+r} + \frac{R_2}{(1+r)^2}$$

$$3000 = \frac{1100}{1+r} + \frac{2420}{(1+r)^2}$$

درج بالا مساوات کو حل کرنے پر r کی قدر 10 فیصد آتی ہے۔ یعنی سرمایے کی حاشیائی استعداد 10 فیصد ہے۔ اگر r کی قدر کو درج بالا مساوات میں رکھیں تو رسد قیمت اور کٹوتی شدہ متوقع آمدنی مساوی ہوتی ہیں۔

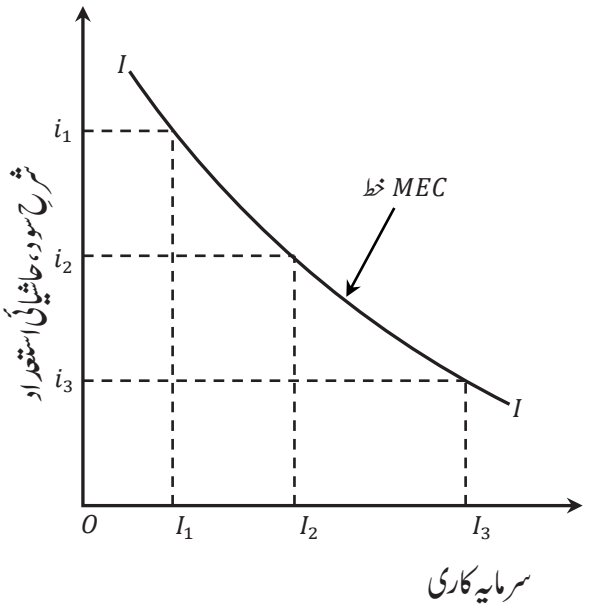
$$3000 = \frac{1100}{1+0.10} + \frac{2420}{(1+0.10)^2}$$

$$3000 = \frac{1100}{1.10} + \frac{2420}{(1.10)^2}$$

$$3000 = 1000 + 2000 = 3000$$

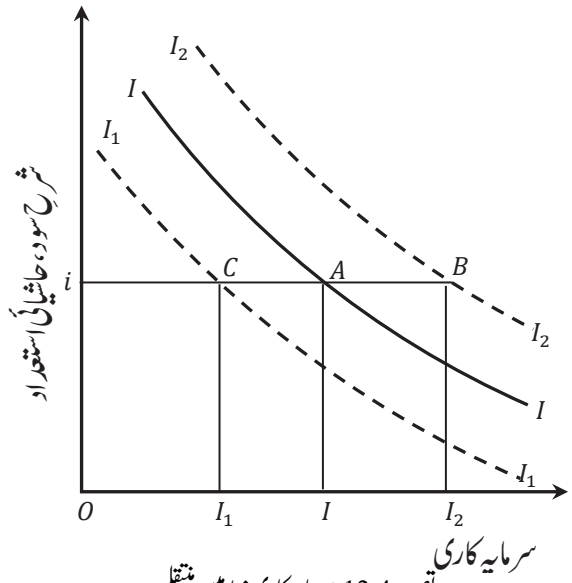
اگر کسی معیشت میں تمام ممکنہ منصوبوں کو ان کی MEC کی نزولی ترتیب میں ترتیب دیا جائے تو سرمایہ کار ان منصوبوں پر سرمایہ کاری کریں گے جن کی حاشیائی استعداد شرح سود سے زیادہ ہو۔

سرمایہ کاری کی مقدار بڑھنے سے سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی آتی ہے (جیسا کہ تصویر 12.3 میں دکھایا گیا ہے)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی سرمایہ کاری بہترین مواقع پر مرکوز ہوتی ہے اور آمدنی کی اعلیٰ شرح دیتی ہے۔ بعد کی سرمایہ کاری کم پیداواریت کی حامل ہوتی ہے اور بتدریج کم اور کم منافع دیتی ہے۔



تصویر 12.3: MEC اور سرمایہ کاری خط

کتنی مقدار میں سرمایہ کاری کی جائے گی اس کا انحصار نہ صرف متوقع منافع پر ہوتا ہے بلکہ سرمایے کی لاگت، یعنی شرح سود پر بھی ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری اس نقطے تک منافع بخش ہوگی جہاں سرمایے کی حاشیائی استعداد سرمایے کی لاگت کے برابر ہو۔ تصویر 12.3 دیکھا جاسکتا ہے کہ جب سرمایہ کاری OI_1 کے مساوی ہوگی تو حاشیائی استعداد i_1 ہوگی۔ جب سرمایہ کاری بڑھ کر OI_2 ہو جاتی ہے تو حاشیائی استعداد کم ہو کر i_2 ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سرمایہ کاری کی OI_3 مقدار کی صورت میں حاشیائی استعداد i_3 ہوگی۔ توازنی سرمایہ کاری اس حاشیائی استعداد پر ہوگی جو شرح سود کے مساوی ہو۔ اس طرح اگر بازار شرح سود i_1 ہوگی توازنی سرمایہ کاری OI_1 ہوگی۔ اسی طرح اگر شرح سود i_2 ہوگی تو توازنی سرمایہ کاری OI_2 ہوگی۔ اگر بازار شرحِ سود کم ہو کر i_3 ہو جاتی ہے تو سرمایہ کاری بڑھ کر OI_3 ہو جاتی ہے۔ اس طرح، حاشیائی استعداد خط سرمایہ کاری خط کو دکھاتا ہے۔ سرمایہ کاری خط دکھاتا ہے کہ مختلف شرح سود پر سرمایہ کاری کی کیا مقدار ہوگی۔



تصویر 12.4: سرمایہ کاری خط میں منتقلی

منافع سے متعلق توقعات میں تبدیلی سے سرمایے کی حاشیائی استعداد میں تبدیلی آتی ہے اور لہٰذا سرمایہ کاری خط میں منتقلی ہوتی ہے۔ اگر توقعات میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایہ کاری خط داہنی جانب منتقل ہوتا ہے۔ یعنی دی گئی شرحِ سود پر پہلے کے مقابلے زیادہ سرمایہ کاری ہوگی۔ اس کے برعکس، اگر توقعات میں کمی آتی ہے تو سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی ہوگی اور لہٰذا سرمایہ کاری خط بائیں جانب منتقل ہوگا۔ اس کو تصویر 12.4 میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں سرمایہ کاری خط II تھا اور OI مقدار

میں سرمایہ کاری کی جاتی تھی۔ کیونکہ سرمایہ کاری کی اس مقدار پر حاشیائی استعداد اور شرح سود مساوی تھیں۔ اب اگر سرمایہ کار کی مستقبل میں منافع سے متعلق توقعات میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایے کی حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوگا۔ اس صورت میں حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوگا یعنی شرحِ سود i پر سرمایہ کاری OI کی صورت میں حاشیائی استعداد بازار شرح سود سے زیادہ ہوگی۔ چونکہ حاشیائی استعداد شرحِ سود سے زیادہ ہوگی لہذا سرمایہ کار سرمایہ کاری میں اضافہ کرے گا اور سرمایہ کاری خط منتقل ہوکر I_2I_2 ہوجائے گا۔ اس خط پر شرح سود i پر سرمایہ کار نقطہ B پر توازن میں ہوگا اور OI_2 مقدار میں سرمایہ کاری کرے گا۔ اس کے برعکس، منافع سے متعلق توقعات میں کمی ہونے کی صورت میں حاشیائی استعداد میں کمی ہوگی اور سرمایہ کاری خط منتقل ہوکر I_1I_1 ہوجائے گا۔ اس صورت میں شرحِ سود i پر سرمایہ کار OI_1 مقدار میں سرمایہ کاری کرے گا۔

12.4.2 سرمایے کی حاشیائی استعداد کے عوامل (Factors of Marginal Efficiency of Capital)

سرمایے کی حاشیائی استعداد پر قلیل مدتی عوامل اور طویل مدتی عوامل دونوں اثرانداز ہوتے ہیں۔ قلیل مدتی عوامل درج ذیل ہیں:

قلیل مدتی عوامل

1. **متوقع طلب:** اگر مستقبل میں مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہونے کی امید ہوگی تو حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوگا اور اگر مستقبل میں مصنوعات کی طلب میں کمی متوقع ہوگی تو حاشیائی استعداد کم ہوگی۔
2. **لاگت اور قیمتیں:** اگر لاگتوں میں کمی کی توقع ہوتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ متوقع ہوتا ہے تو سرمایے کی حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر لاگتوں میں اضافے اور قیمتوں میں کمی کی توقع ہوتی ہے تو حاشیائی استعداد میں کمی ہوتی ہے۔
3. **حاشیائی میلانِ صرف:** حاشیائی میلانِ صرف جتنا زیادہ ہوگا سرمایہ کاری اتنی زیادہ ہوگی۔
4. **آمدنی میں تبدیلی:** آمدنی کی سطح میں اضافے سے حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوگا جبکہ آمدنی کی سطح میں کمی سے حاشیائی استعداد میں کمی ہوگی۔
5. **اعتماد کی سطح:** رجائیت کے دور میں سرمایہ کار زیادہ منافع کی توقع کرتے ہیں اور لہذا حاشیائی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس قنوطیت کے دور میں سرمایہ کار منافع کی کم امید رکھتے ہیں اور لہذا حاشیائی استعداد کم ہوتی ہے۔

طویل مدتی عوامل

1. **آبادی میں اضافہ:** تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا مطلب ہے تمام قسم کی اشیا و خدمات کی طلب میں اضافہ۔ جس کا نتیجہ سرمایے کی حاشیائی استعداد میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس کے برعکس، آبادی میں کمی سے اشیا و خدمات کی طلب میں کمی آتی ہے اور لہذا حاشیائی استعداد میں کمی آتی ہے۔
2. **نئے علاقوں کی ترقی:** جب کوئی نیا علاقہ تیار ہوتا ہے تو تمام شعبوں جیسے زراعت، صنعت، بجلی، مکان وغیرہ میں بھاری سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔

3. **تکنیکی عوامل:** نئی ایجاد یا دریافت صنعتی اداروں میں نئی مشینری کی تنصیب کی ضرورت پیدا کرتی ہے اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

4. **صنعت کی پیداواری صلاحیت:** اگر موجودہ صلاحیت کو مکمل طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو پھر طلب میں مزید اضافے کو نئے سرمایے کے آلات پر نئی سرمایہ کاری کرکے پورا کیا جائے گا۔

5. **موجودہ سرمایہ کاری کی سطح:** اگر سرمایہ کاری کی موجودہ سطح پہلے سے ہی زیادہ ہے تو مزید سرمایہ کاری کی گنجائش کم ہوگی۔

12.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- سرمایہ کاری کے معنی بیان کر سکیں۔
- سرمایہ کاری کی قسمیں بیان کر سکیں۔
- سرمایہ کاری کے عوامل کو بیان کر سکیں۔
- کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کی وضاحت کر سکیں۔

12.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

سرمایے کی حاشیائی استعداد: Marginal Efficiency of Capital- شرح کٹوتی جو اثاثہ سرمایہ کی زندگی کے دوران اس سے متوقع منافع کی سالانہ قسطوں کی موجودہ قدر کو اس کی رسد قیمت کے مساوی کرتی ہو۔

12.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

12.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کا تعین کرنے والا عامل کون سا ہے؟

(a) سرمایے کی حاشیائی استعداد (b) شرحِ سود

(c) (a) اور (b) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

2. ان میں سے کون سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنے گا؟

(a) سود کی کم شرح (b) کم قومی آمدنی کی توقعات

(c) حاشیائی میلانِ صرف میں کمی (d) درج بالا سبھی

3. شرح سود میں اضافے سے

(a) پس اندازی میں کمی ہو گی۔ (b) کرنسی کی بیرونی قدر میں کمی ہو گی۔

(c) سرمایہ کاری خط میں منتقلی ہو گی۔ (d) سرمایہ کاری خط پر حرکت ہو گی۔

4. منافع بیش ترین کرنے والی فرم اس مقدار میں سرمایہ کاری کرے گی جہاں

(a) قرض لینے کی لاگت سرمایے کی حاشیائی استعداد کے برابر ہو۔

(b) قرض لینے کی لاگت سرمایے کی حاشیائی استعداد سے کم ہو۔

(c) قرض لینے کی لاگت سرمایے کی حاشیائی استعداد سے زیادہ ہو۔

(d) قرض لینے کی لاگت حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی ہو۔

5. تابع سرمایہ کاری منحصر ہوتی ہے:

(a) قیمت کی سطح اور شرح سود پر (b) آمدنی کی سطح اور شرح سود پر

(c) روزگار کی سطح اور اجرت کی شرح پر (d) قیمت کی سطح اور اجرت کی شرح پر

6. سرمایہ کاری میں اضافے سے سرمایے کی حاشیائی استعداد

(a) زیادہ ہوتی ہے (b) کم ہوتی ہے

(c) مستقل رہتی ہے (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

7. مندرجہ ذیل میں سے کون حقیقی سرمایہ کاری ہے؟

(a) شیئر کی خریداری (b) پرانی فیکٹری کی خریداری

(c) عمارتوں کی تعمیر (d) بینک میں ڈپازٹ اکاؤنٹ کھولنا

8. اگر بازار شرحِ سود 8 فیصد ہے جبکہ سرمایے کی حاشیائی استعداد 6 فیصد ہے۔ سرمایے کی خالص حاشیائی استعداد ہو گی:

(a) 2 فیصد (b) 14 فیصد

(c) 2- فیصد (d) 6 فیصد

9. درج ذیل میں کون سرمایے کی حاشیائی استعداد میں اضافے کا سبب بنے گا؟

(a) تکنیکی پیش رفت (b) اشیا و خدمات کی طلب میں اضافہ

(c) آبادی میں اضافہ (d) درج بالا سبھی

10. سرمایے کی حاشیائی استعداد میں اضافے سے

(a) سرمایہ کاری خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔ (b) سرمایہ کاری خط بائیں جانب منتقل ہو گا۔

(c) سرمایہ کاری خط پر اوپر کو حرکت ہو گی۔ (d) سرمایہ کاری خط پر نیچے کو حرکت ہو گی۔

12.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کسے کہتے ہیں؟ مالیاتی سرمایہ کاری اور حقیقی سرمایہ کاری میں کیا فرق ہے؟
2. مقررہ سرمایہ کاری کسے کہتے ہیں؟
3. موجودات میں سرمایہ کاری کی وضاحت کریں۔
4. سرمایہ کاری اور بازار شرحِ سود کے مابین تعلق کی وضاحت کریں۔
5. ایک سرمایے کی قیمت خرید 427.02 روپے ہے۔ اس سے پانچ سال تک سالانہ 100 روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ سرمایے کی حاشیائی استعداد کا حساب کریں۔

12.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کی مختلف اقسام کی وضاحت کریں
2. سرمایے کی حاشیائی استعداد کو تفصیل سے بیان کریں۔
3. کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کو بیان کریں۔

12.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning

بلاک IV: ضارب اور اسراع

اکائی 13: ضارب کا تصور

(Concept of Multiplier)

اکائی کے اجزا:

13.0 تمہید (Introduction)

13.1 مقاصد (Objectives)

13.2 ضارب سرمایہ کاری (Investment Multiplier)

13.2.1 ضارب کا اشتقاق (Derivation of Multiplier)

13.2.2 ضارب کا طریق کار (Working of the Multiplier)

13.2.3 مفروضات (Assumptions)

13.2.4 نظریہ ضارب پر تنقید (Criticism of Theory of Multiplier)

13.2.5 ضارب کی عددی مثالیں (Numerical Examples of Multiplier)

13.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

13.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

13.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

13.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

13.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

13.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

13.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

13.0 تمہید (Introduction)

ضارب ایسا عامل ہے جو کسی اور شے یا متغیر کی بنیادی قدر کو بڑھاتا ہے۔ مثال کے طور پر ضارب 2 بنیادی عدد کی قدر کو دوگنا کرتا

ہے، ضارب 3 بنیادی عدد کی قدر تین گنا کرتا ہے اور ضارب 0.5 بنیادی عدد کی قدر نصف کرتا ہے۔ جب ہم معاشیات میں ضارب کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد ایسا معاشی عامل ہوتا ہے جس کے بڑھنے / گھٹنے پر یا اس میں تبدیلی آنے پر متعلقہ معاشی متغیرات میں اضافہ / کمی یا تبدیلی ہوتی ہے۔ معاشیات میں ضارب کا تصور سب سے پہلے ایف۔ اے۔ کاہن (A. F. Kahn) نے استعمال کیا تھا۔ کاہن نے ضارب کا تصور سرمایہ کاری اور روزگار کے حوالے سے استعمال کیا اور دکھایا کہ کیسے سرمایہ کاری میں تبدیلی سے روزگار میں تبدیلی آتی ہے۔ کاہن نے اسے ضاربِ ملازمت (Employment Multiplier) کا نام دیا۔ بعد میں کینز نے اس تصور کو سرمایہ کاری اور آمدنی کے حوالے سے استعمال کیا اور اسے ضاربِ سرمایہ کاری (Investment Multiplier) یا ضاربِ آمدنی (Income Multiplier) کا نام دیا۔ ضارب کے اور بھی تصورات ہیں لیکن اس اکائی میں ہم کینز کے دیے گئے ضارب کے تصور پر تبصرہ کریں گے۔

13.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کے نظریہ ضارب کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے نظریہ ضارب کے اشتقاق کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے نظریہ ضارب پر کی گئی تنقیدات کو بیان کرنا۔

13.2 ضارب سرمایہ کاری (Investment Multiplier)

کینز کے آمدنی اور روزگار کے نظریے میں ضارب بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کینز کے مطابق سرمایہ کاری میں اضافہ قومی آمدنی میں تناسب سے زیادہ (کئی گنا) اضافے کا سبب بنتا ہے۔ ضارب کی قدر جتنی زیادہ ہوگی، سرمایہ کاری میں اضافہ اتنا ہی زیادہ معیشت کی آمدنی میں اضافے کا سبب بنے گا۔ مثال کے طور پر اگر معیشت میں 1000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوتی ہے تو ضارب کے مطابق معیشت کی آمدنی صرف 1000 کروڑ روپے سے نہیں بڑھے گی بلکہ ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے آمدنی میں 1000 کروڑ کا کئی گنا اضافہ ہوگا۔ اگر ضارب 4 ہے تو 1000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری سے آمدنی میں 4000 کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا ($4 \times 1000 = 4000$)۔ اسی طرح، اگر سرمایہ کاری میں 100 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں 300 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو ضارب 3 ہوگا ($\frac{300}{100} = 3$)۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے فرض کریں کہ حکومت پبلک لائبریری بنانے کے لیے 100 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کرتی ہے۔ اس کے لیے حکومت مزدوروں، معماروں، ٹھیکہ داروں اور اس پروجیکٹ میں کام کرنے یا ساز و سامان فراہم کرنے والوں کو 100 کروڑ روپے کے برابر معاوضے ادا کرے گی جو ان افراد کی آمدنی ہوگی۔ یہ افراد اس اضافی آمدنی کا بڑا حصہ اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کریں گے۔ فرض کریں کہ ان افراد کی MPC کی قدر 80 فیصد ہے۔ لہٰذا، یہ افراد 100 کروڑ اضافی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 80 کروڑ روپے اشیا و خدمات کی فروخت میں لگا دیں گے۔ جن افراد سے یہ اشیا و خدمات خریدیں گے ان کو 80 کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ یہ افراد بھی اپنی اس آمدنی کو ان کی MPC کی قدر پر

منحصر کرتے ہوئے اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کریں گے ۔ مان لیں کہ ان کی MPC کی قدر بھی 80 فیصد ہے، لہذا وہ 64 کروڑ روپے اشیا و خدمات کی خرید میں لگا دیں گے۔ جن سے یہ اشیا خریدیں گے ان کی آمدنی میں 64 کروڑ کا اضافہ ہو گا۔ وہ بھی اپنی MPC پر منحصر کرتے ہوئے اس آمدنی کا کچھ حصہ اشیا کی خرید پر لگائیں گے جس سے دوسروں کی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ اس طرح کا سلسلہ چلتا رہے گا اور لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن آمدنی میں ہر اضافی اضافہ بتدریج کم ہوتا جائے گا کیونکہ ہر مرحلے میں آمدنی کے ایک حصے کو پس انداز کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح، ہم دیکھتے ہیں کہ آمدنی میں صِرف 100 کروڑ روپے کا اضافہ نہیں ہو گا بلکہ 100 کروڑ کا کئی گنا اضافہ ہو گا۔

اوپر کی تفصیل کے بعد ضارب کی تعریف سمجھنا آسان ہو گا۔ کینز کے مطابق "۔۔۔ جب سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا تو آمدنی میں اس مقدار میں اضافہ ہو گا جو سرمایے میں اضافے کا K گنا ہو گا" یعنی $\Delta Y = k.\Delta I$۔ دوسرے لفظوں میں کہیں تو ضارب سرمایہ کاری ایسا عددی سر (Coefficient) ہے جو سرمایہ کاری میں اضافے اور آمدنی میں اضافے کے مابین نسبت دکھاتا ہے۔ اگر k ضارب ہے، ΔY آمدنی Y میں تبدیلی اور ΔI سرمایہ کاری I میں تبدیلی ہے تو علامتی زبان میں ضارب k ہو گا:

$$k = \frac{\Delta Y}{\Delta I}$$

13.2.1 ضارب کا اشتقاق (Derivation of Multiplier)

اوپر کی مثال سے آپ اندازہ کر چکے ہوں گے کہ ضارب کی قدر میں حاشیائی میلانِ صرف اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اوپر دی گئی مثال میں اگر معیشت کے تمام افراد کا میلان صرف 80 فیصد تھا تو مجموعی آمدنی میں ہوا کل اضافہ ہو گا:

$$\Delta Y = 100 + 100 \times 0.8 + 100 \times 0.8^2 + 100 \times 0.8^3 + 100 \times 0.8^4 + \cdots$$
$$\Delta Y = 100(1 + 0.8 + 0.8^2 + 0.8^3 + 0.8^4 + \cdots)$$

درج بالا مساوات ہندسی سلسلہ (Geometric Progression) ہے۔ لہذا، اسے اس صورت میں بھی لکھا جا سکتا ہے۔

$$\Delta Y = \frac{100}{1 - 0.8} = \frac{100}{0.2} = 500$$

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حاشیائی میلان صرف کی قدر 0.8 ہونے کی صورت میں سرمایہ کاری میں 100 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں 500 کروڑ کا اضافہ ہو گا۔ آیئے اب ضارب کے الجبرائی فارمولے کا اشتقاق کریں۔

ایک سادہ معیشت جس میں صِرف دو سیکٹر یا شعبے ہوں (صارفین اور فرم)، اس کی آمدنی Y کو یا تو اشیائے صَرف (C) میں لگایا جائے گا یا سرمایہ کاری (I) میں اس طرح کہ مجموعی اخراجات (Aggregate Expenditure) مجموعی قومی آمدنی (National Income) کے مساوی ہوں گے۔ یعنی

$$Y = C + I$$

تبدیلی کے ساتھ درج بالا مساوات کو لکھا جا سکتا ہے:

$$\Delta Y = \Delta C + \Delta I$$

کینز کے دو سیکٹر نمونے میں سرمایہ کاری کو مستقل فرض کیا جاتا ہے یعنی آمدنی میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں تبدیلی نہیں ہوتی جبکہ صَرف کو آمدنی کا تفاعل فرض کیا جاتا ہے یعنی آمدنی میں تبدیلی سے صَرف میں تبدیلی آتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کینز کے تفاعلِ صَرف کی مساوات($C = a + bY$)ہوتی ہے جس میں a مستقلہ یا مستقل صرف ہے اور b تفاعل صرف کا ڈھلان یا حاشیائی میلانِ صرف ہے۔اس طرح

$$\Delta C = \Delta(a + bY)$$

چونکہ a اور b دونوں مستقل ہیں لہذا ان میں تبدیلی صفر ہو گی۔اس طرح درج بالا مساوات ہو گی:

$$\Delta C = b\Delta Y$$

ΔC کو آمدنی کی مساوات میں رکھنے پر

$$\Delta Y = b\Delta Y + \Delta I$$
$$\Delta Y - b\Delta Y = \Delta I$$
$$\Delta Y(1 - b) = \Delta I$$
$$\Delta Y = \frac{1}{1 - b}\Delta I$$
$$\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{1}{1 - b}$$

چونکہ b حاشیائی میلان صرف(MPC)ہے،اور(1-MPC)حاشیائی میلان بچت(MPS)کے مساوی ہوتا ہے،لہذا:

$$\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{1}{1 - MPC} = \frac{1}{MPS}$$
$$k = \frac{1}{1 - MPC} = \frac{1}{MPS} \qquad \because k = \frac{\Delta Y}{\Delta I}$$

متبادلاً،ضارب کا اشتقاق درج ذیل طریقے سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

ایک سادہ معیشت جس میں صرف دو سیکٹر ہوں(صارفین اور فرم)،اس کی آمدنی Y کو یا تو اشیائے صرف (C)میں لگایا جائے گا یا سرمایہ کاری(I) میں اس طرح کہ مجموعی اخراجات (Aggregate Expenditure) مجموعی آمدنی (National Income) کے مساوی ہوں گے۔یعنی

$$Y = C + I \qquad \ldots 1$$

درج بالا مساوات میں سرمایہ کاری مستقل ہے اور صَرف آمدنی پر منحصر کرتا ہے جس کی مساوات درج ذیل ہے۔

$$C = a + bY \qquad \ldots 2$$

مساوات 2 کو مساوات 1 میں رکھنے پر۔

$$Y = (a + bY) + I$$
$$Y - bY = a + I$$
$$Y(1 - b) = a + I$$
$$Y = \frac{a + I}{1 - b} \quad \ldots 3$$

اگر مستقل سرمایہ کاری I میں ΔI مقدار میں اضافہ ہو گا تو مجموعی سرمایہ کاری $I + \Delta I$ کے مساوی ہو جائے گی۔ نتیجے میں آمدنی بھی تبدیل ہو کر $Y + \Delta Y$ ہو جائے گی۔ لہذا

$$Y + \Delta Y = a + b(Y + \Delta Y) + I + \Delta I$$
$$Y + \Delta Y = a + bY + b\Delta Y + I + \Delta I$$
$$Y - bY + \Delta Y - b\Delta Y = a + I + \Delta I$$
$$Y(1 - b) + \Delta Y(1 - b) = a + I + \Delta I$$
$$(Y + \Delta Y)(1 - b) = a + I + \Delta I$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + I + \Delta I}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + I}{1 - b} + \frac{\Delta I}{1 - b} \quad \ldots 4$$

مساوات 3 کو مساوات 4 سے منہا کرنے پر

$$Y + \Delta Y - Y = \left[\frac{a + I}{1 - b} + \frac{\Delta I}{1 - b}\right] - \left[\frac{a + I}{1 - b}\right]$$
$$\Delta Y = \frac{\Delta I}{1 - b}$$
$$\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{1}{1 - b} = \frac{1}{1 - MPC} = \frac{1}{MPS}$$

ضارب کی قدر بتاتی ہے کہ مستقل سرمایہ کاری میں ایک اکائی (مثلاً 1 روپے کی) تبدیلی آنے پر آمدنی میں کتنی اکائیوں (روپوں) کی تبدیلی آئے گی۔ ضارب کی قدر $\frac{1}{MPS} = \frac{1}{1-MPC}$ کے مساوی ہو گی۔ اس مساوات سے دیکھا جا سکتا ہے کہ اگر حاشیائی میلان صرف یا حاشیائی میلان بچت کسی ایک کی بھی قدر معلوم ہو تو ضارب کی قدر کا حساب کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر MPC کی قدر 0.5 ہو تو ضارب 2 ہو گا۔ اگر MPS کی قدر 0.25 ہو تو ضارب 4 ہو گا۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ MPC اور MPS کی قدر ہمیشہ ایک اور صرف کے درمیان ہوتی ہے۔ MPC کی قدر 1 ہونے کا مطلب ہو گا کہ اضافی آمدنی کا سو فیصد حصہ خرچ کر دیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ضارب لا محدود ہو گا یعنی سرمایہ کاری میں ایک اکائی کے اضافے سے آمدنی میں لا محدود اضافہ ہو گا۔ ($k = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{1-1} = \frac{1}{0} = \infty$)۔ اس کے برعکس اگر MPC کی قدر صفر ہو، یعنی اضافی

آمدنی کا سو فیصد حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہو تو ضارب کی قدر 1 ہو گی۔($k = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{1-0} = \frac{1}{1} = 1$)۔ حقیقی دنیا میں MPC کی قدر نہ تو 1 ہوتی ہے اور نہ صفر ہوتی ہے۔ لہٰذا، ضارب کی قدر 1 اور لامحدود (∞) کے درمیان ہوتی ہے($1 < k < \infty$)۔

13.2.2 ضارب کا طریق کار (Working of the Multiplier)

ضارب کا آمدنی پر اثر مثبت اور منفی دونوں ہوتا ہے۔ مثبت اثر میں سرمایہ کاری میں اضافے سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے جس سے آمدنی پیدا ہوتی اور نتیجۃً صرف میں اضافہ ہوتا۔ یہ عمل ایک گھٹتے ہوئے سلسلے میں جاری رہتا ہے یہاں تک کہ آمدنی اور صرف میں کوئی اضافہ ممکن نہیں ہوتا۔ فرض کریں کہ معیشت کا حاشیائی میلان صرف 0.8 ہے اور سرمایہ کاری میں 1000 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافے سے پہلے مرحلے میں آمدنی میں بھی 1000 کروڑ روپے کا اضافہ ہو گا۔ اس اضافی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 800 کروڑ روپوں کو اشیاو خدمات پر خرچ کر دیا جائے گا اور 20 فیصد یعنی 200 کروڑ روپے پس انداز کر لیے جائیں گے۔ 800 کروڑ روپے کا صرف ان افراد کی آمدنی میں 800 کروڑ روپے کے اضافے کا باعث بنے گا جن سے اشیاو خدمات خریدی گئی تھیں۔ وہ بھی اپنی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 640 کروڑ روپے خرچ کریں گے اور 20 فیصد یعنی 160 کروڑ روپے پس انداز کریں گے۔ جدول 13.1 میں اس سلسلے کو دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ ہر اگلے مرحلے میں آمدنی اور صرف میں اضافے کی مقدار کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ عمل تب تک جاری رہے گا جب تک آمدنی اور صرف میں اضافہ صفر نہ ہو جائے۔

جدول 13.1: ضارب کا طریقہ کار

مرحلہ	سرمایہ کاری میں اضافہ (I)	آمدنی میں اضافہ (ΔY)	صرف میں اضافہ (ΔC)	بچت میں اضافہ (ΔS)
1	1000	1000	800	200
2	1000	800	640	160
3	1000	640	512	128
4	1000	512	409.6	102.4
5	1000	409.6	327.68	81.92
دیگر تمام مراحل	1000	1638.4	1310.72	327.68
کل	**1000**	**5000**	**4000**	**1000**

آمدنی میں کل اضافہ $k\Delta I$ کے مساوی ہو گا جہاں k کی قدر 5 ہے۔

$$k = \frac{1}{1 - MPC} = \frac{1}{1 - 0.8} = 5$$

اس طرح آمدنی میں کل اضافہ ہو گا:

$$\Delta Y = k.\Delta I = 5 \times 1000 = 5000$$

اسی طرح صرف میں کل اضافہ ہو گا:

$$MPC.\Delta Y = 0.8 \times 5000 = 4000$$

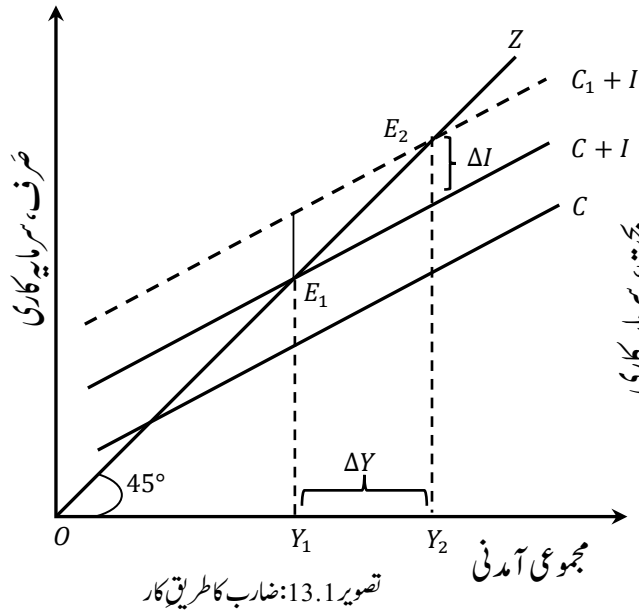
بچت میں اضافہ ہو گا:

$$\Delta Y - \Delta C = 5000 - 4000 = 1000$$

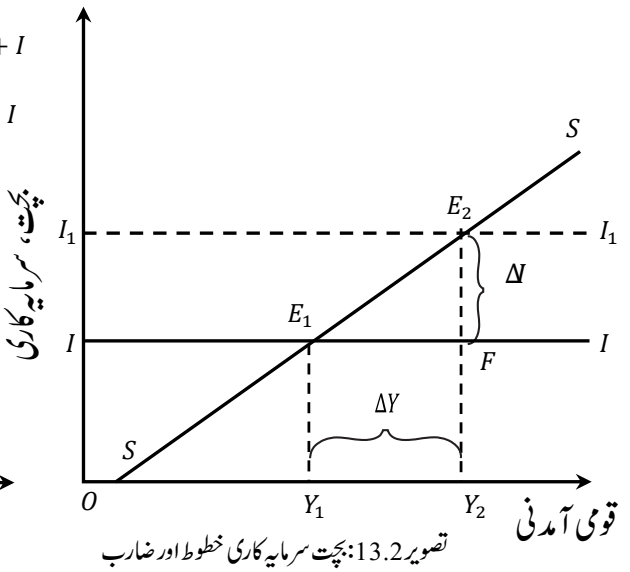
مندرجہ بالا مثال میں ضارب کا مثبت اثر دکھایا گیا ہے۔ تاہم، اگر سرمایہ کاری میں اضافے کے بجائے کمی ہوتی ہے، تو ضارب کا آمدنی اور صرف پر منفی اثر پڑے گا۔ سرمایہ کاری میں کمی آمدنی اور صرف میں کمی کا باعث بنے گی۔ آمدنی میں کمی ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے سرمایہ کاری میں کمی کا کئی گنا ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر MPC کی قدر 0.8 ہے اور سرمایہ کاری میں 1000 کروڑ روپے کی کمی ہوتی ہے تو آمدنی 5000 کروڑ روپے کم ہو جائے گی اور صرف 4000 کروڑ روپے کم ہو جائے گا۔

ضارب کے عمل کو تصویر 13.1 کی مدد سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ آگے آپ تفصیل سے بڑھیں گے توازن آمدنی کی اس سطح پر قائم ہوتا ہے جہاں مجموعی طلب (Aggregate Demand) اور مجموعی رسد (Aggregate Supply) یا قومی آمدنی مساوی ہوں۔ تصویر میں C خط تفاعل صرف خط ہے اور C+I خط مجموعی طلب خط ہے جبکہ Z خط 45 ڈگری کا زاویہ بناتا آمدنی خط ہے جس کے ہر نقطے پر قومی آمدنی مجموعی طلب کے مساوی ہو گی۔ مجموعی طلب خط آمدنی خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔ سرمایہ کاری میں ΔI کے مساوی تبدیلی آنے سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر $C+I_1$ ہو جاتا ہے اور آمدنی خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے۔ اس نقطے پر توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ سرمایہ کاری میں ΔI کی تبدیلی سے آمدنی میں ΔY کی تبدیلی آئی۔

بچت - سرمایہ کاری سے بھی ضارب کے عمل کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ تصویر 13.2 پر غور کریں۔ تصویر میں SS خط اور II خط بچت خط اور سرمایہ کاری خط ہیں۔ جیسا کہ آگے آپ تفصیل سے بڑھیں گے، توازنی آمدنی اس نقطے پر متعین ہوتی ہے جہاں بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہوتے ہیں۔ اس طرح نقطہ E_1 سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہو گی۔ فرض کریں کہ سرمایہ کاری میں ΔI کا اضافہ ہوتا ہے جس سے نیا سرمایہ کاری خط I_1I_1 ہو جاتا ہے اور بچت خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس سے نئی توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ آمدنی میں تبدیلی سرمایہ کاری میں تبدیلی سے کئی گنا زیادہ ہے۔



تصویر 13.1: ضارب کا طریق کار



تصویر 13.2: بچت سرمایہ کاری خطوط اور ضارب

13.2.3 مفروضات (Assumptions)

ضاربِ سرمایہ کاری کا نظریہ درج ذیل مفروضات پر مبنی ہے۔

1. مستقل سرمایہ کاری میں تبدیلی آتی ہے اور تابع سرمایہ کاری صفر ہے۔
2. آمدنی اور صرف میں اضافے کے اس عمل میں MPC کی قدر میں تبدیلی نہیں آتی۔
3. صَرف آمدنی کا تفاعل ہے۔ یعنی آمدنی میں تبدیلی سے صَرف میں تبدیلی آتی ہے۔
4. ضارب کے عمل میں وقت کا وقفہ نہیں ہوتا یعنی سرمایہ کاری میں اضافے سے آمدنی اور صرف میں فوراً اضافہ ہوتا ہے۔
5. پیداوار بازار میں اضافی گنجائش موجود (Excess Capacity) ہے اس طرح کہ مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہونے پر ان کی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اگر پیداوار بازار میں اضافی گنجائش نہیں ہوگی تو سرمایہ کاری میں اضافے سے قیمتوں میں اضافہ ہوگا افراد کی حقیقی آمدنی میں اضافہ نہیں ہوگا۔
6. معیشت، بند معیشت ہے یعنی برآمد و درآمد کا وجود نہیں۔ اگر معیشت بند معیشت نہیں ہوگی تو اضافی آمدنی کا کچھ حصہ بیرون ملک کی اشیا پر خرچ ہوگا جس سے بیرون ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اس سے ضارب کی قدر میں کمی آئے گی۔
7. ضارب کے عمل سے نہ صرف زری آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ حقیقی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، سرمایہ کاری میں اضافے سے نہ صِرف لوگوں کی زری آمدنی بڑھتی ہے بلکہ معیشت میں اشیا و خدمات کی پیداوار بھی بڑھتی ہے۔ زری آمدنی میں جتنا اضافہ ہوا اسی کے بقدر اشیا و خدمات کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے جس سے قیمتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

13.2.4 نظریہ ضارب پر تنقید (Criticism of Theory of Multiplier)

کینز کے ضارب کے نظریے کو کئی بنا پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ بعض تنقیدات ذیل میں ذکر کی گئی ہیں۔

1. کینز نے آمدنی، صرف اور سرمایہ کاری کے درمیان فوری تعلق کو فرض کیا جو ضارب سرمایہ کاری کو لازمان تصور بناتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، سرمایہ کاری میں تبدیلی کے نتیجے میں آمدنی اور صرف میں فوری تبدیلی آتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی اور صرف میں تبدیلی آنے میں وقت لگتا ہے۔ لوگوں کی آمدنی میں تبدیلی ہونے پر ان کے صرف میں تبدیلی آنے میں وقت لگتا ہے۔ اس طرح ضارب کے عمل کا اثر ہونے میں وقت لگتا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ضارب کی وجہ سے آمدنی میں ہوئے اضافے کے نتیجے میں صارفین فوراً اپنے صرفی اخراجات میں تبدیلی لاتے ہیں اس طرح کہ سرمایہ کاری میں دیے گئے اضافے کے نتیجے میں آمدنی میں ہوئے اضافے اور اس سے صرف میں ہوئے اضافے کے مابین کوئی وقفہ نہیں ہوتا تب بھی ضارب کے عمل کے خاطر خواہ اثرات تب ہی مرتب ہوں گے جب یہ بھی فرض کیا جائے کہ اشیائے صرف کے پیداکار صرف میں اضافے کی درست پیش گوئی کرنے کے اہل ہیں اور صَرف میں ہوئے اضافے کے ساتھ اپنی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن حقیقی دنیا میں مستقبل سے متعلق سو فیصد درست پیش گوئی کرنا انتہائی مشکل عمل ہے۔

2. ضارب کے نظریے پر دوسری تنقید یہ کی گئی ہے کہ یہ نظریہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ سرمایہ کاری میں تبدیلی کے نتیجے میں آمدنی کس راہ کو اختیار کر کے نئے توازن پر پہنچتی ہے۔ اس طرح ضارب کا تصور ایک جامد (Static) تصور ہے۔ یہ گراف یا الجبری مساوات سے بس یہ دکھاتا ہے کہ سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی اور صرف میں تبدیلیوں کے بعد نئی توازنی حالت کیا ہو گی۔ یہ ایک توازنی حالت سے دوسری توازنی حالت تک جانے کے عمل کے دوران مختلف افراد کے فیصلوں اور رویوں کے باہمی تعامل اور اثرات کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

3. ہزلٹ (Hazlitt) کے مطابق، کینز کا ضارب ایک ایسا عجیب تصور ہے جس کے بارے میں بعض کینزی ماہرینِ معاشیات زیادہ ہی بتنگڑ بناتے ہیں۔ یہ محض ایک فرضی فسانہ ہے کیونکہ سرمایہ کاری اور آمدنی کے درمیان کسی بھی قطعی، پہلے سے طے شدہ یا میکنکل تعلق کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس طرح ہزلٹ کے مطابق ضارب کا تصور ایک "بیکار نظریاتی کھلونا" ہے۔

4. کینز نے اپنے ضارب کے نظریے کے حق میں کوئی تجرباتی ثبوت پیش نہیں کیا۔ Gottfried Haberler کے مطابق کینز نے کوئی موزوں ثبوت نہیں، محض متعدد اور منقطع مشاہدات پیش کیے۔ میلانِ صرف اور ضارب کے درمیان تعلق کے بارے میں اس کا مرکزی نظریاتی خیال جس کا مقصد ان مشاہدات کو شکل اور طاقت دینا تھا، تجرباتی بیان نہیں جو ہمیں حقیقی دنیا کے بارے میں کچھ بتاتا بلکہ محض الجبری تعلق ہے۔ مختصراً، کینز کا نظریہ ضارب ایک غیر تصدیق شدہ مفروضہ ہے۔

5. گورڈن کے مطابق، نظریہ ضارب کی شاید سب سے بڑی کمزوری صرف پر خصوصی زور دینا ہے۔ یہ زیادہ حقیقت پسندانہ بات ہوتی اگر حاشیائی میلانِ صَرف کے بجائے حاشیائی میلانِ خرچ (Marginal Propensity to Expenditure) پر زور دیا جاتا اور سرمایہ کاری میں ابتدائی اضافے کے صَرف کے علاوہ نجی سرمایہ کاری اور حکومتی سرمایہ کاری پر اثرات کو بھی مدِ نظر رکھا جاتا۔

6. ضارب آمدنی پر ہوئے اثرات کو مد نظر رکھتا ہے۔ یہ تابع سرمایہ کاری پر ہوئے اثرات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اشیائے صرف اور اشائے سرمایہ کے مابین مثبت تعلق ہے۔ اشیائے صرف کی طلب میں اضافے سے اشیائے سرمایہ کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ضارب اس تعلق کو نظر انداز کرتا ہے۔

7. ہیبر لر کے مطابق کینز کا نظریہ ضارب محض ایک ٹیٹولوجی ہے، یعنی ایسی چیز جو تعریف کے اعتبار سے درست ہو۔ کینز کا ضارب ہوتا ہے۔

$$k = \frac{\Delta Y}{\Delta I}$$

لہذا، یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ سرمایہ کاری میں تبدیلی (ΔI) گنا ضارب ($\frac{\Delta Y}{\Delta I}$)، مجموعی آمدنی میں تبدیلی (ΔY) کے برابر ہو گی۔ یعنی

$$\Delta Y = k.\Delta I = \frac{\Delta Y}{\Delta I}.\Delta I$$

یہ ہمیشہ سچ ہو گا اور اس پر الگ سے کوئی سنجیدہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔

8. پروفیسر اے جی ہارٹ (A. G. Hart) کے مطابق ضارب ایک "بیکار پانچواں پہیہ" ہے جس کے استعمال سے ہمارے علم میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔

13.2.5 ضارب کی عددی مثالیں (Numerical Examples of Multiplier)

مثال 1: ایک معیشت میں سرمایہ کاری میں 1000 روپے کے اضافے سے آمدنی میں 10000 روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس معیشت کے ضارب سرمایہ کاری اور حاشیائی میلانِ صرف کا حساب کریں۔

حل: ضاربِ سرمایہ کاری ہوتا ہے:

$$K = \frac{\Delta Y}{\Delta I}$$

$$K = \frac{10000}{1000} = 10$$

ہم جانتے ہیں،

$$K = \frac{1}{1 - MPC}$$

$$10 = \frac{1}{1 - MPC}$$

$$1 - MPC = \frac{1}{10}$$

$$MPC = 0.9$$

ضاربِ سرمایہ کاری 10 ہو گا اور حاشیائی میلانِ صرف 0.9 ہو گا۔

مثال 2: ایک معیشت کا تفاعلِ بچت $(S = -200 + 0.25Y)$ ہے۔ معیشت توازن میں ہوتی ہے جب اس کی مجموعی آمدنی 2000 روپے ہو۔ اس معیشت کے لیے درج ذیل کا حساب کریں:

1. توازن کی حالت میں سرمایہ کاری کے اخراجات
2. مستقل صرف
3. ضاربِ سرمایہ کاری

حل:

1. معیشت کے توازن کی صورت میں معیشت کی بچت ہو گی:

$$S = -200 + 0.25Y$$

$$S = -200 + 0.25 \times 2000$$

$$S = -200 + 0.25Y = 300$$

چونکہ توازن میں سرمایہ کاری اور بچت مساوی ہوتی ہیں لہذا، معیشت میں سرمایہ کاری کے اخراجات 300 ہوں گے۔

2. معیشت کا تفاعلِ صرف ہو گا:

$$C = Y - S$$
$$C = Y - (-200 + 0.25Y)$$
$$C = Y + 200 + 0.25Y$$
$$C = 200 + 0.75Y$$

مستقل صرف، صرف کی وہ مقدار ہے جو قومی آمدنی سے آزاد ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں صرف کی وہ مقدار جب قومی آمدنی صفر ہو۔ لہذا درج بالا مساوات کے مطابق مستقل صرف 200 ہو گا۔

3. معیشت کا ضاربِ سرمایہ کاری ہو گا:

$$k = \frac{1}{s} = \frac{1}{.25} = 4$$

مثال 3: ایک معیشت میں مستقل سرمایہ کاری 200 کروڑ روپے ہے اور اس معیشت کا تفاعلِ صرف ہے:

$$C = 80 + 0.75Y$$

1. معیشت کی توازنی آمدنی کیا ہو گی؟
2. اگر سرمایہ کاری میں 25 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو قومی آمدنی میں کتنا اضافہ ہو گا؟

حل:

1. قومی آمدنی کے توازن کی مساوات ہے:

$$Y = C + I$$
$$C = 80 + 0.75Y$$
$$I = 200$$

C اور I کی قدروں کو آمدنی کی مساوات میں رکھنے پر

$$Y = 80 + 0.75Y + 200$$
$$Y - 0.75Y = 80 + 200$$
$$0.25Y = 280$$
$$Y = 280 \times \frac{1}{.025} = 1120$$

معیشت کی توازنی آمدنی 1120 کروڑ روپے ہو گی۔

2. سرمایہ کاری میں 20 کروڑ کے اضافے سے قومی آمدنی میں ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے اضافہ ہو گا۔ معیشت کا ضارب ہے:

$$k = \frac{1}{1-b} = \frac{1}{1-0.75} = 4$$

اس طرح، سرمایہ کاری میں 20 کروڑ روپے کے اضافے سے قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا:

$$\Delta Y = k.\Delta I$$

$$\Delta Y = 4 \times 25 = 100$$

سرمایہ کاری میں 20 کروڑ کے اضافے سے قومی آمدنی میں 100 کروڑ کا اضافہ ہو گا۔

13.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہیں کہ:

- کینز کے نظریہ ضارب کی وضاحت کر سکیں۔
- کینز کے ضارب کا اشتقاق کر سکیں۔
- کینز کے ضارب پر کی گئی تنقیدات بیان کر سکیں۔

13.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

ضاربِ سرمایہ کاری :Investment Multiplier- تصور جو سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی میں تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

جامد تصور :Static Concept- ایسا تصور جس میں حرکت کی عدم موجودگی ہو۔

13.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

13.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کے ضارب کی مساوات ہے:

(a) $k = \frac{\Delta Y}{\Delta I}$ (b) $k = \frac{\Delta I}{\Delta Y}$

(c) $k = \Delta Y.\Delta I$ (d) $k = \frac{\Delta Y}{\Delta I}.\Delta C$

2. اگر ضارب کی قدر 8 ہو تو سرمایہ کاری میں 100 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں اضافہ ہو گا:

(a) 80 کروڑ روپے کا (b) 800 کروڑ روپے کا

(c) 100 کروڑ روپے کا (d) 1000 کروڑ روپے کا

3. اگر سرمایہ کاری میں 50 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں 200 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 4 (b) 0.08

(c) 0.8 (d) 8

4. اگر سرمایہ کاری میں 20 کروڑ کے اضافے سے آمدنی 100 کروڑ روپے سے بڑھ کر 180 کروڑ ہو جاتی ہے تو ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 4 (b) 1.8

(c) 8 (d) 0.4

5. اگر ضارب کی قدر 6 ہو اور آمدنی 100 کروڑ سے بڑھ کر 160 کروڑ ہو جاتی ہے تو سرمایہ کاری میں تبدیلی ہو گی:

(a) 6 کروڑ (b) 60 کروڑ

(c) 10 کروڑ (d) 100 کروڑ

6. ضاربِ روزگار کا تصور کس نے دیا؟

(a) کینز (b) ہکس

(c) کاہن (d) سیمولسن

7. سرمایہ کاری میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کا تناسب کہلاتا ہے:

(a) ضارب (b) اسراع

(c) افادہ صارف (d) افادہ پیداکار

8. اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.9 ہو تو ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 10 (b) 5

(c) 0.1 (d) 1

9. تفاعلِ صرف $(C = 100 + 0.8Y)$ سے ضاربِ سرمایہ کی قدر ہو گی:

(a) 5 (b) 0.2

(c) 100 (d) 10

10. حاشیائی میلانِ بچت کی قدر 0.2 سے ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 5 (b) 0.2

(c) 100 (d) 10

13.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ضارب سرمایہ کاری کیا ہے؟
2. ضارب سرمایہ کا الجبری اشتقاق کریں۔
3. ایک ملک کی سرمایہ کاری میں 100 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے اور اس کا تفاعلِ صرف ذیل ہے:

$$C = 100 + 0.6Y$$

اس معیشت کی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

4. آمدنی میں 5000 کروڑ روپے کے اضافے کے لیے سرمایہ کاری میں کتنے اضافے کی ضرورت ہوگی اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.5 ہے؟
5. ایک معیشت کا تفاعلِ صرف ذیل ہے:

$$C = 10 + 0.8Y$$

اگر سرمایہ کاری میں 200 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

13.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. نظریہ ضارب کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. ضارب کے عمل کو جدول اور تصویر سے واضح کریں۔
3. نظریہ ضارب کا تنقیدی جائزہ لیں۔

13.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 14: تین سیکٹر اور چار سیکٹر ماڈل میں ضارب

(Multiplier in Three Sector and Four Sector Models)

اکائی کے اجزا:

14.0 تمہید (Introduction)

14.1 مقاصد (Objectives)

14.2 تین سیکٹر نمونے میں ضارب (Multiplier in Three Sector Model)

14.2.1 حکومتی اخراجات کا ضارب (Government Expenditure Multiplier)

14.2.2 ٹیکس ضارب (Tax Multiplier)

14.2.3 متوازن بجٹ ضارب (Balanced Budget Multiplier)

14.3 ضاربِ تجارتِ خارجی (Foreign Trade Multiplier)

14.3.1 مفروضات (Assumptions)

14.3.2 غیر ملکی تجارتی ضارب کی حدود (Limitations of Foreign Trade Multiplier)

14.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

14.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

14.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

14.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

14.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

14.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

14.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

14.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں ہم نے ایسی معیشت کے سادہ ضارب کا مطالعہ کیا جس میں صرف دو سیکٹر تھے۔ ایسی معیشت میں مجموعی آمدنی یا تو

اشیائے صرف پر خرچ کر دی جاتی ہے یا اشیائے سرمایہ پر۔ کینز کے بعد ماہرین معاشیات نے ضارب کو زیادہ عملی بنانے کی کوشش میں ضارب میں مختلف متغیرات کو متعارف کرایا اور ضارب کے کئی تصورات پیش کیے جنہیں مرکب ضارب یا مخلوط ضارب (Complex Multiplier) کہتے ہیں۔ ان ضاربین کی کچھ مثالیں حرکی ضارب (Dynamic Multiplier)، ضارب سرکاری اخراجات (Government Expenditure Multiplier)، ٹیکس ضارب (Tax Multiplier) اور ضارب متوازن بجٹ (Balanced Budget Multiplier) وغیرہ ہیں۔ کینز کے دو سیکٹر نمونے میں جب حکومتی سیکٹر کو شامل کیا جاتا ہے تو اسے تین سیکٹر ماڈل کہتے ہیں، جب اس میں برآمد و درآمد کو شامل کیا جاتا ہے تو وہ چار سیکٹر ماڈل ہو جاتا ہے۔ اس اکائی میں 3 سیکٹر ماڈل اور 4 سیکٹر ماڈل سے متعلق ضاربین کا مطالعہ کیا جائے گا۔

14.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت کے ضاربین کی وضاحت کرنا۔
- تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت کے ضاربین کا اشتقاق کرنا۔
- متوازن بجٹ ضارب کی وضاحت کرنا۔

14.2 تین سیکٹر نمونے میں ضارب (Multiplier in Three Sector Model)

سابقہ اکائی میں ضارب کے تجزیے کا ہم نے ایسی معیشت کے پس منظر میں مطالعہ کیا جس میں صرف گھریلو شعبہ اور تجارتی شعبہ دو شعبے تھے۔ اس معیشت میں حکومت کا کوئی کردار نہیں تھا۔ لیکن حقیقی دنیا کی تمام معیشتوں میں حکومت اہم کردار ادا کرتی ہے اور قومی آمدنی میں اس کے اخراجات کا بہت اثر پڑتا ہے۔ آیئے ایسی معیشت میں ضارب کا مطالعہ کریں جس میں حکومت معاشی متغیرات پر اثرانداز ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حکومت کے اخراجات کا ایک بڑا حصہ سماجی فلاح و بہبود کے فروغ کے لیے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سڑکوں اور عوامی پارک کی تعمیر، تعلیم، صحت اور فروغِ روزگار کے منصوبوں پر اخراجات سماجی فلاح و بہبود کے فروغ کے لیے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر شعبوں پر بھی حکومت کے اخراجات ہوتے ہیں مثال کے طور ملک کے دفاع پر کیے گئے اخراجات وغیرہ۔ حکومت کے یہ اخراجات قومی آمدنی پر منحصر نہیں کرتے ہیں۔ لہذا کینز نے ان اخراجات کو مستقل سرمایہ کاری یا آزاد سرمایہ کاری میں شامل کیا۔

14.2.1 حکومتی اخراجات کا ضارب (Government Expenditure Multiplier)

اگر ہم حکومت کے اخراجات (G) کو مجموعی طلب کی مساوات میں شامل کریں تو معیشت کی مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات ہوں گے:

$$AD = C + I + G$$

مزید فرض کریں کہ حکومت کسی قسم کا ٹیکس عائد نہیں کرتی ہے۔ اس صورت میں توازنی آمدنی ہو گی:

$$Y = C + I + G$$

حکومتی اخراجات میں اضافے کا بھی قومی آمدنی پر وہی اثر ہوتا ہے جو سرمایہ کاری میں اضافے سے ہوتا ہے۔ یعنی حکومتی اخراجات میں اضافے سے قومی آمدنی میں ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے فرض کریں کہ معاشی بحران کے زمانے میں روزگار بڑھانے کے لیے حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ جب حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ کرے گی تو اس سے ان لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا جن سے حکومت نے اشیاوخدمات خریدی، جنہیں ملازمت دی وغیرہ۔ میلانِ صرف پر منحصر کرتے ہوئے اس اضافی آمدنی کا ایک حصہ اشیاوخدمات کی خرید پر خرچ ہوگا۔ جس سے ان افراد کی آمدنی میں اضافہ ہوگا جن سے یہ اشیاوخدمات خریدی گئیں۔ وہ افراد بھی میلانِ صرف پر منحصر کرتے ہوئے اضافی آمدنی کا ایک حصہ اشیاوخدمات پر صرف کریں گے۔ اس طرح، آمدنی وصَرف میں ضارب کے عمل پورا ہونے تک جاری رہے گا۔ مختصراً، حکومتی اخراجات میں اضافے کا بھی آمدنی پر وہی اثر ہوگا جو سرمایہ کاری میں اضافے کا ہوتا ہے یعنی حکومتی اخراجات میں ایک روپے کے اضافے سے قومی آمدنی کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ضاربِ سرمایہ کاری کی قدر $(\frac{1}{1-b})$ ہوتی ہے۔ حکومتی اخراجات کے ضارب کی قدر بھی $(\frac{1}{1-b})$ ہے۔ اس کو ذیل میں ثابت کیا گیا ہے۔

$$Y = C + I + G$$
$$Y = a + bY + I + G$$
$$Y - bY = a + I + G$$
$$Y(1 - b) = a + I + G$$
$$Y = \frac{a + I + G}{1 - b} \quad \ldots 1$$

اگر حکومتی اخراجات G میں ΔG مقدار میں اضافہ ہوگا تو مجموعی حکومتی اخراجات $G + \Delta G$ کے مساوی ہوجائیں گے۔ نتیجے میں آمدنی بھی تبدیل ہوکر $Y + \Delta Y$ ہوجائے گی۔ لہٰذا

$$Y + \Delta Y = a + b(Y + \Delta Y) + I + G + \Delta G$$
$$Y + \Delta Y = a + bY + b\Delta Y + I + G + \Delta G$$
$$Y - bY + \Delta Y - b\Delta Y = a + I + G + \Delta G$$
$$Y(1 - b) + \Delta Y(1 - b) = a + I + G + \Delta G$$
$$(Y + \Delta Y)(1 - b) = a + I + G + \Delta G$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + I + G + \Delta G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + I + G}{1 - b} + \frac{\Delta G}{1 - b} \quad \ldots 2$$

مساوات 1 کو مساوات 2 سے منہا کرنے پر

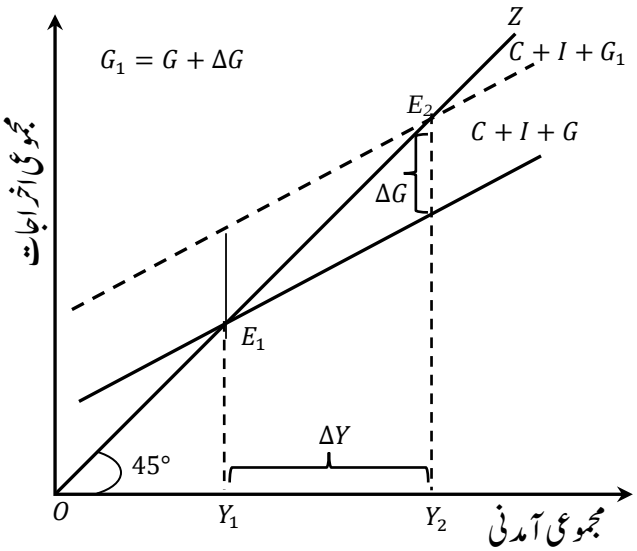
$$Y + \Delta Y - Y = \left[\frac{a + I + G}{1 - b} + \frac{\Delta G}{1 - b}\right] - \left[\frac{a + I + G}{1 - b}\right]$$

$$\Delta Y = \frac{\Delta G}{1 - b}$$

$$\frac{\Delta Y}{\Delta G} = \frac{1}{1 - b}$$

$$K_g = \frac{1}{1 - b} \qquad \because K_g = \frac{\Delta Y}{\Delta G}$$

درج بالا مساوات دکھاتی ہے کہ حکومتی اخراجات میں تبدیلی (ΔG) سے قومی آمدنی میں ($\frac{1}{1-b}$) گنا اضافہ ہو گا۔ مثال کے طور اگر b کی قدر 0.8 ہے تو حکومتی خراجات میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے قومی آمدنی میں 500 کروڑ کا اضافہ ہو گا۔ غور کریں کہ سرمایہ کاری ضارب اور حکومتی اخراجات کے ضارب دونوں کی قدر یکساں ہے یعنی ($\frac{1}{1-b}$) ہے۔



تصویر 14.1: حکومتی اخراجات کا ضارب

تصویر کی مدد سے حکومتی اخراجات کے ضارب کی وضاحت تصویر 14.1 میں کی گئی ہے۔ ابتدا میں مجموعی اخراجات کا خط (C+I+G) تھا۔ چونکہ سرمایہ کاری اور حکومتی اخراجات قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتے لہذا یہ خط مثبت ڈھلان والا صرفی اخراجات کی وجہ سے ہو گا۔ چونکہ صرفی اخراجات کا ڈھلان حاشیائی میلان صرف کے مساوی ہوتا ہے لہذا اس خط کا ڈھلان بھی حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی ہو گا۔ OZ خط اور مجموعی اخراجات کے خط کے نقطہ تقاطع E_1 پر توازن قائم ہوتا ہے اور قومی آمدنی Y_1 متعین ہوتی ہے۔ فرض کریں کہ قومی آمدنی و روزگار میں اضافے کے لیے حکومت اخراجات میں (ΔG) کے بقدر اضافہ کرتی ہے جس سے مجموعی اخراجات کا خط منتقل ہو کر ($C+I+G_1$) ہو جاتا ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ حکومتی اخراجات میں (ΔG) کی تبدیلی سے آمدنی میں (ΔY) کا اضافہ ہوتا ہے۔ غور کریں کہ آمدنی میں اضافہ حکومتی اخراجات میں اضافے کا کئی گنا ہے۔

اوپر ہم نے دیکھا کہ حکومتی اخراجات میں تبدیلی کا اثر قومی آمدنی پر سرمایہ کاری کے اخراجات میں تبدیلی کے اثر کا سا ہی ہوتا ہے۔ لیکن حکومت کی انتقالی ادائیگیوں کے اخراجات کا اثر قومی آمدنی پر مختلف ہوتا ہے۔ انتقالی ادائیگیاں وہ ادائیگیاں ہوتی ہیں جن کے عوض حکومت کوئی شے یا خدمت وصول نہیں کرتی۔ انتقالی ادائیگیوں میں بیروزگاری بھتہ، غریبی بھتہ، ضعیف العمری بھتہ وغیرہ شامل ہیں۔ انتقالی ادائیگیوں سے افراد کی تصرفی آمدنی (Disposable Income) میں اضافہ ہوتا ہے۔ انتقالی ادائیگیوں کی صورت میں تفاعلِ صرف ہو گا:

$$C = a + bY_d$$

$$C = a + b(Y + TR)$$
$$C = a + bY + bTR$$

جہاں TR انتقالی ادائیگیاں اور Y_d تصرفی آمدنی ہیں۔ لہذا، قومی آمدنی توازن میں ہو گی:

$$Y = C + I + G$$
$$Y = a + bY_d + I + G$$
$$Y = a + b(Y + TR) + I + G$$
$$Y = a + bY + bTR + I + G$$
$$Y - bY = a + bTR + I + G$$
$$Y(1 - b) = a + bTR + I + G$$
$$Y = \frac{a + bTR + I + G}{1 - b} \quad \ldots 3$$

اگر حکومت انتقالی ادائیگیوں TR میں ΔTR مقدار میں تبدیلی کرتی ہے کل مجموعی انتقالی ادائیگیاں کے $TR + \Delta TR$ مساوی ہو جائیں گی۔ نتیجے میں آمدنی میں بھی ΔY کی تبدیلی ہو گی اور مجموعی آمدنی $Y + \Delta Y$ ہو جائے گی۔

$$Y + \Delta Y = \frac{a + b(T + \Delta TR) + I + G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + bT + b\Delta TR + I + G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + bTR + I + G}{1 - b} + \frac{b\Delta TR}{1 - b} \quad \ldots 4$$

مساوات 3 کو مساوات 4 سے منہا کرنے پر ہمیں حاصل ہو گا:

$$Y + \Delta Y - Y = \left[\frac{a + bTR + I + G}{1 - b} + \frac{b\Delta TR}{1 - b}\right] - \left[\frac{a + bTR + I + G}{1 - b}\right]$$
$$\Delta Y = \frac{b}{1 - b}\Delta TR$$

درج بالا مساوات بتاتی ہے کہ انتقالی ادائیگیوں میں تبدیلی آنے پر توازنی قومی آمدنی میں انتقالی ادائیگیوں میں تبدیلی گنا $\left(\frac{b}{1-b}\right)$ کے مساوی تبدیلی ہو گی۔ درج بالا مساوات کو ΔTR سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{\Delta Y}{\Delta TR} = \frac{b}{1 - b}$$

درج بالا مساوات کے مطابق، انتقالی ادائیگیوں میں (ΔTR) کے اضافے سے قومی آمدنی میں $\left(\frac{b}{1-b}\right)$ کا اضافہ ہو گا۔ نوٹ کریں کہ انتقالی ادائیگیوں کے ضارب کی قدر حکومتی اخراجات کے ضارب کی قدر سے کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضارب کے عمل کے پہلے مرحلے میں حکومتی اخراجات میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں اسی کے بقدر براہ راست اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر حکومت

100 کروڑ کے اخراجات کرتی ہے تو مجموعی اخراجات میں بھی 100 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس انتقالی ادائگیوں میں اضافے سے اتنی ہی مقدار میں مجموعی اخراجات میں اضافہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.8 ہے تو 100 کروڑ کی انتقالی ادائیگیوں کا 20 فیصد حصہ عوام پس انداز کرے گی اور مجموعی اخراجات میں صِرف 80 کرور کا اضافہ ہو گا۔

14.2.2 ٹیکس ضارب (Tax Multiplier)

درج بالا میں ہم نے حکومتی اخراجات کے ضارب کا مطالعہ کیا۔ اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے حکومت کو آمدنی کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ ٹیکس اور دیگر ذرائع سے وصول کرتی ہے۔ ٹیکس کی ایک آسان مثال یک مشت ٹیکس (Lump Sum) ہے۔ یک مشت ٹیکس میں حکومت ایک متعینہ رقم وصول کرتی ہے چاہے معیشت کی آمدنی کچھ بھی ہو۔ مثال کے طور پر اگر حکومت 100 کروڑ روپے کا ٹیکس وصول کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے وہ یک مشت ٹیکس عائد کرتی ہے۔ ایسی صورت میں تمام افراد کو ایک مقررہ مقدار ادا کرنی ہو گی چاہے قومی آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو۔ ایسی صورت میں معیشت کی تصرفی آمدنی 100 کروڑ روپے کے برابر کم ہو جائے گی اور نتیجتاً لوگ کم مقدار میں صرفی اخراجات کریں گے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ 100 کروڑ کے یک مشت ٹیکس سے صرفی اخراجات میں 100 کروڑ روپے کی کمی نہیں ہو گی کیونکہ ٹیکس کی وجہ سے کم ہوئی آمدنی کا ایک حصہ ٹیکس عائد ہونے سے پہلے صرفی اخراجات پر خرچ کیا جاتا ہے اور ایک حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہے۔ لہذا، ٹیکس کی وجہ سے تصرفی آمدنی میں کمی کا کچھ اثر صَرف میں کمی کا سبب بنے گا اور کچھ حصہ بچت میں کمی کا سبب بنے گا۔ یک مشت ٹیکس کی وجہ سے تصرفی آمدنی میں کمی سے صرفی اخراجات میں ٹیکس کی مقدار (T) گنا حاشیائی میلانِ صرف (MPC) کے مساوی کمی ہو گی۔ علامتی زبان میں:

$$-\Delta C = T.MPC$$

یک مشت ٹیکس سے یکساں مقدار سے تصرفی آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر 100 کروڑ کے یک مشت ٹیکس کے نتیجے میں تصرفی آمدنی میں 100 کروڑ کی کمی ہو گی۔ لہذا،

$$T = \Delta Y_d$$

اس طرح، یک مشت ٹیکس سے صرفی اخراجات میں کمی ہو گی:

$$-\Delta C = \Delta Y_d.MPC$$

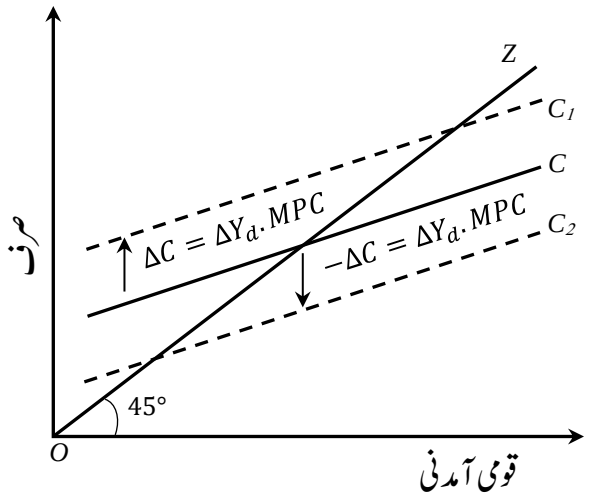
مثال کے طور پر اگر حکومت یک مشت ٹیکس کی مد میں 100 کروڑ روپے وصول کرتی ہے اور حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.4 ہو تو صرفی اخراجات میں کمی 400 کروڑ روپے ہو گی۔ اس کے برعکس اگر یک مشت ٹیکس میں کمی آتی ہے تو لوگوں کی تصرفی آمدنی میں یکساں مقدار میں اضافہ ہو گا اور نتیجتاً صرفی اخراجات میں ٹیکس کی مقدار (T) گنا حاشیائی میلانِ صَرف کے مساوی اضافہ ہو گا۔ علامتی زبان میں:

$$\Delta C = T.MPC$$

$$\Delta C = \Delta Y_d.MPC \qquad \because\ T = \Delta Y_d$$

تصویر 14.2 میں یک مشت ٹیکس کا تفاعلِ صَرف پر اثر دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ یک مشت ٹیکس کی وجہ سے

تفاعل صرف C نیچے کی جانب منتقل ہو کر C_2 ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس یک مشت ٹیکس میں کمی سے تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہو کر C_1 ہو جاتا ہے۔



تصویر 14.2: یک مشت ٹیکس کا تفاعلِ صرف پر اثر

ٹیکس کے ضارب کا اشتقاق درج ذیل میں دکھایا گیا ہے۔

$$Y = AD = C + I + G$$

تفاعلِ صرف کو درج ذیل مساوات سے دکھایا جا سکتا ہے:

$$C = a + bY_d$$

جہاں Y_d تصرفی آمدنی ہے جس کی مساوات ہو گی:

$$Y_d = Y - T + TR$$

اس طرح تفاعلِ صرف ہو گا:

$$C = a + b(Y - T + TR)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$
$$Y = a + b(Y - T + TR) + I + G$$
$$Y = a + bY - bT + bTR + I + G$$
$$Y - bY = a - bT + bTR + I + G$$
$$Y(1 - b) = a - bT + bTR + I + G$$
$$Y = \frac{a - bT + bTR + I + G}{1 - b} \quad \ldots 5$$

اگر حکومت یک مشت ٹیکس میں تبدیلی کرتی ہے تو مجموعی آمدنی میں بھی تبدیلی ہو گی۔

$$Y + \Delta Y = \frac{a - b(T + \Delta T) + bTR + I + G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT - b\Delta T + bTR + I + G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT + bTR + I + G}{1 - b} - \frac{b\Delta T}{1 - b} \quad \ldots 6$$

مساوات 5 کو مساوات 6 سے منہا کرنے پر ہمیں حاصل ہو گا:

$$\Delta Y = -\frac{b}{1 - b}\Delta T$$

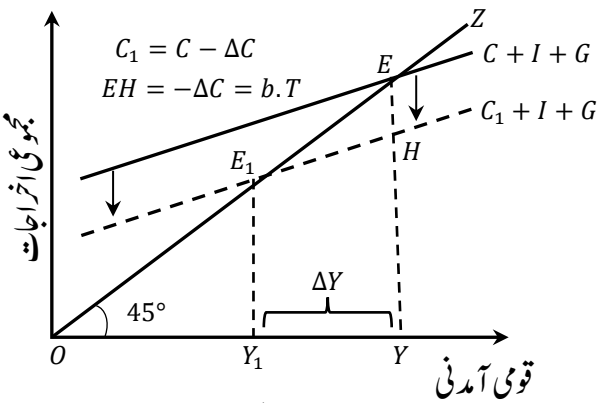
درج بالا مساوات بتاتی ہے کہ ٹیکس میں تبدیلی آنے پر توازنی قومی آمدنی میں ٹیکس میں تبدیلی گنا $\left(-\frac{b}{1-b}\right)$ کے مساوی تبدیلی

ہو گی۔ مساوات کو ΔT سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{\Delta Y}{\Delta T} = -\frac{b}{1-b} = k_t \qquad \because k_t = \frac{\Delta Y}{\Delta T}$$

جہاں k_t ٹیکس ضارب ہے۔

تصویر 14.3 میں یک مشت ٹیکس کے قومی آمدنی پر اثر کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ یک مشت ٹیکس T عائد ہونے سے مجموعی اخراجات کا خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر (C+I+G) سے (C_1+I+G) ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں توازنی آمدنی OY سے کم ہو کر OY_1 ہو گئی۔ غور کریں کہ توازنی آمدنی میں YY_1 کی کمی یک مشت ٹیکس کی مقدار EH کا کئی گنا ہے۔



تصویر 14.3: یک مشت ٹیکس کا قومی آمدنی پر اثر

اگر حکومت کے اخراجات کے ضارب، انتقالی ادائیگیوں کے ضارب اور ٹیکس ضارب کا موازنہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ انتقالی ادائیگیوں کے ضارب اور ٹیکس ضارب کی قدر حکومتی اخراجات کے ضارب سے کم ہے۔ اس کی وجہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر حکومتی اخراجات میں 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو مجموعی اخراجات میں 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہو گا۔ جس سے مجموعی آمدنی میں بھی 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہو گا۔ اس کے برعکس انتقالی ادائیگیوں میں 10 کروڑ کے اضافے سے اخراجات میں حاشیائی میلانِ صرف گنا 10 کروڑ ($MPC \times 10$) کا اضافہ ہو گا۔ چونکہ MPC کی قدر ایک سے کم ہوتی ہے لہذا انتقالی ادائیگیوں کا اثر 10 کروڑ کے حکومتی اخراجات سے کم ہو گا۔ اسی طرح ٹیکس میں 10 کروڑ کے اضافے سے مجموعی صرفی اخراجات میں 10 کروڑ روپے کے مساوی کمی نہیں ہو گی بلکہ حاشیائی میلانِ صرف گنا 10 کروڑ کے مساوی کمی ہو گی۔ چونکہ حاشیائی میلانِ صرف کی قدر ایک سے کم ہوتی ہے لہذا ٹیکس کا اثر 10 کروڑ روپے سے کم ہو گا۔

14.2.3 متوازن بجٹ ضارب (Balanced Budget Multiplier)

حکومت کا بجٹ متوازن ہوتا ہے جب اس کی آمدنی اور اخراجات مساوی ہوں۔ ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر حکومتی اخراجات میں تبدیلی (ΔG) ٹیکس میں تبدیلی (ΔT) کے مساوی ہو تو اس کا قومی آمدنی پر کیا اثر ہو گا؟ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کے مطابق متوازن بجٹ کا معیشت کی پیداوار، آمدنی اور روزگار پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ حکومتی اخراجات میں ہوئے اضافے کے مثبت اثرات کا اثر ٹیکس میں اضافے سے پیدا منفی اثرات ختم کر دیتے ہیں۔

جدید نظریے کے مطابق، متوازن بجٹ بے اثر نہیں ہوتا۔ معیشت کی پیداوار، آمدنی اور روزگار پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ ٹیکس میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں کمی حکومتی اخراجات میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں اضافے سے کم ہوتی ہے۔ متوازن بجٹ کے قومی آمدنی پر ہونے والے اثرات کو متوازن بجٹ ضارب یا متوازن بجٹ کے کلیے سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے

مطابق متوازن بجٹ ضارب کی قدر ہمیشہ ایک ہو گی۔ یعنی متوازن بجٹ کی صورت میں قومی آمدنی میں اضافہ حکومتی اخراجات کے بقدر ہو گا۔ اس کو درج ذیل طریقے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

$$Y = C + I + G$$

تفاعلِ صرف کو درج ذیل مساوات سے دکھایا جا سکتا ہے:

$$C = a + bY_d$$

جہاں Y_d تصرفی آمدنی ہے جس کی مساوات ہو گی:

$$Y_d = Y - T + TR$$

اس طرح تفاعلِ صرف ہو گا:

$$C = a + b(Y - T + TR)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$
$$Y = a + b(Y - T + TR) + I + G$$
$$Y = a + bY - bT + bTR + I + G$$
$$Y - bY = a - bT + bTR + I + G$$
$$Y(1 - b) = a - bT + bTR + I + G$$
$$Y = \frac{a - bT + bTR + I + G}{1 - b} \quad \ldots 7$$

اگر حکومت ΔG مقدار سے حکومتی اخراجات میں اضافہ کرتی ہے اور اسی کے بقدر یک مشت ٹیکس میں بھی ΔT کا اضافہ کرتی ہے تو مجموعی آمدنی میں تبدیلی ہو گی:

$$Y + \Delta Y = \frac{a - b(T + \Delta T) + bTR + I + G + \Delta G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT - b\Delta T + bTR + I + G + \Delta G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT + bTR + I + G}{1 - b} + \frac{\Delta G - b\Delta T}{1 - b} \quad \ldots 8$$

مساوات 7 کو مساوات 8 سے منہا کرنے پر ہمیں حاصل ہو گا:

$$\Delta Y = \frac{\Delta G - b\Delta T}{1 - b}$$

چونکہ

$$\Delta G = \Delta T$$

لہذا،

$$\Delta Y = \frac{\Delta G - b\Delta T}{1-b} = \frac{\Delta G - b\Delta G}{1-b}$$

$$\Delta Y = \frac{\Delta G(1-b)}{1-b}$$

$$\Delta Y = \Delta G$$

مساوات کو ΔG سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{\Delta Y}{\Delta G} = \frac{\Delta G}{\Delta G} = 1 = k_b$$

جہاں K_b متوازن بجٹ ضارب ہے۔ متوازن بجٹ ضارب کو درج ذیل طریقے سے بھی اخذ کیا جاسکتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ حکومتی اخراجات کے ضارب کی قدر ہوتی ہے:

$$k_g = \frac{1}{1-b}$$

اسی طرح، یک مشت ٹیکس ضارب کی قدر ہوتی ہے:

$$k_t = -\frac{b}{1-b} = \frac{-b}{1-b}$$

متوازن بجٹ کے ضارب کی قدر ہو گی:

$$k_b = k_g + k_t$$

$$k_b = \frac{1}{1-b} + \frac{-b}{1-b}$$

$$k_b = \frac{1-b}{1-b} = 1$$

لہذا، متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک ہو گی جو یہ دکھاتا ہے کہ اگر اشیاو خدمات پر کیے گئے حکومتی اخراجات میں تبدیلی ٹیکس میں تبدیلی کے مساوی ہو تو قومی آمدنی میں اشیاو خدمات پر کیے گئے حکومتی اخراجات کے مساوی اضافہ ہو گا۔

آیئے ایک مثال سے اس کی مزید وضاحت کریں۔ فرض کریں کہ معیشت کے اوسط میلانِ صَرف کی قدر 0.75 ہے۔ مزید فرض کریں کہ حکومتی اخراجات میں 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں 40 کروڑ روپے کا اضافہ ہو گا۔

$$\Delta Y = \frac{1}{1-b}\Delta G$$

$$\Delta Y = \frac{1}{1-0.75} \times 10 = 40$$

آمدنی میں یہ اضافہ حکومتی اخراجات کے ضارب کے عمل کی وجہ سے ہوا۔

اگر حکومت 10 کروڑ کے اخراجات کے مساوی 10 کروڑ کا ٹیکس عائد کرتی ہے تو ٹیکس ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں 30 کروڑ کی کمی ہو گی۔

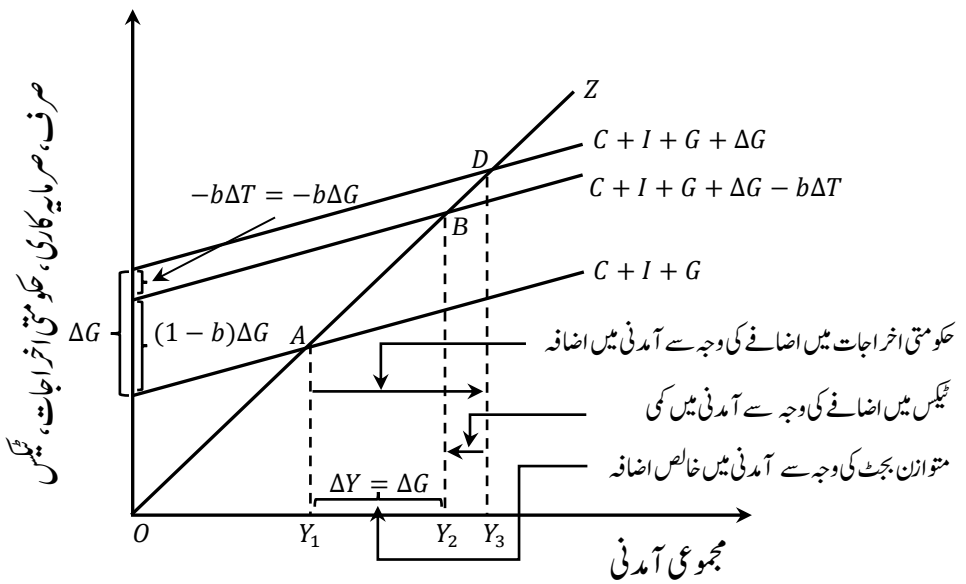
$$\Delta Y = \frac{-b}{1-b}\Delta T$$

$$\Delta Y = \frac{-0.75}{1-0.75} \times 10 = -30$$

اس طرح متوازن بجٹ ضارب کی وجہ سے سرکاری اخراجات میں 10 کروڑ کے اضافے اور ٹیکس میں 10 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں خالص 10 کروڑ کا اضافہ ہو گا۔

متوازن بجٹ ضارب کی وضاحت تصویر 14.4 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں ابتدائی مجموعی اخراجات کا خط $(C + I + G)$ تھا جو OZ خط کو نقطہ A پر قطع کر رہا تھا جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوئی۔ اگر حکومت ΔG کے بقدر اخراجات میں اضافہ کرتی ہے اس طرح کہ ٹیکس میں کوئی تبدیلی نہیں کرتی تو مجموعی اخراجات کا خط منتقل ہو کر $(C + I + G + \Delta G)$ ہو جائے گا جو OZ خط کو نقطہ D پر قطع کرے گا جس سے توازنی آمدنی OY_3 متعین ہو گی۔ اس طرح آمدنی میں Y_1Y_3 کے بقدر اضافہ ہو گا جو حکومتی اخراجات میں تبدیلی (ΔG) گنا حکومتی اخراجات کے ضارب $(\frac{1}{1-b})$ کے مساوی ہو گا۔

اگر حکومتی اخراجات میں اس اضافے کو فائنانس کرنے کے لیے حکومت اسی کے بقدر ٹیکس میں اضافہ کرتی ہے تو ٹیکس ضارب کے عمل کی وجہ مجموعی اخراجات کا خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر $(C + I + G + \Delta G - b\Delta T)$ ہو جائے گا اور OZ خط کو نقطہ B پر قطع کرے گا جس سے توازنی آمدنی OY_2 متعین ہو گی۔ اس طرح متوازن بجٹ ضارب کے نتیجے میں آمدنی میں اضافہ (ΔY) حکومتی اخراجات میں اضافے (ΔG) کے مساوی ہو گا۔



تصویر 14.4: متوازن بجٹ ضارب کا اثر

یہ محلِ نظر رہے کہ متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک کے مساوی تب ہی ہو گی جب درج ذیل شرائط پوری ہوتی ہوں:

1. حکومتی اخراجات میں اضافہ کامل طور پر اشیا و خدمات کی خرید پر لگایا گیا ہو نہ کہ انتقالی ادائیگیوں پر۔ اگر حکومتی اخراجات میں پورا اضافہ انتقالی ادائیگیوں پر کیا گیا ہو تو متوازن بجٹ ضارب کی قدر صفر ہو گی اور اس کا معیشت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یہ نتیجہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ ٹیکس ادا کرنے والے اور انتقالی ادائیگیاں وصول کرنے والے دونوں گروہوں کے حاشیائی میلانِ صرف کی قدر یکساں ہے۔
2. ٹیکس ادا کرنے والوں کا حاشیائی میلانِ صَرف حکومت کو اشیا و خدمات فروخت کرنے والوں کے حاشیائی میلانِ صَرف کے مساوی ہے۔
3. حکومتی اخراجات اور ٹیکس کا سرمایہ کاری پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
4. ٹیکس کی مقدار آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی۔ یعنی ٹیکس صرف یک مشت ٹیکس ہے۔ اگر ٹیکس یک مشت ٹیکس نہیں بلکہ آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ اس کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے تو متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک نہیں ہو گی۔

14.3 ضاربِ تجارتِ خارجی (Foreign Trade Multiplier)

اب تک کا ہمارا ضارب کا تجزیہ بند معیشت کے مفروضے پر مبنی تھا یعنی یہ فرض کیا گیا تھا کہ معیشت ایسی ہے جو نہ درآمد کرتی ہے اور نہ برآمد کرتی ہے۔ بند معیشت کے مفروضے کو ترک کرتے ہوئے اب ہم ایسی کھلی معیشت کے ضارب کا مطالعہ کریں گے جو درآمد و برآمد کرتی ہے۔ کھلی معیشت میں برآمد میں اضافے یا درآمد میں کمی سے آمدنی اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے خالص درآمد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، برآمد میں کمی یا درآمد میں اضافے سے آمدنی و پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے خالص برآمد میں اضافہ ہوتا ہے۔ ضارب تجارت خارجی، برآمد یا ملکی سرمایہ کاری میں آئی تبدیلی سے قومی آمدنی میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ اس کی تعریف اس مقدار سے کی جاسکتی ہے جس مقدار سے برآمد یا سرمایہ کاری میں ایک روپے کے اضافے سے قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ سرمایہ کاری ضارب کی ہی طرح، ضارب تجارت خارجی کے نظریے کے مطابق برآمد میں ایک روپے کے اضافے سے ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے آمدنی میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔

معیشت کی برآمد عموماً دوسرے ممالک کی اشیا کی قیمتوں کے مقابلے اس معیشت کی اشیا کی قیمتوں پر، گھریلو معیشت اور دوسری معیشتوں میں نافذ ٹارف اور خارجی تجارت کی پالیسی، زرِ مبادلہ بازار میں کرنسی کی افراط و تفریط، دوسرے ممالک کی آمدنی، معیشت کی اپنی درآمد وغیرہ جیسے عوامل پر منحصر کرتی ہے۔ برآمد کا تعین کرنے والے اہم عوامل کا معیشت کے داخلی حالات سے براہِ راست تعلق نہیں۔ اس لیے فرض کیا جاتا ہے کہ معیشت کے برآمد کی سطح معیشت کی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی بلکہ اسے مستقل یا آزاد فرض کیا جاتا ہے۔

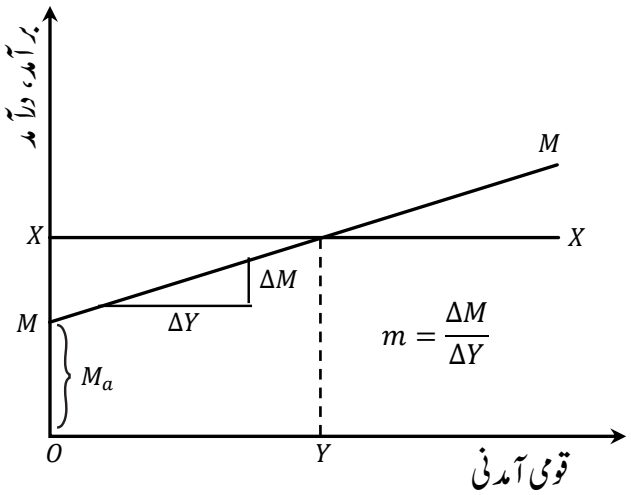
اس کے برعکس، معیشت کی درآمد کی سطح کا تعین کرنے والے اہم عوامل میں سے آمدنی اہم عامل ہے۔ دوسرے لفظوں میں، بین الاقوامی قیمتوں، ٹارف اور دیگر تجارتی پالیسی وغیرہ کو متعین فرض کرتے ہوئے معیشت کی آمدنی میں اضافے سے معیشت کی درآمد میں

اضافہ ہو گا اور آمدنی میں کمی سے درآمد میں کمی ہو گی۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافی اخراجات کا ایک حصہ درآمدی اشیا و خدمات کی خرید پر کیا جائے گا۔ نتیجۃً، کھلی معیشت میں، درآمد کو قومی آمدنی کے مثبت تفاعل کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ درآمد تفاعل کو درج ذیل مساوات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

$$M = f(Y)$$

آسانی کے لیے ہم فرض کرتے ہیں کہ قومی آمدنی اور درآمد کے مابین خطی تعلق ہے۔ اس صورت میں درآمد تفاعل ہو گا:

$$M = M_a + mY$$



تصویر 14.5: برآمد تفاعل اور درآمد تفاعل

جہاں، M_a درآمد پر کیے گئے مستقل اخراجات ہیں اور m حاشیائی میلانِ درآمد (Marginal Propensity to Import) ہے۔ حاشیائی میلانِ درآمد آمدنی میں تبدیلی (ΔY) سے درآمد میں تبدیلی (ΔM) کو دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے کا کتنا حصہ درآمد پر خرچ کیا جائے گا۔ علامتی طور پر حاشیائی میلانِ درآمد کو $\frac{\Delta M}{\Delta Y}$ سے دکھایا جاسکتا ہے۔ اگر آمدنی میں 100 کروڑ کے اضافے سے درآمد میں 5 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو حاشیائی میلانِ درآمد 0.05 یعنی 5 فیصد ہو گا۔ حاشیائی درآمد سے متعلق دوسرا تصور اوسط میلانِ درآمد ہے۔ اوسط میلانِ درآمد کو کل درآمدات کو قومی آمدنی سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اوسط میلانِ درآمد کل درآمد اور قومی آمدنی کے تناسب کو دکھاتا ہے۔ تصویر 14.5 میں برآمد تفاعل کو XX اور درآمد تفاعل کو MM سے دکھایا گیا ہے۔ تفاعل برآمد X محور کے متوازی ہے جو دکھاتا ہے کہ برآمد قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی۔ تفاعلِ درآمد مثبت ڈھلان والا تفاعل ہے۔ OM مستقل درآمد یا M_a کو دکھاتا ہے۔ یعنی درآمد کی OM مقدار قومی آمدنی پر منحصر نہیں کرتی۔ آمدنی صفر ہونے کی صورت میں بھی معیشت OM مقدار درآمد کرے گی۔ درآمد کا بقیہ حصہ آمدنی کی سطح پر منحصر کرتا ہے اور ڈھلان m اور آمدنی کے حاصلِ ضرب $(m.Y)$ کے مساوی ہو گا۔

بند معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی سطح کا تعین آمدنی کی اس سطح پر ہوتا ہے جہاں مطلوبہ بچت مطلوبہ سرمایہ کاری کے برابر $(S = I)$ ہوتی ہے۔ بچت آمدنی کے بہاؤ سے کچھ رقم کے رساو یا نکلنے کی نمائندگی کرتی ہے، جبکہ سرمایہ کاری آمدنی کے بہاؤ میں کچھ رقم کے انجکشن کو دکھاتی ہے۔ قومی آمدنی اس وقت توازن میں ہوتی ہے جب قومی آمدنی سے بچت کی صورت میں رساؤ قومی آمدنی میں سرمایہ کاری کی صورت میں انجکشن کے برابر ہوتا ہے۔ کھلی معیشت میں ملک کے صارفین کے ذریعے کی گئی درآمدات ملک کے باشندوں کے ذریعے درآمد شدہ اشیا پر ہونے والے اخراجات کی نمائندگی کرتی ہیں اور ملکی معیشت سے کچھ آمدنی کے رساو کا باعث بنتی ہیں۔ لہٰذا، کھلی معیشت میں بچت کے ساتھ ساتھ درآمدات بھی قومی آمدنی سے رساو کو دکھاتی ہیں۔ دوسری طرف، برآمدات ملکی معیشت میں پیدا ہونے والی اشیا پر

بیرونی ممالک کے لوگوں کے اخراجات کی نمائندگی کرتی ہیں اور ملکی سرمایہ کاری کی طرح معیشت کی آمدنی میں انجکشن ہوتی ہیں۔ لہذا، کھلی معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی سطح کا تعین اُس سطح پر ہوتا ہے جس پر کل رساؤ، یعنی بچت اور درآمدات $(S + M)$ کل انجکشن کے برابر، یعنی ملکی سرمایہ کاری اور برآمدات $(I + X)$ کے مساوی ہوں۔ اس طرح، کھلی معیشت میں، قومی آمدنی کا توازن حسب ذیل صورت میں ہو گا:

$$S + M = I + X$$

اگر $S + M < I + X$ ہو گی تو قومی آمدنی میں توسیع ہو گی اور اگر $S + M > I + X$ تو قومی آمدنی میں کمی ہو گی۔ درج بالا مساوات کو تبدیلی کی صورت میں لکھنے پر

$$\Delta S + \Delta M = \Delta I + \Delta X$$

چونکہ، بچت میں تبدیلی حاشیائی میلانِ صرف اور آمدنی میں تبدیلی کے حاصلِ ضرب $(s.\Delta Y)$ کے مساوی ہوتی ہے اور درآمدات میں تبدیلی حاشیائی میلانِ درآمد اور آمدنی میں تبدیلی کے حاصلِ ضرب کے مساوی ہوتی ہے لہذا درج بالا مساوات کو ذیل کی طرح لکھ سکتے ہیں:

$$s.\Delta Y + m.\Delta Y = \Delta I + \Delta X$$

$$\Delta Y(s + m) = \Delta I + \Delta X$$

$$\Delta Y = \frac{1}{s + m}(\Delta I + \Delta X)$$

درج بالا مساوات دکھاتی ہے کہ سرمایہ کاری یا برآمد میں سے کسی ایک میں بھی تبدیلی سے آمدنی میں $\frac{1}{s+m}$ گنا تبدیلی ہو گی۔ اگر برآمد میں ΔX کی تبدیلی ہو گی تو قومی آمدنی میں $\Delta X.\frac{1}{s+m}$ کی تبدیلی ہو گی۔ سرمایہ کاری میں تبدیلی کو صفر فرض کرتے ہوئے، مساوات کو ΔX سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{\Delta Y}{\Delta X} = \frac{1}{s + m}\frac{(\Delta I + \Delta X)}{\Delta X}$$

$$K_f = \frac{1}{s + m} \qquad \because K_f = \frac{\Delta Y}{\Delta X}$$

$$K_f = \frac{1}{1 - b + m} \qquad \because s = 1 - b$$

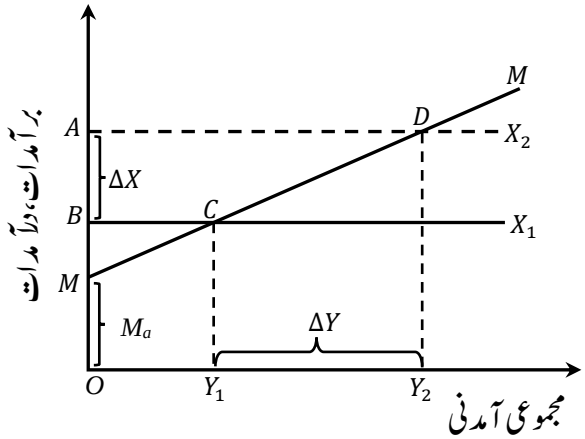
جہاں، K_f ضاربِ تجارتِ خارجی ہے۔

ضارب تجارت خارجی اسی طرح کام کرتا ہے جس طرح کینز کا ضارب سرمایہ کاری کرتا ہے۔ جب برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے تو برآمد کنندگان اور برآمدی صنعتوں میں کام کرنے والوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی اضافی آمدنی کا کچھ حصہ پس انداز کریں گے اور باقی گھریلو اور درآمدی اشیا کی خرید پر خرچ کریں گے۔ جس طرح بچت آمدنی کے سلسلے میں رساؤ ہے اسی طرح، درآمدی اشیا پر کیے گئے اخراجات بھی آمدنی سے رساؤ کا سبب بنتے ہیں۔ درآمدات پر کیے گئے اخراجات سے آمدنی ان ممالک میں منتقل ہوتی ہے جن سے اشیا کو درآمد

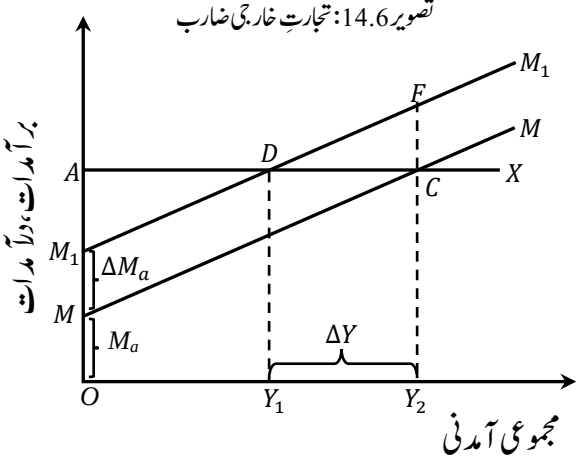
کیا گیا ہے۔ اس طرح، ملکی معیشت کے لیے، درآمدات آمدنی کے سلسلے میں رساؤ ہوتے ہیں۔ لیکن برآمدات میں اضافے کے نتیجے میں گھریلو اشیا پر بڑھتے ہوئے اخراجات ضارب کے عمل کے مختلف مراحل میں آمدنی میں اضافہ کرتے رہیں گے جب تک کہ ضارب کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا۔

ضاربِ تجارتِ خارجی کے عمل کو تصویر 14.6 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں MM درآمدات کا تفاعل ہے اور BX_1 برآمدات کا خط ہے جو محور X کے متوازی ہے جو دکھاتا کہ سرمایہ کاری مستقل یا آزاد متغیر ہے اور اس کی قدر قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی ہے۔ ابتدا میں، معیشت Y آمدنی کی سطح پر توازن میں تھی۔ فرض کریں کہ برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اس طرح کہ برآمدی خط BX_1 سے AX_2 ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی OY_1 سے بڑھ کر OY_2 ہو جائے گی اس طرح کہ آمدنی میں (Y_2-Y_1) یا (ΔY) کے بقدر اضافہ ہو گا۔ قومی آمدنی میں یہ اضافہ برآمدات میں اضافے اور ضاربِ تجارتِ خارجی کے حاصلِ ضرب کے مساوی ہو گا۔ اس طرح:

$$\Delta Y = \frac{1}{1 - b + m}$$



تصویر 14.6: تجارتِ خارجی ضارب



تصویر 14.7: درآمد میں اضافے کا قومی آمدنی پر اثر

چونکہ درآمد ضارب کے عمل سے ایک رساو ہے، لہذا درآمد میں اضافہ آمدنی میں کئی گنا کمی کا باعث بنے گا۔ تصویر 14.7 میں اس عمل کو دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں قومی آمدنی نقطہ C پر توازن میں تھی جہاں درآمد خط اور برآمد خط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں جس سے قومی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ اب فرض کریں کہ ذائقے میں تبدیلی اور غیر ملکی اشیا کے لیے گھریلو صارفین کی ترجیحات کی وجہ سے درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اور درآمدی خط MM سے منتقل ہو کر M_1M_1 ہو جاتا ہے یعنی درآمدات میں ΔM کی تبدیلی ہوتی ہے۔ درآمدات کا یہ نیا خط برآمد خط کو نقطہ D پر قطع کرتا ہے اور نتیجتاً قومی آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ قومی آمدنی میں Y_2Y_1 کی کمی درآمدات میں ΔM اضافے کا کئی گنا ہے۔ آمدنی میں یہ کمی اس لیے ہوتی ہے کیونکہ درآمدات میں اضافہ ملکی اشیا پر صارفین کے اخراجات میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ اس سے ملکی اخراجات کم نہیں ہوتے بلکہ ملکی اشیا سے غیر ملکی اشیا میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اخراجات میں کمی کئی ملکی صنعتوں میں پیداوار، روزگار اور آمدنی میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ درحقیقت ملکی اشیا کی طلب میں ابتدائی کمی کے بعد ضارب کے عمل کے کئی مراحل میں ملکی اشیا پر ہونے والے اخراجات میں کمی کی وجہ سے آمدنی میں کئی گنا کمی ہوتی ہے۔ تصویر 14.7 سے درآمدات کے تضاد کی بھی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ غور کریں کہ ملک کی درآمدات میں

MM_1 یا CF مقدار میں اضافے کی خواہش سے حقیقت میں درآمدات میں تو اضافہ نہیں ہوتا اور اپنی ابتدائی سطح CY_2 یا DY_1 پر آجاتا ہے لیکن قومی آمدنی کم ہو جاتی ہے۔

14.3.1 مفروضات (Assumptions)

غیر ملکی تجارت یا ضاربِ تجارتِ خارجی درج ذیل مفروضوں پر مبنی ہے:

1. اشیا کی برآمد اور درآمد میں ملکی اور غیر ملکی ممالک کے درمیان براہ راست تعلق ہے۔
2. ملک چھوٹا ہے جس کے عمل کے دوسرے ممالک پر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔
3. شرح مبادلہ میں تبدیلی نہیں ہوتی۔
4. ضارب وقت کے وقفے کے بغیر فوری پر عمل میں آتا ہے۔
5. اسراع کا کوئی کردار نہیں۔
6. کوئی ٹیرف رکاوٹیں اور تبادلہ کنٹرول نہیں ہیں۔
7. ملکی سرمایہ کاری مستقل رہتی ہے۔
8. حکومتی اخراجات مستقل ہیں۔
9. تجزیہ صرف دو ممالک پر لاگو ہوتا ہے۔

14.3.2 غیر ملکی تجارتی ضارب کی حدود (Limitations of Foreign Trade Multiplier)

اوپر پیش کیے گئے غیر ملکی تجارتی ضارب کا ماڈل بعض ایسے مفروضوں پر مبنی ہے، جو اس تجزیے کو غیر حقیقی بنا دیتے ہیں۔

1. برآمدات اور سرمایہ کاری آزاد نہیں

سادہ غیر ملکی تجارتی ضارب کا تجزیہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ برآمدات اور سرمایہ کاری (ملکی اور غیر ملکی دونوں) قومی آمدنی کی سطح میں ہونے والی تبدیلیوں سے آزاد ہیں۔ لیکن، حقیقت میں، ایسا نہیں ہے۔ برآمدات میں اضافہ ہمیشہ قومی آمدنی میں اضافے کا باعث نہیں بنتا اور درآمدات میں اضافہ ہمیشہ قومی آمدنی میں کمی کا سبب نہیں بنتا۔ مثال کے طور پر اشیائے سرمایہ کی درآمد سے ملک کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً درآمدات قومی آمدنی میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔

2. غیر وقفی تجزیہ

غیر ملکی تجارت کے ضارب کو ایک فوری عمل سمجھا جاتا ہے جس کے ذریعے یہ حتمی نتائج فراہم کرتا ہے۔ اس طرح اس میں کوئی وقفہ نہیں ہوتا ہے بلکہ برآمدات میں اضافے کا اثر فوری طور پر آمدنی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ضارب کے عمل اور اس کے اثر کے لیے وقفہ لگتا ہے۔

3. تجارتی پابندیوں کو نظر انداز کرتا ہے

غیر ملکی تجارت کا ضارب یہ فرض کرتا ہے کہ اشیا کی درآمد و برآمد میں ٹیرف، مبادلہ کنٹرول اور دیگر رکاوٹیں جو تجارت کو کم کرتی ہیں موجود نہیں۔ لیکن حقیقی دنیا میں ایسی رکاوٹیں کثرت سے دیکھنے کو ملتی ہے اور نتیجتاً ضارب کا اثر محدود ہو جاتا ہے۔

4. مالی اور مالیاتی اقدامات کو نظر انداز کرتا ہے:

یہ تجزیہ اس غیر حقیقی مفروضے پر مبنی ہے کہ حکومتی اخراجات مستقل ہیں۔ لیکن حکومتیں ہمیشہ مالی اور مالیاتی پالیسیوں کے ذریعے مداخلت کرتی ہیں جو معیشت کو متاثر کرتی ہیں۔

14.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت میں ضاربین کی وضاحت کر سکیں۔۔
- تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت میں ضاربین کا اشتقاق کر سکیں۔
- متوازن بجٹ ضارب کی وضاحت کر سکیں۔

14.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

ضاربِ حکومتی اخراجات:Government Expenditure Multiplier- حکومتی اخراجات میں تبدیلی سے قومی آمدنی میں تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

ٹیکس ضارب :Tax Multiplier- ٹیکس میں تبدیلی سے قومی آمدنی میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

متوازن بجٹ ضارب :Balanced Budget Multiplier- یک مشت ٹیکس اور حکومتی اخراجات میں مساوی تبدیلی کے قومی آمدنی پر اثر کو دکھاتا ہے۔

ضاربِ تجارتِ خارجی :Foreign Trade Multiplier- برآمدات میں تبدیلی سے قومی آمدنی میں تبدیلی کے اثر کو دکھاتا ہے۔

14.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

14.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. تین سیکٹر معیشت میں مجموعی اخراجات۔۔۔۔۔۔کے مساوی ہوں گے۔ (C+I+G/C+I+S)
2. مجموعی اخراجات کا خط۔۔۔۔۔ڈھلان والا ہوتا ہے۔ (مثبت / منفی)
3. حکومتی اخراجات کے ضارب کی قدر۔۔۔۔۔ہوتی ہے۔

4. اگر حاشیائی میلانِ صرف 0.8 ہو تو حکومتی اخراجات کے ضارب کی قدر۔۔۔۔۔۔ ہو گی۔
5. اگر حاشیائی میلانِ صرف 0.2 ہو تو یک مشت ٹیکس کے ضارب کی قدر۔۔۔۔۔۔ ہو گی۔
6. اگر حاشیائی میلانِ صرف 0.75 ہو تو انتقالی ادائیگیوں کے ضارب کی قدر۔۔۔۔۔۔ ہو گی۔
7. متوازن بجٹ ضارب کی قدر۔۔۔۔۔۔ ہوتی ہے۔
8. اگر حکومتی اخراجات میں 100 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی یک مشت ٹیکس میں بھی 100 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو قومی آمدنی میں۔۔۔۔۔۔ کروڑ کا اضافہ ہو گا۔
9. تجارتِ خارجی کے ضارب کی قدر ہو گی۔۔۔ $\left(\frac{1}{1-b} \text{ یا } \frac{1}{s+m}\right)$
10. اگر حاشیائی میلانِ بچت 0.2 ہو اور حاشیائی میلانِ درآمد 0.05 ہو تو ضاربِ تجارتِ خارجی کی قدر۔۔۔۔۔۔ ہو گی۔

14.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. حکومتی اخراجات کے ضارب کا اشتقاق کریں
2. متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک ہوتی ہے۔ ثابت کریں۔
3. انتقالی ادائیگیوں کے ضارب کا اثر حکومتی اخراجات کے ضارب کے اثر سے کم ہوتا ہے۔ کیوں؟
4. ٹیکس ضارب کیا ہے؟
5. تجارتِ خارجی کے ضارب کو اخذ کریں۔

14.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. متوازن بجٹ ضارب کے قومی آمدنی پر اثر کی وضاحت کریں۔
2. خارجی تجارت کے ضارب پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

14.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 15: ضارب کی اہمیت

(Importance of Multiplier)

اکائی کے اجزا:

15.0 تمہید (Introduction)

15.1 مقاصد (Objectives)

15.2 تصور ضارب کی اہمیت (Importance of Concept of Multiplier)

15.3 ضارب کے اثر میں رساؤ (Leakages in Multiplier Effect)

15.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

15.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

15.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

15.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

15.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

15.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

15.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

15.0 تمہید (Introduction)

اس بلاک کی سابقہ اکائیوں میں آپ نے دو سیکٹر کے سادہ ضارب، تین سیکٹر اور چار سیکٹر کے ضاربین، ٹیکس ضارب، متوازن بجٹ ضارب وغیرہ کے بارے میں پڑھا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں آپ ضارب کی اہمیت کے بارے میں پڑھیں گے۔ اس کے علاوہ ضارب کے عمل میں رساؤ کے بارے میں بھی آپ مطالعہ کریں گے۔

15.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- ضارب کے تصور کی اہمیت بیان کرنا۔

- کفایت شعاری کے تضاد کو بیان کرنا۔
- ضارب سے عظیم معاشی بحران کی وضاحت کرنا۔
- ضارب کے عمل میں مختلف رساؤ کو بیان کرنا۔

15.2 تصور ضارب کی اہمیت (Importance of Concept of Multiplier)

کینز کے نظریہ تعین آمدنی وروزگار میں ضارب انتہائی اہم تصور ہے۔ اس کی اہمیت درج ذیل نقاط سے سمجھی جاسکتی ہے۔

1. سرمایہ کاری (Investment)

ضارب کا تصور آمدنی اور روزگار کے تعین میں سرمایہ کاری کی اہمیت کی وضاحت کرتا ہے۔ چونکہ کینز کے نظریے میں قلیل مدتی تفاعل صَرف تقریباً مستحکم ہوتا ہے، لہذا، آمدنی و روزگار میں ہونے والے اتار چڑھاؤ سرمایہ کاری میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ سرمایہ کاری میں اضافہ ہونے سے ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی اور روزگار میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح، سرمایہ کاری میں کمی ہونے پر آمدنی وروزگار میں کمی آتی ہے۔

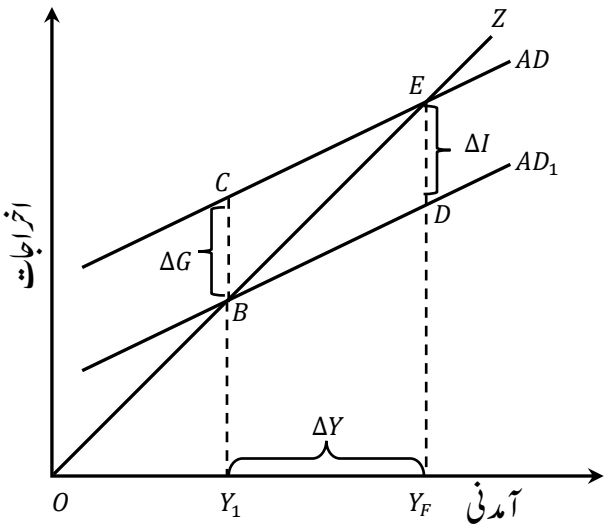
2. کاروباری چکر (Business Cycle)

معیشت میں ہونے والے کاروباری چکر کی وضاحت بھی ضارب کے عمل سے کی جاسکتی ہے۔ ضارب وضاحت کرتا ہے کہ کیوں معیشت میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ جب معیشت میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے قومی آمدنی پر متعدد اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے معیشت تیزی سے اوپر کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر کن ہی وجوہات کی بنا پر سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے تو ضارب کے عملِ ضرب کی وجہ سے پیداوار اور روزگار میں ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے کئی گنا کمی آتی ہے جس سے معیشت نیچے کی جانب حرکت کرتی ہے اور کساد بازاری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

3. زری پالیسی اور مالیاتی پالیسی (Monetary Policy and Fiscal Policy)

معاشیاتی اور مالیاتی پالیسی کے میدان میں بھی ضارب کا نظریہ عملی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ معیشت کو کساد بازاری سے نکالنے اور مکمل روزگار کی حالت کے حصول سے متعلق پالیسیوں کی تشکیل میں حکومت کی مدد کرسکتا ہے۔ کساد بازاری اور بیروزگاری کے مسئلے کو ختم کرنے میں ضارب کے نظریے کے مطابق عوامی کاموں میں سرمایہ کاری اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سڑکوں کی تعمیر، ہسپتالوں، اسکولوں، آبپاشی کی سہولیات کی تعمیر جیسے عوامی کاموں میں عوامی سرمایہ کاری سے مجموعی طلب میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ آمدنی اور طلب میں کئی گنا اضافہ نجی سرمایہ کاری میں بھی اضافے کا سبب بنے گا۔ اس طرح، نجی سرمایہ کاری میں کمی سے جو کساد بازاری اور بیروزگاری کی صورت پیدا ہوئی تھی اس کا ازالہ ہوجائے گا اور معیشت میں مکمل روزگار کی حالت بحال ہوجائے گی۔ نظریہ ضارب سے متاثر ہوکر، حکومتی اخراجات میں اضافے اور انکم ٹیکس میں کمی کی توسیعی مالیاتی پالیسی کو صدر جان کینیڈی اور صدر جارج ڈبلیو بش نے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں غیر ارادی بے روزگاری اور کساد بازاری کو دور کرنے کے لیے اپنایا۔ ان پالیسیوں سے بے روزگاری اور کساد بازاری کو دور کرنے میں بڑی کامیابی حاصل

ہوئی۔ تصویر 15.1 میں کساد بازاری اور معاشی بحران سے نبٹنے کے لیے حکومت کی مالیاتی پالیسی کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت کی ممکنہ آمدنی یا پیداوار OY_F ہے۔ یعنی معیشت مکمل روزگار کی صورت میں OY_F مقدار میں پیداوار کر سکتی ہے۔ اس مقدار میں پیداوار پر تمام عوامل کو روزگار ملے گا اور معیشت میں کوئی بیروزگاری نہیں ہوگی۔ فرض کریں کہ معیشت کا مجموعی طلب خط AD ہے جو آمدنی خط OZ کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی حقیقی آمدنی OY_F متعین ہوتی ہے۔ حقیقی آمدنی OY_F ہونے کا مطلب ہے کہ معیشت میں تمام افراد و وسائل باروزگار ہیں۔ اب



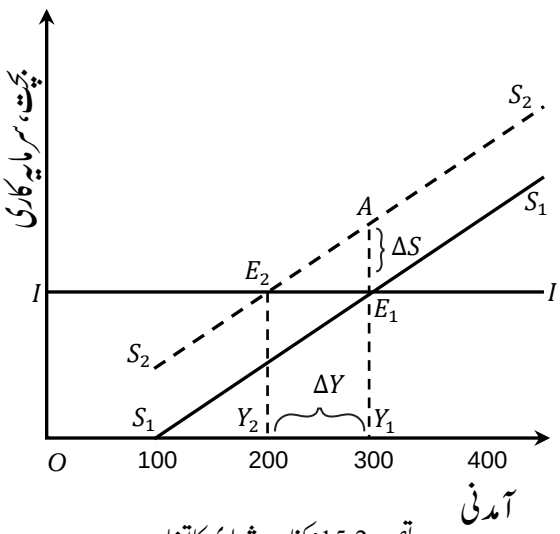
تصویر 15.1: مالیاتی پالیسی کا اثر

فرض کریں کہ کن ہی وجوہات کی بنا پر، مثلاً، منافع کی توقع میں کمی کی وجہ سے سرمایہ کاری میں ΔI یا ED کی کمی آتی ہے جس کی وجہ سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ مجموعی طلب میں کمی آنے سے آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ سرمایہ کاری میں ΔI کی کمی سے آمدنی میں ضارب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے کئی گنا کمی ہوگی۔ آمدنی OY_1 کا مطلب ہے کہ معیشت میں کساد بازاری کا عالم چھایا ہوا ہے۔ پیداکاروں کے پاس اشیا کا ذخیرہ تو ہے لیکن ان اشیا کی طلب نہ ہونے کی وجہ سے یہ اشیا فروخت نہیں ہو رہی ہیں۔ اس سے بیروزگاری اور اضافی گنجائش کی صورت پیدا ہوگی۔ اس طرح سرمایہ کاری میں ED کمی سے معیشت میں کساد بازاری کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس کساد بازاری کو دور کرنے کے لیے اگر حکومت اپنے اخراجات میں BC کے بقدر اضافہ کرے تو مجموعی اخراجات خط اپنی ابتدائی حالت پر آجائے گا اور آمدنی پھر سے مکمل روزگار پر بحال ہو جائے گی۔ دوبارہ غور کریں کہ، سرمایہ کاری میں BC یا ΔG کی وجہ سے آمدنی میں ہوا اضافہ حکومتی اخراجات میں اضافے کا کئی گنا ہے۔

4. کفایت شعاری کا تضاد (Paradox of Thrift)

انسانی تہذیب کے آغاز سے ہی پس اندازی کو خوبی سمجھا جاتا رہا ہے۔ آپ نے وہ محاورہ تو سنا ہوگا کہ جو بچایا سو پایا (A Penny Saved is a Penny Earned)، اپنے بزرگوں سے کفایت شعاری کے فوائد پر نصیحتیں بھی سنی ہوں گی۔ معاشیات کا ایک مختلف فیہ مسئلہ اسی کفایت شعاری اور پس اندازی سے متعلق ہے۔ نوکلاسیکی ماہرین معاشیات مثلاً فریڈمین کے مطابق حالات کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں، کفایت شعاری اور پس اندازی ہمیشہ بہتر ہے۔ کفایت شعاری مدت قلیل میں زحمت کا سبب ضرور ہو سکتی ہے لیکن اُس کے طویل مدتی فوائد کی وجہ سے اِس زحمت کو برداشت کرنا بہتر ہے۔ نوکلاسیکی ماہرین کے اس نظریے کی تفصیل میں جانے کا یہاں موقع نہیں۔ نوکلاسیکی ماہرین کے برعکس کینز کے نظریے کے مطابق کفایت شعاری معیشت کے لیے اچھی چیز نہیں۔ کینز کے اس نظریے کو تضادِ کفایت شعاری (Paradox of Thrift) کہتے ہیں۔ کفایت شعاری کے تضاد کے مطابق جو پس اندازی یا کفایت شعاری گھرانوں کے لیے اچھی چیز ہے اُسی کفایت شعاری کے معیشت پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جہاں پس اندازی گھرانوں کے لیے اچھی چیز سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہ مشکل اور

ناساز گار حالات میں تحفظ فراہم کرتی ہے وہیں یہ پوری معیشت کی آمدنی میں کمی کا سبب بنتی ہیں۔ اس سلسلے میں، کینز نے "کفایت شعاری کے تضاد" کا حوالہ دیا اور دکھایا کہ لوگ جب زیادہ کفایت شعار ہوتے ہیں تو اُن کی بچت میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ یکساں رہتی ہے یا کم ہو جاتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق پس اندازی خاص طور پر کساد بازاری کے حالات میں پس اندازی معاشی بحران کو مزید گہرا کر سکتی ہے اور پیداوار اور آمدنی میں کمی اور بے روزگاری میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بچت میں اضافے سے مجموعی طلب میں کمی ہو گی جس سے اشیا و خدمات کی پیداوار کم ہو گی، اور نتیجتاً آمدنی میں کمی ہو گی۔ کم آمدنی سے بچت پرانی سطح پر آجائے گی لیکن صَرف میں کمی ہو گی جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا معیارِ زندگی پہلے کے مقابلے کم ہو جائے گا۔



تصویر 15.2: کفایت شعاری کا تضاد

کفایت شعاری کے تضاد کی وضاحت کے لیے تصویر 15.2 پر غور کریں۔ تصویر میں، ابتدائی بچت خط S_1S_1 ہے جس کا ڈھلان (MPS) 0.5 ہے اور سرمایہ کاری خط II ہے۔ معیشت نقطہ E پر توازن ($S = I$) حاصل کرتی ہے اور توازنی آمدنی OY_1 یا 300 کروڑ روپے متعین ہوتی ہے۔ اب، فرض کریں کہ معیشت صرفی اخراجات کو کم کر کے کفایت شعار بننے کا فیصلہ کرتی ہے اور بچت میں E_1A یا 50 کروڑ روپے کا اضافہ کرتی ہے جس سے بچت خط منتقل ہو کر S_2S_2 ہو جاتا ہے اور سرمایہ کاری خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس سے نئی توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ بچت میں AE_1 کے بقدر یا 50 کروڑ کا اضافہ ہونے سے آمدنی میں Y_1Y_2 کے بقدر کمی ہوئی اور بچت پرانی سطح پر آگئی ($Y_1E_1 = Y_2E_2$)۔ غور کریں کہ آمدنی کی سطح میں محض بچت کے مساوی یعنی 50 کروڑ روپے کی کمی نہیں ہوئی بلکہ بچت کی مقدار میں تبدیلی اور حاشیائی میلانِ بچت کے حاصلِ ضرب ($\Delta S \times \frac{1}{s} = 50 \times \frac{1}{0.5} = 100$) کے مساوی کمی ہوئی۔

اس طرح، بچت میں اضافہ ہونے کا مطلب صرف میں کمی ہونا ہے جو ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں کئی گنا کمی کا سبب بنے گا۔ مثال کے طور پر پہلے مرحلے میں 50 کروڑ روپے بچت میں اضافے سے صرف میں 50 کروڑ کی کمی ہو گی جس سے اشیا و خدمات کے پیداکاروں کی آمدنی بھی 50 کروڑ کے مساوی کم ہو جائے گی۔ یہ عمل یہیں نہیں رکے گا۔ ان پیداکاروں کی آمدنی میں 50 کروڑ کی کمی اور MPC کی قدر 0.5 ہونے کی وجہ سے یہ 50 کروڑ روپے کم صرف کریں گے۔ اس سے ان افراد کی آمدنی 50 کروڑ کے مساوی کم ہو گی جن سے یہ پیداکار اشیا و خدمات خریدتے ہیں۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ کل آمدنی کم ہو کر 200 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ اس طرح، بچت میں 50 کروڑ روپے کے اضافے سے معیشت کی آمدنی میں 100 کروڑ کی کمی آگئی۔ اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ تمام افراد کی زیادہ پس اندازی کی کوشش کے نتیجے میں درحقیقت بچت میں تو اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کا آمدنی پر منفی اثر پڑا اور اس کی سطح 300 کروڑ سے کم

ہو کر 200 کروڑ روپے ہو گئی۔

اس طرح کینز کا نظریہ ضارب کفایت شعاری کے تضاد کی وضاحت کرتا ہے۔ اسے کفایت شعاری کا تضاد اس لیے کہتے ہیں کیونکہ پس اندازی اور کفایت شعاری اس لیے کی جاتی ہے تاکہ مستقبل میں حالات بہتر ہو سکیں۔ لیکن در حقیقت اِس کفایت شعاری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پس اندازی میں تو اضافہ نہیں ہو پاتا بلکہ لوگوں کی آمدنی اور ان کا معیارِ زندگی کم ہو جاتا ہے۔

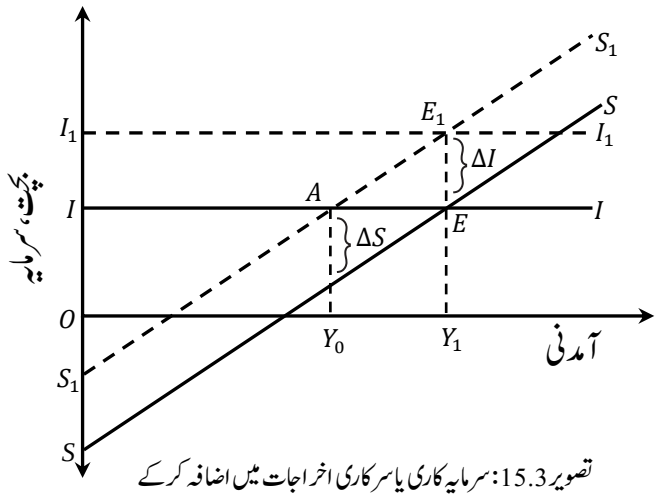
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کفایت شعاری کے اس تضاد سے بچا جا سکے؟ یاد کریں کہ کفایت شعاری کا تضاد زیادہ شدت سے اس معیشت میں کام کرتا ہے جو کساد بازاری یا معاشی بحران سے گزر رہی ہو۔ ایسی معیشت میں چونکہ اشیا و خدمات کی طلب کم ہوتی ہے لہذا سرمایہ کاری کے زیادہ مواقع نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ سرمایہ کار سرمایہ کاری تب ہی کرے گا جب اسے اس کی توقع ہو کہ وہ سرمایہ کاری سے منافع کما سکے گا۔ معاشی بحران کے دور میں چونکہ اشیا کی طلب کم ہوتی ہے لہذا سرمایہ کاری سے منافع کمانے کے امکانات بھی نہ کے برابر ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں کفایت شعاری کے منفی اثرات زیادہ واضح طور پر معیشت پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لیکن بعض باہرینِ معاشیات کا ماننا ہے کہ کفایت شعاری کے اس تضاد سے بچنا ممکن ہے اگر لوگوں کی اضافی بچت کو کسی طرح سرمایہ کاری میں تبدیل کر دیا جائے۔ مالیاتی ادارے پس اندازی کرنے والوں سے فنڈ لیتے ہیں اور ادھار لینے والوں کو قرض کے طور پر فراہم کرتے ہیں۔ ان ماہرینِ معاشیات کے مطابق مالیاتی اداروں کے ذریعے بچت کو سرمایہ کاری میں تبدیل کرنا ممکن ہے۔ ان کے مطابق شرحِ سود اس میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب بچت میں اضافہ ہو گا تو اس سے شرحِ سود میں کمی اور شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔ ایسا ہونے کی صورت میں بہت ممکن ہے کہ کفایت شعاری کے نتیجے میں آمدنی میں کمی نہ ہو اور کفایت شعاری کے اس تضاد سے بچا جا سکے۔

اس کی وضاحت کے لیے تصویر 15.3 پر غور کریں۔ تصویر میں ابتدائی بچت اور سرمایہ کاری خطوط SS اور II تھے جو ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی آمدنی OY متعین ہوتی ہے۔ اب معیشت کے افراد پس اندازی میں EE_1 مقدار سے پس اندازی میں اضافہ کرتے ہیں جس سے خطِ بچت منتقل ہو کر S_1S_1 ہو جاتا ہے۔ یہ خط بچت سرمایہ کاری خط کو نقطہ A_0 پر قطع کرتا ہے اور توازنی آمدنی کم ہو کر OY_0 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ ضارب کے عمل کی وجہ سے بچت میں EE_1 کے اضافے سے آمدنی میں Y_1Y_0 کی کمی آئی۔ لیکن اگر اس اضافی بچت کو سرمایہ کاری میں لگا دیا جائے تو سرمایہ کاری خط اوپر کی جانب منتقل ہو کر I_1I_1 ہو جائے گا۔ اس طرح بچت خط S_1S_1 سرمایہ کاری خط I_1I_1 ایک دوسرے کو نقطہ E_1 پر قطع کریں گے اور آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔

لیکن جدید ماہرین معاشیات خصوصاً کینز کے پیروکار ماہرینِ معاشیات کا ماننا ہے کہ پس اندازی کے تضاد سے بچنے کے لیے دی گئی اس دلیل کی تجرباتی مشاہدات تائید نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کساد بازاری اور معاشی بحران کے دور میں سرمایہ کاری سے متوقع منافع کی امید اتنی کم ہوتی ہے کہ شرحِ سود میں کتنی بھی کمی آجائے وہ اتنی کافی نہیں ہوتی کہ اس سے کفایت شعاری کے تضاد سے بچا جا سکے۔ لہذا، ان کے مطابق ایسی معیشت میں حکومت کی مداخلت کے بنا کفایت شعاری کے تضاد سے نہیں بچا جا سکتا۔

اگر حکومت مداخلت کرتی ہے تو کفایت شعاری کے تضاد سے بچا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی سرمایہ کاری منافع کے

مقصد سے نہیں کی جاتی بلکہ سماجی فلاح و بہبود میں اضافے کے لیے کی جاتی ہے۔ حکومتی اخراجات کے نتیجے میں لوگوں کی پس اندازی کی وجہ سے مجموعی اخراجات میں کمی نہیں ہوگی اور اس طرح آمدنی بھی کم نہیں ہوگی۔



تصویر 15.3: سرمایہ کاری یا سرکاری اخراجات میں اضافہ کر کے کفایت شعاری کے تضاد سے بچا جاسکتا ہے۔

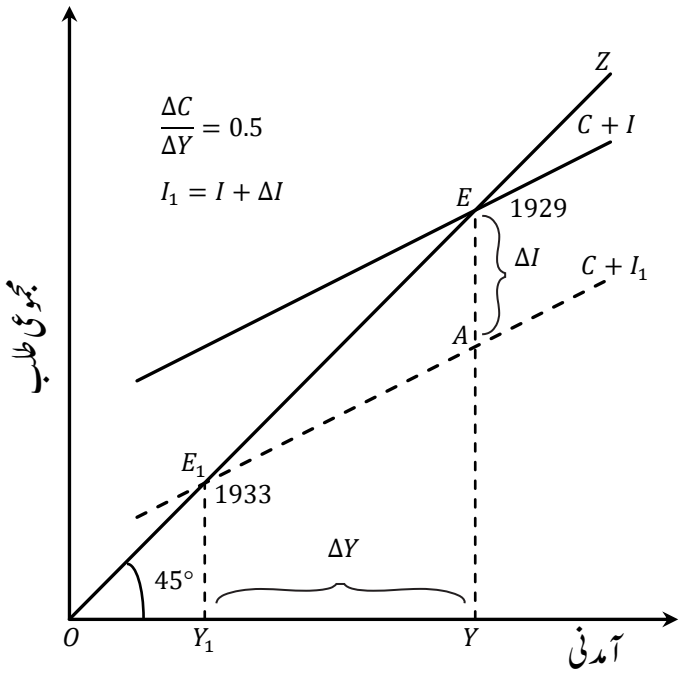
کینز کے نظریے کے مطابق، معاشی کساد بازاری کا مناسب جواب زیادہ خرچ کرنا، اور کم بچت کرنا ہے۔ اس نظریے کے مطابق کساد بازاری کی شکار معیشت پوری صلاحیت کے ساتھ پیدا نہیں کرتی کیونکہ اس کے پیداواری عوامل (زمین، محنت اور سرمایہ) میں سے کچھ بے روزگار ہوتے ہیں۔ کساد بازاری کے مسئلے کا حل پس اندازی نہیں بلکہ اخراجات میں اضافہ اور بچت میں کمی کرنا ہے۔

5. عظیم معاشی بحران (Great Depression)

کینز کے نظریہ ضارب سے عظیم معاشی بحران کی وضاحت بھی کی جاسکتی ہے۔ 1930 کی دہائی کے دوران سرمایہ دارانہ معیشتوں کو شدید معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بحران اتنا شدید تھا کہ اسے عظیم معاشی بحران کا نام دیا گیا۔ کینز نے سرمایہ کاری میں کمی کو اس بحران کا ذمہ دار قرار دیا۔ کینز کے مطابق سرمایہ کاری انتہائی غیر مستحکم متغیر ہے۔ 1930 کی دہائی میں سرمایہ کاری سے ہونے والے متوقع منافع میں قنوطیت کی وجہ سے سرمایہ کاری میں کمی آئی جس کے نتیجے میں ضارب کے عمل کے ساتھ آمدنی اور روزگار میں کئی گنا کمی آئی۔ مثال کے طور پر، امریکہ میں بحران کے پہلے چار سالوں (1929-33) کے دوران بے روزگاری جو 1929 میں صرف 3.2 فیصد تھی، 1933 میں بڑھ کر 25 فیصد ہوگئی، یعنی ہر چوتھا مزدور بے روزگار ہوگیا۔ 1972 کی قیمتوں پر قومی آمدنی کی سطح 1929 میں 315 بلین ڈالر سے کم ہو کر 1933 میں 222 بلین ڈالر پر آگئی، یعنی صرف چار سالوں میں 93 بلین ڈالر کی کمی ہوگئی۔ کینز کے مطابق، ایسا 1929 میں 56 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری سے 1933 میں 8.5 بلین ڈالر تک گرنے کی وجہ سے ہوا۔ اس کی وضاحت تصویر 15.4 میں کی گئی ہے۔ ابتدا میں، مثلاً 1929 میں مجموعی طلب خط $C+I$ آمدنی خط OZ کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے جس پر مکمل روزگار کے ساتھ توازن قائم ہوتا ہے اور قومی آمدنی OY پیدا ہوتی ہے۔ مختلف وجوہات مثلاً حصص بازار کے سقوط اور دیگر ناسازگار حالات کی وجہ سے متوقع منافع میں کمی کی وجہ سے نجی سرمایہ کاری میں شدید کمی آئی جس سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر $C+I_1$ ہوگیا جو آمدنی خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس پر آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔ کینز کے مطابق آمدنی میں آئی یہ کمی سرمایہ کاری میں آئی کمی (EA) کے مساوی نہیں تھی بلکہ اس کا کئی گنا تھی۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سرمایہ کاری میں EA کی کمی کے مقابلے آمدنی میں YY_1 کی کمی بہت زیادہ ہے۔

اس طرح، آمدنی کے تعین کا کینز کا نظریہ عظیم بحران کے پہلے چار سالوں کی کافی حد تک درست وضاحت فراہم کرتا ہے۔ کساد

بازاری اور بیروزگاری سے بچنے نے کے لیے کینز نے مجموعی طلب بڑھانے کے لیے سرکاری اخراجات میں اضافے کی تجویز پیش کی۔ کینز نے تجویز کیا کہ کساد بازاری کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت لوگوں کو مالی اعانت فراہم کرنے والے پروگرام شروع کرے۔ کینز کے مطابق اگر کوئی اور کام نہ ہو تو حکومت لوگوں کو زمین میں گڈھے کھودنے اور بھرنے کے کام پر ہی لگائے۔ حالانکہ اس کام سے کچھ کارگر شے پیدا نہیں ہوگی لیکن لوگوں کو آمدنی ملے گی جس سے طلب میں اضافہ ہوگا جو سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنے گا جس سے مزید آمدنی میں اضافہ ہوگا اور طلب بڑھے گی۔ اس طرح، زمین کھودنے جیسے بے جا کام سے بھی معیشت کساد بازاری سے باہر آجائے گی۔ کینز کی عوامی اخراجات میں اضافے کی تجویز کو امریکہ نے نیو ڈیل پالیسی (New Deal Policy) کے تحت اپنایا اور اس کے خاطر خواہ اثرات امریکی معیشت پر دیکھنے کو ملے۔



تصویر 15.4: عظیم معاشی بحران کی وضاحت

کینز کے نظریے کا ایک اور نتیجہ یہ نکلا کہ مالیاتی اور مالی پالیسی کے ذریعے حکومت کی مداخلات کو معاشی چکر میں اتار چڑھاؤ پر قابو پانے کا اہم آلہ تصور کیا جانے لگا۔ کینز سے پہلے کے ماہرین معاشیات حکومت کی عدم مداخلت کے حامی تھے۔

15.3 ضارب کے اثر میں رساؤ (Leakages in Multiplier Effect)

معاشیات میں رساؤ اس عمل کو کہتے ہیں جس میں آمدنی یا سرمایہ مکررہ نظام سے ہٹ جاتے ہیں۔ ضارب کے اثر میں رساؤ سے مراد آمدنی کا مکررہ نظام سے نکل جانا ہے جو ضارب کے اثر کو کمزور کر دیتا ہے۔ اوپر کی مثال میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ ضارب کے عمل کے ہر اگلے مرحلے میں اضافی صرف اور آمدنی کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ عمل اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ ذیل میں بعض اہم رساؤ کو بیان کیا گیا ہے جو ضارب کے اثر کو کمزور کرتے ہیں۔

1. بچت (Saving)

بچت آمدنی کے پھیلاؤ کے عمل میں ایک اہم رساؤ ہے۔ اگر آمدنی میں اضافے کو سو فیصد صرف پر خرچ کیا جائے (یعنی اگر MPC ایک ہو) تو، سرمایہ کاری میں ایک بار کا اضافہ، اضافی آمدنی اور صرف پیدا کرتا رہے گا اور معیشت میں مکمل روزگار کے حصول کو یقینی بنایا جاسکے گا۔ لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہوتا، کیونکہ اضافی آمدنی کا ایک حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہے جو آمدنی میں اضافے کے سلسلے کے بتدریج اختتام کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح بچت ضارب کی قدر کو محدود کرتی ہے۔ حاشیائی میلانِ بچت جتنا زیادہ ہوگا ضارب کی قدر اتنی ہی کم ہوگی اور

لہذا ضارب کا اثر اتنا ہی کمزور ہو گا۔

2. قرضوں کی ادائیگی (Repayment of Loan)

ضارب کے عمل میں سابقہ قرضوں کی ادائیگی اہم رساؤ ہے۔ حقیقی دنیا میں ضارب کے عمل سے پیدا شدہ اضافی آمدنی کا کچھ حصہ اشیائے صرف پر استعمال ہونے کے بجائے ساہوکاروں، بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں سے لیے گئے قرض کو بے باق کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جن کو قرض کی ادائیگی کی گئی وہ بھی اس رقم کو صرف پر استعمال کریں۔ اگر وہ صرف پر استعمال کرتے ہیں تو یقیناً اس سے ضارب کا اثر بڑھ سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا بہت کم ہوتا ہے اور قرض کی ادائیگی کی صورت میں ادا کی گئی آمدنی ضارب کے عمل کے سلسلے سے باہر ہو جاتی ہے اور ضارب کے اثر کو کمزور کر دے تی۔

3. جمع خوری (Hoarding)

بعض لوگ زر نقد کا ذخیرہ اپنے پاس رکھنا پسند کرتے ہیں۔ نقدیت کا یہ رجحان ضارب کے عمل میں رساؤ کا کام کرتا ہے۔ اگر لوگوں کی ترجیح نقدیت (Liquidity Preference) زیادہ ہوتی ہے تو وہ زر نقد کا بڑا ذخیرہ اپنے پاس رکھتے ہیں جس سے صرف پر آمدنی کا کم حصہ استعمال ہوتا ہے جو ضارب کی قدر میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

4. درآمد (Import)

اگر معیشت بند معیشت نہ ہو تو اضافی آمدنی کا ایک حصہ بیرونی اشیائے صرف کی خرید پر استعمال ہو گا جس سے ملک کی آمدنی میں اضافے کی بجائے بیرونِ ملک کی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔

5. افراط زر (Inflation)

افراط زر ضارب کی وجہ سے آمدنی کے اضافے کے سلسلے سے ایک اور اہم رساؤ ہے۔ جب تک معیشت میں فاضل پیداواری عوامل ہوں گے تب تک سرمایہ کاری سے آمدنی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ لیکن ایک بار جب تمام عوامل کو روزگار مل جائے گا تو سرمایہ کاری سے صرف پیداواری عوامل کی لاگت اور اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔ کیونکہ اس صورت میں عوامل کی کمیابی کی وجہ سے عوامل کے لیے پیداکاروں میں مسابقت پیدا ہو گی اور صنعتیں انہیں زیادہ قیمتوں پر حاصل کرنے کی کوشش کریں گی۔ اس طرح، حقیقی آمدنی اور صرف میں اضافے کی بجائے اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا جو ضارب کے اثر کو کمزور کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں ضارب حقیقی آمدنی اور حقیقی صرف میں قابل قدر اضافہ نہیں کر پاتا۔ ان ممالک میں آمدنی کا بڑا حصہ غذائی اجناس پر خرچ ہوتا ہے۔ ضارب کی وجہ سے آمدنی میں اضافے سے ان اشیا کی طلب میں اضافہ تو ہوتا ہے لیکن ان کی پیداوار میں طلب کے بقدر اضافہ نہیں ہو پاتا۔ اس کے نتیجے میں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے جو ضارب کے عمل کو کمزور کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں نظریہ ضارب کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

6. تمسکات اور اسٹاک کی خریداری (Purchase of Shares and Bonds)

بعض اوقات افراد، ضارب سے تخلیق شدہ آمدنی سے پرانے اسٹاک اور تمسکات خریدتے ہیں اور اسے اشیائے صرف کی خرید پر استعمال نہیں کرتے۔ اس طرح کی مالیاتی سرمایہ کاری ضارب کے اثر کو کمزور کرتی ہے کیونکہ اضافی آمدنی کو حقیقی صرف پر خرچ کرنے کے بجائے مالیاتی سرمایہ کاری پر خرچ کیا جاتا ہے۔

7. غیر تقسیم شدہ منافع (Undistributed Profit)

مشترکہ اسٹاک کمپنیوں کو حاصل ہونے والے کل منافع کو منقسمہ کی صورت میں حصص داران میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ کچھ حصہ غیر تقسیم شدہ منافع کی صورت میں محفوظ کرکے رکھا جاتا ہے جو آمدنی کے سلسلے میں رساؤ کا کام کرتا ہے اور اشیائے صرف پر اخراجات کو کم کرتا ہے جس سے ضارب کا عمل کمزور ہوتا ہے۔

8. محصول کاری (Taxation)

محصول کاری بھی ضارب کے عمل میں رساؤ کا کام کرتا ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافے کے نتیجے میں ہوئی اضافی آمدنی کا کچھ حصہ عوام ٹیکس کی ادائیگی کے لیے استعمال کرتی ہے۔ ٹیکس کی مد میں ادا کی گئی رقم ضارب کے عمل کے بعد کے مراحل میں ظاہر نہیں ہوتی جس سے ضارب کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ اگر ٹیکس سے موصول ہونے والی رقم حکومت خرچ کرتی ہے، تو ٹیکس کے ذریعے ہونے والے رساؤ کی حکومتی اخراجات میں اضافے سے بھرپائی ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں، اگر حکومتی اخراجات ٹیکس کی رقم کے مساوی ہوں تو اس کا سرمایہ کاری اور آمدنی میں اضافے کا کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔

9. اشیائے سرمایہ کا ذخیرہ (Capital Stock)

اگر طلب میں اضافے کو پہلے سے پیدا شدہ اشیا کے ذخیرے سے پورا کر دیا جاتا ہے تو جب تک اس ذخیرے کا تصفیہ نہ ہو جائے پیداوار، ملازمت اور آمدنی میں اضافہ نہیں ہوگا اور ضارب کا عمل رک جائے گا۔

15.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہیں کہ:

- ضارب کے تصور کی اہمیت بیان کر سکیں۔
- کفایت شعاری کے تضاد کی ضارب کے تصور سے وضاحت کر سکیں۔
- ضارب کے تصور سے عظیم معاشی بحران کی وضاحت کر سکیں۔
- ضارب کے عمل میں مختلف رساؤ کو بیان کر سکیں۔

15.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

کاروباری چکر :Business Cycle- جسے تجارتی چکر یا معاشی چکر بھی کہا جاتا ہے، معیشت کے سکڑنے اور پھیلنے اور سکڑنے کے مراحل کا سلسلہ ہے۔ معاشی سرگرمیوں مثال کے طور پر آمدنی، صرف، روزگار وغیرہ میں اتار چڑھاؤ کا سلسلہ۔

زری پالیسی :Monetary Policy- پالیسی جس کے ذریعے زری حکام معیشت میں قیمتوں کے استحکام، زر کی رسد اور شرح سود کو کنٹرول کرتے ہیں۔

مالیاتی پالیسی :Fiscal Policy- معیشت کو متاثر کرنے کے لیے حکومتی اخراجات اور ٹیکس کا استعمال۔ مالیاتی پالیسی کے اہم مقاصد میں معاشی نمو، معاشی استحکام وغیرہ شامل ہیں۔

کفایت شعاری کا تضاد :Paradox of Thrift- معاشی نظریہ جس کے مطابق بچت میں اضافہ مجموعی طلب میں کمی کا باعث بنتا ہے جس سے مجموعی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے اور نتیجتاً مجموعی بچت کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح بچت کاری معیشت کو نقصان پہنچاتی ہے۔

عظیم معاشی بحران :Great Depression- عالم گیر معاشی بحران جو 1929 میں شروع ہوا اور 1939 تک جاری رہا۔

رساؤ :Leakages- آمدنی جو ضارب کے عمل سے خارج ہو جاتی ہے اور نتیجتاً ضارب کے عمل کو کمزور کرتی ہے۔

15.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

15.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کے نظریے کے مطابق مدتِ قلیل میں تفاعلِ صرف ہوتا ہے:
   (a) مستحکم (b) غیر مستحکم
   (c) مستحکم اور غیر مستحکم دونوں ممکن (d) آمدنی سے آزاد

2. زر کی رسد اور شرحِ سود کو کنٹرول کرنے کی پالیسی کہلاتی ہے:
   (a) زری پالیسی (b) بین الاقوامی پالیسی
   (c) عالمی بینک پالیسی (d) نمو پالیسی

3. حکومتی اخراجات اور ٹیکس کی پالیسی کہلاتی ہے:
   (a) مالیاتی پالیسی (b) زری پالیسی
   (c) عوامی پالیسی (d) درج بالا سبھی

4. کفایت شعاری کے تضاد کے مطابق معیشت میں پس اندازی میں اضافے کے نتیجے میں:

(a) بچت میں تو اضافہ نہیں ہوتا لیکن مجموعی آمدنی کم ہو جاتی ہے۔

(b) بچت میں کمی ہوتی ہے لیکن مجموعی آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(c) بچت میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

(d) پیداوار، آمدنی اور روزگار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

5. ایک معیشت میں مکمل روزگار حاصل کرنے کے لیے آمدنی میں 400 کروڑ روپے کے اضافے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے حکومت کو کتنے کروڑ کے اخراجات کی ضرورت ہو گی اگر معیشت کا حاشیائی میلانِ صرف 0.75 ہے؟

(a) $100\ crore$ (b) $400\ crore$

(c) $75\ crore$ (d) $10\ crore$

6. درج ذیل میں کون سے عوامل ضارب کے عمل کو کمزور کرتے ہیں:

(a) محصول کاری (b) افراطِ زر

(c) برآمدات (d) درج بالا سبھی

7. عظیم معاشی بحران کب شروع ہوا؟

(a) 1920 کی دہائی میں (b) 1940 کی دہائی میں

(c) 1950 کی دہائی میں (d) 1910 کی دہائی میں

8. ضارب کے عمل میں رساؤ وہ عوامل ہیں:

(a) جن سے ضارب کا عمل کمزور ہوتا ہے۔ (b) جن سے ضارب کا عمل مظبوط ہوتا ہے۔

(c) جو سرمایہ کاری میں اضافہ کرتے ہیں۔ (d) جو سرمایہ کاری میں کمی کرتے ہیں۔

9. اگر حکومت کے اخراجات ٹیکس کے مساوی ہوں تو:

(a) ضارب کے عمل پر منفی اثر پڑے گا۔ (b) ضارب کے عمل پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔

(c) سرمایہ کاری خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔ (d) بچت خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔

10. مکمل روزگار سے زیادہ مجموعی طلب میں اضافے سے ضارب کے عمل کی وجہ سے:

(a) قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ (b) قومی آمدنی میں کمی ہو گی۔

(c) ضارب کی قدر میں کمی ہو گی۔ (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

15.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. مالیاتی پالیسی کس طرح روزگار اور آمدنی میں اضافہ کرتی ہے؟
2. ضارب کس طرح عظیم معاشی بحران کی وضاحت کرتا ہے؟
3. کفایت شعاری کا تضاد کیا ہے؟
4. کفایت شعاری کے تضاد سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟
5. ضارب کے عمل کو کمزور کرنے والے کچھ عوامل بیان کریں۔

15.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ضارب کی اہمیت تفصیل سے بیان کریں۔
2. ضارب کے عمل میں رساؤ کسے کہتے ہیں؟ مع مثال واضح کریں۔

15.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2019). *Macroecnomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand Publishing.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
4. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 16: اصولِ اسراع

(Acceleration Principle)

اکائی کے اجزا:

15.0 تمہید (Introduction)

15.1 مقاصد (Objectives)

15.2 تصور ضارب کی اہمیت (Importance of Concept of Multiplier)

15.3 ضارب کے اثر میں رساؤ (Leakages in Multiplier Effect)

15.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

15.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

15.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

15.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

15.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

15.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

15.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

16.0 تمہید (Introduction)

اس بلاک کی سابقہ اکائیوں میں آپ نے کینز کے ضارب سے متعلق مختلف تصورات کا مطالعہ کیا۔ ضارب سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ نظریہ ضارب کے مطابق سرمایہ کاری میں ایک اکائی کی تبدیلی سے آمدنی میں کئی گنا تبدیلی آتی ہے۔ ضارب سے متعلق ایک نظریہ مسرع کا ہے۔ مسرع آمدنی یا صرف میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ اس اکائی میں ہم اصول اسراع اور مسرع پر تفصیلی بحث کریں گے۔

16.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- اصولِ اسراع کی وضاحت کرنا۔
- ضارب اور مسرع کے مابین تعامل کی وضاحت کرنا۔

16.2 اصولِ اسراع (Acceleration Principle)

اصولِ اسراع سرمایہ کاری اور آمدنی (یا صَرف) کے مابین تعلق کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ جب آمدنی یا صرف میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایہ کاری میں متناسب سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ جب لوگوں کی آمدنی بڑھتی ہے تو وہ زیادہ مقدار میں اشیائے صرف کی طلب کرتے ہیں۔ اس اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے مزید اشیا پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے اضافی سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے اگر موجودہ سرمایے کے ذخیرے کو استعمال کر لیا گیا ہو۔ مسرع آمدنی میں اضافے سے سرمایہ کاری میں ہوئے اضافے کی عددی قدر ہے۔ مثال کے طور پر اگر آمدنی میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے سرمایہ کاری میں 500 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو مسرع کی قدر 5 ہوگی۔ چونکہ اس صورت میں سرمایہ کاری میں اضافہ آمدنی میں اضافے یا صرف میں اضافے کی وجہ سے ہوا اس لیے اسے تابع سرمایہ کاری (Induced Investment) کہتے ہیں۔ تابع سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی پر منحصر کرتی ہے۔

پیداوار کی مخصوص سطح پیدا کرنے کے لیے سرمایے کی مخصوص مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پیداوار کی Y مقدار پیدا کرنے کے لیے K مقدار میں سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے تو (K/Y) سرمایہ پیداوار تناسب ہوگا۔ سرمایہ پیداوار تناسب دکھاتا ہے کہ پیداوار کی ایک اکائی پیدا کرنے کے لیے کتنے سرمایے کی ضرورت ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں سرمایہ پیداوار تناسب دکھاتا ہے کہ ایک روپے کی مصنوع پیدا کرنے کے لیے کتنے روپے کے سرمایے کا استعمال کرنا ہوگا۔ اگر سرمایہ پیداوار تناسب کو v سے ظاہر کریں تو:

$$v = \frac{K}{Y}$$

$$K = vY$$

اگر سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہو تو 100 روپے کی مصنوع پیدا کرنے کے لیے 400 روپے کے سرمایے کی ضرورت ہوگی۔ یہ تناسب مختلف فرموں اور اسی طرح مختلف صنعتوں کے لیے کافی حد تک مختلف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کاروں کی صنعت میں فی روپیہ پیداوار کے لیے کپڑوں کی صنعت میں فی روپیہ پیداوار کے مقابلے زیادہ سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرموں اور صنعتوں کی ہی طرح معیشت کا بھی ایک مخصوص سرمایہ پیداوار تناسب ہوتا ہے جس میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر معیشت کی مصنوعات کے مرکب میں تبدیلی سے اس بات کے بہت زیادہ امکانات ہوں گے کہ سرمایہ آمدنی تناسب میں تبدیلی ہو۔ اگر معیشت میں کاروں کے مقابلے کپڑے کی پیداوار زیادہ ہوگی تو معیشت کا سرمایہ پیداوار تناسب کم ہوگا۔ اس کے برعکس اگر معیشت میں کار کی پیداوار کپڑے کی بنسبت زیادہ ہوگی تو معیشت کا سرمایہ آمدنی تناسب زیادہ ہوگا۔ لیکن آسانی کے لیے نظریہ اصولِ اسراع میں v کی قدر کو معین مانا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں پیداوار میں تبدیلی اسی صورت میں ممکن ہے جب سرمایے میں تبدیلی کی جائے۔ دوسرے لفظوں میں مطلوبہ سرمایے میں تبدیلی اسی وقت ممکن ہوگی جب پیداوار میں تبدیلی آئے گی۔ اگر ہم مخصوص دورانیے کو t سے ظاہر کریں تو اس سے سابقہ ادوار $t-1, t-2$

وغیرہ ہوں گے اور بعد کے ادوار $t+1, t+2$ ہوں گے۔ فرض کریں کہ سابقہ مدت $(t-1)$ میں مطلوب ذخیرہ سرمایہ مدت $(t-1)$ کی پیداوار کی سطح پیدا کرنے کے لیے کافی تھا۔ یعنی

$$K_{t-1} = vY_{t-1}$$

اگر پیداوار کی مقدار Y_{t-1} سے بڑھ کر Y_t ہو جاتی ہے تو اسے پیدا کرنے کے لیے سرمایے کی مطلوبہ مقدار K_t ہو جائے گی۔

$$K_t = vY_t$$

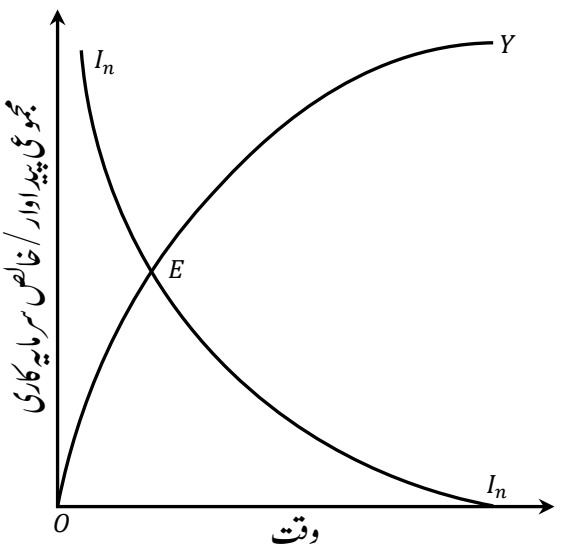
اس طرح سرمایے کی مطلوبہ مقدار میں اس اضافہ $K_t - K_{t-1}$ ہو گا۔ اس مطلوبہ مقدار کے حصول کے لیے خالص سرمایہ کاری کی ضرورت ہو گی۔ خالص سرمایہ کاری سرمایے کی مطلوبہ مقدار میں اضافے کے مساوی ہو گی۔ اس طرح

$$I_{nt} = K_t - K_{t-1}$$

جہاں I_{nt} مدت t میں خالص سرمایہ کاری ہے۔ K_t اور K_{t-1} کی قدر کو درج بالا مساوات میں رکھنے پر ہمیں حاصل ہو گا:

$$I_{nt} = vY_t - vY_{t-1}$$
$$I_{nt} = v(Y_t - Y_{t-1})$$

درج بالا مساوات دکھاتی ہے کہ کسی خاص وقت یا مدت (t) کے دوران سرمایہ کاری کا انحصار پیداوار میں $t-1$ سے t مدت میں تبدیلی اور سرمایہ پیداوار تناسب کے حاصل ضرب پر ہوتا ہے۔ اگر $Y_t > Y_{t-1}$ ہو تو مدت t کے دوران مثبت خالص سرمایہ کاری ہو گی۔ اگر $Y_t < Y_{t-1}$ ہو، تو منفی خالص سرمایہ کاری ہو گی یا مدت t کے دوران ارتداد سرمایہ (Disinvestment) ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں کسی بھی سال t میں اس سے پچھلے سال $t-1$ کے مقابلے آمدنی میں اضافے $(Y_t - Y_{t-1})$ سے سرمایہ کاری میں اضافہ سرمایہ آمدنی تناسب اور آمدنی میں اضافے کے حاصل ضرب کے مساوی ہو گا۔ اس مساوات میں v مسرع ہے جو بتاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے سرمایے میں کتنا گنا اضافہ ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر v کی قدر 3 ہے تو سرمایے میں آمدنی میں ہوئی تبدیلی کے تین گنا تبدیلی ہو گی۔



تصویر 16.1: سرمایہ کاری اور پیداوار

ایک دلچسپ نتیجہ درج بالا مساوات سے یہ نکلتا ہے کہ سرمایہ کاری آمدنی یا پیداوار میں تبدیلی کا تفاعل ہے نہ کہ آمدنی یا پیداوار کی سطح کا۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تک پیداوار میں اضافہ ہوتا رہے گا سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔ اگر پیداوار میں اضافہ نہیں ہو گا تو سرمایہ کاری میں اضافہ نہیں ہو گا چاہے پیداوار کی سطح کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر آمدنی یا پیداوار میں کمی ہو گی تو سرمایہ کاری میں کمی ہو گی۔ اس کی وضاحت تصویر 16.1 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں OY پیداوار خط یا آمدنی خط ہے اور II سرمایہ کاری خط ہے۔ خط OY اوپر کو جاتا خط ہے جو دکھاتا

ہے کہ وقت کے ساتھ پیداوار میں اضافہ ہورہاہے۔ غور کریں کہ پیداوار میں گھٹتی شرح کے ساتھ اضافہ ہورہاہے۔ اسی کی مناسبت سے سرمایہ کاری کاڈھلان منفی ہے یعنی وقت کے ساتھ سرمایہ کاری میں کمی آرہی ہے۔ جب پیداوار میں تبدیلی آنابند ہو جائے گی یعنی پیداوار خط کا ڈھلان صفر ہو جائے گا تو سرمایہ کاری بھی صفر ہو جائے گی۔

درج بالا مساوات خالص سرمایہ کاری کو دکھاتی ہے لیکن اگر خام سرمایہ کاری(Gross Investment)دکھانی ہو تو مساوات کے دونوں جانب بدلی سرمایہ کاری(R_t) کو جوڑ دیا جائے گا۔ بدلی سرمایہ کاری(Replacement Investment)فرسودگی (Depreciation)کے مساوی ہو گی۔ اس طرح خام سرمایہ کاری کی مساوات ہو گی:

$$I_{nt} + R_t = v(Y_t - Y_{t-1}) + R_t$$

لیکن پلانٹ اور آلات میں منفی خالص سرمایہ کاری سرمایے کے ذخیرے کی فرسودگی کی مقدار تک محدود ہوتی ہے یعنی منفی سرمایہ کاری بدلی سرمایہ کاری سے کم نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے بدلی سرمایہ کاری اور خالص سرمایہ کاری کا حاصل جمع صفر سے کم نہیں ہو سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ خام سرمایہ کاری خالص سرمایہ کاری اور بدلی سرمایہ کاری(Replacement Investment)کا حاصل جمع ہوتی ہے۔ اگر مدت t میں خام سرمایہ کاری کو I_{gt} سے ظاہر کریں تو مدت t میں خام سرمایہ کاری ہو گی۔[1]

$$I_{gt} = v(Y_t - Y_{t-1}) + R_t$$

آیئے جدول 16.1 سے اس کی مزید وضاحت کریں۔ جدول 10 سال کے دورانیے میں کل پیداوار، سرمایے کے ذخیرے، خالص سرمایہ کاری اور خام سرمایہ کاری کو دکھاتی ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہے، ہر سال پیداوار کے 4 گنا سرمایے کی ضرورت ہو گی۔ بدلی سرمایہ کاری ابتدائی ذخیرہ سرمایہ کا 10 فیصد فرض کی گئی ہے اس مفروضے کے ساتھ کہ مشین کی اوسط زندگی 10 سال ہے۔

سال $t + 1$ میں مجموعی آمدنی یا پیداوار 100 کروڑ روپے تھی (کالم 2)۔ چونکہ سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہے لہذا 100 کروڑ کی پیداوار کرنے کے لیے 400 کروڑ روپے کے سرمایے کی ضرورت ہو گی ($K_{t+1} = vY_{t+1} = 4 \times 100 = 400$) جسے کالم 3 میں دکھایا گیا ہے۔ چونکہ فرسودگی سرمایہ سال t میں سرمایے کا 10 فیصد ہے لہذا بدلی سرمایہ کاری 40 ہو گی۔ اسے کالم 4 میں دکھایا گیا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ سال $t + 1$ میں اس سے پچھلے سال t کے مقابلے پیداوار میں تبدیلی نہیں آئی لہذا سال $t + 1$ میں خالص سرمایہ کاری صفر ہو گی۔ اسے کالم 5 میں دکھایا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں خام سرمایہ کاری 40 کروڑ روپے ہو گی۔

اب فرض کریں کہ بعض وجوہات مثلاً سرکاری سرمایہ کاری کی وجہ سے سال $t + 2$ میں پیداوار بڑھ کر 115 کروڑ روپے ہو گئی۔ 105 کروڑ روپے کی پیداوار پیدا کرنے کے لیے ضروری سرمایہ 420 کروڑ روپے ہو گا ($K_{t+2} = vY_{t+2} = 4 \times 105 =$

---

1 : بعض ماہرین معاشیات مثلاً سیمولسن نے اصولِ اسراع کو پیداوار یا آمدنی میں تبدیلی کے بجائے اشیائے صرف کی پیداوار میں تبدیلی کے پس منظر میں بیان کیا ہے۔ اس صورت میں سرمایہ کاری کا تفاعل درج ذیل ہو گا:

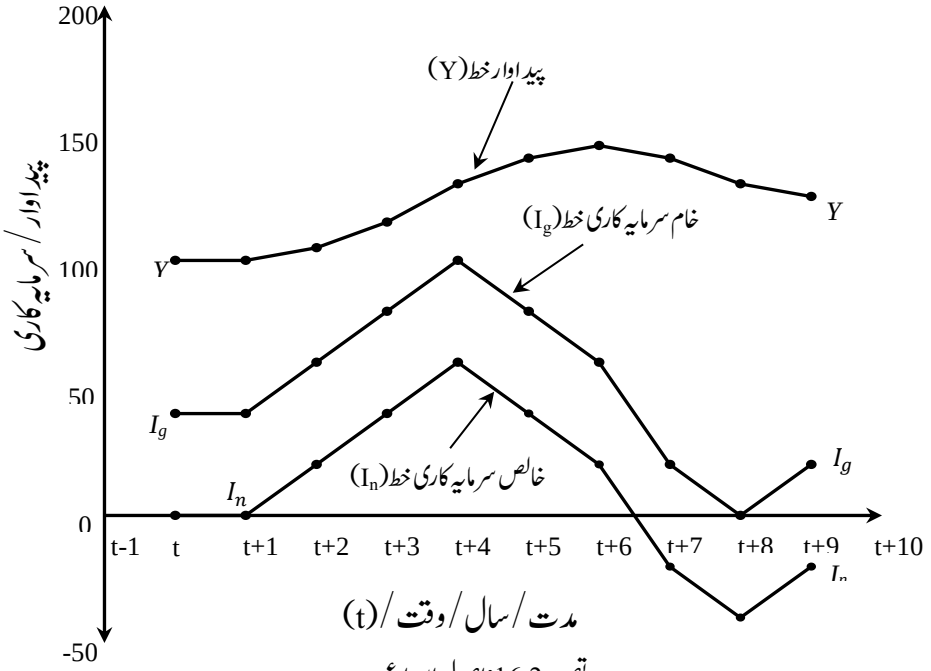
$$I_t = v(C_t - C_{t-1})$$

جدول 16.1: اصولِ اسراع

خام سرمایہ کاری Gross Investment (6)	خالص سرمایہ کاری Net Investment (5)	بدلی سرمایہ کاری Replacement Investment (4)	ضروری سرمایہ Required Capital (3)	پیداوار / آمدنی Output/Income (2)	سال Year (1)
40	0	40	400	100	t
40	0	40	400	100	t+1
60	20	40	420	105	t+2
80	40	40	460	115	t+3
100	60	40	520	130	t+4
80	40	40	560	140	t+5
60	20	40	580	145	t+6
20	-20	40	560	140	t+7
0	-40	40	520	130	t+8
20	-20	40	500	125	t+9

420)۔لہذا، پیداوار میں 5 کروڑ روپے کے اضافے سے خالص سرمایہ کاری میں 20 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا(= 400 − 420 20)۔اس طرح مسرع کی قدر یہاں 4 ہے۔ چونکہ فرسودگی کی قدر وقت t میں سرمایے کا 10 فیصد ہے لہذا بدلی سرمایہ 40 کروڑ روپے ہو گی۔اس طرح خام سرمایہ کاری 60 کروڑ روپے ہو گی یعنی خالص سرمایہ کاری پلس بدلی سرمایہ کاری۔اسی طرح، اگلے سال جب پیداوار بڑھ کر 115 کروڑ ہو جاتی ہے تو خالص سرمایہ کاری اس کا 4 گنا بڑھ کر 460 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ جدول میں یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ سال $t + 7$ میں اس کے پچھلے سال کے مقابلے پیداوار میں کمی آتی ہے یعنی پیداوار 145 کروڑ روپے سے کم ہو کر 140 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ چونکہ پیداوار میں 5 کروڑ کی کمی آئی ہے لہذا خالص سرمایہ کاری میں اس کا 4 گنا کمی ہو گی یعنی 20 کروڑ روپے کی کمی۔ اس طرح، مختلف سالوں میں پیداوار میں آئی تبدیلی سے ہم خالص سرمایہ کاری کی قدر معلوم کر سکتے ہیں اور اس میں بدلی سرمایہ کاری جوڑ کر خام سرمایہ کاری معلوم کر سکتے ہیں۔

تصویر 16.2 میں جدول 13.1 کے اعداد و شمار کو تصویری طور پر واضح کیا گیا ہے۔ تصویر میں YY خط پیداوار خط یا آمدنی خط ہے جو مختلف سالوں میں پیداوار میں ہوئی تبدیلیوں کو دکھاتا ہے۔ خط $I_g I_g$ خام سرمایہ کاری خط ہے اور $I_n I_n$ خط خالص سرمایہ کاری خط ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سال $t + 4$ تک پیداوار میں بڑھتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے، اس کے بعد سال $t + 6$ تک گھٹتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سال $t + 6$ کے بعد پیداوار میں کمی ہونے لگتی ہے۔ $I_n I_n$ خط دکھاتا ہے کہ سال $t + 4$ تک خالص سرمایہ کاری میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ اس مدت میں پیداوار میں بڑھتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سال $t + 4$ کے بعد خالص سرمایہ کاری میں کمی ہو رہی ہے کیونکہ اس مدت میں پیداوار میں گھٹتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سال $t + 6$ کے بعد چونکہ پیداوار میں کمی آنے لگتی ہے لہذا خالص سرمایہ کاری منفی ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ مذکور بالا مثال میں خام سرمایہ کاری کا خط بھی خالص سرمایہ کاری خط کی ہی طرح ہے۔



تصویر16.2:اصولِ اسراع

پیداوار میں دیے گئے اضافے کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں کس حد تک اضافہ ہو گا اس کا انحصار ذخیرہ سرمایہ کی پائیداری اور مسرع کی قدر پر ہو گا۔ مسرع کی دی گئی قدر کے ساتھ، اشیائے سرمایہ کی پائیداری جتنی زیادہ ہو گی پیداوار میں کسی بھی تبدیلی کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں اتنے ہی شدید اتار چڑھاؤ ہوں گے۔ اشیائے سرمایہ کی طویل پائیداری اور مسرع کی اعلی قدر ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں جس کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں انفجاری ارتعاش(Explosive Oscillation)پیدا ہوتا ہے۔اس کے برعکس اشیائے سرمایہ کاری کی نسبتاً کم پائداری اور مسرع کی کم قدر سے درانفجاری ارتعاش(Implosive Oscillation)پیدا ہوتا ہے۔اس کی وضاحت کے لیے جدول16.2 میں درج منظرناموں پر غور کریں۔

جدول16.2:اشیائے سرمایہ کی پائداری اور مسرع کی قدروں کا تعامل

	سال	پیداوار میں تبدیلی	ضروری سرمایہ	بدلی سرمایہ کاری	خالص سرمایہ کاری	خام سرمایہ کاری	فیصد تبدیلی
منظرنامہI:مشین کی زندگی10سال							
	1	10	100	10	-	10	-
پیداوار میں10فیصد کا اضافہ	2	11	110	10	10	20	100فیصد اضافہ
منظرنامہII:مشین کی زندگی20سال							
	1	10	100	5	-	5	-
پیداوار میں10فیصد کا اضافہ	2	11	110	5	10	10	200فیصد اضافہ
منظرنامہIII:مشین کی زندگی5سال							
	1	10	100	20	-	20	-

پیداوار میں 10 فیصد اضافہ	2	11	110	20	30	30	50 فیصد اضافہ
منظر نامہ IV: مشین کی زندگی 10 سال							
	1	10	100	10	-	10	-
پیداوار میں 10 فیصد اضافہ	2	11	110	10	10	20	100 فیصد اضافہ
کوئی تبدیلی نہیں	3	11	110	10	0	10	50 فیصد کمی
منظر نامہ V: مشین کی زندگی 10 سال							
	1	10	100	10	-	10	-
پیداوار میں 10 فیصد کمی	2	9	90	10-10	0	0	100 فیصد کمی

جدول میں درج تمام منظر ناموں میں سرمایہ پیداوار تناسب 10:1 فرض کیا گیا ہے یعنی پیداوار کی ایک اکائی کے لیے سرمایے کی 10 اکائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ منظر نامہ 1 میں مشین کی زندگی (پائداری) 10 سال ہے یعنی پیداوار کی 10 اکائی کی فراہمی برقرار رکھنے کے لیے 10 سال بعد مشین کو تبدیل کرنا پڑتا ہے اور ہر سال 10 مشینوں کو تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح مشین کی 10 اکائیاں بدلی سرمایہ کاری ہوں گی۔ سال 1 میں چونکہ پیداوار کی 10 اکائیاں پیدا کی جارہی ہیں لہذا اس کے لیے 100 مشینوں کی ضرورت ہوگی ($K_1 = \nu Y_1 = 10 \times 10 = 100$)۔ اب فرض کریں کہ سال 1 کی بنسبت سال 2 میں پیداوار میں 10 فیصد کا اضافہ ہوا اور پیداوار 10 سے بڑھ کر 11 ہوگئی۔ چونکہ سرمایہ پیداوار تناسب 10:1 ہے لہذا پیداوار کی 11 اکائی پیدا کرنے کے لیے 110 مشینوں کی ضرورت ہوگی ($K_2 = \nu Y_2 = 10 \times 11 = 110$)۔ لہذا، سال 2 میں خالص سرمایہ کاری 10 مشینوں کی ہوگی ($I_{n2} = K_2 - K_1 = 110 - 100 = 10$)۔ اسی طرح، ہر سال 10 مشینوں کو فرسودگی کی مد میں تبدیل کرنا پڑتا ہے لہذا، بدلی سرمایہ کاری بھی 10 مشینوں کی ہوگی۔ اس طرح پیداوار کی اضافی 1 اکائی کی پیداوار کے لیے خام سرمایہ کاری 20 مشینوں کی ہوگی۔ یعنی سال 2 میں پیداوار میں 10 فیصد اضافے سے سرمایہ کاری 10 مشینوں سے بڑھ کر 20 مشینوں کی ہوگئی یعنی سرمایہ کاری میں 100 فیصد کا اضافہ ہوا۔

اب منظر نامہ II پر غور کریں جہاں مشین کی زندگی 20 سال ہے۔ سال 2 میں پیداوار میں 10 فیصد اضافہ خام سرمایہ کاری میں 200 فیصد اضافے کا باعث بنتا ہے۔ مزید، منظر نامہ III میں جہاں مشین کی زندگی 5 سال ہے، پیداوار میں 10 فیصد اضافہ خام سرمایہ کاری میں محض 50 فیصد کے اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اس سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مشین کی پائیداری (زندگی) جتنی زیادہ ہوگی، اسراع کی قدر بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اتنے ہی زیادہ اسراع کے اثرات ہوں گے۔

منظر نامہ IV میں، جہاں مشین کی زندگی 10 سال ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ سال 2 میں 10 فیصد پیداوار میں خام سرمایہ کاری میں 100 فیصد اضافے کا سبب بنتا ہے، جب کہ سال 3 میں، چونکہ پیداوار میں اضافہ نہیں ہوتا ہے اور 10 پر مستقل رہتا ہے، خام سرمایہ کاری میں 50 فیصد کی کمی ہوتی ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پیداوار یا آمدنی میں کمی نہ ہو تب بھی خام سرمایہ کاری میں کمی کا امکان ہوتا ہے۔ اس کی وجہ ہم اوپر واضح چکے ہیں کہ سرمایہ کاری پیداوار کی مطلق سطح پر نہیں بلکہ اُس میں تبدیلی کی شرح پر منحصر کرتی ہے۔ چونکہ اس صورت میں پیداوار کی شرح میں کمی آئی ہے حالانکہ مطلق پیداوار میں کمی نہیں آئی اس لیے خام سرمایہ کاری میں کمی دیکھنے کو ملی۔

منظر نامہ V میں، مشین کی زندگی کو 10 سال مانتے ہوئے، ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں 10 اکائی پیداوار تیار کرنے کے لیے 100 مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن سال 2 میں جب پیداوار میں 10 فیصد کی حد تک کمی ہوتی ہے، تو ہمیں پیداوار کی 9 اکائی پیدا کرنے کے لیے 90 مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی پیداوار میں 10 فیصد کی کمی سے خام سرمایہ کاری میں 100 فیصد کی کمی ہوتی ہے۔

تاہم، اگر پیداوار میں 20 فیصد کی کمی آتی ہے، تو ہمیں 20 فیصد کم مشینوں کی ضرورت ہوگی اور اسی طرح ہم سرمایہ کاری کی شرح میں 200 فیصد کمی کی توقع کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں پیداکار زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی مشین نصب نہ کرے یعنی موجودہ مشینوں میں کوئی تبدیلی نہ کرے۔ وہ یہ کر سکتا ہے کہ کچھ پلانٹ اور مشینوں کو بے کار پڑا رہنے دے۔ اس طرح، جب معیشت نیچے کی طرف جاتی ہے یعنی کساد بازاری کی صورت پیدا ہوتی ہے، تو سرمایہ کاری میں کمی بدلی سرمایہ کاری تک محدود رہتی ہے اور زیادہ سے زیادہ صفر تک جاسکتی ہے۔

اس طرح، اصولِ اسراع بیان کرتا ہے کہ سرمایہ کاری پیداوار میں اضافے پر منحصر ہے، کیونکہ اس طرح کے اضافے سے فرموں پر اشیائے سرمایہ کے ذخیرے کو بڑھانے کا دباؤ پڑتا ہے۔ نظریہ اسراع کے مطابق، سرمایہ کاری سرمایے کے ذخیرے کو بڑھانے کے لیے کی جاتی ہے کیونکہ زیادہ پیداوار پیدا کرنے کے لیے زیادہ سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے۔

16.2.1 مفروضات (Assumptions)

اصول اسراع کئی مفروضات پر مبنی ہے۔ اول، اس اصول کے عمل کے لیے ضروری ہے کہ معیشت کے کل سرمایے کو پوری طرح استعمال میں لایا جائے۔ دوسرے لفظوں میں، معیشت میں کوئی بیکار یا فاضل پلانٹ کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ نتیجتاً، اصول اسراع معاشی کساد بازاری کی صورت میں غیر فعال ہو جاتا ہے۔ معاشی کساد بازاری کی صورت میں معیشت میں بیکار پلانٹ یا فاضل گنجائش کی وجہ سے سرمایے کے ذخیرے میں کسی اضافے کے بنا پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ جے۔ ایم۔ کلارک کے مطابق تیار مصنوعات کی طلب میں پہلے اضافے کو فاضل پیداواری صلاحیت کو استعمال کر کے پورا کیا جاسکتا ہے اور اس طرح طلب میں اضافہ ہونے پر فوری طور پر آلات سرمایہ کی خرید کی ضرورت نہیں ہوگی۔

دوم، یہ فرض کیا جاتا ہے کہ فرمیں طلب میں اضافے کی نوعیت پر غور کیے بغیر فوری طور پر اپنی مصنوعات کی طلب میں اضافے کو پورا کرنے کے لیے اپنے ذخیرہ سرمایہ میں اضافہ کرتی ہیں۔ یعنی ان کی مصنوعات کی طلب میں اضافہ خواہ قلیل المدتی اور عارضی ہی کیوں نہ ہوں فرمیں اپنے ذخیرہ سرمایہ میں اضافہ کریں گی۔

سوم، اصول اسراع مستقل سرمایہ تناسب فرض کرتا ہے۔ نتیجتاً، تکنیکی بہتری کے اثرات کے تحت سرمایہ آمدنی تناسب میں آئی تبدیلیوں کو اس اصول میں مسترد کر دیا جاتا ہے۔

چہارم، اسراع کا اصول یہ فرض کرتا ہے کہ معیشت میں سرمایہ کاری کی کوئی حد نہیں ہے، یعنی سرمایے کی رسد مکمل لچک دار ہے اور ضرورت پڑنے پر سرمایے کی ضرورت کردہ مقدار معیشت میں مہیا کی جاسکتی ہے۔ اس طرح سرمایے کے ذخیرے میں توسیع میں کسی قسم

کی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔ مصنوعات کی طلب میں کیسی بھی شرح سے اضافہ ہو رہا ہو، معیشت میں اس طلب کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ سرمایہ مہیا کیا جا سکتا ہے۔

پنجم، اصولِ اسراع فرض کرتا ہے کہ پیداوار میں اضافے کی شرح میں اضافہ سرمایہ کاری میں اضافے کے ساتھ ہوتا ہے۔

ششم، اصول اسراع فرض کرتا ہے کہ پیداوار میں اضافے سے پیداوار کے مرکب میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ پیداوار کے مرکب میں تبدیلی ہونے پر سرمایہ پیداوار تناسب میں تبدیلی کے امکانات ہوتے ہیں لیکن اصول اسراع مستقل سرمایہ آمدنی تناسب فرض کرتا ہے۔

ہفتم، اصول اسراع فرض کرتا ہے کہ اشیائے سرمایہ کو کسی بھی جسامت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

16.2.2 تنقید (Criticism)

اصولِ اسراع کو کئی بنیادوں پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اول، سرمایہ پیداوار کے مستقل تناسب کے مفروضے پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ یہ استدلال کیا گیا ہے کہ تجرباتی مطالعات معین مسرع کے مفروضے کی تائید نہیں کرتے۔ تیز رفتار سائنسی ترقی کے اس دور میں، ٹیکنالوجی وقت کے ساتھ تیزی سے بدل رہی ہے۔ اگر ٹکنالوجی کے جامد رہنے کو فرض بھی کیا جائے تب بھی حتمی پیداوار کی طلب میں دیے گئے اضافے کے نتیجے میں ذخیرۂ سرمایہ میں مطلوبہ اضافے کی حد مختلف اشیا اور خدمات کے درمیان مجموعی پیداوار کی طلب میں اس اضافے کی تقسیم پر منحصر ہو گی۔ مختلف صنعتیں مختلف سرمایہ پیداوار تناسب سے اشیا پیدا کرتی ہیں۔ اگر پیداوار کی طلب میں تبدیلی اس طرح ہو کہ اعلیٰ مسرع کی صنعتوں کی مصنوعات کی طلب میں زیادہ اضافہ ہو، تو میں سرمایے کے ذخیرے میں زیادہ اضافے کی ضرورت ہو گی بمقابلہ اس صورت کے جس میں ادنیٰ مسرع والی صنعتوں کی مصنوعات کی طلب میں زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔

دوم، مختلف صنعتوں کی سرمایہ کاری کا جداگانہ تجزیہ کر کے یہ دکھایا جا سکتا ہے کہ پیداوار میں اضافہ نہ ہونے کی صورت میں بھی خالص سرمایہ کاری ممکن ہے۔ اشیا کی موجودہ مجموعی طلب کی باز تقسیم ان صنعتوں کی سرمایہ کاری میں کمی کے مقابلے جن کی مصنوعات کی طلب میں کمی ہوتی ہے ان صنعتوں میں زیادہ خالص سرمایہ کاری کا سبب بن سکتی ہے جن کی مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ سرمایہ کاری میں فرسودگی سے زیادہ کمی نہیں ہو سکتی۔

سوم، اصولِ اسراع فرموں کے سرمایہ کاری کے فیصلوں میں توقعات کے کردار کو نظر انداز کرتا ہے۔ پیداکار مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہونے پر بھی پلانٹ کی صلاحیت میں اضافہ نہیں کریں گے اگر انہیں اس کی توقع نہ ہو کہ طلب میں یہ اضافہ دائمی ہے۔ اسی بنا پر ڈیوڈ میک کارڈ رائٹ (David McCord Wright) نے اصولِ اسراع کو سرمایہ کاری کے فیصلوں میں ایک غیر اہم عامل کے طور پر مسترد کر دیا۔

کاروباری افراد سرمایہ کاری سے متعلق فیصلے کرتے وقت اپنی مصنوعات کی طلب میں موجودہ اضافے کے علاوہ بہت سے دیگر عوامل سے متاثر ہوتے ہیں۔ ماضی کے تجربات موجودہ واقعات پر متوقع ردعمل کو متاثر کرتے ہیں۔ موجودہ طلب میں اضافے سے قطع نظر،

فرمیں اپنے موجودہ پلانٹ کی صلاحیت میں اضافہ نہیں کریں گی جب تک کہ مستقبل کی توقعات اس کا جواز نہ پیش کریں۔ سائمن کزنٹس کے مطابق، اگر مشین زیادہ پائیدار ہو تو کاروباری افراد اپنی مصنوعات کی طلب میں اضافے کے جواب میں اضافی آلات نصب کرنے میں زیادہ محتاط رویہ اختیار کریں گے۔ یہ حقیقت کہ سرمایہ کاری کے فیصلوں میں فرمیں بازار میں ہونے والی موجودہ تبدیلیوں کے بجائے مستقل میں متوقع تبدیلی سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں اصولِ اسراع کی افادیت کو محدود کرتی ہے۔

چہارم، مکمل صلاحیت (Full Capacity) اصولِ اسراع کے عمل کے لیے ایک شرط ہے۔ شماریاتی اعداد سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی دنیا میں یہ شرط شاذ ہی پوری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کاروباری چکر کے بحالی کے ابتدائی مراحل میں اضافی گنجائش ہوتی ہے۔ نتیجتاً، اصول اسراع پوری صلاحیت سے کام نہیں کرتا۔

پنجم، اصولِ اسراع سرمایہ کاری میں تکنیکی عوامل کو نظر انداز کرتا ہے۔ اشیائے سرمایہ بہت بھاری اور ناقابل تقسیم ہو سکتی ہیں اور اضافی پلانٹ کے نصب کا جواز صرف اسی صورت میں ہو گا جب پیداوار کی طلب میں کافی بڑی مقدار میں اضافہ ہوا ہو۔

ششم، اصولِ اسراع شرح سود میں تبدیلی کے سرمایہ کاری پر اثرات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، اصولِ اسراع یہ فرض کرتا ہے کہ سرمایہ کاری آمدنی میں تبدیلی کا تفاعل ہے حالانکہ سرمایہ کاری کا کچھ حصہ ہی آمدنی میں تبدیلی کا تفاعل ہوتا ہے۔

ہفتم، اصولِ اسراع سرمایہ کاری کی شرح کی حدود کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کے مطابق سرمایے کی رسد مکمل لچک دار ہوتی ہے اور طلب میں اضافہ ہونے پر اشیائے سرمایہ کی فراہمی کسی حد بھی بڑھانا ممکن ہے۔ لیکن حقیقت میں سرمایے کی رسد مکمل لچک دار نہیں ہوتی۔

16.3 ضارب اور مسرع کے درمیان تعامل (Interaction between Multiplier and Accelerator)

ماہرین معاشیات نے ضارب اور مسرع کے تعامل کو دکھانے کے لیے دونوں کو ایک ماڈل میں شامل کیا ہے۔ یہ اس حقیقت کی بنا پر ہے کہ سرمایہ کاری یا صرف میں اضافہ ضارب اور مسرع کی موجودگی پر منحصر کرتے ہوئے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، سرمایہ کاری میں اضافے سے پیداوار اور آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ضارب کے عمل کی وجہ سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ صرف میں ہوا اضافہ مسرع کے عمل کے ذریعے سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح ضارب اور مسرع میں باہمی تعامل کا تعلق ہے اس طرح کہ سرمایہ کاری آمدنی پر اثر انداز ہوتی ہے اور آمدنی سرمایہ کاری پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ضارب اور مسرع کے درمیان سلسلہ اسباب کچھ ذیل قسم کا ہوتا ہے۔

$$\Delta I_a \rightarrow \Delta Y \rightarrow \Delta C \rightarrow \Delta I_i \rightarrow \Delta Y \rightarrow \Delta C \rightarrow \Delta I_i$$

مستقل سرمایہ کاری میں تبدیلی سے ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہے جس سے صرف میں تبدیلی آتی ہے جس کی وجہ سے مسرع کے عمل سے تابع سرمایہ کاری میں تبدیلی آتی ہے جو ضارب کے عمل سے آمدنی میں تبدیلی کی وجہ بنتا ہے جس سے صرف میں تبدیلی آتی ہے جو مسرع کے عمل سے تابع سرمایہ کاری میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔ ماہرین معاشیات نے معاشی سرگرمیوں میں آنے والی تبدیلیوں کی وضاحت کے لیے ضارب اور مسرع کے تعامل کے مختلف ماڈل پیش کیے ہیں۔ یہاں ہم سیمولسن کے پیش کردہ ماڈل کو

مختصراً بیان کریں گے۔

16.3.1 سیمولسن کا ضارب اعلیٰ (Samuelson's Super Multiplier)

سیمولسن کے ضارب اعلیٰ کو درج ذیل سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔

مدت t میں کل آمدنی مدت t میں صرف (C_t) اور مدت t میں سرمایہ کاری (I_t) کے حاصلِ جمع کے مساوی ہوگی۔

$$Y_t = C_t + I_t$$

مدت t میں صرف مدت $t-1$ میں آمدنی (Y_{t-1}) کا تفاعل ہے۔

$$C_t = a + bY_{t-1}$$

اسی طرح مدت t میں سرمایہ کاری کا کچھ حصہ تابع سرمایہ کاری (I_i) ہوگی اور کچھ حصہ مستقل سرمایہ کاری (I_a) ہوگی۔ تابع سرمایہ کاری آمدنی پر منحصر کرتی ہے۔

$$I_t = I_a + I_i$$

$$I_t = I_a + v(Y_{t-1} - Y_{t-2})$$

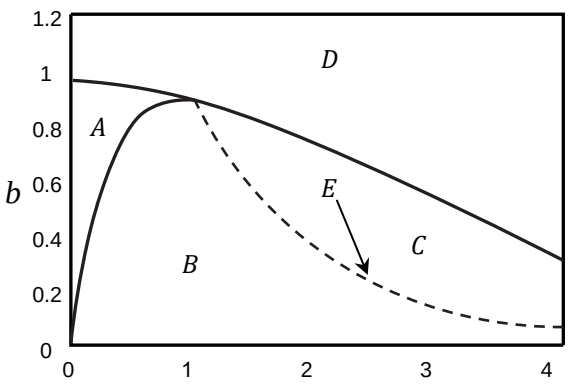
درج بالا مساوات کے مطابق مدت t میں سرمایہ کاری مدت $t-1$ میں پیداوار میں تبدیلی $(Y_{t-1} - Y_{t-2})$ کا تفاعل ہے۔

اس طرح مدت t میں مجموعی آمدنی ہوگی:

$$Y_t = a + bY_{t-1} + I_a + b(Y_{t-1} - Y_{t-2})$$

اس طرح، مستقل سرمایہ کاری میں تبدیلی آنے کی صورت میں درج بالا مساوات وضاحت کرتی ہے کہ کس طرح معیشت حاشیائی میلانِ صرف اور سرمایہ پیداوار تناسب کی قدر پر منحصر کرتے ہوئے نیا توازن حاصل کرتی ہے یا توازن سے دور ہوتی ہے۔ سیمولسن نے حاشیائی میلانِ صرف (جس سے ضارب کا تعین ہوتا ہے) اور سرمایہ پیداوار تناسب (جس سے مسرع کا تعین ہوتا ہے) کی مختلف قدروں کا استعمال کرکے 5 مختلف راستے بیان کیے ہیں جنہیں معیشت اختیار کرے گی۔ انہیں تصویر 16.3 میں دکھایا گیا ہے۔

جب حاشیائی میلانِ صرف (b) اور سرمایہ آمدنی تناسب (v) کی قدر علاقہ A کے اندر ہوگی تو مستقل اخراجات (Autonomous Expenditure) مثلاً مستقل سرمایہ کاری (Autonomous Investment) یا مستقل صرف (Autonomous Consumption) میں تبدیلی سے آمدنی یا پیداوار گھٹتی شرح سے بڑھے گی یا کم ہوگی اور بالآخر نئے نقطہ توازن پر پہنچے گی جو ابتدائی توازن کے متوازی ہوگی جیسا کہ تصویر 16.4 کے حصہ (الف) میں دکھایا گیا ہے۔ اس صورت میں کوئی ارتعاش نہیں ہوتا اور نیا توازن بنا کسی دائروی اتار چڑھاؤ (Cyclical Fluctuation) کے ابتدائی توازن کے



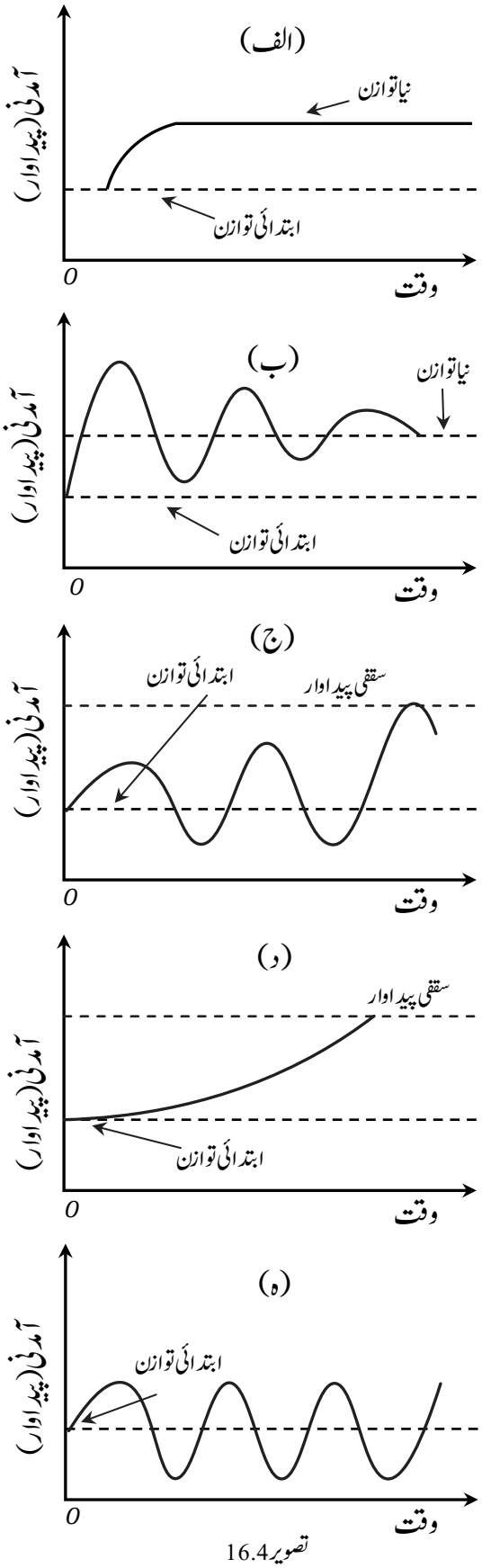
تصویر 16.3: ضارب اور مسرع کی قدریں

متوازی قائم ہوتا ہے۔

اگر b اور v کی قدریں ایسی ہوں کہ وہ B خطے کے اندر موجود ہوں، تو آزاد سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلی آمدنی یا پیداوار میں تصویر کے حصہ (ب) جیسے اتار چڑھاؤ کا سبب بنے گی۔ خطہ B میں واقع b اور v کی قدر ایسا ارتعاش پیدا کرتی ہیں جن کے طول و عرض (Magnitude) میں بتدریج کمی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ ارتعاش یا اتار چڑھاؤ پوری طرح ختم ہو جاتے ہیں اور نیا توازن قائم ہوتا ہے۔

علاقہ C میں واقع b اور v کی قدر سے تصویر کے حصہ (ج) جیسے اتار چڑھاؤ پیدا ہوتے ہیں۔ اس علاقے میں مسرع کی قدر ضارب کی قدر سے زیادہ ہوتی ہے لہذا اس سے آمدنی یا پیداوار میں ایسے اتار چڑھاؤ پیدا ہوتے ہیں جن کے طول عرض میں بتدریج وسعت ہوتی جاتی ہے۔ آمدنی یا پیداوار میں اس طرح کے اتار چڑھاؤ انفجاری ہوتے ہیں اور جتنی ضارب کی قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے وقت کے ساتھ ساتھ یہ اتار چڑھاؤ مزید اور مزید غیر مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔ اس صورت میں آمدنی یا پیداوار میں بڑھتی شرح سے اضافہ یا کمی ہوتی ہے۔ اس دھماکہ خیز یا انفجاری سائکل کی ایک حد ہے جس پر اسے روکا جانا چاہیے۔

علاقہ D میں واقع b اور v کی قدریں ایسا اتار یا چڑھاؤ پیدا کرتی ہیں جس کے طول و عرض میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ b اور v کی ایسی قدروں سے معاشی نظام پھیلتا جاتا ہے اور توازن سے دور اور دور تر ہوتا جاتا ہے۔ اس خطے میں ضارب اور مسرع کی قدر آمدنی یا پیداوار کو بڑھتی ہوئی شرح سے اوپر یا نیچے کی طرف لے جاتی ہے۔ آمدنی میں بڑے طول و عرض کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے جسے اتار چڑھاؤ کے وجود کے لیے سقفی حد کا تعین کرنے والے عوامل سے روکا جانا چاہیے۔ اسے تصویر کے حصہ (د) میں دکھایا گیا ہے۔ جدول 16.3 میں اوپر ذکر کیے گیے پانچوں علاقے کی مثال کو دکھایا گیا ہے۔



تصویر 16.4

جدول 16.3: ضارب اور مسرع کی مختلف قدروں کا تعامل

علاقہ	حاشیائی میلانِ صرف	ضارب	سرمایہ پیداوار تناسب	تجارتی چکر کے راستے	ارتعاش کی قسم
A	0.5	2	0	ہموار تقارب	کوئی ارتعاش نہیں
B	0.5	2	1	قصری ارتعاش	مستحکم ارتعاش
C	0.5	2	3	انفجاری ارتعاش	غیر مستحکم ارتعاش
D	0.5	2	4	ہموار توسیع (انفجاری نمو)	غیر مستحکم کوئی ارتعاش نہیں
E	0.5	2	2	مستقل چکر	مستقل ارتعاش

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ b اور v کے تمام امتزاج تجارتی چکر پیدا نہیں کرتے۔ صرف B، C اور E خطوں میں b اور v کے امتزاج تجارتی چکر پیدا کرتے ہیں۔ علاقے A اور D میں b اور v کی قدروں سے تجارتی چکر پیدا نہیں ہوتا کیونکہ خطہ A میں ضارب اور مسرع کی قدروں کا امتزاج ایسا ہے کہ مستقل سرمایہ کاری یا مستقل صرف میں تبدیلیوں کے نتیجے میں آمدنی یا پیداوار معاشی سرگرمیوں میں کسی قسم کے اتار چڑھاؤ کے بنا ابتدائی توازن سے نئے توازن کی طرف آسانی سے منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح، خطہ D میں ضارب اور مسرع کی قدریں ایسی ہیں کہ آزاد سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلیوں کے بعد، آمدنی معاشی نظام میں کسی قسم کے اتار چڑھاؤ پیدا کیے بنا اوپر کی سمت انفجاری طور پر حرکت کرتی ہے۔ چونکہ خطہ D میں آمدنی میں ہموار توسیع ہوتی ہے، اس طرح خطے D میں کوئی کاروباری اتار چڑھاؤ نہیں ہوتا۔

سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلیوں کے ساتھ علاقہ B میں ضارب اور مسرع کی قدریں قصری ارتعاش پیدا کرتی ہیں اس طرح کہ کچھ مدت بعد اتار چڑھاؤ پوری طرح غائب ہو جاتا ہے۔ مشاہداتی تجربات سے اشارہ ملتا ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد کا تجارتی چکر دوران جنگ کے تجارتی چکر کے مقابلے قصری چکر تھا۔ لیکن ایسا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا جس سے ثابت ہوتا ہو کہ تجارتی چکر پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔ تجارتی چکر تب پوری طرح ختم ہو سکتا ہے جب صِرف ایک بار آزاد سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلی ہو۔ ایسی صورت میں سرمایہ کاری یا صرف کا اثر دھیرے دھیرے ختم ہوتا جائے گا۔ تاہم حقیقی دنیا میں معیشت میں مختلف خلل مثلاً تکنیکی پیش رفت، اختراع، قدرتی آفات، اور انسان ساختہ آفات وغیرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں جن سے سرمایہ کاری اور صرف میں تبدیلی آتی رہتی ہیں اور نتیجتاً ایسے کاروباری چکر پیدا ہوتے ہیں جو ختم نہیں ہوتے۔

علاقہ C کی ضارب اور مسرع کی قدروں سے یقیناً مسلسل ارتعاش پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ارتعاش انفجاری ہوتا ہے جو حقیقی دنیا سے مطابقت نہیں رکھتا جس میں انفجاری ارتعاش نہیں پیدا ہوتا۔ تاہم، علاقہ C کی ضارب اور مسرع کی قدروں کو تجزیے میں روک یا بفر (Buffers) کو شامل کر کے حقیقی دنیا سے ہم آہنگ بنایا جا سکتا ہے۔ روک وہ عوامل ہیں جو ایک طرف آمدنی اور پیداوار کی توسیع پر بالائی حد لگاتے ہیں اور دوسری طرف ان کے کم ہونے پر ادنی حد عائد کرتے ہیں۔ ان بفروں کی شمولیت سے خطہ C کے ضارب اور مسرع کی قدروں سے پیدا ہونے والے انفجاری اتار چڑھاؤ محدود چکراتی اتار چڑھاؤ بن سکتے ہیں، جو حقیقی دنیا کے تجارتی چکروں سے ہم آہنگ ہے۔

آخر میں، علاقہ E ایسی صورت حال کی نمائندگی کرتا ہے جہاں کاروباری چکر نہ تو غائب ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں انفجار ہوتا ہے بلکہ

یکساں طول و عرض کے ساتھ مستقل جاری رہتا ہے۔ تاہم یہ صورت حقیقی دنیا کی صورت حال سے متصادم ہے اور اس طرح کے کاروباری چکر کا وجود ناممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی دنیا کی صورت حال میں، کاروباری چکر کے طول و عرض اور دورانیے میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔

16.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اہل ہیں کہ:

- اصولِ اسراع کی وضاحت کر سکیں۔
- ضارب اور مسرع کے تعامل کا تجزیہ کر سکیں۔

16.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

مسرع :Accelerator-عامل جو آمدنی میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں کئی گنا تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔

تابع سرمایہ کاری :Induced Investment-وہ سرمایہ کاری جو آمدنی پر منحصر کرتی ہے۔

سرمایہ-پیداوار تناسب:Capital Output Ratio-پیداوار کی ایک اکائی پیدا کرنے کے لیے ضروری سرمایے کی مقدار۔

بفر :Buffer-وہ عامل جو سرمایہ یا آمدنی کی اعلی یا ادنی سطح پر روک لگاتے ہیں۔

16.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Question)

16.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ایک روپے کی پیداوار کے لیے 10 روپے کے سرمایے کی ضرورت ہو تو مسرع کی قدر۔۔۔۔۔۔ ہو گی۔
2. اصول اسراع۔۔۔۔۔۔ میں تبدیلی سے۔۔۔۔۔ آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔
3. وہ عامل جو آمدنی یا سرمایہ کی اعلی / ادنی سطح پر روک لگاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ کہلاتے ہیں۔
4. خام سرمایہ منفی نہیں ہو سکتی۔ (صحیح / غلط)
5. اصولِ اسراع کے مطابق سرمایہ کاری آمدنی کی سطح کا تفاعل ہے۔ (صحیح / غلط)
6. ضارب اور مسرع کے تعامل سے ہمیشہ انفجاری ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
7. خام سرمایہ کاری کی مساوات ہو گی:

(a) $I_t = I_a + I_i$ (b) $I_t = a + bY_{t-1}$

(c) $I_t = I_a + v(Y_{t-1} - Y_{t-2}$ (d) $I_g = I_n + R_n$

8. ضارب اور مسرع کے تعامل کی مساوات ہے:

(a) $I_t = I_a + I_i$ (b) $I_t = a + bY_{t-1}$

(c) $I_t = I_a + v(Y_{t-1} - Y_{t-2}$ (d) $I_g = I_n + R_n$

16.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. اصولِ اسراع کی مختصر وضاحت کریں۔
2. اصولِ اسراع کے مفروضات کو مختصراً بیان کریں۔
3. اسراع کے اصول پر تنقید کریں۔
4. مسرع کا الجبرائی مساوات کا اشتقاق کریں۔
5. مسرع اور ضارب کے تعامل کی مساوات کا اشتقاق کریں۔

16.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. اصولِ اسراع کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. ضارب اور مسرع کے تعامل کے سیمولسن ماڈل کی وضاحت کریں۔

16.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

بلاک V: آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ

اکائی 17: آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-I

(Classical Theory of Income and Employment-I)

اکائی کے اجزا:

17.0 تمہید(Introduction)

17.1 مقاصد(Objectives)

17.2 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ(Classical Theory of Income and Employment)

17.3 سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market)

17.3.1 سے کے قانون کی پیگوئی تشکیل(Pigouvian Formulation of Say's Law)

17.3.2 سے کے قانون کے مضمرات(Implications of Say's Law)

17.3.3 بارٹر معیشت اور زری معیشت میں سے کا قانون

(Say's Law in Barter and Money Economies)

17.3.4 سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ (Critical Analysis of Say's Law of Market)

17.4 اجرت و قیمت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار

(Wage-Price Flexibility & Full Employment)

17.4.1 اجرت و قیمت کی لچک پذیری کا تنقیدی تجزیہ(Critical Analysis of Wage-Price Flexibility)

17.5 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

17.6 کلیدی الفاظ(Keywords)

17.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

17.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

17.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

17.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

17.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

17.0 تمہید (Introduction)

معاشیات میں کلاسیکی دور کو عام طور پر 1930 سے قبل کے ماہرین معاشیات جیسے آدم اسمتھ، ڈیوڈ ریکارڈو اور جان اسٹارٹ مل (John Stuart Mill) کے پیش کردہ معاشی نظریات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد نو کلاسیکی ماہرین معاشیات الفریڈ مارشل اور اے۔ سی۔ پیگو نے کلاسیکی نظریے کو مزید تقویت بخشی۔ آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریے کا مطالعہ اس لیے اہم ہے کیونکہ کلاسیکی نظریے کے کچھ پہلو ترقی پذیر ممالک میں پائی جانے والی عام صورتِ حال سے کافی حد تک مناسبت رکھتے ہیں اور یہ نظریہ ان ممالک میں آمدنی اور روزگار کا تعین کرنے والے عوامل پر روشنی ڈالتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات آزاد بازار معیشت (Free Market Economies) میں یقین رکھتے تھے۔ ان کے مطابق ایسی معیشت میں روزگار کے خواہش مند افراد کو روزگار کی فراہمی کا، مکمل روزگار کی صورتِ حال کے قائم رہنے کا اور تیار شدہ اشیا کے بقدر طلب برقرار رہنے کا رجحان ہوتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا کہ آزاد معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی سطح اور تیار شدہ اشیا کی وافر طلب برقرار رہتی ہے۔ جبکہ ماہر معاشیات جان مینارڈ کینز (John Maynard Keynes) اپنے آمدنی اور روزگار کے نظریے میں موثر طلب کے کردار پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

17.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کی وضاحت کرنا۔
- جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کی وضاحت کرنا۔
- جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق اجرت و قیمت کی لچک پذیری کی وضاحت کرنا۔
- پیگو کے اجرت و قیمت کی لچک پذیری کا تنقیدی تجزیہ کرنا۔

17.2 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ (Classical Theory of Income and Employment)

آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ مندرجہ ذیل تصورات پر مبنی ہے:

1. جے۔بی۔سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market)
2. اجرت و قیمت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار (Wage-Price Flexibility & Full Employment)

17.3 سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market)

مشہور کلاسیکی ماہرینِ معاشیات ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) اور آدم اسمتھ (Adam Smith) کے ذریعے پیش کردہ کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں آمدنی اور روزگار کی سطح اشیائے اجرت کے ذخیرے (Wage-Goods Funds) اور مقررہ سرمایے (Fixed Capital) کے ذخیرے سے متعین ہوتی ہے۔ جیسا کہ شروع میں ہی بتایا جا چکا ہے کہ کلاسیکی نظریے کے حامیین، معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پر یقین رکھتے تھے جو کہ فرانسیسی ماہر معاشیات جے۔بی۔سے (Jean-Baptiste Say) کے قانونِ بازار پر منحصر ہے۔ قانونِ بازار کا تصور انیسویں صدی کی ابتدا میں فرانسیسی ماہر معاشیات جے۔بی۔سے نے اپنی کتاب Treatise on Political Economy میں پیش کیا۔ سے کا قانونِ بازار آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کی بنیاد مانا جاتا ہے۔ اس قانون کے مطابق رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ اس لیے معیشت میں اضافی پیداوار اور بے روزگاری کا مسئلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شے کی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس کی مزید پیداوار کے لیے عاملین پیدائش (Factors of Production) کی اکائیوں میں بھی فطری طور پر اضافہ ہوتا ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ اشیا کی مزید پیداوار کے لیے مزید عاملینِ پیدائش کے استعمال کی ضرورت ہوگی۔ ان عوامل کو عملِ پیدائش میں ان کی خدمات کے عوض ادائیگی کی جائے گی جو ان کی آمدنی ہوگی۔ لہٰذا جہاں ایک طرف اشیا کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری طرف ان کو پیدا کرنے والے عاملین کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے جسے عاملین پیدائش ان مزید پیدا شدہ اشیا کی خرید پر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس جو اشیا پیدا ہوتی ہیں وہ فروخت ہو جاتی ہیں۔ اس طرح جب کسی شے کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کی طلب خود بخود بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا معیشت میں اشیا کی طلب میں کمی اور اس کی زائد پیداوار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جس قدر اشیا پیدا کر لی جاتی ہیں اسی قدر ان کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی سادہ مثال کے لیے فرض کریں کہ ایک سادہ معیشت میں صرف دو شعبے ہیں؛ گھریلو شعبہ اور فرم۔ فرم گھریلو شعبے سے عواملِ پیدائش کی خدمات حاصل کرتی ہے اور 100 روپے کے بقدر پیداوار کرتی ہے۔ اس طرح معیشت کی پیداوار 100 روپے ہوگی۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ عواملِ پیدائش نے پیدائش کے عمل میں 100 روپے کی قدر کا اضافہ کیا۔ لہٰذا، ان کو عاملی معاوضے کے طور پر 100 روپے کی ادائیگی کی جائے گی۔ جو گھریلو شعبے کی آمدنی ہوگی۔ گھریلو شعبہ اس 100 روپے آمدنی کو فرم کی اشیا کی خرید پر خرچ کرے گا۔ یعنی گھریلو شعبے کی جانب 100 روپے کے بقدر اشیا کی طلب ہوگی۔ اور اس طرح، معیشت کی پیداوار یا رسد یا آمدنی کے مساوی طلب بھی پیدا ہوگی۔ لہٰذا، زائد پیداوار کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ سے کے قانون کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملک میں جتنے بھی افراد روزگار کے متلاشی ہیں ان کو روزگار فراہم کیا جا سکتا ہے اور معیشت کو مکمل روزگار کے توازن پر لے جایا جا سکتا ہے۔ چونکہ زائد پیداوار کا مسئلہ نہیں پیدا لہٰذا معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی صورتِ حال برقرار رہتی ہے۔ سے کا قانونِ بازار درج ذیل مفروضات پر منحصر ہے:

1. ملک کی معیشت آزاد بازار معیشت ہے یعنی آجرین اور صارفین دونوں کو اشیا کی خرید و فروخت کی مکمل آزادی حاصل ہے۔
2. معیشت حکومت کی غیر ضروری مداخلت سے پاک ہے یعنی حکومت نہ تو ملک کی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتی ہے اور نہ ہی کسی طرح کی مداخلت کرتی ہے۔

3. آزاد بازار معیشت اور قیمت کی میکانیت آبادی اور سرمایے میں اضافے کی گنجائش کی اجازت دیتا ہے۔
4. زر محض اشیا و خدمات کے تبادلے کے ذریعے کا کردار ادا کرتی ہے۔
5. آمدنی کے دائروی بہاؤ میں کسی قسم کا رساؤ نہیں ہوتا۔
6. معیشت میں وسائل و عوامل کی بہترین تخصیص ہے۔
7. اشیا کی قیمتوں پر کسی قسم کا کنٹرول نہیں ہے۔ قیمتوں کا تعین رسد اور طلب سے ہوتا ہے۔ اسی طرح، شرحِ اجرت کا تعین بھی بازار قوتوں سے ہوتا ہے۔
8. معیشت میں مکمل مسابقت کی صورت حال ہے۔
9. سود کی شرح میں اس قدر لچک پذیری موجود ہے کہ معیشت میں سود کی شرح میں کمی بیشی کی وجہ سے بچت اور سرمایہ کاری کے مابین پیدا ہونے والا فرق از خود دور ہو جاتا ہے۔

کلاسیکی نظریے کے حامی ماہرینِ معاشیات کا ماننا تھا کہ معیشت میں مکمل روزگار کی صورتِ حال کو قائم رکھنے کے لیے جہاں تک ممکن ہو سکے پیداواری عمل میں موجودہ وسائل کے بھرپور استعمال کو یقینی بنایا جائے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق عام طور پر لوگ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ ہی بچا پاتے ہیں کیونکہ آمدنی کا ایک بڑا حصہ ضروریات کی تکمیل پر خرچ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بچت سے کے قانون پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اگر کسی وقت بچت میں اضافہ ہو بھی جاتا ہے تو سود کی شرح میں کمی کی وجہ سے وہ بچت مستقل سرمایہ کاری میں لگا دی جاتی ہے۔ لہٰذا ایک جانب بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے برابر ہوتی ہے اور دوسری جانب مجموعی آمدنی مجموعی اخراجات کے برابر رہتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں، شرح سود کے لچک دار ہونے کی وجہ سے بچت اور سرمایہ کاری میں توازن برقرار رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر سود کی شرح میں کمی ہوتی ہے تو اس کا راست اثر بچت اور سرمایہ کاری پر پڑتا ہے۔ لوگ بچت میں کمی کرتے ہیں اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح، جب کبھی سود کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایہ کاری میں کمی ہو جاتی ہے اور بچت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح بچت اور سرمایہ کاری دونوں ایک دوسرے کے برابر رہتی ہیں۔ لہٰذا، کلاسیکی معیشت دانوں کے مطابق مجموعی رسد اور مجموعی طلب دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے برابر رہتی ہیں اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال برقرار رہتی ہے۔

17.3.1 سے کے قانون کی پیگوئی تشکیل (Pigouvian Formulation of Say's Law)

سے کے قانون بازار کو پروفیسر پیگو (Prof. Pigou) نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ پروفیسر پیگو کے مطابق، اگر مزدور اپنی حاشیائی پیداواریت (Marginal Productivity) کے بقدر شرحِ اجرت پر کام کرنے کو تیار ہوں تو محنت بازار یا مزدور بازار میں عمومی بے روزگاری کا امکان نہیں ہوگا۔ ایک آزاد بازار معیشت جہاں آزاد اور مکمل مسابقت ہو اگر مزدور دی گئی کم اجرت کو قبول کریں تو بے روزگاری مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔

سے کے قانون کی پیگوئی تشکیل کے مطابق مکمل مسابقت کے تحت محنت بازار میں مکمل روزگار کا رجحان ہوتا ہے۔ کلاسیکی مکتبۂ فکر کے مطابق، روزگار کے حجم کا تعین بنیادی طور پر اجرت کی سطح سے ہوتا ہے۔ مکمل مسابقتی بازار میں مزدور کی رسد اور مزدور کی طلب جیسی بازار قوتیں بازار اجرت کی شرح کا تعین کرتی ہیں اور اس طرح بے روزگاری کے امکان کو مکمل طور پر ختم کر دیتی ہیں۔

اگر اس کے باوجود بھی معیشت میں بے روزگاری پائی جاتی ہے، یعنی اگر کسی بھی وقت مزدور کی طلب مزدور کی رسد سے زیادہ ہوتی ہے، تو بازار میں اجرت کی شرح اس وقت تک کم ہوتی جاتی ہے جب تک رسد طلب کے برابر نہیں ہو جاتی اور مکمل روزگار کا توازن بحال نہیں ہو جاتا۔ اسی لیے کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کا ماننا تھا کہ اگر معیشت میں بے روزگاری طویل عرصے تک برقرار رہتی ہے، تو اس کی وجہ محنت بازار میں نقص کے باعث اجرت کی سختی ہوتی ہے۔

پروفیسر پیگو کے مطابق، پہلی جنگ عظیم سے پہلے اس طرح کے حالات عام تھے اور اس کے نتیجے میں جنگ کے بعد ایک عارضی بے روزگاری کے علاوہ کسی بھی طرح کی بے روزگاری کا کوئی وجود نہیں تھا۔ تاہم، حالات بدل گئے اور کچھ نئی قوتیں پیدا ہوئی جنہوں نے محنت بازار میں مسابقتی قوتوں کو کمزور کرنے کا کام کیا۔ مثال کے طور پر، کم از کم اجرت قوانین (Minimum Wage Laws)، اجتماعی سودے بازی (Collective Bargaining)، ٹریڈ یونینوں کا ارتقا، بے روزگاری انشورنس (Unemployment Insurance)، مزدوروں اور آجروں کے درمیان سمجھوتے، گروہی دباؤ (Group Pressure) اور حکومتی مداخلت (Government Intervention) وغیرہ وغیرہ۔

ان عوامل نے محنت بازار کو نامکمل بنانے یعنی مکمل مسابقت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور اس طرح معیشت میں بے روزگاری کے امکانات مزید بڑھتے چلے گئے۔ لہٰذا اجرت کی شرح میں کمی بیروزگاری کو حل نہیں کر سکی۔ پیگو نے کبھی بھی "سے" کے قانون پر براہ راست حملہ نہیں کیا۔ اس لیے نہیں کہ اسے اپنے نظریے کی بنیادی نوعیت کے بارے میں شک تھا بلکہ اس لیے کہ سے کے قانون کی قدامت پسندانہ (Orthodox) تشکیل اس معاشرے کے مطابق نہیں تھی جس میں وہ رہتا تھا۔

17.3.2 سے کے قانون کے مضمرات (Implications of Say's Law)

1. سے کے قانون بازار کے مطابق معیشت میں از خود طور پر مطابقت ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ہر پیداوار اپنے ساتھ پیداواری عمل میں ضروری قوت خرید لاتی ہے جو اس شے کی فروخت کا باعث بنتی ہے، نتیجتاً معیشت میں اضافی پیداوار کا مسئلہ نہیں پیدا ہوتا۔ حکومت کی جانب سے کاروباری معاملات میں مداخلت کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ سے کے قانون بازار کے مطابق از خود مطابقتی نظام کے عمل میں خلل کا باعث بنے گا۔
2. چونکہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے، اس لیے معیشت میں عام بے روزگاری اور اضافی پیداوار ناممکن ہے۔
3. سے کے قانون بازار کے مطابق اگر معیشت میں ایسے غیر استعمال شدہ وسائل موجود ہیں جن کے استعمال سے پیداواری عمل اور منافع میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور روزگار کو تقویت بخشی جا سکتی ہے تو ایسے وسائل کو ملازمت دینا منافع بخش ہوگا کیونکہ وہ اپنے

طریقے سے معاشی عمل میں تعاون کریں گے۔ دوسرے لفظوں میں، جب بے روزگار وسائل استعمال کیے جاتے ہیں، تو وہ زیادہ پیداوار کا باعث بنتے ہیں اور اپنے اخراجات پورے کر سکتے ہیں۔

4. اس قانون کا ایک اور اہم مضمر، شرح سود کی لچک پذیری ہے، جو بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان برابری لاتی ہے۔ کلاسیکی مفکرین کے نزدیک بچت خرچ کی ایک اور شکل ہے۔ لہذا، جو کچھ بھی پس انداز کیا جاتا ہے لازماً اس کی سرمایہ کاری بھی کی جاتی ہے۔ لہذا، معیشت میں مجموعی طلب کی کمی کا کوئی امکان نہیں ہوتا ہے اور جس طریقہ کار کے ذریعے اسے برقرار رکھا جاتا ہے وہ شرحِ سود ہے۔

5. سے کے قانون بازار کی مزید وضاحت پیگو کے ذریعے پیش کردہ اس نظریے سے ہوتی ہے کہ اجرت کی شرح وہ طریقہ کار ہے جو روزگار میں از خود مطابقت لانے میں مدد فراہم کرتا ہے، یعنی اجرت کی شرح میں کمی معیشت میں کامل مسابقت کے تحت مکمل روزگار کا باعث بنے گی۔ حکومت کو جہاں تک ممکن ہو، آزاد بازار کو یقینی بنانا چاہیے اور اجرت کی شرحوں میں قطعاً کوئی ضابطہ بندی نہیں کرنی چاہیے۔

6. چونکہ اشیا کا تبادلہ اشیا کے بدلے ہوتا ہے، لہذا، زر محض زریعۂ مبادلہ کا کردار ادا کرتی ہے اور لین دین کی سہولت فراہم کرتی ہے۔

17.3.3 بارٹر معیشت اور زری معیشت میں سے کا قانون (Say's Law in Barter and Money Economies)

بارٹر معیشت وہ معیشت ہے جس میں اشیا و خدمات کا تبادلہ اشیا و خدمات سے ہوتا ہے اور زر کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ ایسی معیشت میں، سے کا قانون ہمیشہ اچھی طرح لاگو ہوتا ہے۔ بارٹر معیشت میں، لوگ اشیا کو یا تو خود کے استعمال کے لیے یا ان کی فروخت کے لیے پیدا کرتے ہیں۔ اس عمل میں پیدا کار یقینی طور پر اشیا کی مجموعی طلب پیدا کرتے ہیں جو ہمیشہ ان کے ذریعے تیار کردہ اشیا کی مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ اشیا کی قیمتوں کا تناسب ایسا ہوتا ہے جس سے بازار کا تصفیہ ہو جاتا ہے یعنی اشیا کی طلب رسد کے مساوی ہوتی ہیں۔ اگر ایک شے کی قیمت کسی دوسری شے کے مقابلے زیادہ ہو جاتی ہے تو وسائل کم قیمت والی اشیا کی پیداوار سے زیادہ قیمت والی اشیا کی پیداوار کی طرف منتقل کر دیے جاتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، رسد میں کمی کی وجہ سے پہلی شے کی قیمت بڑھنے لگے گی، جبکہ دوسری شے کی قیمت رسد بڑھنے کی وجہ سے کم ہونے لگے گی۔ اس طرح قیمت کی مساوات کا عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ بازار میں اشیا کی قیمتیں متوازن نہ ہو جائیں۔ یہ عمل اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بارٹر معیشت میں تمام اشیا یا تو استعمال کر لی جاتی ہیں یا کسی مثبت قیمت پر ان کا تبادلہ کر لیا جاتا ہے۔

سے کے قانون بازار کی تشکیل اور اس کا نفاذ ایک ایسے معاشرے کے لیے کیا گیا تھا جس میں پیدا کار خود ملازم تھے۔ وہ ایسے کاریگر، کسان، ماہر دستکار وغیرہ تھے جو یا تو مصنوعات اپنے کھیتوں میں پیدا کرتے تھے یا اپنے کارخانوں میں تیار کرتے تھے۔ قدیم زمانے کی اس معیشت میں بچت کاری اور سرمایہ کاری ایک ہی تھے اور آج کی طرح علاحدہ عمل نہ تھے۔

اس طرح، سے کا قانونِ بازار بارٹر معیشت کے پس منظر میں بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن کلاسیکی ماہرین معاشیات کا خیال تھا کہ اگر معیشت میں زر کو متعارف کرایا جائے تب بھی یہ قانون درست ثابت ہوگا۔ زری معیشت وہ معیشت ہے جس میں زر تبادلے کا ذریعہ ہوتا

ہے۔ ایسی معیشت میں اشیاو خدمات کا تبادلہ زر سے کیا جاتا ہے۔ زری معیشت میں سے کے قانون کا مطلب ہو گا کہ زری آمدنی کو اسی شرح سے جس شرح سے اسے اشیاو خدمات کی پیداوار سے کمایا گیا ہے مسلسل اور لگاتار اشیاو خدمات پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہو گا تو معیشت میں زر کے وجود کا کوئی فرق نہیں پڑے گا اور رسد اپنی طلب پیدا کرتی رہے گی۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کی ایک بڑی جماعت کا خیال تھا کہ اگرچہ سے کا قانون (Say's Law) اصل میں بارٹر معیشت کے لیے وضع کیا گیا تھا لیکن زری معیشت کے لیے یہ بھی یہ قانون اتنا ہی درست ہے۔ حالانکہ یہ بات درست ہے کہ زری معیشت میں کسی ایک کی زائد پیداوار کا تبادلہ پیسے کے بدلے ہوتا ہے نہ کہ دوسری اشیا کے عوض، پھر بھی یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ پیداوار کا مقصد بجائے خود پیسہ یا زر حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ زر کو اس مقصد کے لیے حاصل کرنا ہے جس سے اشیاو خدمات کی خرید کی جاسکے۔ معیشت میں زر کے تعارف سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زر صِرف مبادلے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

اس طرح، Say's Law کے حامیوں کے مطابق، یہ قانون بارٹر معیشت کے ساتھ ساتھ زری معیشت کے تحت بھی درست لازم آتا ہے۔ یہ قانون کہتا ہے کہ موصول ہونے والی آمدنی ہمیشہ صَرف اور سرمایہ کاری پر خرچ ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، زر کی کبھی جمع خوری نہیں کی جاتی ہے۔ جس طرح بارٹر معیشت میں، ہر فروخت کار بنیادی طور پر خریدار بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح زری معیشت میں اگر وہ زر کے عوض اپنی پیداوار فروخت کرتا ہے، تو حاصل کیے گئے زر کو دوسری اشیا پر خرچ کر دیتا ہے۔

زر صرف تبادلے کا ایک آسان ذریعہ ہے جو بارٹر معیشت میں پیدا ہونے والے مسائل سے بچاتا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اس طرح، اگرچہ یہ قانون بارٹر معیشت کے پس منظر میں وضع کیا گیا تھا، زری معیشت کے لیے بھی درست ثابت ہوتا ہے۔

17.3.4 سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ (Critical Analysis of Say's Law of Market)

1929 سے 1933 کے درمیان تقریباً پوری دنیا کی معیشت عالمی مندی سے دوچار تھی۔ دنیا کے تقریباً ممالک میں شدید بے روزگاری، آمدنیوں میں کمی، اشیا کی پیداوار اور قیمتوں میں گراوٹ عام ہو چکی تھی۔ صورت حال اتنی نازک تھی کہ اس وقت کے معاشی نظریات بھی مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل فراہم کرنے میں ناکامیاب تھے۔ اسی دوران ماہرین معاشیات جان مینارڈ کینز نے اپنی تصنیف کردہ کتاب The General Theory of Employment, Interest and Money جو کہ 1936 میں شائع ہوئی میں اس نے نہ صرف عالمی مندی کی وجوہات کی نشاندہی فرمائی بلکہ انہیں درست کرنے کے طریقے بھی تجویز فرمائے۔ 1929 کے عالمی مندی کے موقع پر جے۔ بی۔ سے کے ذریعے پیش کردہ قانونِ بازار کا نظریہ بھی غلط ثابت ہوا کیوں کہ اس وقت بازار میں جس قدر اشیا موجود تھی اس قدر ان کو خریدنے والے افراد نظر نہیں آرہے تھے۔ لہٰذا عوام اور بالخصوص ماہرین معاشیات کا اس نظریے سے بھروسہ اٹھ گیا۔ مشہور ماہرِ معاشیات جان مینارڈ کینز نے جے۔ بی۔ سے کے اس نظریے کو مختلف نکات کی بنیاد پر غلط ثابت کیا۔ کینز کے مطابق:

1. قانون بازار صِرف اسی صورت میں صحیح ثابت ہو سکتا ہے جب تمام لوگ اپنی پوری کی پوری آمدنی ضروریات کی تکمیل پر خرچ کر دیں۔ لیکن اصل زندگی میں ایسا بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ عام طور پر لوگ اپنی آمدنی میں سے ضروریات زندگی پر خرچ کرنے

کے بعد کچھ حصہ بچا لیتے ہیں۔

2. اشیا کی رسد میں اضافے کے باعث لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ لوگ اپنی ساری آمدنی اشیا کی خریداری پر خرچ کریں کیونکہ لوگوں کی آمدنی اور اخراجات کا تناسب ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ عموماً ضروریاتِ زندگی پر ہونے والے اخراجات میں اضافہ آمدنی میں ہونے والے اضافے کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ لہذا بازار میں موجود ساری کی ساری اشیا فروخت نہیں ہوتیں اور اس طرح زائد پیداوار اور عمومی بیروزگاری کے امکان بنے رہتے ہیں۔

3. "رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے" یہ کہنا مکمل طور پر صحیح نہیں ہوگا اگر ایسا ہوتا تو 1929 میں عالمی بحران کے دور میں بازاروں میں اشیا کی بھرمار نہیں ہوتی۔

4. معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری کرنے والے افراد مختلف ہو سکتے ہیں۔ اس لیے جے۔بی سے کا یہ کہنا کہ بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے برابر ہوگی صحیح نہیں ہے۔

5. "معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی صورتحال برقرار رہتی ہے" یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہوگا کیونکہ کہ آزاد بازار معیشت میں حالات اوپر نیچے ہو سکتے ہیں اور یہ توازن بگڑ سکتا ہے۔

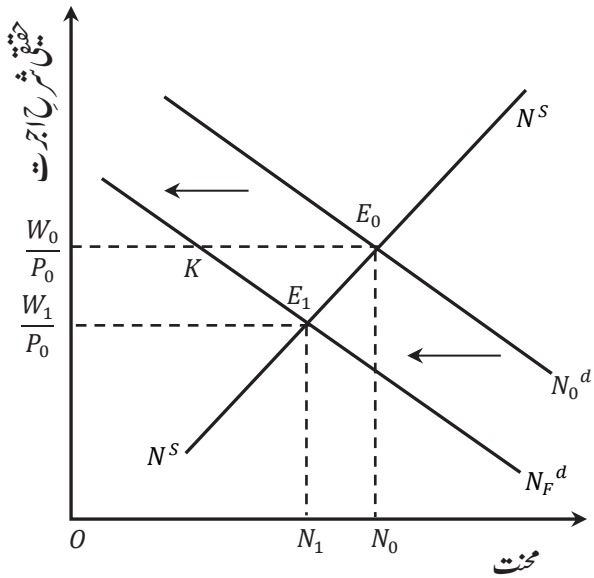
6. قانون بازار میں فرض کیا گیا کہ معیشت میں مکمل مسابقت کی صورت حال پائی جاتی ہے جو کہ عملی زندگی میں دیکھنے کو نہیں ملتی اس لیے اس مفروضے کو بھی صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا۔

17.4 اجرت و قیمت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار (Wage-Price Flexibility & Full Employment)

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے مکمل روزگار کے مفروضے کی معنویت کو ایک اور منطق کی بنا پر ثابت کیا ہے۔ ان کے مطابق پیداوار کی وہ مقدار جسے کاروباری کمپنیوں کے ذریعے بازار میں مہیا کرایا جاتا ہے، صرف مجموعی طلب یا اخراجات پر ہی منحصر نہیں کرتیں بلکہ اشیا کی قیمتوں پر بھی منحصر کرتی ہیں۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق سرمایہ کاری میں کمی کے باعث جب اشیا اور خدمات کی مجموعی طلب میں کمی ہوتی ہے تب بھی معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال برقرار رہتی ہے۔ ان کے نزدیک ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے گراوٹ آنے کی وجہ سے ان کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ لہذا کاروباری کمپنیوں کو بڑھی ہوئی طلب کی فراہمی کے لیے اشیا کی پیداوار میں اضافہ کرنا پڑتا ہے جس کے لیے انہیں عاملین پیدائش کے طور پر مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے نتیجتاً ملک میں بے روزگار افراد کو روزگار مہیا ہو جاتا ہے اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پھر سے برقرار ہو جاتی ہے۔ اس طرح انہوں نے یہ دکھایا کہ سرمایہ کاری (Investment) کی شرح میں کمی ہونے کی وجہ سے مجموعی طلب (Aggregate Demand) میں کمی ہونے کے باوجود بھی حقیقی پیداوار (Real Output)، روزگار اور آمدنی میں کمی واقع نہیں ہوتی کیونکہ اشیا کی قیمتوں میں گراوٹ، بازار میں طلب اور رسد کے توازن کو قائم کرنے کے ساتھ ساتھ معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال کو بھی قائم کر دیتی ہے۔

معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال کو قائم رکھنے میں اجرت و اشیا کی قیمتوں کا بہت اہم کردار ہے۔ اسے ہم تصویر 17.1 کی مدد سے سمجھ سکتے ہیں۔



تصویر 17.1: کساد بازاری کی صورت میں حقیقی شرح اجرت کی تطبیق

تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ مزدوروں کا یا محنت کا خطِ طلب اور خطِ رسد ایک دوسرے کو E نقطے پر کاٹتے ہیں جو کہ نقطہ توازن کہلاتا ہے۔ اس نقطے پر ان سبھی ON_1 افراد کو روزگار مہیا ہے جو دی گئی اجرت کی شرح OW_0 پر کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کے مطابق اگر کسی وجہ سے مکمل روزگار کی صورتِ حال میں عدمِ توازن پیدا ہوتا ہے تو اجرت و اشیا کی قیمتوں میں تبدیلی کی بنا پر اسے واپس درست کیا جا سکتا ہے۔ فرض کریں کہ معیشت میں عدم توازن کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اور اسے درست کرنے کے لیے فرم کے ذریعے اجرتوں کی شرح کو OW_0 سے کم کر کے OW_1 کر دی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اشیا کی پیداواری لاگت اور ان کی قیمتوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اشیا کی قیمتوں میں کمی کے باعث معیشت میں اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بڑھی ہوئی طلب کی تکمیل کے لیے فرم کو اشیا کی پیداوار بڑھانے کے لیے زیادہ پیداواری عوامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح معیشت میں OW_1 اجرت کی شرح پر روزگار کے خواہشمند سبھی افراد کو روزگار مہیا ہو جاتا ہے اور معیشت میں E_1 نقطہ توازن پر دوبارہ سے مکمل روزگار کی صورت حال قائم ہو جاتی ہے۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا کہ آزاد بازار سرمایہ دارانہ معیشت میں از خود درست (Self-Correcting) ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اشیا کی طلب میں کمی ہونے کی وجہ سے ان کو فروخت کرنے والے کاروباریوں کے درمیان شدید مسابقت کا ماحول پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اشیا کی قیمتوں میں گراوٹ آتی ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ جب اشیا کی خریداری پر ہونے والے اخراجات یا ان کی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے تو ان کو فروخت کرنے والے کاروباری ان کی قیمتوں میں کمی کر دیتے ہیں تاکہ ان کے پاس سے چیزیں فروخت ہوتی رہیں اور اشیا کے ذخیرے میں جمع نہ ہوں۔ لہٰذا کلاسیکی ماہرین معاشیات کی اس منطق کے مطابق طلب میں کمی کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں تو گراوٹ درج ہو گی لیکن روزگار اور پیداوار کی شرح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اپنے کاروبار کو منافع بخش بنانے کے لیے کاروباریوں کو عاملینِ پیدائش یعنی مزدوروں کی اجرتوں میں کمی کرنی پڑی تاکہ انہیں اپنے کاروبار سے ایک مناسب منافع حاصل ہوتا رہے اور معیشت میں روزگار کے خواہشمند سبھی افراد کو روزگار بھی مہیا کیا جا سکے۔ یہاں ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ معیشت میں کچھ ایسے افراد بھی ہو سکتے ہیں جو کم قیمتوں پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات ایسے افراد کو بے روزگار نہیں مانتے کیونکہ معیشت میں ان کے لیے روزگار کے ممکنہ مواقع موجود ہیں چونکہ وہ اپنی مرضی سے دی گئی قیمتوں پر کام کرنا نہیں چاہتے اس لیے اسے

ارادی بے روزگاری (Voluntary Unemployment) تو کہا جا سکتا ہے حقیقی بے روزگاری نہیں۔ اس طرح کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک آزاد بازار سرمایہ دارانہ معیشت میں غیر ارادی بے روزگاری (Involuntary Unemployment) ممکن ہی نہیں ہے۔

سال 1929 سے 1933 کے دوران جب سرمایہ دارانہ نظامِ حکومت میں مندی کی صورت حال پیدا تھی تبھی اس وقت کے مشہور کلاسیکی ماہرِ معاشیات اے۔ سی۔ پیگو نے معیشت میں پیدا بحران اور بیروزگاری سے ابھرنے کے لیے اجرتوں میں کمی کا مشورہ پیش کیا۔ پیگو کے مطابق بحران اور بے روزگاری کی وجوہات حکومت اور مزدوروں کی ٹریڈ یونین کے ذریعے مصنوعی طور پر اجرتوں کی شرح کو بلند رکھنا اور معیشت کو آزادانہ طور پر کام کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرنا تھیں۔ پیگو نے بتایا کہ اگر اجرتوں میں کمی کی جاتی ہے تو مزدوروں کی طلب میں اضافہ ہو گا جس سے روزگار کے خواہش مند افراد کو روزگار مہیا ہو جائے گا۔ یہاں یہ بتانا اہم ہے کہ پیگو کے اس تصور کو پیگو اثر (Pigou Effect) یا ریئل بیلینس ایفکٹ (Real Balance Effect) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ پیگو نے بتایا کہ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں گراوٹ درج ہوتی ہے اور نتیجتاً پیسے کی قدر (Value of Money) اور قوت خرید (Purchasing Power) پہلے کے مقابلے بڑھ جاتی ہے اور لوگ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ امیر محسوس کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے اشیا کی طلب بھی بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا کاروباری کمپنیوں کو اشیا کی پیداوار بڑھانے کے لیے مزدوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح عاملین پیدائش کے طور پر معیشت میں بے روزگار افراد کو روزگار مہیا ہو جاتا ہے اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پھر سے برقرار ہو جاتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اجرت و قیمت کی لچک پذیری، معیشت میں مکمل روزگار کی شرح کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

17.4.1 اجرت و قیمت کی لچک پذیری کا تنقیدی تجزیہ (Critical Analysis of Wage-Price Flexibility)

جان مینارڈ کینس نے پیگو کے اجرت و قیمت کے نظریے پر بھی تنقید کی اور فرمایا کہ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے روزگار میں اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے سے بازار میں اشیا کی مجموعی طلب بھی کم ہو جائے گی۔ کینز نے دلیل پیش کی کہ اجرت میں کمی سے صرف اشیا کی لاگت میں کمی واقع نہیں ہو گی بلکہ اس سے ملک کے تمام تر مزدوروں کی آمدنیوں پر بھی اثر پڑے گا۔ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے مزدوروں کی آمدنیوں میں کمی واقع ہو گی جس کا راست اثر اشیا کی طلب پر پڑے گا اور بازار میں اشیا کی مجموعی طلب میں کمی درج ہو گی۔ مجموعی طلب کے کم ہونے سے اشیا کی پیداوار کم کرنی پڑے گی اور نتیجتاً معیشت میں روزگار کی شرح بڑھنے کے بجائے کم ہو جائے گی۔ آخر کار اجرتوں میں کٹوتی کی وجہ سے مجموعی طلب اور روزگار کی شرح میں کمی واقع ہو گی جس سے معیشت میں مزید سرد بازاری کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ آخر میں کینز نے یہ بھی دعوی کیا کہ پیگو کا یہ نظریہ کسی ایک خاص فرم کے حوالے سے تو صحیح ثابت ہو سکتا ہے لیکن پوری معیشت کے لحاظ سے نہیں۔

17.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کی وضاحت کرنا۔

- جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کی وضاحت کرنا۔
- جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق اجرت و قیمت کی لچک پذیری کی وضاحت کرنا۔
- پیگو کے اجرت و قیمت کی لچک پذیری کا تنقیدی تجزیہ کرنا۔

17.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

مکمل روزگار :Full Employment -ایسی صارت حال جس میں روزگار کے خواہشمند سبھی افراد کو روزگار مہیا ہو۔

عاملین پیدائش :Factors of Production - اشیا اور خدمات کی پیداوار میں معاون عوامل۔

آجرین ::Producer -اشیا اور خدمات کو تیار کرا نہیں بازار میں مہیا کرانے والے افراد۔

صارفین :Consumer -اشیا اور خدمات کو استعمال کرنے والے افراد۔

مجموعی طلب :Aggregate Demand -معیشت میں تیار شدہ اشیا اور خدمات کی مجموعی طلب۔

سرمایہ کاری :Investment - حقیقی سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ -

حقیقی پیداوار :Real Output -ملک میں ایک مقررہ مدت کے دوران تیار کی جانے والی اشیا و خدمات کی مقدار -

مقررہ سرمایہ :fixed capital - سرمایے کی ایک قسم جو پائیدار ہو یا ایک ہی مدت میں پوری طرح استعمال نہ ہو جاتی ہو۔

17.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

17.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں آمدنی اور روزگار کی سطح کس کے ذخیرے سے طے ہوتی ہے؟

(a) اشیائے اجرت (b) مقررہ سرمایہ

(c) (a)اور(b)دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

2. قانونِ بازار کے تصور کو کس ماہر معاشیات نے پیش کیا؟

(a) اے سی پیگو (b) الفریڈ مارشل

(c) جان بیپٹس (d) آدم اسمتھ

3. ان میں سے کس ماہر معاشیات کا تعلق کلاسیکی مکتب فکر سے نہیں ہے؟

(a) پیگو (b) کینز

(c) اسمتھ (d) مارشل

4. کلاسیکی ماہر معاشیات _____ معیشت میں یقین رکھتے تھے۔

(a) آزاد بازار (b) نیم آزاد بازار

(c) غیر آزاد بازار (d) سرمایہ دارانہ بازار

5. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں مندرجہ ذیل میں سے کون سی خصوصیت پائی جاتی ہے؟

(a) مکمل روزگار (b) بے روزگاری

(c) جزوی روزگار (d) ان میں سے کوئی نہیں

6. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق کون سا عنصر بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن کو برقرار رکھتا ہے؟

(a) شرحِ سود (b) آمدنی

(c) روزگار (d) پیداوار

7. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک معیشت میں کس قسم کی بے روزگاری ممکن نہیں ہے؟

(a) غیر ارادی بے روزگاری (b) ارادی بے روزگاری

(c) عمومی بے روزگاری (d) قصداً بے روزگاری

8. اجرتوں میں کٹوتی کا نظریہ کس ماہر معاشیات نے پیش کیا تھا؟

(a) اسمتھ (b) ریکارڈو

(c) پیگو (d) کینز

9. سے کے قانونِ بازار کے مطابق۔

(a) طلب اپنی رسد خود پیدا کر لیتی ہے۔ (b) رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے۔

(c) سرمایہ کاری اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے۔ (d) بچت اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے۔

10. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق بچت میں اتار چڑھاؤ کی اصل وجہ ہے:

(a) سرمایہ کاری کی سطح (b) سود کی شرح

(c) آمدنی کی سطح (d) روزگار کی سطح

17.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. معیشت میں مکمل روزگار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2. رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے سے کیا مراد ہے؟ مختصراً بیان کریں۔

3. جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار پر مختصر نوٹ لکھیں۔
4. غیر ارادی بے روزگاری سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔
5. سود کی شرح بچت اور سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ کی اصل وجہ ہے۔واضح کریں۔

17.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال کو برقرار رکھنے میں اجرت وقیمت کے کردار کو بیان کریں۔
2. جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ پیش کریں۔

17.8 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Dwivedi, D.N. (2018). *Macroeconomics: Theory and Policy* (5th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
2. Dornbusch, Rudiger & Stanley Fischer. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
3. Shapiro, Edward (1974). *Macro Economic Analysis* (3rd ed.). USA: Houghton Mifflin Harcourt Press Pub
4. Ackley, G (1978). *Macroeconomic Theory and Policy*. New York: Macmillan
5. Branson, William H (1989). *Macroeconomic Theory and Policy*. New York: Harper and Row

اکائی 18: آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-II

(Classical Theory of Income and Employment)

اکائی کے اجزا:

18.0 تمہید(Introduction)

18.1 مقاصد (Objectives)

18.2 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل روزگار کا ایک رسمی ماڈل

(The Classical Theory of Income and Employment: A Formal Full-Employment Model)

18.2.1 بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین

(Determination of Income and Employment Without Saving and investment)

18.2.2 مزدور بازار کا توازن(Labour Market Equilibrium)

18.2.3 آزاد بازار معیشت کا از خود درست ہونا(Self Correction by a Free Market Economy)

18.2.4 مجموعی پیداوار کا تعین (Determination of Aggregate Output)

18.2.5 بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ آمدنی اور روزگار کا تعین

(Determination Of Income and Employment with Saving and Investment)

18.2.6 سرمایہ بازار کا توازن(Capital Market Equilibrium)

18.3 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

18.4 کلیدی الفاظ(Keywords)

18.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

18.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

18.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

18.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

18.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Readings)

18.0 تمہید (Introduction)

آمدنی اور روزگار معیشت کے بنیادی ستون ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر کرتے ہیں۔ معیشت میں آمدنی کی سطح کا انحصار روزگار کی سطح پر ہوتا ہے اور اسی طرح روزگار کی سطح کا انحصار آمدنی کی سطح پر ہوتا ہے۔ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات نے آمدنی اور روزگار کو متعین کرنے کا جو نظام فراہم کیا ہے اسے آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ کلاسیکی نظریے کے تحت اس اکائی میں ہم مکمل روزگار کے رسمی ماڈل میں بچت اور سرمایہ کاری کی موجودگی اور عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کے تعین سے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہم آمدنی اور روزگار کے تعین میں اجرت، بچت، سرمایہ کاری اور شرح سود کے کردار کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

18.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کرنا۔
- بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- محنت بازار کے توازن میں اجرت کے کردار کی وضاحت کرنا۔
- بچت اور سرمایہ کاری کی موجودگی میں آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- سرمایہ بازار کے توازن میں شرحِ سود کی لچک پذیری کی اہمیت کو بیان کرنا۔

18.2 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل روزگار کا ایک رسمی ماڈل

(The Classical Theory of Income and Employment: A Formal Full-Employment Model)

کلاسیکی ماہرین معاشیات ایڈم اسمتھ اور ڈیوڈ ریکارڈوں نے اتفاق ظاہر کیا کہ آمدنی اور روزگار میں ہونے والے اضافے کا انحصار مقررہ سرمایے اور اشیائے اجرت کے ذخیرے (Wage goods Fund) میں ہونے والے اضافے پر ہوتا ہے۔ چونکہ قلیل مدت میں مقررہ سرمایہ اور اشیائے اجرت (Wage goods Fund) کے ذخائر معین اور مستحکم ہوتے ہیں اس لیے ان کے مطابق قلیل مدد میں بھی مکمل روزگار کی صورت حال قائم رہے گی اور معیشت میں ضروری اشیا کی طلب میں کمی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ اسمتھ اور ریکارڈو نے اپنے نظریے میں معیشت میں غیر ارادی بیروزگاری کے امکانات سے بھی انکار کیا ہے۔ آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کو مندرجہ ذیل تین مراحل کی بنا پر واضح کیا جاسکتا ہے:

1. بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین
2. بچت اور سرمایہ کاری کی موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین

3. آمدنی اور روزگار کے تعین میں زر اور قیمت کے کردار کی وضاحت کرنا۔

18.2.1 بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین

(Determination of Income and Employment Without Saving and investment)

کلاسیکی نظریے کے مطابق قومی آمدنی اور روزگار کی مقدار مجموعی پیداوار کے تفاعل اور مزدوروں کی طلب اور رسد پر منحصر کرتی ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے فرض کریں کہ معیشت ایک ہی قسم کی قابل تقسیم شے مثلاً مکئی پیدا کرتی ہے۔ فرض کریں کہ Y اس شے کی پیداوار کی مقدار کو ظاہر کرتی ہے۔ اس شے کی پیداوار کے لیے ہمیں دو پیداواری عوامل کی ضرورت ہے۔ پہلا مزدور جسے L سے ظاہر کرتے ہیں اور دوسرا سرمایہ جسے K سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیں مجموعی پیداوار تفاعل (Function) حاصل ہوتا ہے:

$$Y = F(L, K, T)$$

قلیل مدت میں ذخیرہ سرمایہ (Capital Stock) اور ٹیکنالوجی دونوں کو معین مانا جاتا ہے۔ لہٰذا، درج بالا تفاعلِ پیداوار کو درج ذیل طریقے سے بھی لکھا جاسکتا ہے:

$$Y = F\ (L, \overline{K}, \overline{T})$$

درج بالا پیداوار تفاعل (Function) میں K اور T کے اوپر (–) کا نشان یہ ظاہر کرتا ہے کہ تفاعلِ پیداوار میں ذخیرۂ سرمایہ اور ٹیکنالوجی معین ہیں۔ یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ذخیرۂ سرمایہ اور ٹیکنالوجی میں ہونے والی تبدیلی تفاعلِ پیداوار میں تبدیلی کا باعث ہوگی۔

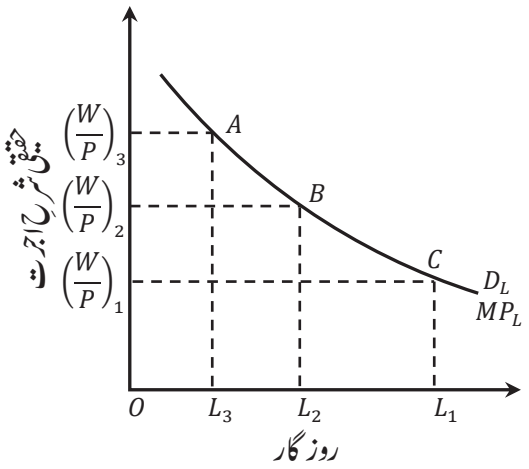
لہٰذا، ذخیرۂ سرمایہ اور ٹیکنالوجی کے مقرر ہونے کی صورت میں پیداوار یا آمدنی (Y) تبھی بڑھے گی جب مزدوروں کے روزگار (L) میں اضافہ ہوگا۔ یعنی پیداوار (آمدنی) اور مزدوروں کے روزگار میں ہونے والی کمی یا اضافہ ایک ساتھ واقع ہوں گے۔ کلاسیکی نظریہ کے مطابق جب مقررہ سرمایے کا ذخیرہ اور ٹیکنالوجی مستحکم ہوتی ہے اور مزدوروں کے روزگار میں اضافہ ہوتا ہے تو مزدوروں کی حاشیائی پیداواریت کم ہوتی جاتی ہے۔ اسے معاشیات میں قانونِ تقلیلِ حاصل (Law of Diminishing Return) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

18.2.2 مزدور بازار کا توازن (Labour Market Equilibrium)

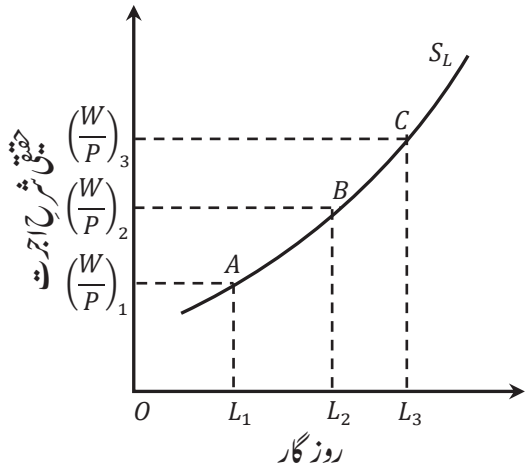
قلیل مدت (Short Run) میں مزدوروں کی طلب کو مزدوروں کی گرتی حاشیائی پیداواریت کے تفاعل (Function) سے اخذ کیا جاتا ہے۔ کلاسیکی نظریے کے حامی فرض کرتے ہیں کہ عاملی بازار (Factor Market) اور پیداوار بازار (Product Market) دونوں میں کامل مسابقت پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کا یہ بھی ماننا ہے کہ پیداواری عمل میں کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لیے یہ کمپنیاں مزدوروں کو تب تک روزگار فراہم کرتی رہیں گی جب تک کہ مزدوروں کی حاشیائی پیداوار (MP_L) دی گی حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)$ کے مساوی نہیں ہوجاتی۔ اس کلاسیکی تصور کو ضابطے کی شکل میں اس طرح ظاہر کیا جاسکتا ہے:

$$\frac{W}{P} = MP_L$$

جہاں $\frac{W}{P}$ حقیقی شرحِ اجرت (Real Wage Rate) اور MP_L محنت کی حاشیائی پیداواریت (Marginal Product of Labour) کو ظاہر کرتے ہیں۔ تصویر 18.2 میں محنت طلب خط کو دکھایا گیا ہے۔ محور X پر محنت کے روزگار اور محور Y پر حقیقی شرحِ اجرت کو دکھایا گیا ہے۔ D_L خط محنت کا طلب خط ہے جس کا ڈھلان دکھاتا ہے کہ اعلی شرحِ اجرت پر مزدوروں کی کم تعداد کی طلب ہوگی جبکہ کم شرحِ اجرت پر مزدوروں کی زیادہ مقدار کی طلب کی ہوگی۔ واضح رہے کہ محنت کا طلب خط محنت کی حاشیائی پیداوار کو بھی دکھاتا ہے۔ چونکہ کاروباری فرمیں اس مقدار میں محنت کی طلب کریں گی جس پر محنت کی حاشیائی پیداوار شرحِ اجرت کے مساوی ہو۔ لہذا، شرحِ اجرت $\left(\frac{W}{P}\right)_3$ پر محنت کی L_3 مقدار کی طلب ہوگی۔ شرحِ اجرت کم ہو کر $\left(\frac{W}{P}\right)_2$ ہونے پر محنت کی L_2 مقدار کی طلب ہوگی۔ اسی طرح، اگر شرحِ اجرت مزید کم ہو کر $\left(\frac{W}{P}\right)_1$ ہو جاتی ہے تو محنت کی طلب بڑھ کر L_1 ہو جائے گی۔



تصویر 18.2: محنت طلب خط

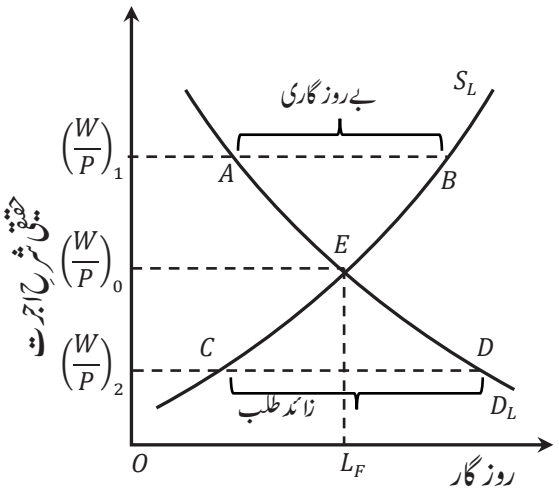


تصویر 18.1: محنت رسد خط

دوسری جانب معیشت میں گھریلو شعبے (Household) کے ذریعے مزدوروں کی رسد آمدنی اور فرصت و آرام (Leisure) کے درمیان ان کی ترجیح پر منحصر کرتی ہے۔ کلاسیکی نظریے کے حامی مانتے ہیں کہ قلیل مدت میں جب آبادی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، مزدوروں کا خطِ رسد اوپر کی جانب اٹھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجرت کی شرح زیادہ ہونے پر زیادہ مزدوروں کی رسد ہوگی اور اس کے برعکس اجرت کی شرح کم ہونے پر مزدوروں کی رسد بھی کم ہو گی۔ مزدور یا محنت کے رسد خط کو تصویر 18.1 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں S_L محنت کا رسد خط ہے جو دکھاتا ہے کہ اجرت کی اعلی شرح پر گھرانے زیادہ محنت کی مقدار فراہم کرنے کو راضی ہوں گے۔ جبکہ کم شرحِ اجرت پر وہ محنت کی کم مقدار فراہم کریں گے۔

تصویر 18.3 میں محنت کے طلب خط اور رسد خط کے باہمی تقاطع سے محنت بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر سے صاف ظاہر ہے کہ مزدوروں کا خطِ طلب اور خطِ رسد حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ پر توازن کی حالت میں ہے۔ لہذا خطِ طلب اور خطِ رسد کی اس صورت میں حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ پر OL_F مزدوروں کو روزگار مہیا ہوگا۔ حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان اس توازن کا مطلب یہ ہے کہ معیشت میں حقیقی اجرت کی اس شرح پر جو بھی مزدور اپنی خدمات فراہم کرنے کی خواہشمند ہیں ان

سب کو روزگار مہیا ہو جائے گا اور معیشت میں کوئی بھی مزدور غیر ارادی طور پر بے روزگار نہیں رہے گا۔ اگر کسی طرح مزدوروں کی اجرت کی شرح حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ سے بڑھ کر $\left(\frac{W}{P}\right)_1$ ہو جاتی ہے تو مزدوروں کی رسد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ بڑھی ہوئی اجرت کی شرح پر طلب سے زیادہ مزدور کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً معیشت میں مزدوروں کی طلب کے مقابلے ان کی اضافی رسد (Excess Supply) پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے میعشت میں بے روزگاری کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جسے تصویر 18.3 میں AB سے دکھایا گیا ہے۔

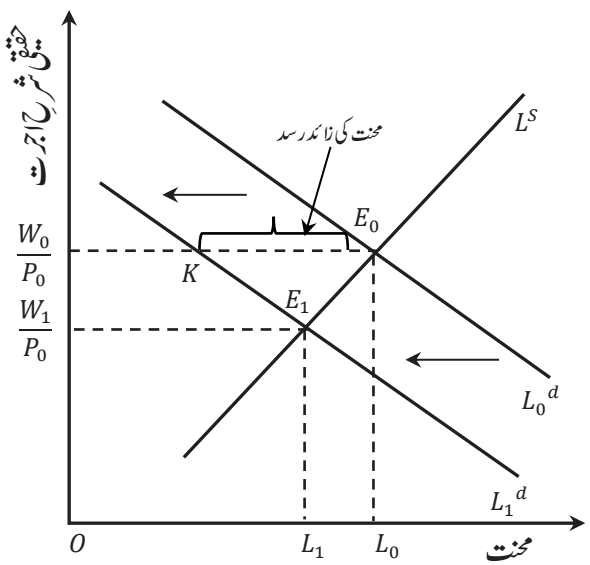


تصویر 18.3: معیشت کا قلیل مدتی توازن

اس کے برعکس، اگر کسی وجہ سے مزدوروں کی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ سے کم ہو کر $\left(\frac{W}{P}\right)_2$ ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں مزدوروں کی رسد بھی کم ہو جائے گی یا یوں کہیں کہ معیشت میں مزدوروں کی طلب ان کی رسد کے مقابلے میں زیادہ ہو گی جسے تصویر 18.3 میں اضافی طلب (Excess Demand) کے طور پر CD سے ظاہر کیا گیا ہے۔ لہٰذا فرم کے درمیان مزدوروں کی طلب کو لے کر مسابقت کا ماحول پیدا ہو گا اور نتیجے میں اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_2$ سے بڑھ کر پھر سے $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ ہو جائے گی۔ اس طرح اجرت کی شرح میں لچک پذیری کے باعث مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان دوبارہ توازن بحال ہو جائے گا اور معیشت میں مکمل روزگار قائم ہو جائے گا۔

18.2.3 آزاد بازار معیشت کا از خود درست ہونا (Self Correction by a Free Market Economy)

حقیقی اجرت کی شرح میں فوری مطابقت (Quick Adjustment) کی وجہ سے مکمل روزگار کے دوبارہ قائم ہونے کی صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے آیئے پہلے ہم معیشت میں مندی کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال کو سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کی معیشت میں مندی (Depression) یا کساد بازاری (Recession) کی وجہ سے اشیا کی مجموعی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے جس کے باعث مزدوروں کی طلب بھی کم ہو جاتی ہے۔ اسے تصویر 18.4 میں دیکھا جاسکتا ہے۔



تصویر 18.4: کساد بازاری کی صورت میں حقیقی شرح اجرت کی تطبیق

تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح پیداوار کی مجموعی طلب میں کمی ہونے کی وجہ سے مزدوروں کی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے اور ان کا خطِ طلب $L_0{}^d$ سے $L_1{}^d$ یعنی بائیں طرف منتقل ہو جاتا

ہے۔لہذا اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ پر پہلے کے مقابلے کم مزدوروں کی ضرورت ہو گی اور اجرت کی اس شرح پر روزگار کے خواہشمند سبھی افراد کو روزگار مہیا نہیں ہو سکے گا کیونکہ معیشت میں حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ پر کام کرنے والے مزدوروں کی رسد ان کی طلب سے کہیں زیادہ ہے جسے تصویر میں K سے لیکر E_0 تک مزدوروں کی اضافی رسد (Excess Supply) کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔یعنی معیشت میں KE_0 کے بقدر اضافی رسد ہو گی۔ بہر حال کلاسیکی معاشیات کے مکمل روزگار کے ماڈل میں مزدوروں کی اس اضافی رسد سے حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ سے کم ہو کر $\frac{W_1}{P_0}$ ہو جائے گی اور مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان نقطہ E_1 پر دوبارہ سے توازن بحال ہو جائے گا۔ یہاں غور طلب یہ ہے کہ حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ میں کمی ہونے کی وجہ سے مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان قائم ہونے والے نئے توازن میں ان تمام افراد کو روزگار مہیا ہو جائے گا جو اس حقیقی اجرت کی شرح پر کام کرنے کے خواہشمند ہیں اور اس طرح معیشت میں ایک بار پھر مکمل روزگار کی صورت حال قائم ہو جائے گی۔وہیں دوسری جانب معیشت میں کچھ ایسے افراد بھی ہوں گے جو اس کم اجرت کی شرح پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔کلاسیکی معاشیات ایسے افراد کو بے روزگار نہیں مانتی کیونکہ وہ دی گئی اجرت کی شرح پر اپنی مرضی سے (Voluntarily) کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اس لیے انہیں بے روزگار نہیں مانا جائے گا۔

اسی طرح جب معیشت میں معاشی بحران کی وجہ سے اشیا کی پیداوار کی طلب میں کمی درج ہوتی ہے تو پیداوار بازار میں خطِ طلب کے ${L_0}^d$ سے ${L_1}^d$ منتقل ہونے کے ساتھ اشیا کی حقیقی قیمتیں بھی P_0 سے تبدیل ہو کر P_1 ہو جاتی ہیں یعنی پہلے کے مقابلے کم ہو جاتی ہیں۔ایسی صورت میں حقیقی اجرت کی شرح بڑھ کر $\frac{W_1}{P_1}$ ہو جاتی ہے جو $\frac{W_0}{P_0}$ کے مساوی ہوتی ہے جسے $\frac{W_1}{P_1} = \frac{W_0}{P_0}$ کے طور پر ظاہر کیا جا سکتا ہے۔اس طرح مزدور کی طلب اور رسد کے درمیان توازن E_1 سے منتقل ہو کر اپنے ابتدائی نقطہ توازن E_0 پر قائم ہو جاتا ہے اور معیشت میں ایک بار پھر مکمل روزگار کی صورت حال برقرار ہو جاتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں جب مندی یا کساد بازاری کی کیفیت ہوتی ہے تو اجرت کی شرح اور اشیا کی قیمتوں میں فوری مطابقت کے زریعے معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال از خود درست ہو جاتی ہے۔

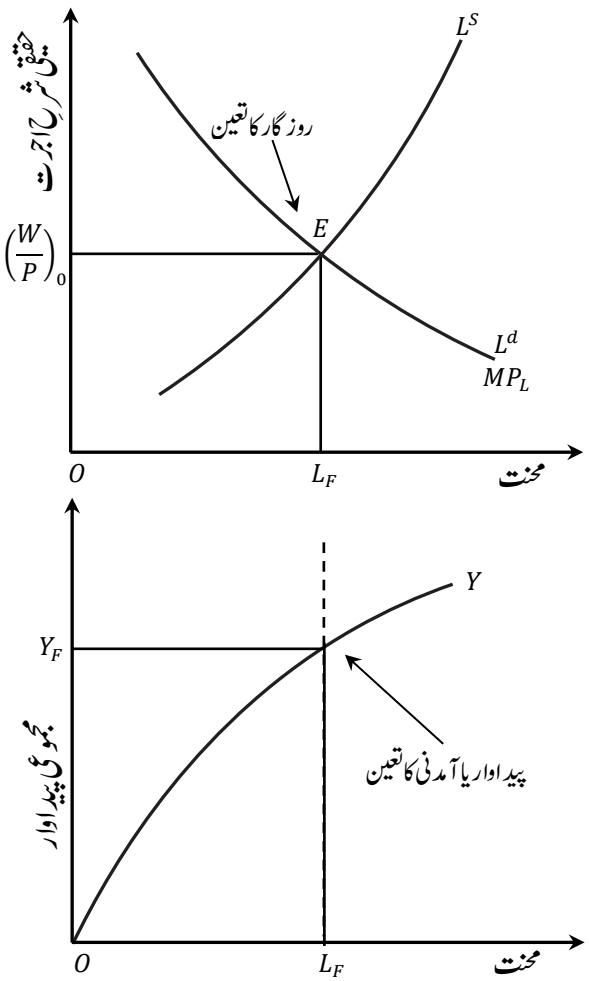
18.2.4 مجموعی پیداوار کا تعین (Determination of Aggregate Output)

معیشت میں مکمل روزگار کی حالت میں پیداوار کی سطح کیا حاصل ہو گی اسے قلیل مدتی مجموعی پیداواری تفاعل کے زریعے بہ آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ تصویر 18.5 کے اوپری حصے میں محنت بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔S خط محنت کا رسد خط ہے جبکہ L خط محنت کا طلب خط ہے۔دونوں خطوط کے نقطہ تقاطع E پر محنت بازار کا توازن قائم ہوتا ہے اور مکمل روزگار کی سطح OL_F متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ OL_F مکمل روزگار کی سطح کو دکھاتا ہے کیونکہ شرحِ اجرت W پر جتنے کام کی تلاش میں ہیں ان ہیں روزگار مل جاتا ہے۔

تصویر کے نچلے حصے میں OY خط کو دکھایا گیا ہے جو مجموعی پیداوار (Y) اور روزگار (L) کے مابین رشتے کو ظاہر کرتا ہے۔ قلیل مدتی مجموعی پیداواری تفاعل OY یہ ظاہر کرتا ہے کہ معیشت میں جیسے جیسے زیادہ مزدوروں کو روزگار مہیا ہوتا ہے ویسے ویسے پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔لیکن یہ اضافہ تقلیلی شرح (Diminishing Rate) پر ہوتا ہے۔یعنی جس تناسب میں مزدوروں کو روزگار مہیا ہوتا

ہے اس تناسب سے پیداوار میں اضافہ نہیں ہوتا۔

جیسا کہ تصویر 18.5 میں واضح ہے مقررہ سرمایے اور ٹیکنالوجی کے مستحکم ہونے پر مزدوروں کی OL_F تعداد OY_F اشیاو خدمات پیدا کرتی ہے۔ اشیاو خدمات کی یہ پیداوار معاشرے کی مجموعی آمدنی بھی کہلائے گی اور اجرت اور منافع کے درمیان تقسیم ہوگی۔ اس طرح مزدوروں کو ان کی مزدوری کے بدلے اجرت اور سرمایہ داروں کو ان کے سرمایے کے بدلے منافع کا مجموعہ معاشرے کی مجموعی آمدنی ہوگی جو کہ قومی پیداوار OY_F کے مساوی ہوگی۔



تصویر 18.5: کلاسیکی نظریے میں آمدنی اور روزگار کا تعین

تصویر 18.5 سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ حقیقی اجرت کی شرح میں ہونے والی تبدیلی یا اتار چڑھاؤ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اس سے معیشت میں نہ تو مزدوروں کی اضافی رسد اور نہ ہی ان کی اضافی طلب پیدا ہوگی۔ لہذا معیشت میں مکمل روزگار پر توازن برقرار رہے گا۔ یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت کہ مکمل روزگار کی حالت میں سرمایے اور مزدوروں کے ذریعے ہونے والی پیداوار کی معیشت میں در حقیقت طلب ہوگی؟ اگر معیشت میں تیار شدہ اشیا کی طلب پیدا نہیں ہوتی تو اشیا کی ناکافی طلب کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا جو کہ بالآخر پیداوار اور روزگار میں کمی کے ساتھ غیر ارادی بیروزگاری کا باعث بنے گا۔ اس کا جواب سے کے قانونِ بازار سے دیا جاسکتا ہے۔ سے کے قانونِ بازار کے تحت جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے "رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شے کی پیداوار میں اضافہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو پیداواری عمل میں شامل مختلف اکائیوں میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔ لہذا جہاں ایک جانب اشیا کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری جانب ان کو پیدا کرنے والے عوامل کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے جسے یہ عاملین پیدائش مزید اشیا کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح جو اشیا پیدا ہوتی ہیں وہ فروخت ہو جاتی ہیں اور معیشت میں اشیا کی طلب میں کمی اور اس کی زائد پیداوار جیسا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جس قدر اشیا کی پیداوار ہوتی ہے اسی قدر ان کی طلب بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

18.2.5 بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ آمدنی اور روزگار کا تعین

(Determination Of Income and Employment with Saving and Investment)

جان بیپٹس سے کے ذریعے پیش کردہ قانونِ بازار میں اس بات کا ذکر کیا گیا کہ گھرانوں (Household) کے ذریعے کمائی گئی

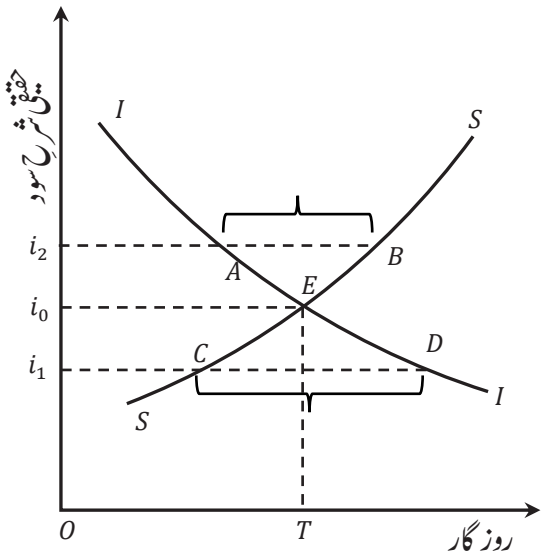
پوری آمدنی در حقیقت ضروریات کی تکمیل پر خرچ کر دی جاتی ہے۔ اگر چہ یہ درست ہے کہ اشیا و خدمات کی پیداوار سے معیشت میں ان کے مساوی آمدنی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ گھرانوں کو حاصل ہونے والی تمام آمدنی در حقیقت پیدا ہونے والی اشیا اور خدمات پر خرچ کی جائے گی۔ ممکن ہے کہ گھرانوں کے ذریعے کمائی گئی آمدنی کا کچھ حصہ پس انداز کر لیا جائے۔ عام طور پر لوگ اپنی آمدنی میں سے ضروریات زندگی پر خرچ کرنے کے بعد کچھ حصہ بچا لیتے ہیں جس کے باعث معیشت میں تیار شدہ اشیا کی طلب میں کمی کا مسئلہ پیدا ہو گا۔ اس طرح اگر گھرانوں کے ذریعے پوری آمدنی کو خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا کچھ حصہ بچا لیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں بازار میں موجود اشیا کی از خود طلب پیدا نہیں ہو گی۔ نتیجتاً اشیا کی مجموعی طلب میں کمی واقع ہو گی جس کی وجہ سے اشیا کی پیداوار اور مزدوروں کے روزگار میں گراوٹ درج ہو گی اور ساتھ ہی غیر ارادی بے روزگاری کی صورت حال بھی پیدا ہو جائے گی۔

تاہم، کلاسیکی ماہرین معاشیات نے مجموعی طلب میں عمومی کمی کے امکان سے انکار کیا یہاں تک کہ اس صورت میں جب آمدنی کا ایک حصہ گھرانوں کے ذریعے پس انداز کر لیا جاتا ہے تب بھی وہ مجموعی طلب میں کمی کے امکانات کو نکارتے ہیں۔ انہوں نے دعوی کیا کہ جے۔بی، سے کا قانونِ بازار جو یہ کہتا ہے کہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے، بچت کی موجودگی میں بھی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ گھرانوں کے زریعے بچائے جانے والے ہر روپے کو تاجر سرمایہ کاری میں لگا دیتے ہیں۔ اس طرح، تاجروں کے ذریعے سرمایہ کاری میں خرچ کی جانے والی رقم اور گھرانوں کے ذریعے کی جانے والی بچت دونوں ایک دوسرے کے مساوی ہو جاتی ہیں۔ در حقیقت، اشیا کی پیداوار اشیائے صرف (Consumer Goods) اور اشیائے سرمایہ (Capital Goods) دونوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنی جزوی طور پر اشیائے صرف اور جزوی طور پر اشیائے سرمایہ کی شکل میں سرمایہ کاری پر خرچ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات گھرانوں کے ذریعے آمدنی کا کچھ حصہ اشیائے صرف پر خرچ کرنے کے بعد بچا لیا جاتا ہے جسے وہ اشیائے سرمایہ کے طور پر سرمایہ کاری میں لگا دیتے ہیں اور اس طرح بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن برقرار رہتا ہے۔ اس طرح، مکمل روزگار کی سطح پر جب سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہوتی ہے، تو رسد مکمل روزگار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی طلب پیدا کرتی رہتی ہے۔ اور معیشت میں مکمل روزگار کا توازن برقرار رہتا ہے۔

18.2.6 سرمایہ بازار کا توازن (Capital Market Equilibrium)

یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ سرمایہ کاری پر ہونے والے اخراجات بچت کے برابر ہوں گے؟ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق شرح سود کی لچک پذیری بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔ مزید، ان کے مطابق، سرمایہ بازار میں شرح سود کا تعین بچت کی رسد اور سرمایہ کاری کی طلب سے ہوتا ہے۔ کلاسیکی نظریے میں بچت شرحِ سود کا مثبت تفاعل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اعلی شرحِ سود پر بچت کاری زیادہ ہو گی اور کم شرحِ سود پر کم پس اندازی ہو گی۔ تصویر 18.6 میں خط SS بچت خط ہے۔ غور کریں کہ خط SS کا ڈھلان مثبت ہے جو دکھاتا ہے کہ شرحِ سود میں اضافے سے بچت کی مقدار میں اضافہ ہو گا۔ اسی طرح، سرمایہ کاری کلاسیکی نظریے میں شرحِ سود کا منفی تفاعل ہے۔ یعنی کم شرحِ سود پر زیادہ سرمایہ کاری ہوتی ہے اور اعلی شرحِ سود پر کم سرمایہ کاری

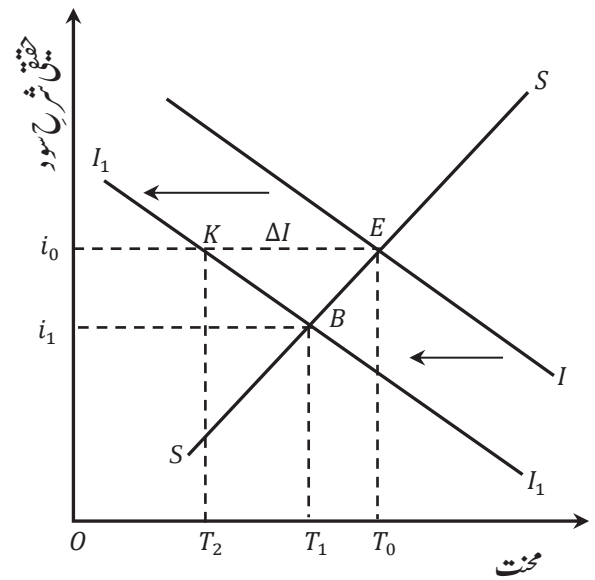
ہوتی ہے۔ تصویر 18.6 میں II خط سرمایہ کاری خط ہے جس کا منفی ڈھلان ہے۔ منفی ڈھلان کا مطلب یہ ہے کہ جیسے جیسے شرحِ سود میں اضافہ ہو گا سرمایہ کاری میں کمی ہو گی۔



تصویر 18.6: سرمایہ بازار کا توازن

سرمایہ بازار کا توازن سود کی اس شرح پر ہو گا جس پر سرمایہ کاری کی طلب اور بچت کی رسد دونوں برابر ہوں گے۔ جیسا کہ تصویر 18.6 میں دیکھا جاسکتا ہے، خطِ سرمایہ کاری (II) اور خطِ بچت (SS) ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے سرمایہ بازار میں سود کی شرح i_0 متعین ہوتی ہے۔ اگر سود کی شرح i_0 سے بڑھ کر i_2 ہو جاتی ہے تو بازار میں سرمایہ کاری کی طلب پہلے کے مقابلے کم ہو جائے گی اور بچت کی رسد بڑھ جائے گی۔ شرحِ سود i_0 پر سرمایہ کاری i_2A ہو گی جبکہ بچت i_2B ہو گی۔ یعنی معیشت میں AB کے بقدر زائد بچت ہو گی۔ زائد بچت کی وجہ سے شرحِ سود کم ہونا شروع ہو گی جس سے بچت میں کمی اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔ شرحِ سود میں اس وقت تک کمی ہوتی رہے گی جب تک کہ بچت اور سرمایہ کاری مساوی نہیں ہو جاتی۔ اس طرح معیشت میں بچت کی زائد رسد کی وجہ سے سود کی شرح i_2 سے کم ہو کر واپس i_0 ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس، مان لیجیے کہ بازار میں سود کی شرح i_0 سے کم ہو کر i_1 ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں لوگوں کے درمیان بچت کے مقابلے سرمایہ کاری کے لیے قرض کی طلب بڑھ جائے گی۔ شرحِ i_1 سود پر سرمایہ کاری کی طلب i_1D ہو گی جبکہ بچت کی رسد i_1C ہو گی۔ چونکہ شرحِ سود i_1 پر سرمایہ کاری بچت سے زیادہ ہے لہذا شرحِ سود میں اضافہ ہو گا۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں کمی ہو گی اور بچت میں اضافہ ہو گا یہاں تک کہ شرحِ سود بڑھ کر دوبارہ i_0 ہو جائے گی اور بچت اور سرمایہ کاری کے مابین دوبارہ نقطہ E پر توازن بحال ہو جائے گا یعنی سرمایہ کاری (I) بچت (S) کے مساوی ($S = I$) ہو جائے گی۔

یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ جب سرمایہ کاری منافع میں کمی کی توقع کے باعث کم ہو جائے تو زائد پیداوار یا طلب میں کمی کا مسئلہ نہیں پیدا ہو گا؟ اس کا جواب تصویر 18.7 کی مدد سے دیا جاسکتا ہے۔ تصویر میں ابتدا میں بچت خط SS اور سرمایہ کاری خط II تھے۔ ان کے نقطہ تقاطع E سے سرمایہ بازار میں توازن شرحِ سود i_0 پر قائم ہوتا ہے۔ اس توازن پر سرمایہ کاری اور بچت دونوں کی مقدار OT_0 کے مساوی ہے۔ اب فرض کریں کہ منافع میں کمی کی توقعات کی وجہ سے سرمایہ کاری میں EK کے بقدر کمی آجاتی ہے۔



تصویر 18.7: سرمایہ کاری میں کمی سے مکمل روزگار توازن پر اثر نہیں پڑتا

اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری خط منتقل ہو کر I_1I_1 ہو جاتا ہے۔ شرحِ سود i_0 پر بچت سرمایہ کاری سے KE مقدار میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں شرحِ سود میں کمی آتی ہے جس سے بچت میں کمی اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح سرمایہ کاری OT_2 سے بڑھ کر OT_1 ہو جاتی ہے اور بچت OT_0 سے کم ہو کر OT_1 ہو جاتی ہے اور شرحِ سود i_1 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ شرحِ سود i_1 پر بچت سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ شرحِ سود کی لچک پذیری کی وجہ سے طلب کی کمی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

اب سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ سرمایہ بازار میں بچت اور سرمایہ کاری کا توازن مکمل روزگار کو کیسے یقینی بناتا ہے؟ یاد کریں کہ آمدنی کے دائروی بہاؤ میں بچت آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ ہے جب کہ سرمایہ کاری آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن ہے۔ اگر آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ آمدنی میں انجکشن کے مساوی ہوتے ہیں تو آمدنی کے دائروی بہاؤ میں کمی نہیں آتی۔ اس طرح، محنت بازار کے توازن اور تفاعلِ پیدائش کے مطابق پیدا ہونے والی مکمل روزگار آمدنی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہوں گی۔

18.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہیں کہ:

- کلاسیکی نظریے میں بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کر سکیں۔
- مزدور بازار کے توازن میں اجرت کے کردار کی وضاحت کر سکیں۔
- بچت اور سرمایہ کاری کی موجودگی میں آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کر سکیں۔
- سرمایہ بازار کے توازن میں شرحِ سود کی لچک پذیری کی اہمیت کو بیان کر سکیں۔

18.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

غیر ارادی بے روزگاری: Involuntary Unemployment- جب کسی شخص کو مروجہ اجرت پر کام کرنے کے لیے تیار ہونے کے باوجود کام نہیں ملتا۔

ارادی بے روزگاری :Voluntary Unemployment- جب کوئی شخص ارادتاً کم اجرت یا پھر کسی اور وجہ سے کام نہ کرنے کا انتخاب کرتا ہے۔

18.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

18.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. آمدنی اور روزگار میں ہونے والے اضافے کا انحصار مقررہ سرمایے اور _____ میں ہونے والے اضافے پر ہوتا ہے۔

(a) مقررہ سرمایہ (b) اشیائے اجرت کاے ذخائر

(c) سود کی شرح (d) اجرت

2. خطِ حاشیائی پیداوار مزدوروں کی _____ اور ان کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔

(a) حاشیائی پیداوار (b) اوسط پیداوار

(c) پیداوار (d) اجرت

3. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق شرح سود کی لچک پذیری _____ اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔

(a) بچت (b) رسد

(c) پیداوار (d) روزگار

4. سرمایہ بازار کا توازن سود کی اس شرح پر ہوگا جس پر سرمایہ کاری کی طلب اور بچت کی _____ دونوں برابر ہوں۔

(a) طلب (b) سرمایہ کاری

(c) شرحِ سود (d) رسد

5. اجرت کی شرح زیادہ ہونے پر مزدوروں کی رسد کیا ہوگی؟

(a) کم (b) زیادہ

(c) متوازن (d) اوسط

6. آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے میں کس طرح کی بے روزگاری کے امکانات پائے جاتے ہیں؟

(a) غیر ارادی بے روزگاری (b) ارادی بے روزگاری

(c) عمومی بے روزگاری (d) مکمل بے روزگاری

7. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق، بچت میں ہونے والی تبدیلی کی اصل وجہ ہے۔

(a) شرحِ سرمایہ کاری (b) شرحِ سود

(c) شرحِ روزگار (d) یہ سبھی

8. قلیل مدت میں جب آبادی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی تب مزدوروں کے خطِ رسد کی سمت کیا ہوتی ہے؟

(a) اوپر کی جانب (b) نیچے کی جانب

(c) دائیں جانب (d) بائیں جانب

18.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. مزدور بازار میں توازن کس طرح قائم ہوتا ہے؟
2. آزاد بازار والی معیشت کا از خود درست ہونے میں شرح سود کا کیا کردار ہے؟

3. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق معیشت میں ارادی بے روزگاری کا مسئلہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟
4. خطِ پیداوار آمدنی اور روزگار کے مابین رشتے کو ظاہر کرتا ہے۔ تصویر کی مدد سے واضح کریں۔
5. کلاسیکی نظریے کے حوالے سے تقلیلی شرح (Diminishing Rate) کی وضاحت کریں۔

18.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کریں۔
2. سرمایہ بازار میں سرمایے کی اضافی طلب یا اضافی رسد کا مسئلہ کب اور کیوں پیدا ہوتا ہے؟
3. بچت اور سرمایہ کاری کی موجودگی میں شرح سود کی لچک پذیری کی وجہ سے بازار کا توازن کس طرح قائم ہوتا ہے؟

18.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Dwivedi, D.N. (2018). *Macroeconomics Theory and Policy* (5th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
2. Dornbusch, Rudiger & Stanley Fischer. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
3. Shapiro, Edward (1974). *Macro Economic Analysis* (3rd ed.). USA: Houghton Mifflin Harcourt Press Pub
4. Ackley, G (1978). *Macroeconomics Theory and Policy*. New York: Macmillan
5. Branson, William H (1989). *Macroeconomic Theory and Policy*. New York: Harper and Row

اکائی 19: آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-III

(Classical Theory of Income and Employment-III)

اکائی کے اجزا:

19.0 تمہید (Introduction)

19.1 مقاصد (Objectives)

19.2 زر بازار (Money Market)

19.3 کلاسیکی مجموعی رسد خط (Classical Aggregate Supply Curve)

19.4 کلاسیکی مجموعی طلب خط (Classical Aggregate Demand Curve)

19.5 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل ماڈل
(Classical Theory of Income and Employment: Complete Model)

19.6 کینز کی کلاسیکی نظریے پر تنقید (Keynes's Criticism of Classical Theory)

19.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

19.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

19.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

19.9.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

19.9.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

19.9.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

19.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

19.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے کلاسیکی نظریے میں پیداوار بازار اور محنت بازار میں توازن اور قیمتوں اور شرحِ سود کے تعین کا مطالعہ کیا۔ کلاسیکی نظریے کے مطالعے کے اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں ہم کلاسیکی نظریے میں زر کے کردار کا مطالعہ کریں گے۔ اس کے بعد ہم پیداوار بازار، محنت بازار اور زر بازار کے توازن کے مکمل ماڈل کا مطالعہ کریں گے۔

19.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کلاسیکی نظریے میں زر بازار کے توازن کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی مجموعی رسد اور مجموعی طلب خطوط کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی آمدنی اور روزگار کے مکمل نمونے کا تجزیہ کرنا۔
- کینز کی کلاسیکی نظریے پر کی گئی تنقیدات بیان کرنا۔

19.2 زر بازار (Money Market)

کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی مقدار معیشت میں صِرف قیمتوں کا تعین کرتی ہے اور اس کا بچت یا سرمایہ کاری، روزگار اور پیداوار پر اثر نہیں پڑتا۔ حالانکہ مدتِ قلیل میں زر کی مقدار میں اضافے سے حقیقی شرحِ اجرت پر اثر پڑتا ہے کیونکہ حقیقی شرح اجرت زری شرح اجرت اور قیمت کی سطح کا تناسب ہوتی ہے لیکن کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی مقدار میں اضافے سے پیداوار کی قیمتوں اور زری شرحِ اجرت میں اس طرح تبدیلی آتی ہے کہ محنت بازار میں توازن مکمل روزگار کی سطح پر قائم ہوتا ہے اور حقیقی شرحِ اجرت اپنی اصل حالت پر واپس آجاتی ہے۔

کلاسیکی نظریے میں قیمتوں کے تعین کے تجزیے کے لیے زر کے نظریہ مقدار (Quantity Theory of Money) کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ زر کے نظریہ مقدار کے مطابق معیشت میں قیمتوں کا تعین زر کی رسد سے ہوتا ہے۔ زر کے نظریہ مقدار کی ایک شکل فشر کی تبادلے کی مساوات (Fisher's Exchange Equation) سے دکھائی جاسکتی ہے۔ اس مساوات کا آمدنی کا ورژن ذیل میں دیا گیا ہے۔

$$MV = PY$$

$$P = \frac{MV}{Y}$$

جہاں،

M = زر کی مقدار

V = زر کی گردش کی آمدنی رفتار

P = اشیا و خدمات کی قیمتوں کی سطح

Y = مجموعی پیداوار یا حقیقی آمدنی

زر کی آمدنی رفتار سے مراد کسی وقفے مثلاً ایک سال کے دوران حتمی اشیا و خدمات کی خرید کے لیے زر کی ایک اکائی کے استعمال کی تعداد ہے۔ فرض کریں کہ اشیا و خدمات کی خرید کے لیے ایک سال کے دوران ایک روپیہ پانچ بار استعمال ہوتا ہے تو اس ایک روپے کی آمدنی

رفتار 5 ہوگی۔ کلاسیکی نظریے میں زر کی آمدنی رفتار کو معین فرض کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، چونکہ پیداوار کا تعین پیداواری وسائل کی رسد (جیسے ذخیرہ سرمایہ، زمین، محنت وغیرہ) سے ہوتا ہے اور معیشت مکمل روزگار کی سطح پر پیدا کرتی ہے یعنی وسائل کا مکمل استعمال کرتی ہے، اور ٹیکنالوجی مدت قلیل میں متعین ہوتی ہے لہذا، مجموعی پیداوار (Aggregate Output) بھی متعین ہوتی ہے۔ چونکہ مجموعی پیداوار اور زر کی رفتار معین ہے لہذا درج بالا مساوات کے مطابق زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے مابین راست تعلق ہے۔ زر کی رسد میں فیصد اضافے سے قیمت کی سطح میں فیصد اضافہ ہوگا۔ یاد رہے کہ زر کی رسد کا تعین حکومت یا زری حکام کی جانب سے ہوتا ہے۔ درج بالا مساوات کی مزید وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

چونکہ کلاسیکی نظریے میں زر زریعہ مبادلہ (Medium of Exchange) کا کردار ادا کرتی ہے اور اس کا اہم کام اشیاو خدمات کے تبادلے کی سہولیات فراہم کرنا ہے لہذا، معیشت میں زر کی طلب اشیاو خدمات کی طلب سے ہوگی۔ اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ معیشت میں تبادلے یا لین دین کی زری قدر کے مساوی زر کی طلب ہوگی۔ اگر معیشت میں Y مقدار میں حتمی اشیاو خدمات کی پیداوار ہوتی ہے اور ان کی قیمت کی سطح P ہے تو Y پیداوار کے لین دین کے لیے PY مقدار میں زر کی ضرورت ہوگی۔ غور کریں کہ PY اشیاو خدمات کی یا قومی آمدنی کی زری قدر بھی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت میں 100 اکائیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کی قیمت کی سطح 10 روپے ہے تو پیداوار کی 100 اکائیوں کی خرید کے لیے 1000 روپے کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح، 1000 روپے معیشت کی مجموعی آمدنی کی زری قدر بھی ہوگی اور لین دین کی زری قدر بھی ہوگی۔ لہذا، اس صورت میں زر کی طلب 1000 روپے کے مساوی ہوگی۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ روپے کی ایک اکائی کو اشیاو خدمات کے لین دین کے لیے کئی دفعہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، فرد A فرد B کو کسی شے کی خرید کے لیے ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔ فرد B اُسی ایک روپے کو فرد C سے اشیا کی خرید کے عوض ادا کرتا ہے۔ اسی طرح فرد C فرد D کو وہی ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔ غور کریں کہ اِس ایک روپے کا اشیاو خدمات کی لین دین کے لیے تین بار استعمال ہوا ہے۔ اسے روپے کی رفتار کہا جائے گا۔ لہذا، جب معیشت کی زری آمدنی 1000 روپے ہے تو اس کے لیے معیشت کو 1000 روپے زر کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر زر کی رفتار 2 ہے تو 1000 روپے کی پیداوار کی خرید کے لیے 500 روپے کافی ہوں گے۔ اگر زر کی رفتار 4 ہے تو 1000 کی پیداوار کی خرید کے 250 روپے کافی ہوں گے۔ اس طرح، زر کی طلب کو پیداوار کی زری قدر کو زر کی رفتار سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یعنی زر کی طلب کی مساوات ہوگی:

$$M_d = \frac{PY}{V}$$

زر بازار توازن میں جب ہوگا زر کی رسد زر کی طلب کے مساوی ہو۔ اس طرح،

$$M = M_d$$

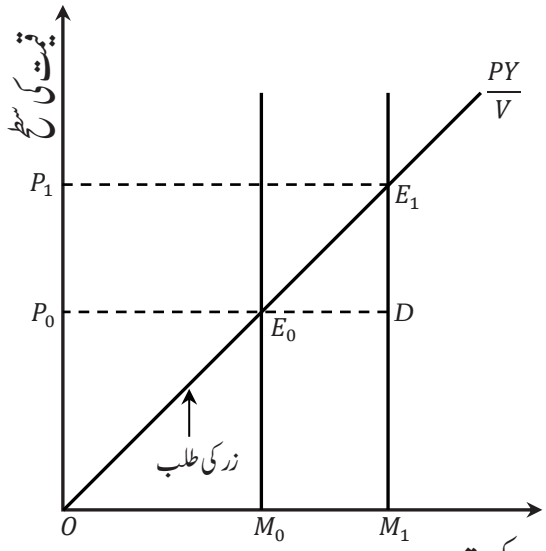
جہاں،

M = زر کی مقدار یا زر کی رسد ہے۔

M_d = زر کی طلب ہے۔

$$M = \frac{PY}{V}$$

$$P = \frac{MV}{Y}$$



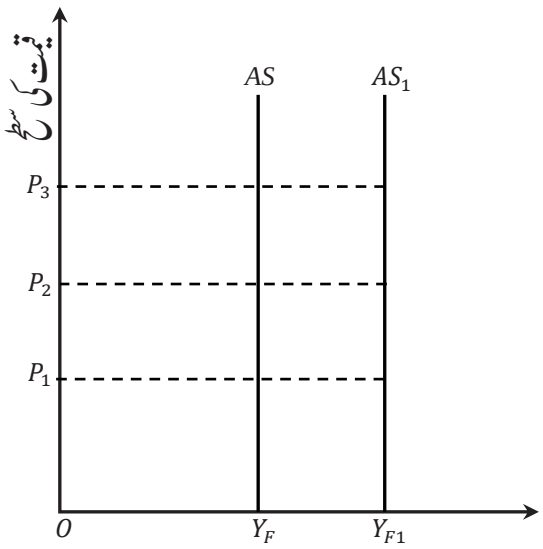
تصویر 19.1: کلاسیکی نظریے میں قیمت کی سطح کا تعین

درج بالا مساوات زر بازار کے توازن اور قیمت کی سطح کے تعین کو دکھاتی ہے۔ اس مساوات کے مطابق زر کی رفتار اور حقیقی آمدنی کی سطح کو مستقل فرض کرتے ہوئے، زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ ہو گا۔ اس کی مزید وضاحت تصویر 19.1 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں محور X پر زر کی طلب کو دکھایا گیا ہے جب کہ محور Y پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا ہے۔ $\frac{PY}{V}$ خط دکھاتا ہے کہ قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ یعنی اگر V اور Y مستقل ہوں تو قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ یعنی جیسے جیسے قیمت کی سطح میں اضافہ ہو گا لوگوں کو لین دین کے لیے زیادہ مقدار میں زر کی ضرورت ہو گی۔

اس وضاحت کے بعد، آیئے فرض کریں کہ حکومت کی جانب سے زر کی M_0 مقدار فراہم کی جاتی ہے۔ چونکہ توازن میں زر کی طلب اور رسد مساوی ہوتی ہیں، لہٰذا، عوام بھی زر کی M_0 مقدار طلب کرے گی۔ زر کی طلب یعنی $(\frac{PY}{V})$ قیمت کی سطح P_0 پر زر کی رسد کے مساوی ہوتی ہے۔ لہٰذا، زر کی M_0 رسد کے ساتھ قیمت کی سطح P_0 متعین ہو گی اور زر بازار نقطہ E_0 پر توازن میں ہو گا۔ اب فرض کریں کہ حکومت زر کی رسد بڑھا کر M_1 کر دیتی ہے۔ اس صورت میں قیمت کی سطح P_0 کے ساتھ معیشت میں زر کی رسد زر کی طلب سے زیادہ ہو گی۔ تصویر میں دیکھیں کہ قیمت کی سطح P_0 پر زر کی رسد OM_1 یا P_0D ہے جبکہ زر کی طلب OM_0 یا P_0E_0 ہے۔ یعنی معیشت میں E_0D مقدار میں اضافی رسد ہے۔ اب چونکہ افراد کے پاس زر اُس مقدار سے زائد مقدار میں ہے جتنی کی وہ طلب کر رہے ہیں لہٰذا، وہ اس اضافی زر کو خرچ کرنا چاہیں گے اور اشیا و خدمات کی خرید میں اسے استعمال کریں گے۔ جب اشیا و خدمات کی خرید میں اضافہ ہو گا تو پیداکار قیمتوں میں اضافہ کریں گے۔ قیمتوں میں اضافے سے افراد کو اشیا کی خرید کے لیے زیادہ زر کی ضرورت ہو گی اور لہٰذا، زر کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ قیمت کی سطح اور زر کی طلب میں یہ اضافہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک زر کی طلب $(\frac{PY}{V})$ زر کی رسد کے مساوی نہیں ہو جاتی۔ تصویر میں دیکھیں۔ قیمت کی سطح P_1 کے ساتھ نقطہ E_1 پر زر کی رسد اور زر کی طلب مساوی ہیں۔ لہٰذا، قیمت P_1 پر زر بازار توازن میں ہو گا۔

19.3 کلاسیکی مجموعی رسد خط (Classical Aggregate Supply Curve)

جزوی معاشیات میں آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ خطِ رسد قیمت اور شے کی مقدارِ رسد کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ مختلف ممکنہ قیمتوں پر پیداکار شے کی کتنی مقدار فراہم کرے گا۔ اسی طرح، کلی معاشیات میں مجموعی رسد کا تصور ہے۔ مجموعی رسد خط معیشت میں مجموعی پیداوار اور قیمت کی سطح کے مابین تعلق کو بیان کرتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ قیمت کی مختلف سطحوں پر معیشت میں مجموعی پیداوار کتنی



تصویر 19.2: کلاسیکی مجموعی رسد خط

ہو گی یا دوسرے لفظوں میں معیشت کی مجموعی آمدنی کیا ہو گی۔ واضح رہے کہ کلاسیکی نظریے میں مجموعی رسد خط کو مکمل غیر لچک دار (Perfectly Inelastic) فرض کیا جاتا ہے۔ مکمل غیر لچک دار مجموعی رسد خط کا مطلب ہے کہ قیمت کی سطح کا مجموعی رسد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یاد کریں کہ جزوی معاشیات میں آپ نے پڑھا کہ انفرادی شے کا خطِ رسد عموماً داہنی جانب اوپر کو جاتا خط ہوتا ہے یعنی خط رسد نہ تو مکمل لچک دار ہوتا ہے اور نہ ہی مکمل غیر لچک دار ہوتا ہے۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ کلاسیکی نظریہ مجموعی رسد خط کو غیر مکمل لچک دار فرض کرتا ہے؟ سابقہ اکائی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجموعی پیداوار کا تعین وسائل یا عواملِ پیدائش مثلاً محنت کے روزگار کے توازن کی سطح سے ہوتا ہے۔ دیے گئے مجموعی پیداوار تفاعل کے ساتھ، حقیقی اجرت کی شرح کے ساتھ روزگار کے توازن کی سطح کا تعین محنت بازار کے توازن سے ہوتا ہے، یعنی محنت کی طلب اور رسد کے درمیان توازن سے۔ دوسرے لفظوں میں، مجموعی رسد خط کا تعین سپلائی سائڈ عوامل جیسے سرمایے کے ذخیرے، ٹیکنالوجی، افرایا گھرانوں کی کام اور آرام کے درمیان ترجیحات اور دیگر عوامل کی ودیعت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا، کلاسیکی نظریے میں مجموعی رسد خط کا تعین رسد سے متعلق عوامل سے ہوتا ہے اور مجموعی طلب اور قیمت کی سطح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ کلاسیکی نظریے میں مجموعی پیداوار مکمل روزگار کی سطح پر ہوتی ہے اور لہٰذا، قیمت میں اضافے کے ساتھ پیداوار میں اضافہ کرنا ممکن نہیں ہوتا اور لہٰذا کلاسیکی مجموعی رسد خط مکمل غیر لچک دار ہوتا ہے۔ کلاسیکی مجموعی رسد خط کو تصویر 19.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں AS مجموعی رسد خط ہے جو مکمل غیر لچک دار ہے۔ غیر مکمل لچک دار ہونے کا مطلب ہے کہ قیمت کی سطح میں تبدیلی کا پیداوار کی سطح پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ اس طرح، قیمت کی سطح P_1 کی صورت میں بھی مجموعی پیداوار کی سطح OY_F ہو گی اور قیمت کی سطح بڑھ کر P_2 ہونے کی صورت میں بھی مجموعی پیداوار OY_F ہو گی۔ اسی طرح قیمت کی سطح مزید بڑھ کر P_3 ہو جاتی ہے تب بھی مجموعی پیداوار کی سطح OY_F برقرار رہے گی۔ کلاسیکی نظریے کے مطابق قیمت کی سطح میں تبدیلی کا اثر مجموعی پیداوار پر اثر اس لیے نہیں پڑتا کیونکہ قیمت کی سطح میں تبدیلی آنے سے زری اجرت کی سطح میں بھی اُسی تناسب سے تبدیلی آتی ہے اس طرح کہ حقیقی اجرت کی شرح مستقل رہتی ہے۔ چونکہ حقیقی اجرت کی شرح میں تبدیلی نہیں ہوتی لہٰذا، روزگار میں بھی تبدیلی نہیں ہوتی اور لہٰذا مجموعی پیداوار میں بھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کی مزید وضاحت ذیل میں کی گئی ہے۔

فرض کریں کہ حکومت زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے۔ تصویر میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس کا نتیجہ قیمتوں میں اضافے کی صورت میں نکلے گا۔ دی گئی زری اجرت کی شرح (W) کے ساتھ، حقیقی اجرت کی شرح، جو کہ $\frac{W}{P}$ کے برابر ہے، کم ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں، قیمت کی سطح میں اضافے سے حقیقی اجرت کی شرح توازنی اجرت کی شرح سے کم ہو جائے گی اور محنت کی طلب محنت کی رسد سے زیادہ ہو گی۔ اس کے نتیجے میں محنت کی زری اجرت میں اضافہ ہو گا اس طرح کہ حقیقی اجرت کی شرح پھر سے اصل توازنی حقیقی اجرت کی شرح کے

مساوی ہو جائے گی اور محنت بازار میں پھر سے توازن بحال ہو جائے گا۔

فرض کریں کہ پیداوار بازار میں قیمت کی سطح P ہے اور محنت بازار میں زری اجرت کی شرح W ہے۔ لہذا، حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W}{P}$ ہو گی۔ قیمت P پر پیداوار بازار توازن میں اور شرح اجرت W کے ساتھ محنت بازار توازن میں ہے۔ اب فرض کریں کہ پیداوار بازار میں قیمت کی سطح بڑھ کر دوگنی یعنی 2P ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دی گئی زری اجرت کی شرح W کے ساتھ حقیقی اجرت کی شرح کم ہو کر $\frac{W}{2P}$ ہو جائے گی۔ حقیقی اجرت کی شرح میں کمی سے محنت کی طلب محنت کی رسد سے زائد ہو گی۔ اس کے نتیجے میں پیداکار زیادہ زری اجرت کی شرح پر محنت کو روزگار دینے کو تیار ہوں گے جس سے زری اجرت کی شرح میں اضافہ ہو گا۔ زری اجرت کی شرح میں اضافہ تب تک ہوتا رہے گا جب تک کہ یہ 2W نہیں ہو جاتی۔ زری اجرت کی شرح 2W ہونے کی صورت میں حقیقی اجرت پھر سے اپنی اصل صورت پر بحال ہو جائے گی۔ یعنی حقیقی اجرت کی شرح ($\frac{2W}{2P} = \frac{W}{P}$) ہو جائے گی۔ اس طرح، قیمت کی سطح میں اضافے کے نتیجے میں زری اجرت کی شرح میں مساوی تناسب سے اضافے کے ساتھ، توازنی حقیقی اجرت کی شرح اور ملازمت کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس طرح، قیمت کی سطح میں اضافے سے روزگار کی سطح میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور دیے گئے مجموعی پیداوار کے تفاعل کے ساتھ پیداوار کی سطح مستقل رہتی ہے۔ اور لہذا مجموعی رسد خط مکمل غیر لچک دار ہوتا ہے۔ اس طرح قیمت کی سطح کچھ بھی ہو، زری اجرت کی شرح میں اس طرح تبدیلی آتی ہے کہ حقیقی اجرت کی شرح، روزگار کی سطح اور اس وجہ سے پیداوار مستقل رہتی ہے۔ اس طرح کلاسیکی نظریے میں پیداوار کی مجموعی رسد کا تعین سپلائی سائیڈ سے متعلق حقیقی متغیرات جیسے محنت کی رسد، مقررہ سرمایے کے ذخیرے اور ٹیکنالوجی وغیرہ سے ہوتا ہے اور زر کی مقدار یا قیمت کی سطح کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حالانکہ قیمت کی سطح کا مجموعی پیداوار پر اثر نہیں پڑتا، لیکن سپلائی سائڈ عوامل جو مجموعی پیداوار کا تعین کرتے ہیں میں تبدیلی سے مجموعی پیداوار میں تبدیلی اور لہذا، مجموعی رسد خط میں تبدیلی آتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر محنت کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے، تو دیے گئے تفاعلِ پیداوار کے ساتھ ممکنہ پیداوار یعنی مجموعی رسد میں اضافہ ہو گا جو مجموعی رسد خط میں تبدیلی کا سبب بنے گا۔ تصویر 19.2 میں اسے AS خط سے AS_1 تک کی منتقلی سے دکھایا گیا ہے۔ مجموعی رسد خط کے AS_1 کے مطابق مجموعی پیداوار کی سطح OY_{F1} ہو گی۔ اسی طرح، سرمایے کے ذخیرے میں اضافے، پیداواری صلاحیت بڑھانے والی ٹیکنالوجی کے تعارف سے تفاعلِ پیداوار خط اوپر کی جانب منتقل ہو گا اور محنت کی دی گئی مقدار کے ساتھ زیادہ مجموعی پیداوار کرنا ممکن ہو گا جس سے مجموعی رسد خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔

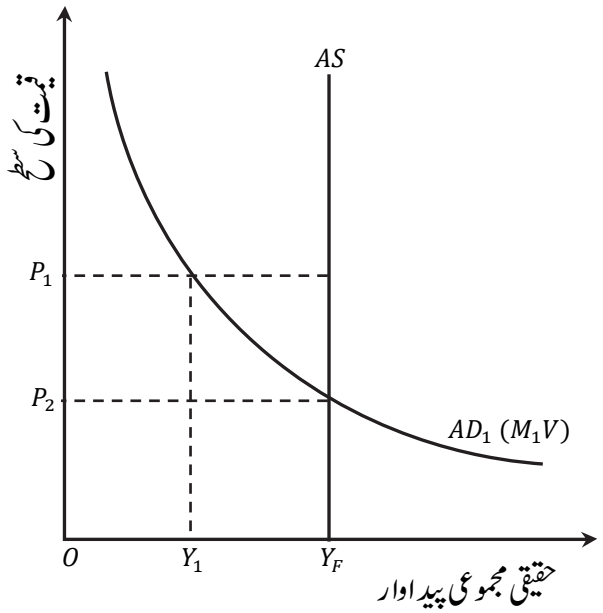
19.4 کلاسیکی مجموعی طلب خط (Classical Aggregate Demand Curve)

کلاسیکی نظریے نے مجموعی طلب کا کوئی واضح تصور پیش نہیں کیا لیکن زر کا نظریہ مقدار مجموعی طلب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اوپر ہم نے ذکر کیا کہ زر کے نظریہ مقدار کا یک ورژن یہ ہے:

$$MV = PY$$
$$P = \frac{MV}{Y}$$

$$Y = \frac{MV}{P}$$

چونکہ کلاسیکی نظریے میں V کو مستقل فرض کیا جاتا ہے، لہذا، پیداوار کی کل فروخت یعنی PY زر کی رسد (M) سے متعین ہوگی۔ اس طرح، حقیقی مجموعی پیداوار زر کی رسد اور زر کی قوتِ خرید پر منحصر کرے گی۔ زر کی قوت خرید کا تعین قیمت کی سطح سے ہوتا ہے۔ غور کریں کہ زر کی رفتار V اور زر کی رسد M کا حاصلِ جمع (MV) مجموعی اخراجات کو دکھاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر زر کی رفتار 5 اور زر کی رسد 100 ہو تو مجموعی اخراجات 500 ہوں گے۔ چونکہ کلاسیکی نظریے میں مجموعی پیداوار مکمل روزگار سطح پر ہوتی ہے لہذا اسے معین فرض کیا جاتا ہے۔ درج بالا مساوات کے مطابق قیمت کی سطح اور پیداوار کے مابین معکوسی تعلق ہے۔ قیمت کی اعلی سطح پر زر کی قوتِ خرید کم ہوگی اور کم پیداوار کی خرید کی جاسکے گی۔ جبکہ قیمت کی اعلی سطح پر زر کی قوتِ خرید زیادہ ہوگی اور لہذا پیداوار کی زیادہ مقدار خریدنا ممکن ہوگا۔ دی گئی مجموعی پیداوار اور زر کی رفتار کے ساتھ کلاسیکی مجموعی طلب خط کو تصویر 19.3 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں قیمت کی سطح P_1 ہونے پر زر کی معینہ مقدار کے ساتھ پیداوار کی Y_1 مقدار کو خریدا جاسکتا ہے۔ اگر قیمت کی سطح کم ہو کر P_2 ہو جاتی ہے تو زر کی دی گئی رسد اور رفتار کے ساتھ پیداوار کی Y_F مقدار خریدنا ممکن ہے۔ اس طرح مجموعی طلب خط AD_1 ہوگا۔



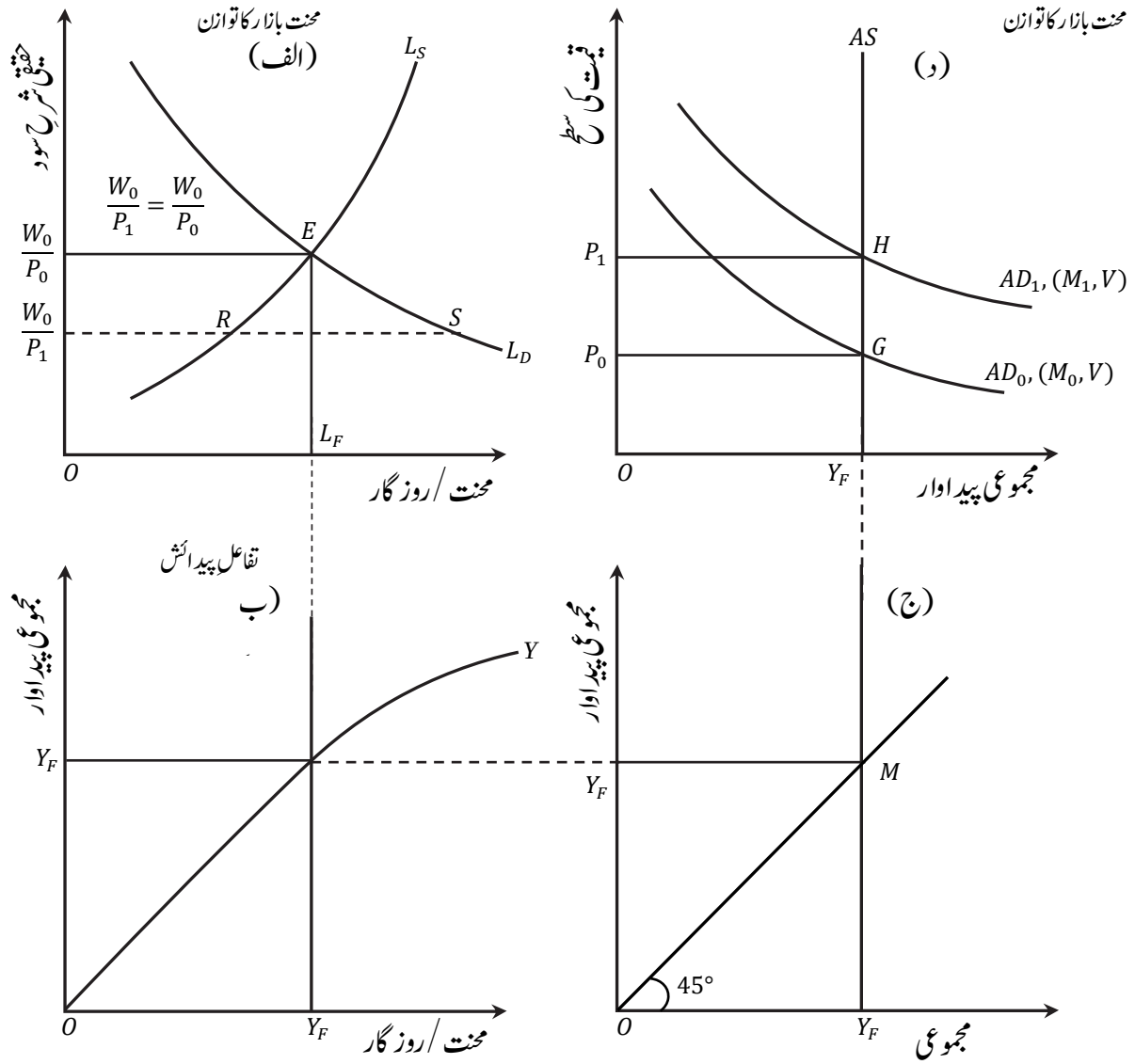
تصویر 19.3: کلاسیکی نظریے میں مجموعی طلب

19.5 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل ماڈل

(Classical Theory of Income and Employment: Complete Model)

محنت بازار، پیداوار بازار، اور زر بازار کے توازن کی وضاحت کے بعد آیئے اب ہم بیک وقت تینوں بازاروں کے توازن کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کے لیے تصویر 19.4 پر غور کریں۔ تصویر کے حصہ الف میں محنت بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔ حصہ (ب) میں معیشت کے مجموعی پیداوار تفاعل کو دکھایا گیا ہے۔ حصہ (ج) حصہ (ب) میں Y محور کے متغیر کو X محور پر منتقل کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ حصہ (د) میں پیداوار بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔

آیئے پہلے محنت بازار کے توازن کا تجزیہ کرتے ہیں۔ تصویر کے حصہ (الف) میں L_S اور L_D بالترتیب محنت کے رسد خط اور طلب خط ہیں۔ یاد رہے کہ محنت کی رسد مزدوروں کی کام اور آرام کے مابین ترجیحات سے اور شرحِ اجرت سے متعین ہوتی ہے۔ اسی طرح، محنت کی طلب کا تعین محنت کی حاشیائی پیداواریت اور شرحِ اجرت سے ہوتا ہے۔ محنت بازار کا توازن اس نقطے پر قائم ہوگا جس پر خطِ رسد اور خطِ طلب



تصویر 19.4: کلاسیکی نظریہ آمدنی و روزگار: جامع ماڈل

ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ تصویر میں دونوں خطوط نقطہ E پر قطع کرتے ہیں لہٰذا، شرحِ اجرت $(\frac{W_0}{P_0})$ متعین ہو گی اور اس شرحِ اجرت پر محنت کی طلب اور رسد مساوی ہوں گی اور L_F افراد کو روزگار ملے گا۔ یاد رہے کہ اس شرحِ اجرت پر ان تمام افراد کو روزگار مل جائے گا جو اس شرحِ اجرت پر کام کرنے کو راضی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں شرح اجرت $(\frac{W_0}{P_0})$ پر مکمل روزگار کی صورت ہو گی۔

اب تصویر کے حصہ (ب) پر غور کریں۔ OY خط تفاعلِ پیدائش خط ہے جو مجموعی پیداوار اور عامل پیدائش (محنت) کے مابین تعلق کو دکھاتا ہے۔ حصہ (ب) میں حصہ (الف) کی ہی طرح، محور X پر محنت کی مقدار کو دکھایا گیا ہے جب کہ محور Y مجموعی پیداوار کو دکھاتی ہے۔ چونکہ محنت بازار میں مکمل روزگار کی صورت میں OL_F افراد کو ملازمت ملی ہے لہٰذا، معیشت تفاعلِ پیدائش خط کے مطابق OL_F محنت کا استعمال کر کے OY_F مقدار میں مجموعی پیداوار کرے گی۔ یاد رہے کہ OY_F مکمل روزگار پیداوار یا آمدنی ہے کیونکہ پیداوار کی اس سطح کو پیدا کرنے کے لیے معیشت کے ان تمام عوامل کا استعمال ہو گیا ہے جو کام کرنے کو راضی ہیں۔

حصہ (ج) میں مبدا سے 45 ڈگری کا خط محور کو منتقل کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ حصہ (ب) میں مجموعی پیداوار کو محور Y پر دکھایا گیا تھا۔ حصہ (ج) کے محور Y پر بھی مجموعی پیداوار کو دکھایا گیا ہے۔ 45 ڈگری بناتا خط کا مطلب ہے کہ اس کے ہر نقطے پر Y محور کی مقدار اور X محور کی مقدار مساوی ہو گی۔ اس طرح، اگر محور Y مجموعی پیداوار کو دکھاتا ہے تو محور X بھی مجموعی پیداوار کو دکھائے گا۔

حصہ (د) پیداوار بازار کا توازن دکھاتا ہے۔ محور X پر مجموعی پیداوار اور محور Y پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا ہے۔ AD_0 اور AS بالترتیب مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد خط ہیں۔ چونکہ کلاسیکی نظریے میں قیمت کا مجموعی رسد پر اثر نہیں پڑتا اور معیشت مکمل روزگار کی سطح پر پیدا کرتی ہے لہذا مجموعی رسد خط مجموعی پیداوار کی سطح OY_F پر سیدھا عمودی خط ہے۔ دوسری طرف، زر کی معین رفتار (V) کے ساتھ زر کی M_0 مقدار سے مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات کا تعین ہو گا۔ غور کریں کہ مجموعی رسد خط اور مجموعی طلب خط ایک دوسرے کو نقطہ G پر قطع کرتے ہیں جس سے قیمت کی سطح P_0 کا تعین ہوتا ہے۔ قیمت کی سطح P_0 ہونے پر محنت کی حقیقی شرحِ اجرت زری شرح اجرت W_0 کے ساتھ $\frac{W_0}{P_0}$ متعین ہو گی۔

کلاسیکی نظریے کے مطابق اگر کسی وجہ سے مجموعی طلب خط منتقل ہوتا ہے تو اس کا حقیقی، شرحِ اجرت، روزگار اور پیداوار جیسے حقیقی عوامل پر اثر نہیں پڑے گا۔ اس کی وضاحت کے لیے فرض کریں کہ حکومت زر کی مقدار بڑھا کر M_0 سے M_1 کر دیتی ہے۔ اس سے مجموعی طلب خط اوپر کو منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ یہ نیا مجموعی طلب خط مجموعی رسد خط AS کو نقطہ H پر قطع کرتا ہے جس سے قیمت کی سطح P_1 متعین ہوتی ہے۔

تاہم، متعینہ زری اجرت کی شرح W_0 کے ساتھ، قیمت کی سطح میں P_0 سے P_1 تک کے اضافے سے حقیقی اجرت کی شرح میں کمی ہو گی۔ حقیقی اجرت $\frac{W_0}{P_0}$ سے کم ہو کر $\frac{W_0}{P_1}$ ہو جائے گی۔ چونکہ حقیقی شرح اجرت توازنی شرح اجرت $\frac{W_0}{P_0}$ سے کم ہو گئی ہے لہذا محنت بازار میں عارضی عدمِ توازن کی صورت پیدا ہو گی اور SR مقدار میں زائد طلب کی صورت پیدا ہو گی۔ چونکہ شرحِ اجرت $\frac{W_0}{P_1}$ پر محنت کی طلب محنت کی رسد سے زیادہ ہے لہذا، زری شرح اجرت میں اضافہ ہو گا اس طرح کہ حقیقی شرحِ اجرت کی سطح بڑھ کر $\frac{W_1}{P_1}$ ہو جائے گی جو $\frac{W_0}{P_0}$ کے مساوی ہو گی۔ اس طرح حقیقی شرحِ اجرت اپنی پرانی سطح پر آجائے گی اور محنت بازار کا توازن پھر سے محنت کی OL_F سطح پر قائم ہو گا۔ نتیجتاً، حقیقی شرح اجرت، روزگار، پیداوار اور آمدنی پر قیمت میں تبدیلی کا اثر نہیں پڑے گا۔ یہی صورت زر کی مقدار میں کمی اور نتیجتاً خطِ طلب کی نیچے کی جانب منتقلی کی صورت میں نکلے گا۔ اس صورت میں بھی صرف قیمت کی سطح میں کمی آئے گی، حقیقی اجرت کی سطح، روزگار، آمدنی اور پیداوار میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔

درج بالا وضاحت سے کلاسیکی دو فرعیت کو بھی اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کلاسیکی دو فرعیت کلاسیکی معاشیات کا نظریہ ہے جس کے مطابق پیداوار، روزگار، اور دیگر حقیقی عوامل جنہیں حقیقی متغیرات کہا جاتا ہے، زری متغیرات سے آزاد ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زر کا کردار صرف اشیا و خدمات کے تبادلے کو آسان بنانا ہے۔ اور لہذا، حقیقی متغیرات زری متغیرات سے آزاد ہوتے ہیں اور زری متغیرات کا تعین زری عوامل سے ہوتا ہے اور حقیقی عوامل کا تعین حقیقی عوامل سے ہوتا ہے۔

چونکہ حقیقی متغیرات اور زری متغیرات ایک دوسرے سے آزاد ہوتے ہیں، لہذا، یہ معیشت کی دو فرعی تقسیم دکھاتا ہے۔ معیشت کے دو رخ ہوتے ہیں، ایک حقیقی رخ دوسرا زری رخ۔ حقیقی رخ میں حقیقی متغیرات جیسے، روزگار، پیداوار وغیرہ آتے ہیں۔ زری رخ میں زری متغیرات جیسے قیمت کی سطح، زری شرحِ اجرت، زری شرحِ سود وغیرہ آتے ہیں۔ معیشت کی اس دو رخی یا دو فرعی تقسیم کے نتیجے میں حقیقی متغیرات جیسے حقیقی شرحِ سود اور پیداوار کا تعین ان کے بالمقابل زری متغیرات جیسے زری شرحِ سود اور پیداوار کی زری قدر سے آزادانہ طور پر کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، حقیقی متغیرات جیسے مجموعی پیداوار، روزگار اور دیگر متغیرات کا تعین زر کی رسد، قیمت کی سطح یا افراطِ زر کی شرح کی معلومات کے بنا کیا جاسکتا ہے۔ زر چونکہ کلاسیکی نظریے میں غیر موثر ہوتی ہے لہذا یہ صرف قیمت پر اثر انداز ہوتی ہے اور حقیقی متغیرات پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

19.6 کینز کی کلاسیکی نظریے پر تنقید (Keynes's Criticism of Classical Theory)

1930 کی دہائی میں امریکہ اور دیگر سرمایہ دارانہ معیشتیں معاشی بحران کا شکار ہوئیں۔ اس معاشی بحران کی شدت اتنی تھی کہ اسے عظیم معاشی بحران کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کلاسیکی معاشیات اس بحران کی وضاحت کرنے میں ناکام رہی۔ ایسے میں کینز نے 1936 میں "عام نظریے"[1] کے نام سے کتاب شائع کی جس میں انہوں نے کلاسیکی نظریے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہاں ہم کینز کی بعض تنقیدوں کو بیان کرتے ہیں۔

اول، کلاسیکی نظریے کے مطابق عام حالات مس معیشت مکمل روزگار کے توازن پر ہوتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس توازن میں خلل پڑتا بھی ہے تو قیمت اور شرحِ اجرت میں اس طرح تبدیلی آتی ہے کہ مکمل روزگار کا توازن خود سے بحال ہو جاتا ہے۔ کینز کے مطابق کلاسیکی معاشیات کا یہ مفروضہ غیر حقیقی ہے۔ معیشت میں مکمل روزگار کا توازن عام صورتِ حال نہیں بلکہ خاص صورتِ حال ہے جس کے واقع ہونے کے کچھ خاص زیادہ امکانات نہیں ہوتے۔ ان کے مطابق معیشت کی عام صورتِ حال بے روزگاری کے توازن کی ہوتی ہے۔ کینز کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ معیشت سے کے قانونِ بازار کے مطابق کام نہیں کرتی۔ کساد بازاری کے دور میں سے (Say) کا قانون خاص طور پر غلط ثابت ہوتا نظر آتا ہے۔ کساد بازاری کے دور میں مجموعی رسد مجموعی طلب سے زیادہ ہوتی ہے۔ لاکھوں مزدور مروجہ شرح اجرت پر بلکہ مروجہ شرحِ اجرت سے کم اجرت پر بھی کام کرنے کو تیار ہوتے ہیں لیکن انہیں کام نہیں مل پاتا۔ حال ہی میں کووڈ-19 کی وجہ سے عالمی معیشت کساد بازاری کا شکار ہوئی۔ اس کے اثرات آپ کو آج (2022 میں) بھی دیکھنے کو ملیں گے۔ آپ اپنے اطراف میں ایسے افراد کو پائیں گے جو روزگار کی تلاش میں ہیں لیکن انہیں روزگار نہیں مل پا رہا ہے۔ یہ مشاہدہ کلاسیکی نظریے کے خلاف ہے جس کے مطابق معیشت میں مکمل روزگار کے توازن کی صورت رہتی ہے۔ اس طرح، کہا جاسکتا ہے کہ مکمل روزگار کا توازن عام صورتِ حال نہیں بلکہ خاص صورتِ حال ہے جو شاذ ہی معیشت میں پیدا ہوتی ہے۔

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money*. Macmillan Cambridge University Press.

اوپر ہم نے کہا کہ معیشتیں سے کے قانونِ بازار کے مطابق کام نہیں کرتی۔کینز نے اس قانون کو خاص تنقید کا نشانہ بنایا۔ سے کے قانونِ بازار کے مطابق رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ اس قانون کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معیشت میں نہ تو زائد از ضرورت پیداوار ہوتی ہے اور نہ بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

قانونِ بازار اس حد تک بلاشبہ درست ہے کہ رسد طلب پیدا کرتی ہے کیونکہ پیداواری عمل میں کام کرنے والے عوامل کو اس سے آمدنی ہوتی ہے جو اشیاو خدمات کی خرید پر خرچ کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب کپڑا تیار کرنے میں پیداواری عوامل کو استعمال کیا جاتا ہے تو انہیں اجرت، سود، لگان اور منافع کی مد میں ادائیگی کی جاتی ہے جو ان کی آمدنی ہوتی ہے۔ وہ اس آمدنی کو مختلف اشیا کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ رسد اپنی پوری طلب پیدا کرتی ہے۔ عوامل پیدائش کو ہونے والی آمدنی بلاشبہ مجموعی پیداوار کی قدر کے مساوی ہوتی ہے لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں کہ یہ عوامل اپنی پوری آمدنی اشیاو خدمات کی خرید پر خرچ کریں۔

عوام اپنی آمدنی کا ایک حصہ پس انداز کر لیتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ پس انداز کیا ہوا حصہ اشیاو خدمات کی طلب پیدا کرے۔ کلاسیکی نظریہ کہتا ہے کہ بچت شرحِ سود کی وجہ سے سرمایہ کاری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سرمایہ کاری طلب کا حصہ ہے۔ لہذا، معیشت اگر بچت کرتی بھی ہے تب بھی رسد طلب کے برابر ہو گی۔ لیکن کینز کے مطابق، بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے مساوی نہیں ہوتی اور لہذا، رسد اپنی طلب پیدا نہیں کر پاتی۔ لہذا، اگر مجموعی طلب مجموعی رسد کی خرید کے لیے کافی نہیں ہوتی تو پیداکار اپنی پیدا شدہ پوری مصنوعات فروخت نہیں کر پاتے۔ اس سے ان کا منافع کم ہو جاتا ہے اور وہ پیداوار کم کر دیتے ہیں۔ کم پیداوار کے لیے کم عوامل پیدائش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت میں بے روزگاری پیدا ہوتی ہے۔

کینز کے مطابق معیشت کی بچت سرمایہ کاری کے مساوی اس لیے نہیں ہوتی کیونکہ بچت کرنے افراد اور سرمایہ کاری کرنے والے افراد مختلف ہوتے ہیں۔ بچت کا تعین مختلف عوامل سے ہوتا ہے اور سرمایہ کاری کا تعین مختلف عوامل سے ہوتا ہے۔

معیشت میں بچت عموماً گھرانے کرتے ہیں۔ ان کے پس اندازی کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔ گھرانے اپنے بڑھاپے، اپنے بچوں کی تعلیم اور شادی، غیر متوقع حالات کا مقابلہ کرنے، اور مستقبل میں منافع کمانے جیسے مقاصد کے لیے پس اندازی کرتے ہیں۔ کینز کے مطابق بچت بنیادی طور پر آمدنی کی سطح پر منحصر کرتی ہے۔ اس کے برعکس، کاروباری افراد منافع کمانے کی غرض سے سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ سرمایہ کاری کا انحصار سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) یا منافع کی متوقع شرح، شرح سود، آبادی میں اضافے اور تکنیکی پیش رفت وغیرہ جیسے عوامل پر ہوتا ہے۔ کینز کے مطابق شرح سود میں تبدیلی سے بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان مساوات نہیں پیدا کی جاسکتی۔ چونکہ بچت بنیادی طور پر آمدنی پر منحصر کرتی ہے۔ لہذا آمدنی میں تبدیلی سے ہی بچت اور سرمایہ کاری میں مساوات پیدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن کلاسیکی نظریہ مکمل روزگار کے مفروضے کی وجہ سے آمدنی کی تبدیلیوں کو یکسر نظر انداز کرتا ہے۔

اس طرح، کینز کے مطابق آزاد بازار معیشت میں کوئی ایسا طریقہ کار نہیں ہے جو اس بات کی ضمانت دیتا ہو کہ کاروباری افراد کی سرمایہ کاری گھریلو شعبے کی بچت کے مساوی ہو۔ اگر کاروباری افراد کی سرمایہ کاری آمدنی کی مکمل روزگار کی سطح پر بچت سے کم ہوتی ہے تو

معیشت کی مجموعی طلب مکمل روزگار کی مجموعی رسد سے کم ہوگی، اور معیشت کا توازن مکمل روزگار کی سطح سے کم پر قائم ہوگا اور نتیجتاً معیشت میں غیر ارادی بے روزگاری پیدا ہوگی۔ اس طرح، معیشت میں مجموعی طلب سے زائد مجموعی رسد اور غیر ارادی بے روزگاری کی وجہ سے سے کا قانون غلط ثابت ہوتا ہے۔

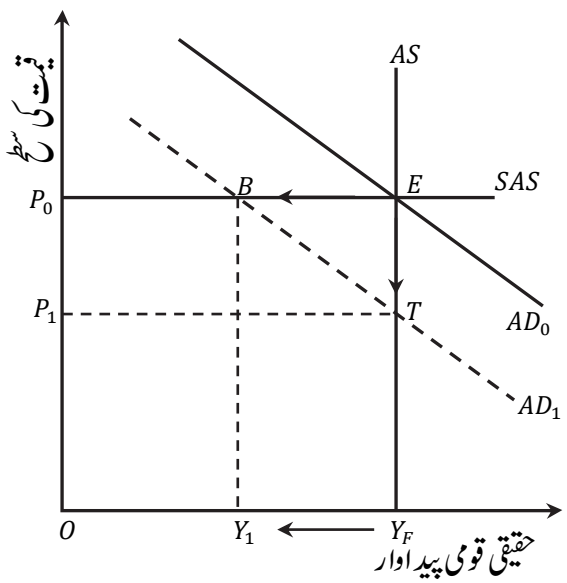
دوم، کینز اس کلاسیکی نظریے سے متفق نہیں تھے کہ مکمل روزگار کے توازن کو حاصل کرنے کے لیے خودکار اور خود کو ایڈجسٹ کرنے والے عمل کے لیے حکومت کی عدم مداخلت کی پالیسی (laissez faire Policy) ضروری ہے۔ ان کے مطابق آزاد بازار سرمایہ دارانہ معیشت میں کوئی ایسا میکانزم نہیں ہوتا جس سے معیشت خود کو درست کر سکے۔

موٹے طور پر معیشت میں دو بنیادی طبقے ہوتے ہیں، امرا اور غربا۔ امیروں کے پاس بہت زیادہ دولت ہوتی ہے لیکن وہ اپنی ساری دولت خرچ نہیں کرتے۔ غریبوں کے پاس اشیائے صرف خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ سے مجموعی رسد کے مقابلے مجموعی طلب کی عمومی کمی ہوتی ہے جو معیشت میں ضرورت سے زائد پیداوار اور بے روزگاری کا باعث بنتی ہے۔ دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ یہ بھی عظیم معاشی بحران کی ایک وجہ تھی۔ اگر سرمایہ دارانہ نظام میں کوئی ایسا میکانزم ہوتا جس سے وہ خود کو تطبیق دے پاتی تو معاشی بحران نہ پیدا ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کینز نے زری اور مالیاتی اقدامات کے ذریعے مجموعی رسد اور مجموعی طلب میں تطبیق پیدا کرنے کے لیے حکومتی مداخلت کی وکالت کی۔

سوم، کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ایک بنیادی دعوی یہ ہے کہ آزاد معیشت میں مکمل روزگار معمول کی حالت ہے اور اس سے کوئی بھی انحراف قیمتوں اور اجرتوں میں فوری ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ عظیم معاشی بحران کے دور میں جب آبادی کا ایک بڑا حصہ بے روزگار ہو گیا تھا تو پیگو نے تجویز کیا کہ آزاد مکمل مسابقت کے ساتھ، معیشت میں مکمل روزگار کی طرف گامزن ہونے کا مضبوط رجحان رہے گا۔ معیشت میں بے روزگاری کی وجہ فرکشنل مزاحمت (Frictional Resistance) ہے جو اجرت اور قیمت میں ایڈجسٹمنٹ نہیں ہونے دیتی۔

اس کے برعکس، کینز نے وضاحت کی کہ بے روزگاری جو معاشی بحران کے دور میں پائی جاتی ہے اس کی وجہ مجموعی طلب میں کمی ہے اور یہ دلیل دی کہ قیمتیں اور اجرتیں نیچے کی طرف غیر لچکدار ہوتی ہیں اور مجموعی طلب میں کمی حقیقی پیداوار اور روزگار میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ اس کا نتیجہ غیر ارادی بے روزگاری کی صورت میں نکلتا ہے۔

کلاسیکی اور کینزی نقطہ نظر کو AS-AD ماڈل کے ذریعے تصویر 19.5 میں دکھایا گیا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق، مجموعی رسد خط مکمل روزگار کی سطح پر عمودی خط ہوتا ہے جسے تصویر میں AS سے دکھایا



تصویر 19.5: کلاسیکی اور کینزی نظریات میں قیمت کی لچک پذیری

گیا ہے۔ اس کے برعکس کینز کے قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو SAS سے دکھایا گیا ہے۔ یہ خط محور X کے متوازی ہے۔ فرض کریں، ابتدا میں، مجموعی طلب خط AD_0 ہے جو P_0 قیمت کی سطح کے ساتھ نقطہ E پر مجموعی رسد خط AS کو قطع کرتا ہے۔ فرض کریں کسی وجہ سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق، اس صورت میں قیمتیں اور اجرتیں تیزی سے ایڈجسٹ ہوں گی اور نیا توازن نقطہ T پر قائم ہو گا اور مکمل روزگار آمدنی کی سطح OY_F میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ اس کا نتیجہ صَرف یہ نکلے گا کہ صِرف قیمت کی سطح P_0 سے کم ہو کر P_1 ہو جائے گی۔ اس طرح کلاسیکی نظام میں اگر بازار کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو معیشت ہمیشہ مکمل روزگار کی سطح پر پیدا کرے گی۔ اگر کسی وجہ سے مجموعی طلب کم ہو بھی جاتی ہے تب بھی معیشت میں مکمل روزگار کی سطح قائم رہے گی۔

اس کے برعکس، کینز کے مطابق، قیمتیں اور اجرت غیر لچک پذیر ہوتی ہیں اور اس لیے کینز کا مجموعی رسد خط مسطح ہوتا ہے۔ مجموعی طلب خط کی AD_0 سے AD_1 تک کی منتقلی کی وجہ سے قومی پیداوار مکمل روزگار پیداوار OY_F سے کم ہو کر OY_1 ہو جائے گی اور شرحِ اجرت میں کوئی نہیں ہو گی۔

چہارم، کلاسیکی ماہرین معاشیات اس کا یقین رکھتے تھے کہ معیشت مدتِ طویل میں خود بخود مکمل روزگار توازن حاصل کر لیتی ہے۔ کینز نے کہا کہ معاشرے میں اتنا صبر نہیں ہوتا کہ وہ طویل مدت کا انتظار کریں۔ کینز کے مطابق "طویل مدت میں ہم سب مر چکے ہیں۔" پالیسی ساز اور سیاست دان قلیل مدتی مسائل کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ کلاسیکی پالیسی کی تجاویز ان کے لیے قابل قبول نہیں کیونکہ ان کا نتیجہ درآمد ہونے میں کافی وقت لگتا ہے۔ کلاسیکی ماڈل اپنے مفروضوں اور پالیسی تجاویز کی بنیاد پر کافی منطقی ہے۔ لیکن یہ قلیل مدتی کلی تجزیے کے لیے اور پالیسی سازی کے لیے غیر موزوں ماڈل ہے۔

پنجم، کینز نے پیگو کے اس نظریے پر بھی تنقید کی کہ کساد بازاری کے دور میں اجرتوں اور قیمتوں میں عام کمی بیروزگاری کو دور کر دے گی اور خود بخود معیشت میں مکمل روزگار بحال کر دے گی اگر بازار میکانزم کو ٹریڈ یونینوں اور حکومت کی طرف سے بغیر کسی رکاوٹ کے آزادانہ طور پر کام کرنے کی اجازت دی جائے۔

کینز کے مطابق، اجرتوں میں عام کمی سے روزگار میں اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ اجرتوں میں کمی سے اشیا و خدمات کی مجموعی طلب کم ہو جاتی ہے۔ کینز کے مطابق اجرت نہ صرف پیداواری لاگت ہے، بلکہ ملک کی آبادی کی اکثریت کی آمدنی بھی ہے۔ اجرتوں میں عام کمی کے نتیجے میں مزدوروں کی آمدنی میں کمی آئے گی جس کی وجہ سے مجموعی طلب میں کمی آئے گی۔ مجموعی طلب میں کمی کے نتیجے میں پیداوار کی سطح کو کم کرنا پڑے گا اور پہلے کے مقابلے میں کم مزدوروں کو ملازمت دی جائے گی۔ اس سے بے روزگاری کم ہونے کی بجائے مزید بڑھے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اجرتوں میں عام کٹوتی کے نتیجے میں صنعتوں کی پیداواری لاگت میں کمی آئے گی لیکن لاگت میں کمی کے ساتھ مصنوعات کی طلب میں اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ اجرتوں میں ہمہ جہت کٹوتی کی وجہ سے مزدور طبقے کی قوتِ خرید کم ہو جائے گی۔ اس لیے اجرتوں میں ہمہ جہت کٹوتی مجموعی طلب کو کم کر کے بے روزگار کی سطح کو کم کرنے کی بجائے اس میں مزید شدد کا سبب بنے گی اور معیشت مندی سے معاشی بحران کے راستے پر جانے لگے گی۔

کینز اور پیگو کے نظریات میں اختلاف کی اہم وجہ یہ ہے کہ پیگو کے مطابق روزگار کا انحصار شرحِ اجرت پر ہوتا ہے۔ کم شرحِ اجرت پر پیداکار زیادہ مزدوروں کی طلب کریں۔ اس کے برعکس، کینز کے مطابق روزگار کا انحصار مجموعی طلب پر ہوتا ہے جس کا تعین آمدنی سے ہوتا ہے۔ زری اجرت میں ہمہ جہت کٹوتی سے آمدنی اور لہٰذا مجموعی طلب میں کمی ہوگی۔ مجموعی طلب میں کمی سے پیداوار اور روزگار میں کمی ہوگی۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا کہ اجرتوں میں عام کٹوتی سے صنعتوں کی پیداواری لاگت کم ہو جائے گی لیکن انہوں نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ اجرتوں میں عام کٹوتی سے مزدوروں کی آمدنی بھی کم ہو جائے گی۔ آمدنی میں کمی اور اس کے نتیجے میں مجموعی طلب میں کمی کی وجہ سے پیداکار اپنی پوری مصنوعات فروخت نہیں کر سکیں گے۔

یہ محلِ نظر رہے کہ کینز اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انفرادی صنعت میں شرحِ اجرت میں کٹوتی کر کے پیداوار اور روزگار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صنعت میں اجرت میں کٹوتی سے پیداواری لاگت میں کمی ہوگی اور نتیجتاً اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی ہوگی۔ قیمتوں میں کمی کی وجہ سے صنعت اپنی پیداوار کو کم قیمت پر فروخت کر سکے گی کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اس صنعت کی مصنوعات کے خریدار اسی صنعت میں کام کرنے والے مزدور ہوں جن کی اجرت میں کمی کی گئی ہے۔ لیکن پوری معیشت پر اس کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اجرتوں میں عام کٹوتی سے مزدور طبقے کی آمدنی کم ہو جائے گی اور نتیجتاً پوری معیشت کی پیداکردہ پیداوار کی طلب میں کمی ہوگی۔ طلب میں اس کمی سے مزدوروں کی طلب میں کمی آئے گی جس کے نتیجے میں معیشت میں بے روزگاری پھیلے گی۔ مختصراً، اگرچہ یہ درست ہے کہ کسی ایک فرم یا صنعت میں حقیقی اجرت میں کمی سے اس صنعت کی مصنوعات کی مجموعی طلب میں کمی کے امکانات نہیں ہوتے لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ تمام مزدوروں کی اجرتوں میں کمی کا مجموعی طلب پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

کینز کے مطالق پیگو اور دیگر کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اس تجزیے کا جو کسی خاص فرم یا صنعت کے لیے درست ہے کا اطلاق پوری معیشت پر کر کے منطقی خطا کا ارتکاب کیا ہے۔ پیگو اور دیگر کلاسیکی ماہرین معاشیات کی بنیادی خامی یہ ہے کہ انہوں نے جزوی توازن کے تجزیے کا اطلاق جو انفرادی فرم یا صنعت کے معاملے میں درست ہے، پوری معیشت میں آمدنی اور روزگار کے تعین کے لیے کیا ہے۔ کینز کے مطابق معیشت کی مجموعی آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت جزوی معاشیات کے جزوی یا خاص توازن کے تجزیے کے بجائے عمومی توازن کے تجزیے کی مدد سے کی جانی چاہیے۔

ششم، کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک زر غیر موثر ہوتی ہے۔ اس لیے کلاسیکی نظریے میں پیداوار، روزگار اور شرحِ سود کا تعین زری متغیرات سے الگ ہوتا ہے۔ ان کے مطابق، پیداوار اور روزگار کی سطح، اور شرح سود کا توازن حقیقی قوتوں سے قائم ہوتا ہے۔ کینز نے کلاسیکی نظریے کے اس مفروضے پر تنقید کی اور کہا کہ زر غیر موثر نہیں ہوتی۔ کینز نے معیشت کے زری رخ اور حقیقی رخ دونوں کو شرح سود سے مربوط کیا اور دکھایا کہ زری متغیرات کا اثر حقیقی متغیرات پر پڑتا ہے۔ کینز کے مطابق جب زر کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے تو شرحِ سود میں کمی آتی ہے، سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے، آمدنی اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے، طلب میں اضافہ ہوتا ہے، عاملی لاگت اور اجرت میں اضافہ ہوتا ہے، متعلقہ قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، اور بالآخر عام قیمت کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح، زری متغیرات اور حقیقی متغیرات ایک

دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔

19.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کلاسیکی نظریے کے مطابق زر بازار کی وضاحت کر سکیں۔
- کلاسیکی مجموعی رسد خط اور کلاسیکی مجموعی طلب خط اخذ کر سکیں۔
- کلاسیکی نظریے پر کی گئی کینز کی تنقیدات کی وضاحت کر سکیں۔

19.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

زر کی غیر تاثیریت :Neutrality of Money- کلاسیکی نظریہ جس کے مطابق زر غیر موثر ہوتی ہے۔ اس کا کام محض لین لین کی سہولت فراہم کرنا ہے اور یہ حقیقی متغیرات پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

19.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

19.9.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی رسد میں اضافے سے حقیقی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
2. کلاسیکی مجموعی رسد خط مکمل لچک دار ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
3. کلاسیکی نظریے کے مطابق حالتِ توازن میں حقیقی شرحِ اجرت حاشیائی پیداوار کے مساوی ہوتی ہے۔ (صحیح / غلط)
4. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کے توازن کا رجحان ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
5. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت کے عدم توازن کو درست کرنے کے لیے حکومت کی مداخلت ضروری ہے۔ (صحیح / غلط)
6. کلاسیکی نظریے کے مطابق درج ذیل میں سے درست ہے:

(a) معیشت میں مکمل روزگار کی حالت (b) عمومی زائد پیداکار کا امکان نہیں

(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

7. ان میں سے کس پر کلاسیکی نظریہ منحصر کرتا ہے؟

(a) سے کا قانونِ بازار (b) شرحِ اجرت کی لچک پذیری

(c) قیمت کی لچک پذیری (d) درج بالا سبھی

8. کلاسیکی نظریے کے مطابق مجموعی طلب میں اضافے سے:

(a) صِرف قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔ (b) صرفِ پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

(c) قیمت اور پیداوار دونوں میں اضافہ ہو گا۔ (d) پیداوار میں قیمت سے زیادہ اضافہ ہو گا۔

9. کلاسیکی دو فرعیت سے مراد ہے:

(a) زر حقیقی متغیرات پر اثر نہیں ڈالتی۔ (b) زر حقیقی شرحِ سود کو متاثر کرتی ہے۔

(c) زر مجموعی پیداوار کو متاثر کرتی ہے (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔

10. کلاسیکی نظریے کے مطابق، زر کی رسد میں اضافے سے درج ذیل میں کس متغیر پر اثر نہیں پڑے گا۔

(a) قیمت کی سطح (b) زری شرحِ اجرت

(c) حقیقی شرحِ سود (d) پیداوار کی زری قدر

19.9.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کلاسیکی نظریے کے مطابق زر بازار کے توازن کی وضاحت کریں۔
2. کلاسیکی مجموعی رسد خط کی شکل کیا ہوتی ہے؟ بیان کریں
3. کلاسیکی مجموعی طلب خط کیسے اخذ کیا جاتا ہے؟
4. زر کی غیر تاثیرت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔
5. کینز کے مطابق سے کا قانونِ بازار غلط کیوں ہے؟

19.9.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کلاسیکی مجموعی رسد اور مجموعی طلب خطوط کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. آمدنی اور روزگار کے مکمل کلاسیکی ماڈل کی وضاحت کریں۔
3. کلاسیکی نظریے پر کی گئی کینز کی تنقیدات بیان کریں۔

19.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Ahuja, H.L. (2020). *Macro Economics: Theory and Policy.* New Delhi: S Chand and Company Limited.
2. Dwivedi, D.N. (2018). *Macroeconomics Theory and Policy* (5th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
3. Dornbusch, Rudiger & Stanley Fischer. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
4. Shapiro, Edward (1974). *Macro Economic Analysis* (3rd ed.). USA: Houghton Mifflin Harcourt Press Pub

بلاک VI: آمدنی اور روزگار کا کینزی نظریہ

اکائی 20: کینز کا نظریہ روزگار

(Keynes's Theory of Employment)

اکائی کے اجزا:

20.0 تمہید (Introduction)

20.1 مقاصد (Objectives)

20.2 کینز کا نظریہ روزگار (Keynes's Theory of Employment)

20.2.1 مجموعی رسد تفاعل (Aggregate Supply Function)

20.2.2 مجموعی طلب تفاعل (Aggregate Demand Function)

20.2.3 روزگار کا تعین (Employment Determination)

20.2.4 موثر طلب کا اصول (Principle of Effective Demand)

20.2.5 بے روزگاری: طلب میں کمی کا مسئلہ
(Unemployment: The Problem of Demand Deficiency)

20.2.6 شرح اجرت اور نامکمل روزگار توازن (Wage Rate and Underemployment Equilibrium)

20.2.7 کینز کے روزگار کے نظریے کا خلاصہ (Summary of Keynes's Theory of Employment)

20.2.8 معاشی بحران کی وضاحت (Explanation of Great Depression)

20.2.9 کساد بازاری کو دور کرنے کی تدابیر (Measures to Overcome the Recession)

20.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

20.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

20.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

20.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

20.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

20.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

20.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

20.0 تمہید (Introduction)

آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کا مطالعہ آپ نے سابقہ بلاک میں کیا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بلاک میں ہم کینز کے روزگار اور آمدنی کے نظریے کا مطالعہ کریں گے۔ اس اکائی میں کینز کے روزگار کے نظریے کا مطالعہ کیا جائے گا جبکہ لاحقہ اکائی میں کینز کے آمدنی کے نظریے کا مطالعہ کیا جائے گا۔

20.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کے روزگار کے نظریے کی وضاحت کرنا۔
- موثر طلب کی وضاحت کرنا۔
- مجموعی رسد اور مجموعی طلب کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے مطابق عظیم معاشی بحران کی وضاحت کرنا۔

20.2 کینز کا نظریہ روزگار (Keynes's Theory of Employment)

سابقہ بلاک میں آپنے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے ذریعے دیے گئے آمدنی اور روزگار کے تعین کے نظریات کا مطالعہ کیا۔ آپ نے دیکھا کہ آمدنی اور روزگار کے تعین کا کلاسیکی نظریہ چند ایسے مفروضات پر مبنی ہے جو حقیقت پسند نہیں ہیں۔ یہ مفروضات مندرجہ ذیل ہیں:

1. معیشت میں مکمل روزگار کی حالت ہوتی ہے۔
2. مزدور بازار اور پیداوار بازار میں مکمل مسابقت ہوتی ہے۔
3. آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ جے بی سے کے قانونِ بازار پر مبنی ہے۔ قانونِ بازار کے مطابق رسد اپنی طلب پیدا کرتی ہے۔
4. سرکار کا معیشت میں کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔
5. طویل مدتی تجزیہ۔

ان سب مفروضات کے ساتھ کلاسیکی نظریے نے آمدنی اور روزگار کے تعین پر بحث کی۔ بڑے لمبے عرصے تک اس نظریے نے علم معاشیات کو متاثر کیا۔ یہاں تک کے آج بھی اس کے بہت سارے پہلو ماہرین معاشیات معیشت کے لیے درست مانتے ہیں۔ لیکن 1929

میں عالمی معیشت میں ایک زبردست بحران پیدا ہوا۔ اس بحران کو عظیم بحران(Great Depression) کہا جاتا ہے۔ اس بحران میں آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریات کے دعوے غلط ثابت ہونے لگے۔ بازار میں اشیا کی رسد تھی لیکن ان کی طلب نہیں تھی۔ بازار میں اشیا کی قیمت بہت کم ہونے کے باوجود کوئی خریدار موجود نہیں تھا۔ روزگار کا عالم بہت پریشان کن تھا۔ ان حالات میں کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نظریات بالکل غلط ثابت ہو رہے تھے۔ جے۔ بی۔ سے کے بازار کا نظریہ بکھر گیا تھا اور معیشت میں بے روزگاری پھیلی ہوئی تھی۔ کلاسیکی نظریات کی ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے جان مینارڈ کینز (John Maynard Keynes) نے 1936 میں اپنی کتاب (General Theory of Employment, Interest and Money) شائع کی۔ اس کتاب میں انہوں نے نہ صرف کلاسیکی نظریات کے اوپر تنقیدی تبصرہ کیا بلکہ ایک متبادل نظریہ بھی پیش کیا۔ ان کے نظریے کو ہم کینز کے آمدنی اور روزگار کے نظریے کے نام سے جانتے ہیں۔ کینز کے ذریعے دیے گئے نظریے کو جدید ماہرین معاشیات بہت حد تک صحیح مانتے ہیں۔ بلکہ یہ کہ سکتے ہیں کہ کینز کے نظریات معاشیاتی نظریے کی شکل میں بہت لمبے وقفے یعنی 1970 تک عالمی معاشی پالیسیوں پر چھائے ہوئے تھے۔ کینز کے نظریے میں زوال ملٹن فریڈمین (Milton Friedman) اور دوسرے ماہرینِ معاشیات کے نظریات کے آنے کے بعد آیا۔ لیکن کینز کے نظریے کو آج بھی ماہرین معاشیات اہمیت دیتے ہیں۔ کینز کے نظریے کی تجاویز کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کی شکل میں سرکاریں آج بھی کا استعمال کرتی ہیں۔

کینز کے آمدنی اور روزگار کے نظریے میں موثر طلب کا اصول اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کینز کے مطابق ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ معیشت میں روزگار کی سطح موثر طلب پر منحصر کرتی ہے، جتنی زیادہ موثر طلب ہوگی اتنے ہی زیادہ افراد کو روزگار حاصل ہوگا۔ ایک واحد فرم کے نقطہ نظر سے دیکھیں، تو وہ اتنے افراد کو ملازمت دے گی جن سے اس کا منافع بیش ترین ہوتا ہو۔ لیکن پوری معیشت کے نقطہ نظر سے روزگار کی سطح کا تعین مجموعی رسد اور مجموعی طلب سے ہوتا ہے۔ آیئے پہلے مجموعی رسد اور مجموعی طلب کی وضاحت کرتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ یہ دونوں کیسے روزگار کا تعین کرتے ہیں۔

20.2.1 مجموعی رسد تفاعل (Aggregate Supply Function)

کوئی بھی آجر جب افراد کو یا دیگر عوامل کو ملازمت دیتا ہے تو اسے کچھ لاگتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اگر متعینہ افراد یا عوامل کی ملازمت سے پیدا شدہ مصنوعات کی فروخت سے ہوئی وصولی ان افراد یا عوامل کو روزگار دینے کی لاگت سے زیادہ ہو تو آجر کے لیے ان افراد کو روزگار دینا نفع کا سودا ہوگا اور وہ مزید عوامل کو روزگار دینا چاہے گا۔ لیکن اگر پیداوار اور روزگار کی دی گئی سطح پر پیداوار کی فروخت سے حاصل وصولی پیداواری لاگت سے زیادہ ہو، تو آجر کے لیے روزگار دینا سود مند نہیں ہوگا اور وہ مزدور اور دیگر عوامل کی مقدار کو کم کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں مزدور اور دیگر عوامل کے روزگار سے آجر کو پیداواری لاگت کے بقدر وصولی ہونی چاہیے ورنہ وہ نہ روزگار دے گا اور نہ پیداوار کرے گا۔

مزدور اور دیگر عوامل کے روزگار کی کسی بھی سطح پر، مجموعی رسد قیمت (Aggregate Supply Price) زر کی وہ کم سے کم مقدار ہے جو معیشت میں تمام کاروباری افراد کو مزدوروں کی دی گئی تعداد کے ذریعے پیدا ہونے والی پیداوار کی فروخت سے حاصل کرنے کی

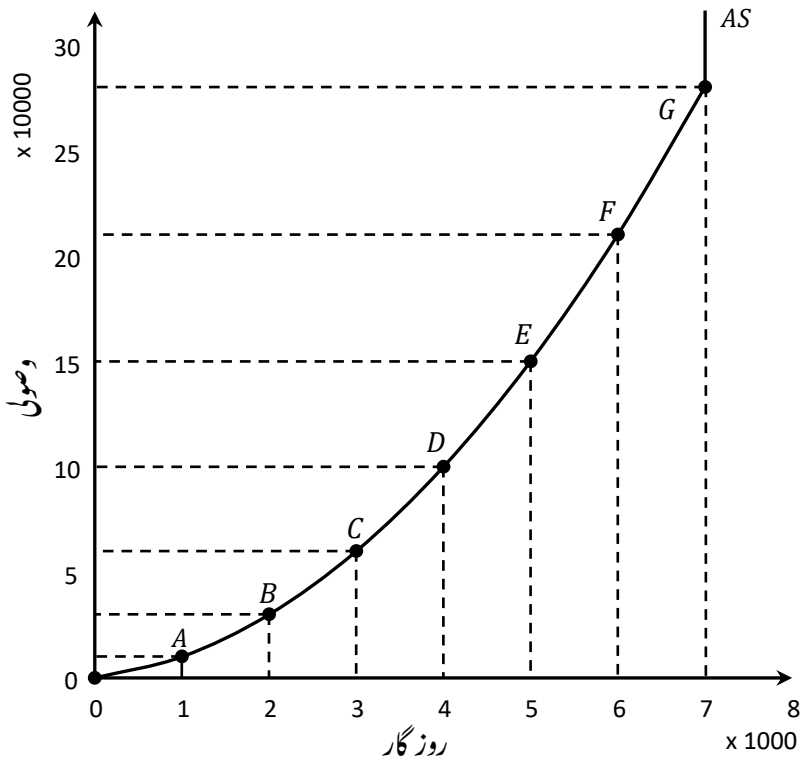
توقع ہوتی ہے۔ روزگار کی ہر مخصوص سطح کی ایک مجموعی رسد قیمت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مجموعی رسد قیمت مزدوروں کی دی گئی مقدار کو روزگار دینے کی مجموعی پیداواری لاگت ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر پیداوار سے ہوئی وصولی سے روزگار کی دی گئی مقدار کی لاگت کی بھرپائی نہیں ہو پاتی ہے تو آجرین کم افراد کو روزگار دیں گے۔ چونکہ روزگار کی مقدار میں اضافے سے مجموعی پیداواری لاگت میں بھی اضافہ ہو گا لہذا مجموعی رسد قیمت میں بھی اضافہ ہو گا۔ کینز کا مجموعی رسد تفاعل تمام باروزگار مزدوروں کی مقدار اور تمام فرموں کی وصولی جو فرموں کو حاصل ہونی چاہیے کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ مجموعی رسد تفاعل مختلف مقداروں میں روزگار پیدا کرنے کے لیے درکار کم از کم رقم یا زر کا جدول ہے۔ بس، یہ روزگار کی مختلف سطحوں پر مختلف رسد قیمتیں دکھاتا ہے۔ اس معلومات کو گرافی طور پر پلاٹ کرتے ہوئے، ہم مجموعی رسد خط حاصل کرتے ہیں۔

یہاں، "قیمت" سے ہماری مراد پیداوار کی فروخت سے حاصل ہونے والی وصولی ہے، یعنی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی۔ اس طرح، مجموعی رسد قیمتیں روزگار کی ہر سطح پر پیداوار کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حوالہ دیتی ہیں اور روزگار کی مختلف سطحوں کے لیے مختلف رسد قیمتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان معلومات کو جدول کی شکل میں پیش کیا جائے تو ہم مجموعی رسد قیمت جدول یا مجموعی رسد تفاعل حاصل کرتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں کاروباریوں کے ذریعے روزگار پر لگائے گئے مزدوروں کے ذریعے پیدا کی گئی اشیا کی لاگت کو مجموعی رسد قیمت کہتے ہیں۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اگر کاروباریوں کو پیداوار کی لاگت نہیں حاصل ہو گی تو وہ مزدوروں کو روزگار نہیں دیں گے اور اگر لاگت جسے ہم مزدوروں کی رسد قیمت کہتے ہیں کم ہو جائے تو مزدوروں کے روزگار کی مقدار بھی کم ہو جائے گی یعنی مزدور کم مزدوری یا اجرت پر کام نہیں کرنا چاہیں گے جس سے اشیا کی اور خدمات کی پیداوار میں بھی کمی آئے گی۔ یہاں محلِ نظر رہے کہ معیشت میں مجموعی رسد خط پیداوار کے مادی اور تکنیکی حالات (Physical and Technical Condition) پر منحصر ہوتا ہے اور پیداوار کے یہ حالات قلیل مدت میں نہیں بدلا کرتے ہیں۔ اس لیے قلیل مدت میں دی گئی تکنیکی صلاحیت کے ساتھ پیداوار کو بڑھانے کے لیے مزدوروں کی تعداد کو بڑھایا جاتا ہے۔ جس سے روزگار بھی پیدا ہوتا ہے۔ کاروباریوں کے ذریعے اگر مزدوروں کی تعداد بڑھائی جاتی ہے تب ان کی پیداوار کی لاگت بھی بڑھتی ہے۔ کاروباری تبھی تک مزدوروں کی تعداد بڑھا کر روزگار پیدا کرتا ہے جب تک اسے امید ہو کہ مزدوروں کے ذریعے پیدا کردہ مصنوعات کی فروخت سے حاصل وصولی کم از کم پیداوار لاگت کے مساوی ہو گی۔ اس طرح مجموعی رسد خط دائیں طرف اوپر بڑھتا ہوا ہوتا ہے۔ اس خط کی ڈھال کتنی ہو گی یہ مادی اور تکنیکی حالات پر منحصر ہو گا۔ اگر تکنیک ایسی ہو کہ مزدوروں کی تعداد بڑھانے سے حاشیائی لاگت (Marginal Cost) نہیں بڑھے تو رسد خط (Supply Curve) ایک سیدھا خط (Straight Line) ہو گا جو اوپر کی طرف ڈھلان والا ہو گا۔ اور اگر تکنیک ایسی ہے کہ مزدوروں کی تعداد بڑھانے سے پیداوار کا حاشیائی ماحصل گرتا ہوا ہو (Diminishing Marginal Return) تب رسد خط کی ڈھلان (Slope) بڑھتی ہوئی ہو گی جس سے یہ معلوم ہو گا کہ پیداوار کے بڑھنے سے حاشیائی لاگت اور اوسط لاگت بھی بڑھے گی۔ اسے تصویر 20.1 میں دکھایا گیا ہے۔ کینز اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ مندی کے دور میں مزدوروں کی اجرت

جدول 20.1: مجموعی رسد جدول

نقطہ	روزگار	وصولیاں
O	0	0
A	1000	10000
B	2000	30000
C	3000	60000
D	4000	100000
E	5000	150000
F	6000	210000
G	7000	280000



تصویر 20.1: مجموعی رسد خط

نہیں بڑھتی ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ روزگار میں اضافے سے پیداوار کی حاشیائی لاگت میں اضافہ ہوتا ہے اوپر کو داہنی جانب جاتے مجموعی رسد جدول کو جدول 20.1 میں دکھایا گیا ہے۔ جدول کے مطابق جب معیشت میں 1000 افراد کو روزگار دیا جاتا ہے تو معیشت کی پیداوار لاگت 10000 روپے ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 1000 افراد کو روزگار دینے کی صورت میں آجرین کم از کم 10000 کی وصولی کی توقع کرتے ہیں۔ اگر انہیں توقع ہوگی کہ انہیں وصولی 10000 سے کم ہوگی تو وہ روزگار میں کمی کریں گے۔ اسی طرح، جب معیشت میں روزگار بڑھ کر 2000 ہو جاتا ہے تو پیداواری لاگت 30000 ہو جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ آجرین 2000 افراد کو تب ہی روزگار دیں گے جب انہیں توقع ہو کہ انہیں کم از کم 30000 روپے کی وصولی ہوگی۔ اسی طرح، جدول میں مختلف وصولیوں کو دکھایا گیا ہے جو آجرین روزگار کی مختلف مقداروں پر حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں۔

تصویر 20.1 میں جدول 20.1 میں دکھائے گیے اعداد و شمار کی تصویری پیش کش کی گئی ہے۔ تصویر میں AS خط مجموعی رسد تفاعل کو دکھاتا ہے جو روزگار کی سطح کا بڑھتا ہوا تفاعل ہے۔ یہ خط بائیں سے دائیں مثبت ڈھلان والا ہوتا ہے کیونکہ فروخت آمدنی میں اضافے کے ساتھ روزگار کا حجم بڑھتا ہے۔ مجموعی رسد خط مبدا سے اوپر داہنی جانب جاتا ہے۔ ابتدا میں مجموعی رسد خط دھیرے دھیرے اوپر کو جاتا ہے اور پھر تیزی سے اوپر کو جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ جیسے جیسے مزید اور مزید افراد کو روزگار دیا جاتا ہے تقلیلِ حاصل (Diminishing Returns) کے قانون کی وجہ سے کل لاگت میں بڑھتی شرح سے اضافہ ہوتا ہے۔ ایک بار جب ان تمام افراد کو روزگار مل جاتا ہے جو روزگار کے خواہش مند ہیں تو مکمل روزگار کی صورت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب

میں اضافہ کرکے روزگار کو مزید بڑھانا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ مزید پیداوار کرنے کے لیے مزدور میسر نہیں ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے مجموعی رسد خط ایک نقطے کے بعد سیدھا عمودی خط ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس نقطے پر یعنی جب معیشت مکمل روزگار کی صورت کو پہنچ جائے تو دیے گئے سرمایے اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے پیداوار اور روزگار کو بڑھانا ممکن نہیں لہٰذا ایسی صورت میں مجموعی طلب میں اضافہ افراطِ زر کی صورت میں نکلے گا۔ ایسی صورت میں پیداوار اور روزگار میں اضافے کے لیے ٹیکنالوجی، سرمایے کے ذخیرے وغیرہ میں اضافہ کرکے مجموعی رسد خط کو اوپر کی جانب منتقل کرنا ہوگا۔

اوپر ہم نے کہا کہ مجموعی رسد کا تعین معیشت کی مادی اور تکنیکی حالات سے ہوتا ہے جس میں معیشت میں مزدوروں کی تعداد، ان کا معیار، سرمایے اور خام مال کا ذخیرہ، ٹیکنالوجی وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان میں تبدیلی آتی ہے تو مجموعی رسد میں بھی تبدیلی ہوگی۔ چونکہ کینز کا نظریہ ایسی سرمایہ دار معیشت سے متعلق ہے جو کساد بازاری کا شکار ہے لہٰذا اس نظریے میں مجموعی رسد خط کو مستقل فرض کیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی معیشت میں مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کیسے پیداواری صلاحیت کو بڑھایا جائے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کیسے طلب میں اضافہ کرکے پیداوار اور روزگار کو بڑھایا جائے تاکہ بے کار عوامل کا استعمال ہو۔ اسی وجہ سے کینز نے مجموعی رسد خط کو مستقل تصور کیا اور زیادہ توجہ ان عوامل پر دی جو مجموعی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کساد بازاری کا شکار معیشت میں ضرورت اس کی ہوتی ہے کہ مجموعی طلب کو بڑھایا جائے اور مکمل روزگار کے توازن کو حاصل کیا جائے۔ جب مجموعی طلب میں اضافہ ہوگا تو وہ اوپر کی جانب منتقل ہوگا اور مجموعی رسد خط کو مزید داہنی جانب قطع کرے گا جو یہ دکھائے گا کہ ملازمت یا روزگار میں اضافہ ہوا ہے۔

20.2.2 مجموعی طلب تفاعل (Aggregate Demand Function)

مجموعی طلب سے مراد کسی معیشت میں عوام کے ذریعے ایک سال میں اشیا و خدمات پر کیے گئے اخراجات ہیں۔ چونکہ کینز اپنے تجزیے میں قیمت کو جامد تسلیم کرتے ہیں اسی لیے اشیا اور خدمات پر کیے گئے اخراجات ان کے ذریعے کی گئی مجموعی طلب کو دکھاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی طلب خط معیشت میں روزگار کی مختلف سطحوں پر مجموعی طلب یا مجموعی طلب قیمت کو دکھاتا ہے۔ کینز کے نظریۂ روزگار میں مجموعی طلب زیادہ اہم کردار کرتی ہے۔ مجموعی طلب تفاعل روزگار کی ہر ممکنہ سطح پر تمام وصولیوں کے حاصل جمع کو دکھاتا ہے جو معیشت کے تمام پیداکار اصل میں حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں۔ مجموعی رسد تفاعل ہی کی طرح روزگار کی مختلف سطحوں پر مجموعی طلب مختلف ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزگار کی مختلف سطحوں پر آمدنی، اخراجات وغیرہ کی سطح بھی مختلف ہوگی۔ مجموعی طلب کے چار اجزا ہیں؛ صرفی طلب، سرمایہ کاری طلب، حکومتی اخراجات اور خالص برآمد۔ یہاں ہم کینز کا سادہ ماڈل پیش کر رہے ہیں جس میں مجموعی طلب صرفی طلب اور سرمایہ کاری طلب پر مشتمل ہے۔

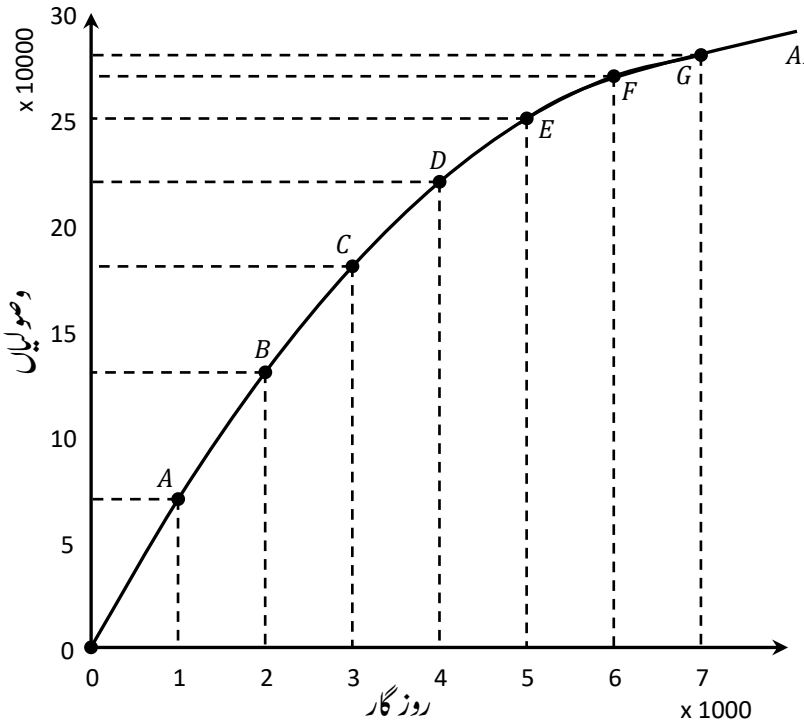
اس طرح، مجموعی طلب کا تعین کرنے والے عوامل وہ عوامل ہیں جو صرفی طلب اور سرمایہ کاری طلب کا تعین کرتے ہیں۔ کینز کے مطابق صرفی اخراجات، میلانِ صرف پر منحصر ہوتے ہیں۔ میلانِ صَرف موضوعی اور معروضی طور پر الگ الگ وجوہات سے متاثر ہوتا ہے۔ موضوعی طور پر میلانِ صَرف پس اندازی کی خواہش، دوسروں کی نقل کرنے کی خواہش، شوق، ضرورت وغیرہ سے اور معروضی طور پر

میلانِ صَرف سرکار یا حکومت کی مالیاتی اور زری پالیسی سے متاثر ہوتا ہے۔ کینز نے میلانِ صَرف کے دو اہم تصورات پیش کیے؛ حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صرف۔ ان کی تفصیل آپ سابقہ اکائیوں میں پڑھ چکے ہیں۔

دوسری طرف سرمایہ کاری کو کینز نے آمدنی سے آزاد تسلیم کیا ہے۔ ان کے مطابق سرمایہ کاری سود کی شرح (Rate of Interest) پر منحصر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سرمایہ کاری پر متوقع منافع (Expected Rate of Return) کا بھی اثر پڑتا ہے۔ کینز نے اس متوقع منافع کو سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کا نام دیا۔ سرمایے کی حاشیائی استعداد سے مراد منافع کی وہ متوقع شرح ہے جس کی سرمایہ کار دی گئی سرمایہ کاری سے حاصل کرنے کی توقع کرتا ہے۔ جب مستقبل میں منافع کمانے کے امکانات پر افزا ہوں تو سرمایہ کار زیادہ سرمایہ کاری کرتا ہے اور اگر منافع کمانے کی توقعات میں کمی آئے تو سرمایہ کار سرمایہ کاری میں کمی کرتا ہے۔ سرمایے کی حاشیائی استعداد صارفین کی اشیا و خدمات کی متوقع طلب، حکومت کی مالیاتی اور زری پالیسی وغیرہ جیسے عوامل پر منحصر کرتی ہے۔ چونکہ منافع سے متعلق توقعات غیر مستحکم ہوتیں ہیں اسی وجہ سے سرمایہ کاری کی طلب بھی غیر مستحکم ہوتی ہے۔ جب آجرین منافع کمانے سے متعلق قنوطیت پسند ہو جاتے ہیں تو سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے اور جب وہ منافع سے متعلق پر امید ہوتے ہیں تو سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

حالانکہ کینز کے نظریے میں تفاعلِ صَرف مستقل ہوتا ہے لیکن صَرف کی سطح یا صرفی اخراجات کی سطح آمدنی کی سطح پر منحصر کرتی ہے یعنی آمدنی میں اضافے سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں روزگار کی ہر سطح سے ایک خاص مجموعی طلب قیمت منسلک ہوتی ہے اور روزگار کی مختلف سطحوں



تصویر 20.2: مجموعی طلب قیمت

جدول 20.2: مجموعی طلب قیمت

نقطہ	روزگار	وصولیاں
O	0	0
A	1000	70000
B	2000	130000
C	3000	180000
D	4000	220000
E	5000	250000
F	6000	270000
G	7000	280000

کے لیے مختلف مجموعی طلب قیمتیں ہوتی ہیں۔ مجموعی رسد جدول کی طرح، مجموعی طلب جدول ہر ممکنہ سطح کے روزگار کے لیے مجموعی طلب قیمت کو دکھاتا ہے۔ جدول 20.2 میں ایسا ہی ایک جدول دکھایا گیا ہے۔ جدول کے مطابق جب معیشت میں 1000 افراد کو روزگار ملتا ہے تو معیشت کے تمام پیداکار 70000 روپے کی آمدنی حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں۔ اسی طرح، اگر ملازمت کی سطح بڑھ کر 2000 ہو جائے تو کاروباری افراد 130000 روپے کی آمدنی کی توقع کریں گے۔ اسی طرح آپ روزگار کی مختلف سطحوں پر وصولیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مجموعی طلب جدول کی تصویری پیش کش کو مجموعی طلب خط کہتے ہیں۔ جدول 20.2 کی تصویری پیش کش تصویر 20.2 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں AD خط مجموعی طلب خط کو دکھاتا ہے۔ اس خط کے مطابق روزگار اور مجموعی طلب کے بیچ مثبت تعلق ہے۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ اگر مجموعی طلب یا اخراجات میں اضافے کی وجہ سے روزگار میں اضافہ بھی یکساں تناسب میں ہو تب مجموعی طلب خط (Aggregate Demand Curve) اوپر کی طرف بڑھتا ہوا خطِ مستقیم ہو گا۔ لیکن چونکہ معیشت میں بہت سی ایسی اشیا ہوتی ہیں جن کی پیداوار میں سرمایہ زیادہ لگتا ہے یا کچھ ایسی بھی اشیا ہوتی ہیں جن میں مزدوروں کی درکار زیادہ ہوتی ہے اسی لیے مجموعی خط کو خطِ مستقیم کے ذریعے نہیں دکھایا جاتا۔ اس طرح مجموعی طلب خط کی ڈھال گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

بظاہر مجموعی رسد قیمت اور مجموعی طلب قیمت ایک جیسے لگتے ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان فرق کو غور سے سمجھ لیں۔ مجموعی رسد قیمت وہ آمدنی یا وصولی یا زر ہے جو آجرین کو ایک مخصوص تعداد میں کارکنوں کو ملازمت دینے سے پیدا ہونے والی پیداوار کی فروخت سے وصول ہونی چاہیے۔ یہ وہ کم سے کم ضروری وصولی ہے جو آجرین کو ملنی چاہیے۔ اگر وہ اتنی کم سے کم وصولی کی امید نہیں رکھتے ہیں تو وہ کارکنوں کو ملازمت نہیں دیں گے۔ اس کے برعکس، مجموعی طلب قیمت وہ وصولی یا آمدنی ہے جو آجرین کارکنوں کی ایک مخصوص تعداد کے ذریعے تیار کردہ پیداوار کی فروخت سے وصول کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ لہٰذا، مجموعی رسد قیمت، وصولی کی وہ ضروری مقدار ہے جو آجرین کو وصول ہونی چاہیے، جب کہ مجموعی طلب قیمت میں، وصولی کی وہ مقدار وصول بھی ہو سکتی ہے اور نہیں بھی۔ مثال کے طور پر اگر 5000 ملازمین کو روزگار دینے سے پیداوار کی لاگت 10 لاکھ روپے ہوتی ہے تو یہ 10 لاکھ روپے کم سے کم ضروری مقدار ہے جس کو وصول کرنے کی آجرین ان ملازمین کے ذریعے پیدا شدہ اشیا و خدمات کی فروخت سے توقع کرنی چاہیے۔ اگر انہیں 10 لاکھ ملنے کی توقع نہیں ہو گی تو وہ روزگار فراہم نہیں کریں گے۔ اس کے برعکس، 5000 کارکنوں کو روزگار دینے سے ان کے ذریعے پیدا شدہ اشیا و خدمات کی فروخت سے آجرین اصل میں 8 لاکھ روپے وصول کرنے کی توقع کرتے ہیں یا 12 لاکھ وصول کرنے کی توقع کرتے ہیں تو یہ مجموعی طلب قیمت ہو گی۔ پہلی صورت میں مجموعی رسد قیمت مجموعی طلب قیمت سے کم ہے یعنی وصولی کی مقدار جو آجرین اصل میں ملنے کی توقع کرتے ہیں وہ وصولی کی کم سے کم مقدار جس کے ملنے کی آجرین کو ملنے کی توقع کرنے چاہیے سے کم ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں مجموعی طلب قیمت مجموعی رسد قیمت سے زیادہ ہے یعنی وصولی کی مقدار جو آجرین اصل میں ملنے کی توقع کرتے ہیں وہ وصولی کی کم سے کم مقدار جس کے ملنے کی آجرین کو توقع کرنی چاہیے۔

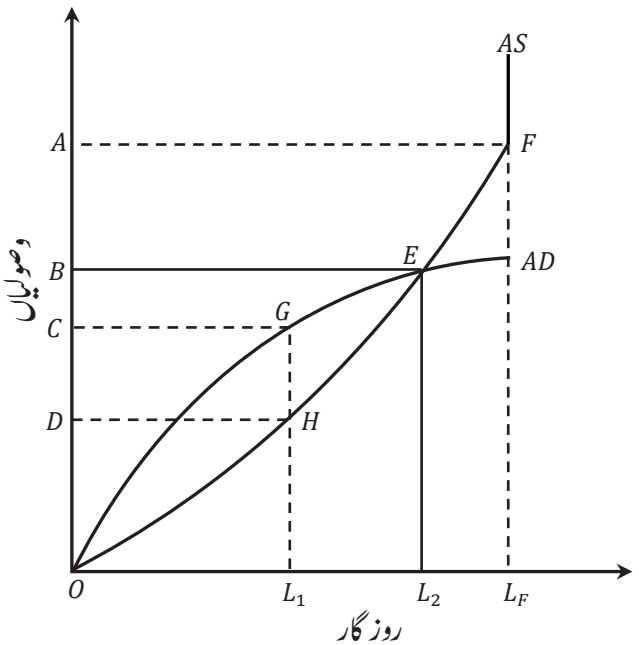
20.2.3 روزگار کا تعین (Employment Determination)

تصویر 20.3 میں ایک مخصوص معیشت میں لوگوں کے روزگار کو X محور پر دکھایا گیا ہے وہیں مجموعی اخراجات اور وصولیوں کو Y محور پر دکھایا گیا ہے۔ معیشت کے مجموعی طلب خط AD اور مجموعی رسد خط AS کو بھی کھینچا گیا ہے۔

مجموعی رسد خط AS بتاتا ہے کہ کاروباریوں کے ذریعے پیداوار سے حاصل کل وصولی یا آمدنی سے معیشت میں کتنا روزگار پیدا کیا جاسکتا ہے۔ جیسے اگر پیداوار سے OD رقم یا آمدنی حاصل ہو تب کاروباری افراد OL_1 سطح تک معیشت میں روزگار پیدا کریں گے۔ وہیں OL_2 سطح تک روزگار دینے کے لیے کاروباریوں کو معیشت میں پیداوار سے OB سطح تک کی رقم حاصل کرنی ہوگی۔ OL_F معیشت میں مکمل روزگار کی حالت کو بتاتا ہے جس سطح پر AS خط عمودی خط مستقیم ہو جاتا ہے۔ AS خط کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے جیسے روزگار کی تعداد کو بڑھاتے ہیں پیداوار کی لاگت ابتدا میں دھیمی پھر تیز رفتار سے بڑھتی ہے۔ OL_F روزگار کے بعد AS خط عمودی ہو جاتا ہے۔

اگر مجموعی خط AD پر غور کریں تو ہمیں روزگار کی مختلف سطحوں پر کاروباری کو محاصل کی جو امید ہوتی ہے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر AD خط کو دیکھیں تب ہم پاتے ہیں کہ شروع میں ہی یہ بڑی تیزی سے اوپر بڑھنے لگتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شروع میں روزگار کو پیدا کیا جائے تو کاروباری کو زیادہ آمدنی کی امید ہوتی ہے۔

کینز کے اس تجزیے کے مطابق یہ ظاہر ہے کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد سے یہ تعین ہوتا ہے کہ کاروباریوں کے ذریعے کتنے مزدور روزگار پر لگائے جاسکتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب کاروباریوں کو اپنی پیداوار سے حاصل کی گئی آمدنی کی امید (یعنی مجموعی طلب) ان کے ذریعے برداشت کی گئی مجموعی لاگت (یعنی مجموعی رسد) سے زیادہ ہو تب کاروباریوں کے لیے مزید لوگوں کو روزگار پر لگانا مفید ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں جب مجموعی طلب، مجموعی رسد سے زیادہ ہو تو منافع کی گنجائش رہتی ہے۔ تصویر میں نقطہ E سے پہلے یہ حالت نظر آتی ہے۔ اس نقطے سے پہلے AD یعنی مجموعی طلب، AS یعنی مجموعی رسد سے زیادہ ہے۔ یہ صورت OL_2 سطح تک کے روزگار کی پیداوار تک رہتی ہے جہاں مجموعی طلب اور مجموعی رسد برابر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سطح سے جب روزگار مزید بڑھ جاتا ہے تو مجموعی رسد خط مجموعی طلب خط سے زیادہ ہو جاتا ہے اور زیادہ روزگار کا پیدا ہونا کاروباریوں کے لیے فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اس طرح ہم نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ توازنی روزگار کی سطح نقطہ E پر ہوگی جس کا تعین مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد خط کے نقطہ تقاطع سے ہوگا۔



تصویر 20.3: روزگار کا تعین

20.2.4 موثر طلب کا اصول (Principle of Effective Demand)

موثر طلب کینز کی آمدنی، پیداوار اور روزگار کے تجزیے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مختصراً بیان کیا جائے تو موثر طلب کا اصول ہمیں بتاتا ہے کہ قلیل مدت میں، معیشت کی مجموعی آمدنی اور روزگار کا تعین مجموعی طلب کی اس سطح سے ہوتا ہے جو کہ مجموعی رسد سے پوری ہوتی ہو۔ مؤثر طلب سے مراد معیشت کی وہ مجموعی طلب ہے جو متعلقہ مجموعی رسد سے پوری ہوتی ہے۔ کینز نے دو وجوہات سے "مؤثر" اصطلاح استعمال کی:

1. یہ ظاہر کرتی ہے کہ طلب روزگار کی سطح کا تعین کرنے میں مؤثر ہے،
2. یہ خریدنے کی محض خواہش کے اور خواہش کے ساتھ خریدنے کی قابلیت کے درمیان فرق پر زور دیتی ہے۔

یہ محض خریدنے کی خواہش نہیں ہے بلکہ موثر طلب ہے جو روزگار کے حجم کو متاثر کرتی ہے۔ آمدنی کی مختلف سطحوں پر، طلب کی بھی مختلف سطحیں ہوتی ہیں، لیکن طلب کی تمام سطحیں مؤثر نہیں ہوتی ہیں۔ طلب کی صِرف وہی سطح موثر ہوتی ہے جو رسد سے پوری ہوتی ہے۔ اسٹونیئر اور ہیگ کے مطابق، موثر طلب مجموعی طلب قیمت ہے جو مؤثر ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ مجموعی رسد قیمت کے برابر ہوتی ہے اور اس طرح مختصر مدت کے توازن کی حالت کی نمائندگی کرتی ہے۔

کل روزگار مجموعی طلب پر منحصر ہوتی ہے۔ جیسے جیسے روزگار بڑھتا ہے، آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ میلانِ صرف کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جیسے جیسے معیشت کی حقیقی آمدنی بڑھے گی، صرف میں بھی اضافہ ہو گا لیکن یہ اضافہ آمدنی میں اضافے سے کم ہو گا۔

لہذا، روزگار میں اضافے کو برقرار رکھنے کے لیے کافی طلب حاصل کرنے کے لیے حقیقی سرمایہ کاری میں اتنا اضافہ ہونا چاہیے جو آمدنی کی سطح پر آمدنی اور صرف کے درمیان فرق کے برابر ہو۔ دوسرے الفاظ میں، روزگار میں تب تک اضافہ نہیں ہو سکتا، جب تک کہ سرمایہ کاری میں اضافہ نہ ہو۔ اس کو ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ آمدنی اور روزگار کی دی گئی سطح کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا جب تک کہ سرمایہ کاری آمدنی کی اس سطح کی بچت کو جذب کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ یہی مؤثر طلب کا بنیادی اصول ہے۔

مؤثر طلب کا تخمینہ معیشت میں مجموعی اخراجات سے لگایا جاتا ہے۔ معیشت میں مجموعی اخراجات اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ آمدنی کی مختلف سطحوں پر طلب کی مختلف سطحیں ہوتی ہیں لیکن طلب کی تمام سطحیں مؤثر طلب نہیں ہوتیں۔ طلب کی صِرف وہی سطح موثر طلب ہوتی ہے جو مجموعی رسد سے پوری طرح پوری ہوتی ہے اس طرح کہ آجرین میں نہ تو پیداوار کو کم کرنے اور نہ ہی بڑھانے کا رجحان ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں طلب کی مختلف سطحوں میں سے وہ طلب جو معیشت میں رسد کے ساتھ توازن میں ہو اسے موثر طلب کہا جاتا ہے۔

کینز کو اس مسئلے میں دلچسپی تھی کہ لوگ آمدنی اور روزگار کی مختلف سطحوں پر کتنے اخراجات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، کیونکہ یہی وہ اخراجات ہیں جو صَرف اور سرمایہ کاری کی سطح کا تعین کرتے ہیں۔ کسی بھی معیشت میں، موثر طلب اس رقم کی نمائندگی کرتی ہے جو اصل میں لوگ اشیا اور خدمات پر خرچ کرتے ہیں۔ تاجروں کو جو رقم ملتی ہے وہ اجرت، کرایہ، سود اور منافع کی صورت میں پیداواری عوامل کو ادا کی

جاتی ہے۔ اس طرح، مؤثر طلب (حقیقی اخراجات) قومی آمدنی کے برابر ہوتے ہیں جو معیشت کے تمام اراکین کی آمدنی کی رسیدوں کا مجموعہ ہے۔ یہ معیشت کی پیداوار کی قدر کی بھی نمائندگی کرتی ہے کیونکہ قومی پیداوار کی کل قدر وہ وصولی ہوتی ہے جو تاجروں کو اشیا و خدمات کو فروخت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ تمام پیداوار یا تو اشیائے صَرف یا اشیائے سرمایہ پر خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا، ہم کہہ سکتے ہیں کہ موثر طلب اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ کاری پر قومی اخراجات کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح موثر طلب ہو گی:

$$Effective\ Demand\ (ED) = National\ Income\ (Y)$$
$$= Value\ of\ Output\ (O)$$
$$= Consumption\ Expenditure(C) + Investment\ Expenditure\ (I)$$
$$ED = Y = O = C + I$$

مؤثر طلب کا اصول درج ذیل بنا پر اہمیت کا حامل ہے۔

اول، موثر طلب کا تصور جے بی سے کے قانونِ بازار کو باطل کرتا ہے۔ قانونِ بازار کے مطابق رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ موثر طلب کے تصور نے شک سے بالاتر ہو کر یہ بات ثابت کی ہے کہ جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے وہ خود بخود استعمال نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی آمدنی اس شرح پر خرچ ہوتی ہے جس سے پیداوار کے عوامل کو مکمل روزگار حاصل ہو۔

دوم، موثر طلب کا تجزیہ پیگو کے دعوے میں اندرونی تضادات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ اجرت میں کٹوتی بے روزگاری کو دور کرے گی۔ کینز کے خیال میں، چونکہ روزگار کی سطح موثر طلب کی سطح پر منحصر ہے، اس لیے ضروری نہیں کہ اجرت میں کمی روزگار میں اضافہ کرے۔

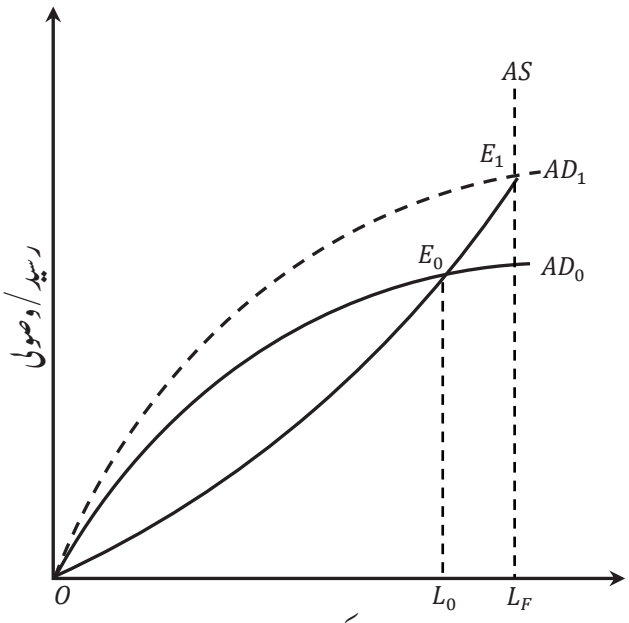
سوم، مؤثر طلب کا اصول یہ وضاحت کرتا ہے کہ کساد بازاری کیسے اور کیوں قائم ہو سکتی ہے۔ کینز نے وضاحت کی کہ مؤثر طلب صَرف اور سرمایہ کاری پر مشتمل ہوتی ہے۔ جیسے جیسے روزگار بڑھتا ہے، آمدنی بھی بڑھ جاتی ہے۔ جس سے صَرف میں اضافہ ہوتا ہے لیکن آمدنی میں اضافے سے کم اضافہ ہوتا۔ اس طرح، صَرف پیچھے رہ جاتا ہے اور مجموعی آمدنی اور مجموعی اخراجات کے درمیان پائے جانے والے فرق کی سب سے بڑی وجہ بن جاتا ہے، لہٰذا، ابتدائی (یا اصل) سطح پر موثر سطح کو برقرار رکھنے کے لیے، حقیقی سرمایہ کاری کو آمدنی اور صَرف کے درمیان فرق کے برابر، ہونا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک سرمایہ کاری میں توسیع نہیں ہو گی روزگار میں توسیع نہیں ہو گی۔

چہارم، یہ ڈیمانڈ سائڈ (Demand Side) پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ کلاسیکی مکتبہ فکر سپلائی سائڈ (Supply Side) کو زیادہ اہمیت دیتا تھا۔ کلاسیکی اسکول کے برعکس، کینز نے ڈیمانڈ سائیڈ پر زیادہ زور دیا اور طلب میں تبدیلیوں کو روزگار میں اتار چڑھاؤ کا باعث قرار دیا۔ موثر طلب کا نظریہ واضح کرتا ہے کہ سرمایہ دارانہ معیشت میں مجموعی طلب کی کمی کیسے اور کیوں ہوتی ہے اور کس طرح موثر طلب کی کمی کساد بازاری کو پیدا کرتی ہے۔

مختصراً، مدتِ قلیل میں روزگار کا تعین موثر طلب سے ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ سطح موثر طلب کی ہو گی اتنی ہی زیادہ روزگار کی سطح ہو گی۔ بے روزگاری موثر طلب کی کمی کی وجہ سے ہو گی اور بے روزگاری کا حل موثر طلب کو بڑھانا ہے۔ کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت

میں موثر طلب ہمیشہ اتنی ہوتی ہے جو مکمل روزگار حاصل کرنے کو کافی ہوتی ہے۔ لیکن کینز نے ثابت کیا کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ موثر طلب اتنی ہو جو مکمل روزگار کو یقینی بناتی ہو بلکہ سرمایہ دارانہ معیشت میں بے روزگاری ایک عام مظہر ہے۔

20.2.5 بے روزگاری: طلب میں کمی کا مسئلہ (Unemployment: The Problem of Demand Deficiency)



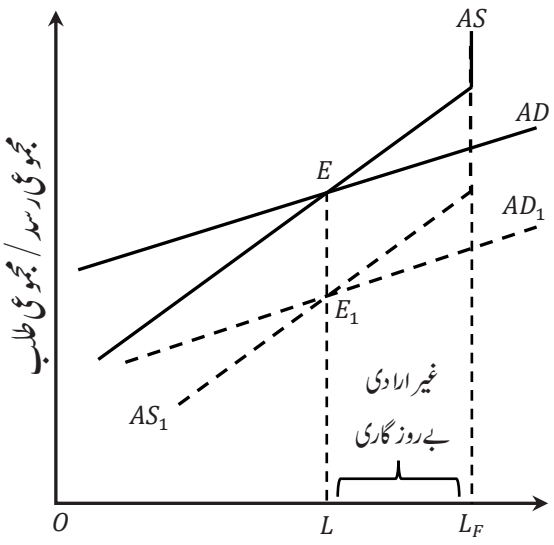
تصویر 20.4: بے روزگاری کا مسئلہ

درج بالا میں ہم نے توازنی روزگار کے تعین کا تجزیہ کیا اور موثر طلب کی وضاحت کی۔ کینز کے مطابق ایسا ضروری نہیں کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے مساوی ہونے سے معیشت میں مکمل روزگار ہو گا۔ بہت ممکن ہے کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد روزگار کی اس سطح پر مساوی ہوں جو مکمل روزگار کی سطح سے کم پر ہو۔ اس کو تصویر 20.4 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں AD_0 اور AS بالترتیب مجموعی طلب اور مجموعی رسد خطوط ہیں جو ایک دوسرے کو نقطہ E_0 پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی روزگار OL_0 متعین ہوتا ہے۔ غور کریں کہ OL_0 مکمل روزگار کی سطح OL_F سے کم ہے۔ یعنی معیشت میں L_0L_F افراد بے روزگار ہوں گے۔ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے معیشت کو مجموعی طلب میں اضافہ کرنا ہو گا اس طرح کہ مجموعی طلب خط اوپر کی جانب منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے اور نقطہ E_1 پر مجموعی رسد خط AS کے مساوی ہو جائے۔ نقطہ E_1 پر OL_F افراد کو روزگار ملتا ہے۔ یعنی معیشت میں تمام روزگار کی تلاش کرنے والوں کو روزگار مل جاتا ہے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ مجموعی طلب میں مزید اضافے سے روزگار اور پیداوار میں مزید اضافہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ معیشت میں مکمل روزگار حاصل ہو چکا ہے اور مزید پیداوار پیدا کرنے کے لیے معیشت کے پاس اضافی وسائل میسر نہیں ہیں۔

کینز کے مطابق، مجموعی رسد اور مجموعی طلب تب ہی مکمل روزگار پر مساوی ہوں گی جب سرمایہ کاری اتنی مقدار میں ہو کہ وہ آمدنی اور صرف کے فرق کو ختم کر دے اور مکمل روزگار کے مجموعی اخراجات مجموعی رسد کے مساوی ہو جائیں۔ اس نظریے کے مطابق سرمایہ کاری آمدنی اور صرف کے اس فرق کو ختم نہیں کر پاتی تو معیشت میں کساد بازاری شروع ہو جاتی ہے۔

20.2.6 شرح اجرت اور نامکمل روزگار توازن (Wage Rate and Underemployment Equilibrium)

کلاسیکی ماہرینِ معاشیات جن میں پیگو (Pigou) بھی شامل ہیں اس بات پر متفق تھے کہ شرحِ اجرت کو گھٹا کر معیشت میں اور زیادہ روزگار پیدا کیا جا سکتا ہے جس سے بے روزگاری دور ہو جائے گی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ اجرت اگر کم ہو جائے تو پیداوار کی لاگت بھی کم ہو جائے گی اور یہی وجہ ہے کہ کاروباری اور زیادہ لوگوں کو روزگار پر رکھنے میں منافع کی امید کریں گے۔ لیکن کینز کے نزدیک ایسا نہیں ہوتا۔



تصویر 20.5: مزدوری کی شرح اور بے روزگاری

کینز کے مطابق اجرت صِرف پیداوار کی لاگت ہی نہیں بلکہ معیشت میں مزدوروں کی آمدنی کا بھی ذریعہ ہے۔ اگر اجرت کم ہو جاتی ہے تو مزدوروں کی آمدنی بھی کم ہو جائے گی اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں اگر معیشت میں آمدنی کم ہو جائے تو صَرف کی سطح میں بھی کمی آئے گی۔ جس سے صَرفی اخراجات کم ہوتے ہیں اور مجموعی طلب میں بھی کمی آتی ہے جس کا معیشت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اس طرح روزگار بڑھنے کے بجائے مزید بے روزگاری کی حالت پیدا ہو گی۔ اس حالت کو تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر 20.5 میں AD اور AS خطوط بالترتیب مجموعی طلب اور مجموعی رسد خطوط ہیں جو ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی روزگار OL متعین ہوتا ہے۔ چونکہ مکمل روزگار OL_F ہے لہذا معیشت میں LL_F کے مساوی بے روزگاری ہو گی۔ اگر پیگو کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے شرحِ اجرت کو کم کر دیا جائے جس سے پیداواری لاگت کم ہو گی اور مجموعی رسد خط نیچے کو منتقل ہو کر AS_1 ہو جائے گا اور روزگار میں اضافہ ہو گا۔ لیکن کینز کے مطابق شرحِ اجرت میں کمی سے صِرف پیداواری لاگت ہی کم نہیں ہوتی، اس سے مزدوروں کی آمدنی بھی کم ہو جاتی ہے اور نتیجتاً مجموعی طلب میں کمی آتی ہے۔ لہذا، شرح اجرت کم ہونے پر مجموعی طلب خط بھی AD سے منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے گا۔ کینز کے مطابق اگر مجموعی طلب میں کمی آتی ہے تب بھی معیشت توازن میں ہوتی ہے۔ اس کو کینز نے ناپسندیدہ بے روزگاری (Undesired Unemployment) بھی کہا ہے۔

تصویر 20.5 کو دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اجرت کے گھٹنے سے بے روزگاری دور نہیں ہوتی۔ اگر اجرت کو گھٹایا جائے تو مجموعی طلب گھٹ جاتی ہے جس سے نیا مجموعی طلب خط AD_1 کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ شرحِ اجرت کم ہونے پر نیا مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد خط ایک دوسرے کو نقطہ E_1 پر قطع کرتے ہیں۔ غور کریں کہ شرحِ اجرت میں کمی سے توازن کی حالت تو برقرار رہی ہے لیکن روزگار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ معیشت میں شرح اجرت کم ہونے کے بعد بھی LL_F مقدار میں بے روزگاری ہے۔

20.2.7 کینز کے روزگار کے نظریے کا خلاصہ (Summary of Keynes's Theory of Employment)

کینز کے ذریعے دیے گئے روزگار کے نظریے کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

1. کسی بھی ملک یا معیشت کی مجموعی آمدنی اس معیشت میں روزگار کی سطح پر منحصر ہوتی ہے۔
2. مجموعی روزگار معیشت میں مؤثر طلب (وہ مجموعی طلب جو مجموعی رسد کے برابر ہو) کی سطح پر منحصر ہوتی ہے۔
3. مجموعی رسد معیشت میں مادی اور تکنیکی سطح جو پیداوار کے لیے ضروری ہے، سے متاثر ہوتی ہے۔
4. مؤثر طلب دو اجزا پر مشتمل ہوتی ہے؛ صَرفی اخراجات اور سرمایہ کاری۔

5. صَرفی اخراجات کی طلب (Consumption Demand) میلانِ صَرف پر زیادہ منحصر کرتی ہے۔
6. سرمایہ کاری سرمایے کی حاشیائی استعداد اور شرحِ سود پر منحصر کرتی ہے۔

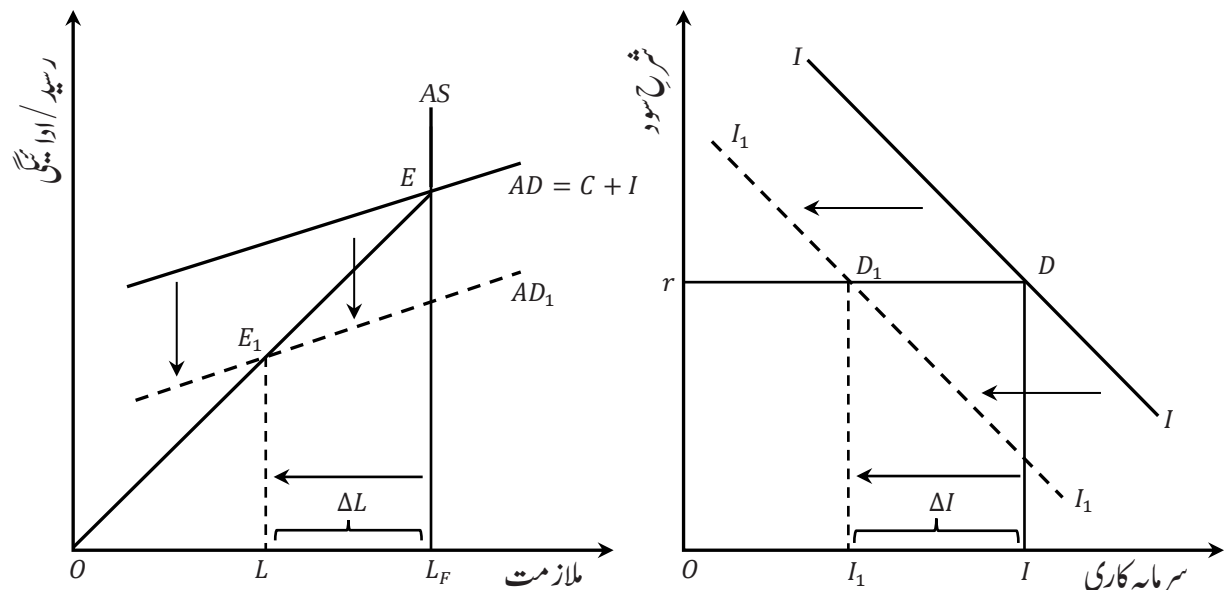
20.2.8 معاشی بحران کی وضاحت (Explanation of Great Depression)

زیادہ تر سرمایہ دارانہ ملکوں میں 33-1929 کے دوران ایک بہت بڑا معاشی بحران پیدا ہوا جسے ہم عظیم معاشی بحران کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اس دوران امریکہ اور دوسرے سرمایہ دارانہ نظام والے ممالک میں بے روزگاری بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ صِرف امریکہ میں بے روزگاری کی شرح جو 1929 میں صرف 3 فیصد تھی، 1933 میں بڑھ کر 25 فیصد ہو گئی۔ اس کے علاوہ قومی آمدنی میں بھی بھاری گراوٹ دیکھنے کو ملی۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کے پاس اس بحران کی کوئی مناسب وضاحت نہیں تھی۔ پیگو (Pigou) نے اُس وقت شرحِ اجرت کو گھٹانے کا مشورہ تجویز کیا جو مناسب معلوم نہیں پڑتا تھا۔ اسی دوران کینز نے اپنی کتاب General Theory of Income, Employment, Interest and Money میں اس کی وجوہات کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور اس کے حل لیے تدابیر بھی پیش کیں۔

کینز کے مطابق 1930 کے دوران کاروباریوں کے نزدیک ان ممالک میں سرمایہ کاری کے لیے بہتر مواقع نہیں تھے، اور یہی وجہ ہے کہ کاروباریوں کی منافع کمانے کی امید بالکل ختم ہو گئی تھی، اور کاروباریوں نے مزید سرمایہ کاری کرنا بند کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے معیشت میں مجموعی طلب کم ہو گئی تھی۔

کینز کے مطابق مجموعی طلب کے کم ہونے سے معیشت میں بے روزگاری کا پیدا ہونا لازم ہے۔ اس صورت حال کو تصویر 20.6 کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے داہنی حصے میں صاف نظر آتا ہے کہ کیسے سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے۔ یعنی سرمایہ کاری خط نیچے کی طرف



تصویر 20.6: معاشی مندی، سرمایہ کاری اور مجموعی طلب

I_1I_1 میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے سرمایہ کاری کی سطح OI سے گھٹ کر OI_1 ہو جاتی ہے۔ اس کا اثر مجموعی طلب پر صاف طور پر نظر آتا ہے جسے تصویر کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ مجموعی طلب AD سے گھٹ کر AD_1 ہو گئی ہے جس کا اثر روزگار پر صاف نظر آتا ہے جو گھٹ کر OL_F سے OL_1 تک آجاتا ہے۔

20.2.9 کساد بازاری کو دور کرنے کی تدابیر (Measures to Overcome the Recession)

کینز کے روزگار اور آمدنی کے نظریے پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجموعی طلب کو بڑھا کر کساد بازاری کو دور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مجموعی طلب کے عناصر جیسے صَرفی اخراجات، سرمایہ کاری، سرکاری اخراجات اور خالص برآمد (Net Export) کو ہی بڑھا کر مجموعی طلب میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ کینز کے نزدیک کساد بازاری کی حالت میں سرکاری اخراجات روزگار، آمدنی اور مجموعی طلب بڑھانے میں اور نتیجتاً معیشت کو کساد بازاری سے نکالنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دوسری طرف سرکاری ٹیکس (Tax) میں بھی کمی کر کے مجموعی طلب کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی پالیسی کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کہتے ہیں۔

1964 میں امریکہ میں جان کینیڈی سرکار نے ٹیکس میں کٹوتی کر کے معیشت میں مجموعی طلب میں اضافہ کرنے میں کامیابی حاصل کی اور معیشت کو ایک بڑے معاشی بحران میں جانے سے بچالیا۔ اسی طرح 02-2001 اور 2008 میں جارج بش کے دور میں سرکار کے ذریعے آمدنی پر ٹیکس میں 3.5 امریکی ڈالر کی کٹوتی کی گئی جس سے صَرفی اخراجات میں اضافہ ہوا اور روزگار کے مواقع پیدا ہوئے۔ بے روزگاری کی شرح میں تیزی سے کمی آئی۔ عوام کی تصرّفی آمدنی (Disposable Income) میں اضافہ ہوا اور مجموعی طلب میں بھی اضافہ ہوا۔

دوسری طرف قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کو نجی سرمایہ کاری (Private Investment) کے ذریعے بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ لیکن نجی سرمایہ کاری میں اضافہ تبھی ممکن ہے جب سود کی شرح (Rate of Interest) کو کم کیا جائے۔ اس سے زر کی تشکیل (Credit Creation) میں اضافہ ہوتا ہے اور نجی سرمایہ کاری (Private Investment) کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس پالیسی کو زری پالیسی (Monetary Policy) کہتے ہیں، اس علاوہ مالیاتی پالیسی کے مطابق سرمایہ کاروں کے منافع ٹیکس کو گھٹا کر بھی نجی سرمایہ کاری کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اور اگر سرمایہ کاری میں اضافہ ہو تو مجموعی طلب بھی اوپر کی طرف بڑھتا ہے جس کی وجہ سے معیشت میں آمدنی اور روزگار کی سطح میں اضافہ ممکن ہوتا ہے۔ کینز کے نزدیک تیسری اہم پالیسی مندی کے دور میں مندی سے بچانے کے لیے ہے وہ سرکاری اخراجات ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ مجموعی طلب میں سرکاری اخراجات بھی شامل ہیں اور جب سرکاری اخراجات بڑھتے ہیں تو مجموعی طلب بھی بڑھتی ہے۔ عوام کے لیے مختلف اسکیموں اور سرکاری پروگراموں پر خرچ کر کے روزگار کے مواقع میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ کینز نے سرکاری اخراجات کو مکمل روزگار پر معیشت میں توازن کی حالت پیدا کرنے کے لیے اہم پالیسی بتایا ہے۔

اس طرح کی پالیسی مندی کے دوران زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ کووڈ-19 کے دوران بھی پوری دنیا میں سرکاروں نے مالیاتی پالیسی کے تحت اخراجات کو بڑھایا اور عوام کو امداد کر کے معیشت کو بحران کے دور سے نکالنے میں مدد کی۔

اس سے پہلے 2009 میں امریکہ میں اوبامہ سرکار نے 800 بلین امریکی ڈالر کا سرکاری اخراجات بڑھانے کا پروگرام بنایا جس سے مندی کو دور کیا جاسکے۔

اخیر میں کینز نے مجموعی طلب کو بڑھانے کے لیے خالص برآمد (Net Export) کو بھی اہم مانا ہے۔ اس میں بھی اضافہ کر کے قومی آمدنی کی سطح کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ روزگار کی سطح میں مزید اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ سرکار خالص برآمد کو کئی طرح سے بڑھاوا دے سکتی ہے جس میں کاروباریوں کو منافع پر چھوٹ اور دیگر رعایات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کرنسی (Currency) کی قیمت میں کسی طرح کی کمی بھی برآمد (Export) کو بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔ اس طرح کینز نے مندی سے نپٹنے کے لیے مختلف طرح کی مالیاتی پالیسیوں کی تجویز رکھی۔

20.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کینز کے روزگار کے نظریے کی وضاحت کر سکیں۔
- موثر طلب کی وضاحت کر سکیں۔
- مجموعی رسد اور مجموعی طلب کی وضاحت کر سکیں۔
- کینز کے مطابق عظیم معاشی بحران کی وضاحت کر سکیں۔

20.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

موثر طلب :Effective Demand- وہ مجموعی طلب جو مجموعی رسد کے مساوی ہو۔

مجموعی رسد :Aggregate Supply- معیشت کی کل پیداوار (اشیا یا خدمات)۔

مجموعی طلب :Aggregate Demand- معیشت میں عوام، سرمایہ کار اور سرکار کے ذریعے کی گئی طلب۔

مالیاتی پالیسی :Fiscal Policy- سرکار کی اخراجات اور ٹیکس سے متعلق پالیسی۔

20.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

20.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کے مطابق معیشت میں روزگار اور قومی آمدنی کا تعین ہمیشہ مکمل روزگار کی سطح پر ہو گا۔ (صحیح / غلط)
2. کینز کی کتاب General Theory ---------- میں شائع ہوئی۔

(a) 1930 (b) 1935

(c) 1936 (d) 1928

3. کینز نے اپنے نظریے کو 1928 کے معاشی بحران پر منحصر کیا۔ (صحیح / غلط)
4. کینز نے معاشی بحران سے نپٹنے کے لیے مالیاتی پالیسی کو اہم مانا۔ (صحیح / غلط)
5. کینز کے مطابق قومی آمدنی منحصر کرتی ہے:
   (a) صرفی اخراجات پر (b) سرمایہ کاری پر
   (c) سرکاری اخراجات پر (d) درج بالا سبھی
6. کینز کا ماڈل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔ (طویل مدتی / قلیل مدتی)
7. روزگار کے تعین میں کینز نے سب سے زیادہ کس بات پر زور ڈالا؟
   (a) مکمل روزگار پر (b) مجموعی رسد پر
   (c) موثر طلب پر (d) طویل مدتی پالیسیوں پر
8. کینز کے آسان ماڈل میں صَرفی اخراجات منحصر کرتے ہیں:
   (a) آمدنی پر (b) قیمت پر
   (c) سود کی شرح پر (d) سرمایے پر
9. کینز کے آسان ماڈل میں سرمایہ کاری
   (a) بدلتی رہتی ہے۔ (b) مستقل رہتی ہے۔
   (c) دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔
10. کینز کے آسان ماڈل کے مطابق:
   (a) $MPC + MPS = 1$ (b) $APS + APC = 1$
   (c) دونوں (d) کوئی نہیں

20.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل کے مفروضات بیان کریں۔
2. موثر طلب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. مالیاتی پالیسی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. مجموعی طلب کو سرکاری اخراجات کس طرح متاثر کرتے ہیں؟
5. کینز کے ماڈل کی خصوصیات پر مختصر تبصرہ کریں۔

20.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل کا تفصیلی جائزہ پیش کریں
2. کینز کے مطابق معیشت میں توازن ہمیشہ مؤثر طلب کی حالت میں ممکن ہے۔ وضاحت پیش کریں
3. معیشت میں کس طرح سرکاری اخراجات کے ذریعے معاشی بحران سے نپٹا جا سکتا ہے؟ کینز کے نظریے میں اس کی اہمیت کیا ہے؟

20.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B. S., & Croushore, D. (2013). *Macroeconomics* (8th ed.). Pearson.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Klien, L. R. (1968). *The Kenesian Revolution* (2nd ed.). The Macmillan Press LTD.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LT

اکائی 21: آمدنی کے تعین کا کینزی نظریہ

(Keynesian Theory of Income Determination)

اکائی کے اجزا:

21.0 تمہید(Introduction)

21.1 مقاصد(Objectives)

21.2 کلاسیکی نظریے پر کینز کا تبصرہ

21.3 کینزی نظریے کے اہم پہلو(Important Aspects of Keynesian Theory)

21.3.1 کینزی معاشی نظام کے اہم مفروضات(Important Assumptions of Keynesian System)

21.4 کینز کا دو سیکٹر ماڈل(Keynes's Two Sector Model)

21.4.1 صرفی اخراجات(Consumption Expenditure)

21.4.2 سرمایہ کاری کے اخراجات(Investment Expenditure)

21.4.3 مجموعی آمدنی کا تعین(Determination of Income)

21.4.4 45ڈگری خط(45 Degree Line)

21.4.5 توازنی آمدنی کی سطح(Equilibrium Level of Income)

21.4.6 آمدنی کے تعین کا الجبری طریقہ(Algebraic Method of Income Determination)

21.5 قومی آمدنی اور روزگار(National Income and Employment)

21.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

21.7 کلیدی الفاظ(Keywords)

21.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

21.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

21.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

21.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

21.9 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

21.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں ہم نے کینز کے روزگار کے نظریے کا مطالعہ کیا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں کینز کے آمدنی کے تعین کے نظریے کا تجزیہ کیا جائے گا۔

21.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کے آمدنی کے تعین کے نظریے کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے نظریے کی اہمیت کو بیان کرنا۔

21.2 کلاسیکی نظریے پر کینز کا تبصرہ

کینز نے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے آمدنی اور روزگار تعین کے نظریات پر بہت تیکھا حملہ کیا۔ 1929 کے عالمی معاشی بحران کے دوران کلاسیکی معاشی نظام بکھر گیا۔ کینز نے اس کی کئی وجوہات بتائیں۔ یہ وجوہات ہی کینز کی کلاسیکی نظام پر تنقید کی بنیاد ہے۔ ان وجوہات میں سے کچھ اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

کینز نے کلاسیکی معاشی نظام کے بنیادی مفروضے یعنی مکمل روزگار کی حالت کو رد کرتے ہوئے کہا کہ معیشت میں ایسی حالت بازار کے حقیقت پسندانہ رویے کو نہیں دکھاتی۔ حقیقت میں بازار میں بے روزگاری ہوتی ہے۔ ان کے مطابق ایک سرمایہ دارانہ نظام میں، جو کلاسیکی نظام یا نظریے پر مبنی ہو، اس میں بے روزگاری کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ اس طرح کی معیشت میں پیداوار صِرف اور صِرف فائدے کو حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اگر کوئی کاروبار کسی سرمایہ دار کے لیے منافع بخش نہیں ہو تو وہ کاروبار بند کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں بازار میں بے روزگاری پیدا ہوتی ہے۔ عالمی بحران کے دوران لاکھوں مزدور بہت کم مزدوری پر کام کرنے کے لیے تیار تھے پھر بھی انہیں روزگار نہیں ملا۔ اس دوران معیشت میں غیر ارادی بیروزگاری (Involuntary Unemployment) اور ناقص روزگار (Underemployment) دونوں موجود تھے۔ اس طرح کینز کے مطابق کلاسیکی مفروضہ کہ معیشت میں مکمل روزگار کی صورت ہوتی ہے حقیقت سے پرے ہے۔

کلاسیکی نظام کا دوسرا اہم مفروضہ جے بی سے (J. B. Say) کا بازار کا نظریہ تھا جسے ہم سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market) کہتے ہیں۔ کینز نے بہت واضح طور پر ثابت کیا کہ یہ نظریہ خامیوں سے بھرا پڑا ہے۔ کینز نے یہ بتایا کہ کہ پیداوار کے مختلف عوامل

کے ذریعے حاصل کی گئی آمدنی کو پوری طرح سے خرچ نہیں کیا جاتا۔ آمدنی کا کچھ نہ کچھ حصہ پس انداز کیا جاتا ہے۔ اس حصے کو بچت (Saving) کہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجموعی طلب میں کمی پیدا ہوتی ہے جو سے کے قانون کے برعکس ہے۔ دراصل بازار میں اس وجہ سے رسد اور طلب میں عدم توازن کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح بازار میں زیادہ پیداوار (Overproduction) کی صورت نظر آتی ہے۔ بازار میں زائد پیداوار (Overproduction) بے روزگاری کو پیدا کرتی ہے۔ جے بی سے کے بازار کے نظریے کے ناکامی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بچت (Saving) اپنے آپ سرمایہ کاری (Investment) میں تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ سرمایہ کاری (Investment) اور بچت (Saving) دو الگ الگ معاشی ایجنٹوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ کینز نے قلیل مدت میں بچت اور سرمایہ کاری کے عمل کو طویل مدت سے بالکل مختلف تصور کیا ہے۔

کینز نے سرکار کی معیشت میں دخل اندازی کو ضروری مانا ہے۔ کینز کا یہ تصور کلاسیکی آزاد بازار (Lessez Faire Market) کے بالکل برعکس ہے۔ کینز بازار میں قیمت کے خود بخود تعین کو صحیح تصور نہیں مانتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جس طرح ایک سرمایہ دارانہ نظام میں کاروباری صِرف فائدے کے مقصد سے کاروبار کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بازار میں قیمت کا یا روزگار کا خود بخود تعین نہیں ہوتا ہے۔ بازار میں کسی بھی طرح کے عدمِ توازن کو سرکار کی مداخلت سے درست کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی حالت مندی کے دوران زیادہ پیدا ہوتی ہے جس سے بازار میں سرکار کی مداخلت کی ضرورت پڑتی ہے۔

کینز نے کلاسیکی نظریے کے طویل مدتی ہونے کو بھی ایک خامی کے طور پر دیکھا۔ جب عالمی معیشت ایک بہت بڑے بحران کے چپیٹ میں تھی تب معاشیات کے طویل مدتی نظریات کی ضرورت نہیں تھی بلکہ قلیل مدتی عدمِ توازن کی حالت کو سدھارنے کی ضرورت تھی۔ اسی لیے کینز نے نئی معاشی پالیسیوں کی بنیاد رکھی اور قلیل مدت میں معاشیاتی توازن کے بگاڑ کو کامیاب طریقے سے سلجھانے کی تجاویز پیش کیں۔ اس طرح کینز نے جن پالیسیوں کی بنیاد ڈالی وہ ایک نئے معاشی نظام کی بات کرتی تھیں۔

21.3 کینزی نظریے کے اہم پہلو (Important Aspects of Keynesian Theory)

اگر کینز کی کتاب General Theory of Income, Employment, Interest and Money کا مطالعہ کریں تو ہمیں آمدنی اور روزگار کے تعین کا جو کینز کا نظریہ ملتا ہے اس کے چند اہم پہلو ہیں۔ اس میں سب سے پہلا پہلو موثر طلب (effective Demand) ہے۔ اس نظریے کے تحت کینز مانتے ہیں کہ کسی معیشت میں روزگار کا تعین اس معیشت کے بازار میں موجود موثر طلب کے اوپر منحصر ہوتا ہے۔ موثر طلب جتنی زیادہ ہوگی روزگار بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اہم بات یہ ہے کہ اگر موثر طلب زیادہ ہو تو معیشت کی آمدنی بھی زیادہ ہوگی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ کینز نے موثر طلب کی موجودگی کو معیشت میں قلیل مدت کے طور پر دیکھا ہے۔ قلیل مدت میں معیشت میں مجموعی طلب اگر مجموعی رسد کے برابر ہو تو اسے موثر طلب کہا جاتا ہے۔ اس طرح موثر طلب معیشت میں توازن کی حالت کو دکھاتی ہے۔ کینز کا یہ ماننا تھا کہ موثر طلب معیشت میں مکمل روزگار کی غیر موجودگی میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح تیسری اہم بات کینز کے نظریے کی یہ ہے کہ ایک معیشت میں بے روزگاری کی حالت میں بھی توازن کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ چوتھی اہم بات کینز کے نظریے کی

یہ ہے کہ کینز معیشت میں سرکار کی مداخلت کو بہت اہم مانتے ہیں۔ کینز کے مطابق کبھی کبھی نجی سیکٹر کے ذریعے لیے گئے فیصلوں کا معیشت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ایسے میں سرکار کا رول بہت اہم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی بھی طرح کی مندی سے گزر رہی معیشت میں صارفین کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں سرکار انہیں کسی طرح کا معاشی محرک (Economic Stimulus) کو پیش کر معیشت میں مداخلت کرتی ہے اور صارفین کی زیادہ سے زیادہ صَرف کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس طرح کینز ایک ایسی معیشت کا تصور پیش کرتے ہیں جہاں نجی شعبے (Private Sector) اور سرکاری شعبے (Public Sector) دونوں کا کردار ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ تصور مخلوط معیشت کے تصور جیسا ہے۔

21.3.1 کینزی معاشی نظام کے اہم مفروضات (Important Assumptions of Keynesian System)

کینز کے نظریے کے اہم پہلو کو سمجھنے کے بعد ہم ان کے ذریعے پیش کیے گئے معاشی نظام کے مفروضات پر نظر ڈالیں گے۔ یہ مفروضات زیادہ تر کلاسیکی نظام کے مفروضات کے برعکس ہیں۔ کینز کا نظریہ مندرجہ ذیل مفروضات پر مبنی ہے۔

بازار میں قیمت کو کینز نے جامد یا مستقل (Rigid) مانا ہے۔ یہ مفروضہ کینز کے نظریے میں بنیادی رول ادا کرتا ہے۔ قیمت کے مستقل ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں سے اہم یہ ہے کہ فرم اکثر رسد کاروں سے کے ساتھ طویل مدتی معاہدے کرتی ہیں۔ اور ایسے میں فرم قیمت کو جلدی بدلنا نہیں چاہتی ہے۔ دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ مزدور اپنی زری آمدنی کو ایک اہم عنصر تسلیم کرتا ہے۔ اس کو وہ کسی قیمت پر کم نہیں ہونے دینا چاہتا۔ اسی طرح سرمایہ دار بھی جلدی اجرت کو تبدیل نہیں کرنا چاہتا ہے۔ کسی فرم کی اجرت میں بدلاؤ مہنگا ثابت ہو سکتا ہے۔ تیسری اہم وجہ یہ ہے کہ فرم قیمت میں تبدیلی کے بجائے روزگار کی مقدار میں تبدیلی کرنا بہتر سمجھتی ہے۔

کینز کا یہ بھی ماننا تھا کہ بچت اور سرمایہ کاری کسی معیشت صِرف سود کی شرح پر ہی منحصر نہیں کرتی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے عناصر ہیں جو ان دونوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ان عناصر میں آمدنی اور توقعات (Expectations) اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ انہیں وجوہات کی وجہ سے کینز کا یہ ماننا ہے کہ معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری میں توازن بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی صارف کی آمدنی بڑھتی ہے تو اس کا اثر صَرف اور بچت دونوں پر پڑتا ہے۔ توقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگ اپنی بچت کو بھی بڑھاتے ہیں۔ توقعات کا سرمایہ کاری پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اگر فائدے کی توقعات ہوتی ہیں تو لوگ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کینز کلاسیکی نظام کے برعکس معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری کو برابر نہیں مانتے ہیں۔

کینز کے نظام کے دیگر مفروضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معیشت میں موثر طلب ہی ہوتی ہے۔ موثر طلب سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنی تصرفی آمدنی کو ہی خرچ کرتے ہیں۔ یعنی لوگوں کے اخراجات ان کی آمدنی سے زائد نہیں ہوتے ہیں۔ ایسی صورت کینز کے یہاں قلیل مدت میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے معیشت میں موثر طلب کی موجودگی ہی معیشت میں آمدنی کے توازن کو متعین کرتی ہے۔ کینز کے یہاں موثر طلب دو عناصر پر مبنی ہے۔ پہلا صَرفی اخراجات (Consumption Expenditure) اور دوسرا سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure)۔

قلیل مدت کا تصور کینز کے نظام کا اہم مفروضہ ہے۔ اگر کینز کے نظام کی بات کریں تو پوری طرح مندی کو دھیان میں رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کینز نے قلیل مدت میں ہو رہے عدمِ توازن کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہے۔ قیمت کا مستحکم ہونا، موثر طلب کا ہونا اور قیمت کا اپنے آپ توازن کی سطح تک نہیں آنا معیشت کے قلیل مدتی رویے کو دکھاتا ہے۔ قلیل مدت کے تصور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ایک فرم کے لیے سرمایے، مزدور، پیداوار کی تکنیک اور فرم کا اپنا نظام پیداوار کے عناصر کے طور پر جوں کا توں رہتا ہے۔ اور یہی معیشت کی ساری فرموں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس طرح معیشت میں بھی یہ عناصر قلیل مدت میں تبدیل نہیں ہوتے ہیں۔

معیشت میں توازن کی حالت کا مکمل وزگار کی سطح پر ہونا لازمی نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کینز کلاسیکی نظام کے برعکس یہ مانتے تھے کہ معیشت میں آمدنی کا تعین موثر طلب کی سطح پر ہوتا ہے جو بے روزگاری کی صورت میں بھی موجود ہو سکتا ہے۔

21.4 کینز کا دو سیکٹر ماڈل (Keynes's Two Sector Model)

کینز کے آسان ماڈل کو دو شعبوں کا ماڈل (Two Sector Model) بھی کہتے ہیں۔ یہ ماڈل کینز کے بنیادی نظریے کی وضاحت کرتا ہے۔ اس میں کینز نے آمدنی اور اخراجات کو نظر میں رکھتے ہوئے معیشت کی آمدنی کا تعین کیا ہے۔ اس ماڈل میں صارفین اور کاروباری ہوتے ہیں۔ صارفین کے ذریعے کیے گئے اخرجات کو صَرفی اخراجات (Consumption Expenditure) کہتے ہیں۔ کاروباری کے ذریعے کیے گئے اخراجات کو سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure) کہتے ہیں۔ یہ دونوں اخراجات مل کر معیشت کی مجموعی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طلب (Aggregate Demand) مجموعی اخراجات کے مساوی ہوتی ہے۔

$$\begin{aligned} &Aggregate\ Demand\ (AD) \\ &= Consumption\ Expenditure\ (C) \\ &+ Investment\ Expenditure\ (I) \end{aligned}$$

کینز کے بنیادی ماڈل میں مجموعی طلب (Aggregate Demand) کو مجموعی اخراجات (Aggregate Expenditure) بھی کہا جاتا ہے۔ مجموعی طلب ہی کسی معیشت کی قومی آمدنی کا تعین کرتی ہے۔ آیئے مجموعی طلب کے اجزا کا مختصر مطالعہ کریں۔

مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب کے دو حصے ہیں۔ پہلا تو وہ اخراجات ہیں جن کو اشیائے صرف پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے خرچ کو صَرف یا صَرفی اخراجات (Consumption Expenditure) کہتے ہیں۔ دوسرا وہ اخراجات ہیں جو سرمایے کی طلب کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح کے اخراجات کو سرمایہ کاری کے اخراجات (Capital Expenditure) کہا جاتا ہے۔ اس طرح مجموعی طلب سے ہماری مراد ہوتی ہے عوام کے ذریعے اشیائے صَرف پر کیے گئے اخراجات اور سرمایہ دار کے ذریعے اشیائے سرمایہ پر کیے گئے اخراجات۔

21.4.1 صرفی اخراجات (Consumption Expenditure)

کینز کے بنیادی ماڈل میں صَرفی اخراجات کا اہم رول ہے۔ کینز کے مطابق صرف کی طلب سب سے پہلے تو مجموعی آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن کینز نے ایک اہم بات مفروضے کے طور پر یہ پیش کی کہ صرفی اخراجات میلانِ صرف اور آمدنی کی سطح پر منحصر کرتے ہیں۔

اس نظریے کے تحت آمدنی کا کچھ حصہ صرف کیا جاتا ہے ۔ ایسے صرفی اخراجات کو کینز نے تابع صرف (Induced Consumption) کہا۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے بھی صَرفی اخراجات ہوتے ہیں جو آمدنی پر منحصر نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر آمدنی صِفر بھی ہو تو ایسے اخراجات ہوتے ہیں۔ ان کو مستقل صَرف (Autonomous Expenditure) کہتے ہیں۔ صرفی اخراجات کو الجبرائی طور پر ہم اس طرح لکھ سکتے ہیں۔

$$C = a + bY$$

جہاں ،

C = صرفی اخراجات (Consumption Expenditure)

a = مستقل صَرف (Autonomous Consumption)

Y = آمدنی کی سطح (Income Level)

b = حاشیائی میلانِ صرف (Marginal Propensity to Consume)

درج بالا مساوات کو تفاعلِ صرف کہتے ہیں۔ اس میں C کسی معیشت میں صرف پر کیے جانے والے مجموعی اخراجات ہیں۔ ان اخراجات میں دو طرح کے صرف شامل ہیں۔ پہلا آزاد یا مستقل صرف اور دوسرا تابع صرف۔ آزاد صرف کو a سے دکھایا گیا ہے جو آمدنی کے نہیں ہونے پر بھی خرچ ہوتا ہی ہے۔ ایسے اخراجات میں ضروریات کی چیزوں پر خرچ شامل ہے۔ تابع صرف کا انحصار آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر آمدنی میں کسی طرح کی تبدیلی آتی ہے تو تابع صرف میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اس کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ صارفین اپنی آمدنی کا ایک مخصوص حصہ ہی صرف پر خرچ کرتے ہیں جو صارفین کے میلانِ صرف پر منحصر کرتی ہے۔ حاشیائی میلانِ صرف (MPC) آمدنی میں دی گئی تبدیلی کے نتیجے میں صرف میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

$$MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y}$$

$$MPC = \frac{\Delta(a + bY)}{\Delta Y}$$

$$MPC = \frac{(\Delta a + b\Delta Y)}{\Delta Y} = \frac{0 + b\Delta Y}{\Delta Y}$$

$$MPC = b$$

MPC کی قدر یہ بتاتی ہے کہ آمدنی میں تبدیلی کا کتنا حصہ صرفی اخراجات پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر $MPC = 1$ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ آمدنی میں اضافے کا کل حصہ صارفین اشیائے صرف پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر $MPC = 0$ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آمدنی میں اضافے کے باوجود صارفین اپنے صرف میں کوئی اضافہ نہیں کرتے ہیں۔ اس طرح کی دونوں صورتیں کینز کے نزدیک تقریباً ناممکن ہیں۔ اسی لیے MPC کی قدر صفر سے زیادہ اور 1 سے کم ہوتی ہے۔ یعنی

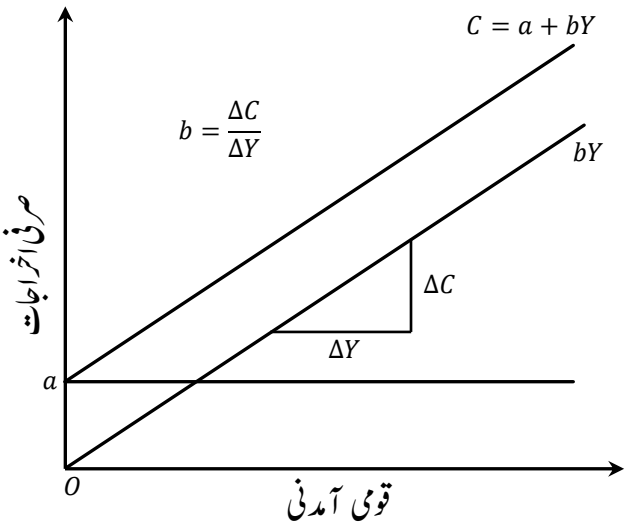
$$0 < MPC < 1$$

جدول 21.1: تفاعلِ صرف

C	bY	b	a	Y
(5)	(4)	(3)	(2)	(1)
200	0	0.8	200	0
1000	800	0.8	200	1000
1400	1200	0.8	200	1500
1800	1600	0.8	200	2000
2600	2400	0.8	200	3000
4200	4000	0.8	200	5000

جدول 21.1 میں مجموعی صرفی اخراجات کے الگ الگ اجزا کو دکھایا گیا ہے۔ اس جدول میں مستقل صرف یعنی a میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی چاہے آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو۔ آمدنی صفر ہونے پر بھی مستقل صرفی اخراجات 200 رہتے ہیں۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو صارفین کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ جیسے اگر آمدنی نہ ہو تو بھی کھانے اور پہننے کے لیے خرچ کرنا ہی ہوگا۔ جدول کے تیسرے کالم میں MPC کو 0.8 مانا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صارفین آمدنی میں اضافے کا 80 فیصد حصہ صرف پر خرچ کر دیتے ہیں۔ MPC کی قدر بھی مستقل ہے جو یہ دکھاتی ہے کہ اگر آمدنی بڑھتی بھی ہے تو بھی صارفین کے خرچ کرنے کے رویے میں کو تبدیلی نہیں ہوتی۔ ٹھیک اسی طرح اگر صارفین کی آمدنی گھٹتی ہے تو بھی ان کا خرچ کرنے کا رویہ جوں کا توں رہتا ہے۔ MPC کے 0.8 ہونے کا یہ مطلب ہے کہ صارفین اپنی اضافی آمدنی کا 80 فیصدی صرف کرتے ہیں۔ اسی کو اگلے کالم میں دکھایا گیا ہے۔ اس کالم میں تابع صرف (Induced Consumption) کو دکھایا گیا ہے جو آمدنی پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے آمدنی بڑھتی ہے ویسے ویسے تابع صرف کے اخراجات بھی بڑھتے ہیں۔ دونوں طرح کے صرفی اخراجات کو جوڑ کر مجموعی صرفی اخراجات کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسے کالم 5 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 21.1 میں دکھائے گئے تفاعلِ صرف کو تصویر کی مدد سے تصویر 21.1 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں aa خط مستقل صرف کو دکھاتا ہے۔ اس خط کے مطابق اگر آمدنی صفر بھی ہو تب بھی کچھ نہ کچھ صرفی اخراجات ہوتے رہیں گے۔ خط bY اوپر کی طرف بڑھتا خط ہے جو آمدنی کے بڑھنے پر اخراجات کے بڑھنے اور آمدنی کے گھٹنے پر اخراجات کے گھٹنے کو دکھاتا ہے۔ یہ خط تابع صرف کو دکھاتا ہے۔ ان دونوں خطوط کے عمودی حاصلِ جمع (Vertical Summation) سے ہمیں مجموعی اخراجات کا خط یا تفاعلِ صرف کا خط C ملتا ہے۔ تفاعلِ صرف کی ایک خاص بات یہ ہے کہ کینز کے نزدیک اس میں قلیل مدت میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ صرفی رویہ صارفین کے رجحانات (Tastes) اور ضروریات پر مبنی ہوتا ہے۔ اور یہ ہم



تصویر 21.1: تفاعلِ صرف

جانتے ہیں کہ قلیل مدت میں لوگوں کی ضروریات اور رجحانات میں جلد تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ اسی لیے تفاعلِ صرف اور صارفین کا رویہ یعنی MPC قلیل مدت میں بدلتا نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آمدنی میں تبدیلی سے صرف میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ آمدنی میں اضافے سے صَرف میں اضافہ ہوگا لیکن تفاعلِ صرف میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ تفاعلِ صرف کو تصویر 21.1 میں خط C سے دکھایا گیا ہے۔

21.4.2 سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure)



تصویر 21.2: مستقل سرمایہ کاری خط

سرمایہ کاری مجموعی اخراجات کا دوسرا اہم حصہ ہے۔ کینز کے دو سیکٹر ماڈل میں دوسرا سیکٹر سرمایہ کاری کے اخراجات کی نمائندگی کرتا ہے۔ قومی آمدنی کے تعین میں سرمایہ کاری کا بہت اہم کردار ہے۔ کینز کے نزدیک سرمایہ کاری دو اہم عوامل پر منحصر ہوتی ہے: سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) اور شرحِ سود (Rate of Interest)۔ ان دو عوامل کے علاوہ کینز نے سرمایہ کاری کو کسی دوسرے عامل سے متاثر نہیں مانا۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ کاری بھی آمدنی کے تبدیل ہونے پر تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ مزید معیشت میں شرح سود قلیل مدت میں تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ سرمایہ کاری قلیل مدت میں صِرف سرمایے کی حاشیائی استعداد پر ہی منحصر ہوتی ہے۔ یعنی اگر کاروباری سرمایے پر زیادہ منافع کی توقع کرتا ہے تو زیادہ سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس طرح منافع کی توقعات کی شرح کو ہی سرمایے کی حاشیائی استعداد کہتے ہیں۔ کاروباری کسی معیشت میں شرح سود اور سرمایے کی شرح استعداد کو دیکھتے ہوئے طے شدہ سرمایہ کاری کرتا ہے۔ کینز نے معیشت میں سرمایہ کاری کے تفاعل کو آمدنی سے آزاد مانا ہے۔ اس کو تصویر 21.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں II سرمایہ کاری خط ہے جو X محور کے متوازی ہے۔ یہ خط دکھاتا ہے کہ اگر آمدنی میں کوئی بدلاؤ پیدا ہو تو اس کا براہ راست اثر سرمایہ کاری کی مقدار پر نہیں پڑتا۔ دوسری طرف کینز یہ مانتے تھے کہ اگر آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو صارفین اپنے صَرف میں اضافہ کرتے ہیں اضافی آمدنی کے ایک بڑے حصے کو اشیائے صرف پر خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح معیشت میں شے کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ شے کی طلب بڑھنے پر کاروباری زیادہ منافع کی توقع بھی کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح معیشت میں آمدنی بالواسطہ طریقے سے سرمایہ کاری پر اثر ڈالتی ہے۔

21.4.3 مجموعی آمدنی کا تعین (Determination of Income)

اگر ہم مجموعی صرفی اخراجات اور سرمایہ کاری کے اخراجات کو جوڑ دیں تو ہمیں مجموعی طلب حاصل ہوتی ہے۔ اس کو ہم نے جدول 21.2 میں دکھایا ہے۔ جدول میں دکھائے گئے صرفی اخراجات میں سرمایہ کاری کے اخراجات کو جوڑ کر مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب کو حاصل کیا گیا ہے۔ تصویر 21.3 میں مجموعی اخراجات خط یا مجموعی طلب خط کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں II محور X کے متوازی خط ہے جو دکھاتا ہے کہ سرمایہ کاری آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی۔ خط C تفاعلِ صرف خط ہے جو دکھاتا ہے کہ صرف آمدنی پر منحصر کرتا ہے اور آمدنی میں

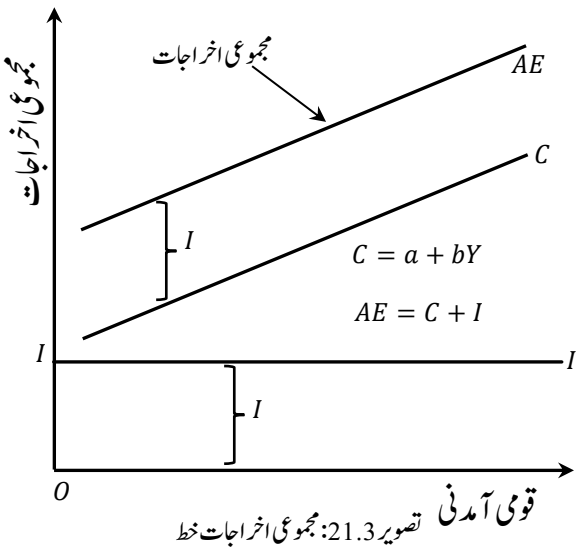
اضافے سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ صرف اور سرمایہ کاری کو جوڑنے پر مجموعی طلب حاصل ہوگی۔ اسے تصویر میں خطAE سے دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ خطC اور خطAE کے درمیان فرق یا فاصلہ سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔

جدول21.2: مجموعی طلب مجموعی آمدنی

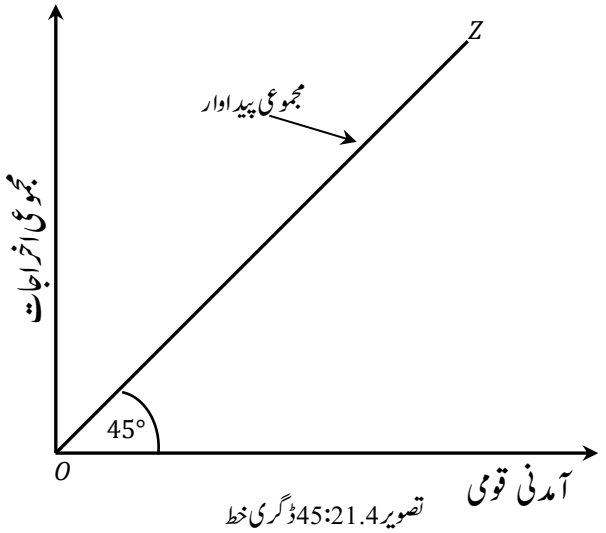
AE	I	C	Y
700	500	200	0
1500	500	1000	1000
2100	500	1400	1500
2300	500	1800	2000
3100	500	2600	3000
4700	500	4200	5000

21.4.4 45ڈگری خط (45 Degree Line)

45ڈگری خط وہ خط ہے، جو مبدا سے شروع ہوتا ہے اور داہنی طرف اوپر کو جاتا ہے۔ 45ڈگری خط پر عمودی محور پر پیمائش افقی محور پر پیمائش کے برابر ہوتی ہے۔ 45ڈگری لائن ان نقاط کے مجموعے کو دکھاتی ہے جہاں معیشت میں مجموعی اخراجات (جنہیں عمودی محور پر ماپا جاتا ہے) کی سطح، معیشت میں پیداوار یا قومی آمدنی (جسے افقی محور پر ماپا جاتا ہے) کی سطح کے برابر ہوتی ہے۔ دراصل یہ وہ خط ہے جس کے ہر نقطے پر پیداوار کی رسد اور پیداوار کی طلب برابر ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ ایک معیشت میں پیداوار کی منصوبہ بندی اسی خط کے مطابق ہوگی تو یہ خط متوقع مجموعی رسد کا خط ہوگا۔ معیشت جب توازن میں ہوتی ہے، تو مجموعی اخراجات قومی آمدنی کے برابر ہوتے ہیں- کیونکہ تعریف کے مطابق، قومی آمدنی اس بات کا پیمانہ ہے کہ معیشت میں اشیا اور خدمات کی حتمی فروخت پر کیا خرچ ہوتا ہے۔ اس طرح، کینز کراس ڈایاگرام کے ساتھ حساب کیا گیا توازن ہمیشہ 45ڈگری خط پر ہی قائم ہوگا جہاں مجموعی اخراجات اور پیداوار برابر ہوں گے۔ تصویر 21.4 میں 45ڈگری خط کو OZ خط سے دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ اس خط کے ہر نقطے پر قومی آمدنی اور مجموعی اخراجات مساوی ہوں گے۔ خط کے نیچے (دائیں طرف) آمدنی اخراجات سے زیادہ ہوگی اور خط کے اوپر (بائیں طرف) مجموعی اخراجات آمدنی سے زیادہ ہوں گے۔



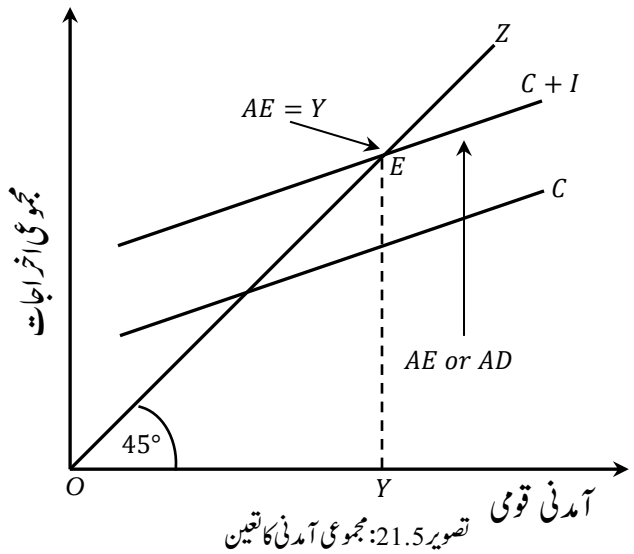
تصویر21.3: مجموعی اخراجات خط



تصویر21.4:45ڈگری خط

21.4.5 توازنی آمدنی کی سطح (Equilibrium Level of Income)

تصویر 21.5 میں صرفی اخراجات C اور سرمایہ کاری کے اخراجات I خطوط کے عمودی حاصل جمع سے ہمیں مجموعی طلب یا مجموعی خراجات کا خط ملتا ہے۔ AD یا AE خط دو سیکٹر معیشت میں مجموعی اخراجات کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ ایک سیدھا خط ہے جو آمدنی کے بڑھنے سے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ تفاعلِ صرف خط اور مجموعی اخراجات کے خط کے بیچ کا فرق سرمایہ کاری کی مقدار کا فرق ہے۔ کینز کے نظام میں آمدنی کا تعین وہاں پر ہوتا ہے جہاں مجموعی طلب معیشت میں مجموعی رسد کے برابر ہو۔ کینز نے مجموعی رسد کو 45 ڈگری خط سے پیش کیا۔ تصویر 21.5 میں بھی اس خط کو دکھایا گیا ہے۔ معیشت میں آمدنی کا تعین اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں پر مجموعی طلب معیشت میں مجموعی رسد کے برابر ہو۔ تصویر میں یہ صورت نقطہ E پر پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح نقطہ E پر معیشت کی آمدنی OY کا تعین ہوتا ہے۔ نقطہ E توازنی نقطہ ہوگا اور OY توازنی آمدنی ہوگی۔ آمدنی نہ OY سے کم کی سطح پر اور نہ OY سے زیادہ کی سطح پر توازن میں ہوگی۔ OY سے کم آمدنی کی سطح کی صورت میں مجموعی اخراجات مجموعی رسد سے زیادہ ہوں گے۔ اسے تصویر میں OY آمدنی سے پہلے مجموعی اخراجات کے خط کے 45 ڈگری خط کے اوپر ہونے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے فرم اشیا و خدمات کی پیداوار میں اضافہ کرے گی جس سے روزگار اور آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک قومی آمدنی OY کے مساوی نہ ہو جائے۔



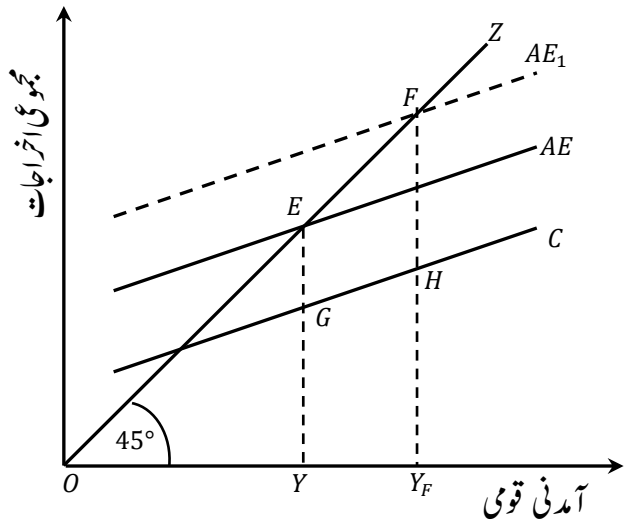
تصویر 21.5: مجموعی آمدنی کا تعین

اس کے برعکس، توازنی آمدنی OY سے زیادہ بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ OY سے زیادہ آمدنی ہونے کی صورت میں مجموعی اخراجات مجموعی پیداوار سے کم ہوں گے۔ یعنی جتنی اشیا و خدمات پیدا کی گئی ان سب کی طلب نہیں ہوگی۔ طلب کم ہونے کی وجہ سے فرمیں پیداوار کم کریں گی جس سے آمدنی اور روزگار میں کمی ہوگی۔ یہ عمل تب تک جاری رہے گا جب تک کہ قومی آمدنی OY کی سطح پر نہیں آجاتی۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ کینز نے آمدنی کے اس توازن کی سطح کو معیشت میں بے روزگاری کی صورت میں بھی ممکن مانا ہے۔ کینز کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ معیشت کا توازن آمدنی کی اس سطح پر ہو جس پر معیشت میں مکمل روزگار ہو۔ کینز کے مطابق آمدنی کا تعین مکمل روزگار آمدنی کی سطح سے کم پر بھی قائم ہو سکتا ہے۔ کینز کا یہ نظریہ کلاسیکی مکتبہ فکر کے بالکل برعکس ہے۔ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کے مطابق توازن ہمیشہ مکمل روزگار کی حالت پر قائم ہوتا ہے۔ ان کے مطابق معیشت کا رجحان ہمیشہ مکمل روزگار کی طرف ہوتا ہے۔ کینز نے اس کلاسیکی نظریے کی تردید کی اور کہا کہ معیشت کا توازن نامکمل روزگار کی صورت میں بھی ممکن ہے۔

کینز کے اس نقطے کو سمجھنے کے لیے تصویر 21.6 پر غور کریں۔ فرض کریں کہ OY_F آمدنی کی اُس سطح کو دکھاتی ہے جس پر معیشت

میں مکمل روزگار ہوتا ہے۔ لیکن معیشت کا توازن نقطہ E پر قائم ہوتا ہے اور توازنی آمدنی OY متعین ہوتی ہے۔ OY آمدنی مکمل روزگار آمدنی OY_F سے کم ہے یعنی آمدنی کی اس سطح پر کچھ عوامل کو روزگار نہیں مل پاتا ہے۔ اس طرح آمدنی کی OY سطح کم یا ناقص روزگار (Underemployment) کی صورت کو دکھاتی ہے۔



تصویر 21.6: ناقص روزگار کی صورت میں توازن

اگر مجموعی خط طلب میں اس طرح اضافہ ہو جائے کہ وہ منتقل ہو کر AE سے AE_1 ہو جائے تو معیشت کا توازن نقطہ F پر قائم ہو گا۔ اس نقطے پر توازنی آمدنی OY_F ہو گی جو مکمل روزگار آمدنی ہے۔ یعنی آمدنی کی اس سطح پر تمام وسائل کو روزگار مل جائے گا۔ غور کریں کہ مکمل روزگار آمدنی OY_F کی صورت میں مجموعی اخراجات Y_FF اور صرف کے بیچ کا فرق یعنی HF کو شگافِ پس اندازی (Saving Gap) کہا جاتا ہے۔ چونکہ HF معیشت کی بچت کو دکھاتی ہے لہذا، مکمل روزگار آمدنی کے حصول کے لیے معیشت میں HF کے مساوی سرمایہ کاری ہونی چاہیے تاکہ مجموعی اخراجات خط AE_F ہو جائے اور توازن نقطہ F پر قائم ہو۔ لیکن حقیقت میں سرمایہ کاری کی مقدار GE ہے جو بچت HF سے کم ہے۔ لہذا معیشت نامکمل روزگار کے ساتھ توازن میں ہے۔ سرمایہ کاری کے بچت کے مساوی نہ ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اول، وہ افراد جو پس اندازی کرتے ہیں اور وہ افراد جو سرمایہ کاری کرتے ہیں عموماً مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً، عام پبلک پس اندازی کرتی ہے جبکہ سرمایہ کاری آجرین کرتے ہیں۔ دوم، جن عوامل سے بچت کا تعین ہوتا ہے وہ ان عوامل سے مختلف ہوتے ہیں جن سے سرمایہ کاری کا تعین ہوتا ہے۔ افراد مختلف وجوہات جیسے بچوں کی تعلیم، شادی، ناگہانی حالات کا مقابلہ کرنے وغیرہ جیسے مقاصد سے بچت کاری کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، سرمایہ کاری عموماً سرمایے کی حاشیائی استعداد اور شرحِ سود پر منحصر کرتی ہے۔ لہذا، ضروری نہیں کہ بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے مساوی ہو۔ اگر سرمایہ کاری بچت سے کم ہو گی تو معیشت کا توازن مکمل روزگار آمدنی سے کم آمدنی کی سطح پر قائم ہو گا۔

21.4.6 آمدنی کے تعین کا الجبری طریقہ (Algebraic Method of Income Determination)

کینز کے دو سیکٹر ماڈل کو جس طرح سے تصویر 21.6 کے ذریعے دکھایا گیا ہے اسی کو ہم الجبری طریقے سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں قومی آمدنی کا تعین مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے توزن کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہم اس بات سے واقف ہو چکے ہیں کہ مجموعی طلب کو صرفی اخراجات اور سرمایہ کاری کے اخراجات کو ملا کر حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح

$$AD = C + I$$

تفاعلِ صرف ہوتا ہے:

$$C = a + bY$$

اب مان لیتے ہیں کہ سرمایہ کاری I کے برابر ہے اور آمدنی کی سطح سے آزاد ہوتی ہے۔ لہذا، تفاعل صرف کی قدر کو مجموعی طلب کی

مساوات میں رکھنے پر:

$$AD = a + bY + I$$

قومی آمدنی کا تعین مجموعی اخراجات کی اس سطح پر ہوتا ہے جو معیشت میں مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ معیشت کی مجموعی رسد مجموعی پیداوار کے برابر ہوتی ہے۔ یعنی معیشت کی مجموعی پیداوار اس کی مجموعی آمدنی ہوتی ہے جو مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح:

$$AS = Y$$

قومی آمدنی کے توازن / تعین کی شرط ہے:

$$AD = AS$$
$$Y = a + bY + I$$
$$Y - bY = a + I$$
$$Y(1 - b) = a + I$$
$$Y = \frac{a + I}{(1 - b)}$$
$$Y = \frac{a + I}{(1 - MPC)}$$

درج بالا مساوات معیشت میں توازن کی حالت کو بتاتی ہے جس سے معیشت کی قومی آمدنی کا تعین بھی ہوتا ہے۔ اس مساوات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مستقل صرف یعنی a اور سرمایہ کاری یعنی I معیشت میں اس طرح سے اخراجات کو پیدا کرتے ہیں کہ مجموعی اخراجات اور مجموعی پیداوار ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔ اس مساوات سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مستقل صرف اور سرمایہ کاری کے علاوہ ضارب (Multiplier) کے طور پر $\frac{1}{1-MPC}$ کا بھی اہم کردار ہے۔ جتنا زیادہ ضارب ہو گا اتنی زیادہ قومی آمدنی بھی ہو گی۔ ضارب کی قدر MPC پر منحصر کرتی ہے۔ جتنا زیادہ MPC ہو گا اتنا ہی زیادہ ضارب یعنی $\frac{1}{1-MPC}$ کا حاصل ہو گا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ صرف کو بڑھا کر معیشت کی مجموعی آمدنی بڑھائی جا سکتی ہے۔ یہ کینز کا ایک اہم نقطہ ہے۔ اگر کساد بازاری سے اوپر آنا ہو تو صَرف کو بڑھانا ہو گا۔

مثال: مان لیجیے کہ ایک معیشت میں مجموعی صرفی اخراجات $C = 100 + 0.8Y$ ہیں اور سرمایہ کاری $I = 200$ ہے۔ مجموعی آمدنی اور سرمایہ کاری ضارب (Investment Multiplier) بتائیں۔

حل: مجموعی طلب

$$AD = C + I$$
$$AD = 100 + 0.8Y + 200$$

توازن کی شرط

$$AD = AS$$
$$Y = 100 + 0.8Y + 200$$

$$Y - 0.8Y = 300$$
$$Y\,(1 - 0.8) = 300$$
$$Y = \frac{300}{0.2} = 1500$$

سرمایہ کاری کے ضارب کو $\frac{1}{1-MPC}$ کے فارمولے سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔

$$Investment\ Multiplier = \frac{1}{1-b}$$
$$b = 0.8$$
$$Investment\ Multiplier = \frac{1}{1-0.8} = \frac{1}{0.2} = 5$$

21.5 قومی آمدنی اور روزگار (National Income and Employment)

درج بالا میں ہم نے قومی آمدنی کے تعین کا مطالعہ کیا۔ جبکہ سابقہ اکائی میں روزگار کے تعین کے بارے میں بحث کی گئی۔ ہم نے دونوں کا تجزیہ جدا جدا اکائی میں کیا تاکہ آپ کو دونوں کا تعین بہتر سمجھ آسکے۔ لیکن حقیقت میں آمدنی اور روزگار دونوں کا تعین ایک ساتھ ہوتا ہے۔ لہذا، یہ بے موقع نہ ہوگا کہ دونوں کے ایک ساتھ تعین کی وضاحت کی جائے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ کینز کے نظریے میں روزگار آمدنی کا تفاعل ہے۔

مدت قلیل میں قومی آمدنی اور روزگار مجموعی اخراجات اور مجموعی پیداوار کے توازن سے متعین ہوتی ہے۔ دو سیکٹر معیشت میں ایک سال کے دوران قومی آمدنی معیشت میں پیدا تمام اشیا و خدمات کی زری قدر کے مساوی ہوگی۔ مجموعی پیداوار کے دو اجزا ہیں:

1. سال میں پیدا حتمی اشیائے صَرف کی رسد یا پیداوار
2. اشائے سرمایہ کی پیداوار

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی اور قومی پیداوار یکساں ہوتے ہیں کیونکہ دونوں ہی تصورات معیشت میں پیدا حتمی اشیا و خدمات کی قدر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ معیشت میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی زری قدر کو عواملِ پیدائش کو پیداوار میں ان کی شراکت کے عوض اجرت، سود، لگان اور منافع کی مد میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

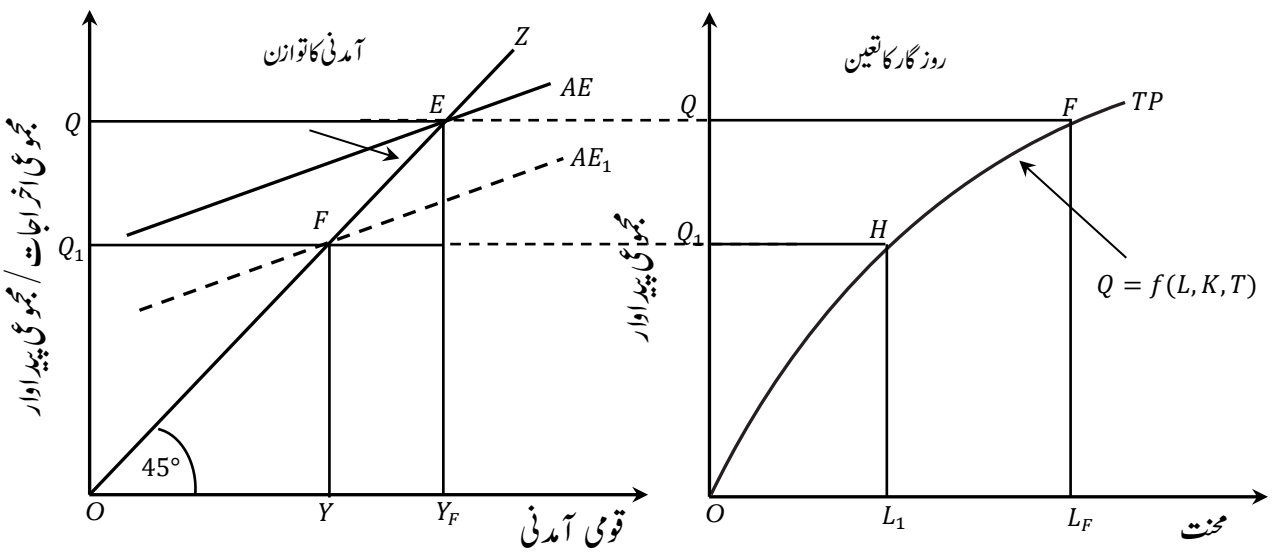
مجموعی پیداوار جسے مجموعی رسد بھی کہا جاتا ہے سرمایے کے ذخیرے، محنت کی مقدار اور ٹیکنالوجی پر منحصر کرتی ہے۔ چونکہ مدتِ قلیل میں سرمایہ اور ٹیکنالوجی مقرر ہوتے ہیں لہذا، مجموعی پیداوار میں اضافہ محنت میں اضافہ کرکے ہی کیا جاسکتا ہے۔ کلاسیکی مکتبہ فکر کی ہی طرح، کینز کے مطابق بھی مجموعی پیداوار یا مجموعی آمدنی قلیل مدتی تفاعلِ پیدائش پر منحصر کرتی ہے۔ قلیل مدتی تفاعلِ پیدائش کو ذیل کے طریقے سے لکھا جاسکتا ہے:

$$Y = f(L, \overline{K}, \overline{T})$$

جہاں، Y مجموعی پیداوار، $\overline{K}$ سرمایے کے ذخیرے کی مقررہ مقدار، $\overline{T}$ ٹیکنالوجی اور L محنت یا مزدوروں کی مقدار ہے۔ یاد کریں کہ محنت کی دی گئی مقدار کتنی پیداوار کر سکتی ہے یہ سرمایے کے ذخیرے اور ٹیکنالوجی پر منحصر کرتا ہے۔ جتنی اعلیٰ معیار کی ٹیکنالوجی ہو گی، مزدوروں کی دی گئی مقدار اتنا ہی زیادہ مجموعی پیداوار پیدا کر پائے گی۔ لیکن چونکہ کینز کا تجزیہ قلیل مدتی تجزیہ ہے، لہٰذا، اس میں سرمایے اور ٹیکنالوجی کو مقرر فرض کیا جاتا ہے۔

مجموعی پیداوار کے درج بالا تفاعل کے مطابق جتنی زیادہ مقدار محنت کی استعمال ہو گی اتنی ہی زیادہ معیشت کی پیداوار ہو گی۔ اسے ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ جتنی زیادہ معیشت کی آمدنی ہو گی اتنے ہی زیادہ مزدوروں کو روزگار مل جائے گا۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کینز کے تجزیے میں آمدنی اور روزگار کا تعین موثر طلب سے ہوتا ہے۔ ایسی بند معیشت جس میں حکومت کی مداخلات نہیں ہوتی، مجموعی طلب صرفی طلب اور سرمایہ کاری کی طلب پر مشتمل ہوتی ہے۔ کینز کے نظریے میں تفاعلِ صرف مدتِ قلیل میں مستحکم ہوتا ہے جبکہ سرمایہ کاری غیر مستحکم ہوتی ہے کیونکہ اس کا انحصار کافی حد تک سرمایہ کاری کی مستقبل میں منافع کی توقعات پر منحصر کرتی ہے۔ مکمل روزگار کے ساتھ توازن تب قائم ہوتا ہے جب معیشت میں سرمایہ کاری پس اندازی یا بچت کے مساوی ہو۔

تصویر 21.7 پر غور کریں۔ تصویر کے بائیں حصے میں مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات خط AE اور مجموعی رسد خط OZ کے نقطہ تقاطع سے توازنی آمدنی OY_F متعین ہوتی ہے۔ OY_F آمدنی کے بالمقابل مجموعی اخراجات OQ ہوں گے اس طرح کہ ($OQ=OY_F$)۔ تصویر کے داہنی حصے میں قلیل مدتی تفاعلِ پیداوار کو TP خط سے دکھایا گیا ہے۔ TP خط کے مطابق OQ مقدار میں پیداوار کرنے کے لیے محنت کی OL_F اکائیوں کو روزگار دینا ہو گا۔ غور کریں کہ مقدار OQ پیدا کرنے کی صورت میں تمام مزدوروں کو روزگار مل جائے گا اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت ہو گی اگر OY_F آمدنی مکمل روزگار آمدنی ہے۔ اب فرض کریں کہ کسی وجہ سے سرمایہ کاری میں کمی آجاتی ہے اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات کا خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر AE_1 ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں توازنی آمدنی مجموعی



تصویر 21.7: کینز کے نظریے میں آمدنی اور روزگار کا تعین

اخراجات خط اور مجموعی رسد خط کے نقطہ تقاطع F پر متعین ہوگی۔ نقطہ F پر توازنی آمدنی OY_1 ہوگی جو مجموعی اخراجات OQ_1 کے مساوی ہوگی۔ تصویر کے داہنی حصے میں مجموعی پیداوار OQ_1 کو پیدا کرنے کے لیے OL_1 مقدار میں محنت کو روزگار ملے گا۔ اس طرح، مزدوروں کی L_FL_1 مقدار بے روزگار ہو جائے گی۔ اس طرح، مجموعی طلب یا اخراجات میں کمی سے معیشت میں بے روزگاری کی حالت پیدا ہوگی۔ کینز کے مطابق یہ بے روزگاری تب تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ مجموعی طلب میں اتنا اضافہ نہ کر دیا جائے کہ وہ مکمل روزگار آمدنی کے مساوی ہو جائے۔

21.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کینز کے نظریے کو بیان کر سکیں۔
- کینز کے نظریے کی اہمیت بیان کر سکیں۔

21.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

صرفی اخراجات :Consumption Expenditure- عام لوگوں کے ذریعے روزمرہ کے صرف پر کیے گئے اخراجات۔

سرمایہ کاری :Investment-کاروباریوں کے ذریعے اشیائے سرمایہ مثلاً نئے مشینوں کی خرید پر کیے گئے اخراجات

مجموعی طلب :Aggregate Demand-کاروباری، عوام اور سرکار وغیرہ کے ذریعے کیے گئے تمام حتمی اخراجات کا مجموعہ۔

قابل صَرف آمدنی :Disposable Income-لوگوں کی وہ آمدنی جو ٹیکس کی ادائیگی کے بعد بچ جائے۔

حاشیائی میلانِ صرف:Marginal Propensity to Consume-آمدنی میں ایک اکائی کے اضافے سے صرفی اخراجات میں ہوا اضافہ۔ لائق صرف آمدنی کا مخصوص حصہ جو صارفین صرف کرتے ہیں۔

ضاربِ سرمایہ کاری :Investment Multiplier-سرمایہ کاری میں آئی تبدیلی سے آمدنی میں آئی تبدیلی۔

21.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

21.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کا نظریہ طویل مدتی نظریہ ہے۔ (صحیح/غلط)
2. کینز نے کلاسیکی مفروضے کہ معیشت میں مکمل روزگار پر ہی قومی آمدنی کا تعین ہوتا ہے کو صحیح نہیں مانا۔ (صحیح/غلط)
3. کینز کے نزدیک لوگ اپنی آمدنی کے بڑھنے پر بچت کاری کرتے ہیں جس کی وجہ سے Say's Law of Market معیشت میں ناکام ہوتا ہے۔ (صحیح/غلط)

4. کینز کے نزدیک معیشت میں توازن کی حالت میں بے روزگاری----------ہے۔ (ممکن/ناممکن)
5. ضارب کی قدر ہوتی ہے----------
6. کینز نے اپنے نظریے میں----------کو فروغ دیا۔
7. آمدنی کے بڑھنے کے ساتھ اگر صرفی اخراجات بڑھیں تو اسے کون سے اخراجات کہیں گے؟

(a) آزاد اخراجات (b) تابع اخراجات

(c) (a)اور(b)دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

8. دو سیکٹر معیشت میں ضارب ہوتا ہے:

(a) b (b) $1-b$

(c) $-b$ (d) $\frac{1}{(1-b)}$

9. کینز کی کتاب General Theory Income, Employment, Interest and Money کب شائع ہوئی؟

(a) 1930 (b) 1940

(c) 1929 (d) 1936

10. حاشیائی میلانِ صرف ہوتا ہے:

(a) $\frac{\Delta C}{\Delta Y}$ (b) $\frac{1-\Delta C}{\Delta Y}$

(c) $\frac{\Delta Y}{\Delta C}$ (d) $1-\frac{\Delta C}{\Delta Y}$

21.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کینز کے معاشی نظام کے مفروضات کیا کیا ہیں؟
2. کلاسیکی معاشی نظام کے مفروضات پر کینز کے تبصرے کا جائزہ لیں۔
3. کینز کے دو سیکٹر ماڈل کو الجبرائی طریقے سے سمجھائیں۔
4. کینز نے کس طرح مالیاتی پالیسی کو فروغ دیا؟
5. کینز کے نظریے میں ضاربِ سرمایہ کاری(Investment Multiplier)اور MPC کے مابین رشتے پر روشنی ڈالیں۔

21.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے معاشی نظام کے دو سیکٹر ماڈل کو گراف کے ذریعے سمجھائیں۔

2. مجموعی اخراجات کے دو الگ الگ اجزا پر تفصیلی جائزہ پیش کریں۔
3. کینز اور کلاسیکی نظریات کے مفروضات کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

21.9 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Dornbusch, R., & Fischer, S. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). McGraw Hill Education.
2. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
3. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.

اکائی 22: کینزی ماڈل کا تنقیدی جائزہ

(Critical Evaluation of Keynesian Model)

اکائی کے اجزا:

22.0 تمہید(Introduction)

22.1 مقاصد(Objectives)

22.2 کینزی ماڈل کی اہم خصوصیات(Important Features of Keynesian Model)

22.2.1 مجموعی طلب اور موثر طلب(Aggregate Demand and Effective Demand)

22.2.2 معیشت میں بے روزگاری اور توازن(Unemployment and Equilibrium in Economy)

22.2.3 شرحِ اجرت اور بے روزگاری(Wage Rate and Unemployment)

22.2.4 صَرفی اخراجات کی طلب(Demand for Consumption Expenditure)

22.2.5 سرمایہ کاری(Investment)

22.2.6 مالیاتی پالیسی(Fiscal Policy)

22.2.7 کینز اور کفایت شعاری کا تضاد(Keynes and Paradox of Thrift)

22.2.8 کینز کے نظریے پر تنقیدی تاثرات(Critical Comments on Keynes's Theory)

22.3 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

22.4 کلیدی الفاظ(Keywords)

22.5 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

22.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

22.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

22.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

22.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

22.0 تمہید (Introduction)

اس اکائی سے پہلے ہم نے کلاسیکی مکتبہ فکر اور کینز کے آمدنی اور روزگار کے نظریات کا مطالعہ کیا۔ کینز کے نظریے میں ہم نے آمدنی، پیداوار اور روزگار کے نظریات اور ان کے تعین کے مفروضات پر مختصر بحث کر کے معیشت میں روزگار اور آمدنی کا تعین کیسے کیا جاتا ہے، کو سیکھا۔

کینز نے اپنی کتاب "آمدنی، روزگار، سود اور زر کا عام نظریہ" ("General Theory of Income, Employment, Interest and Money") میں معاشی طور پر مندی سے جوجھ رہی معیشت کا مطالعہ کر کے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مفروضات جیسے طویل مدت اور مکمل روزگار کی موجودگی کے برخلاف قلیل مدت میں معیشت میں بے روزگاری کے ساتھ توازن کی موجودگی کے امکانات کی نشاندہی کی۔ انہوں نے ایک ایسی معیشت کا تصور پیش کیا جو بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ معیشت ہے اور جس میں ضرورت کے مطابق حکومت اپنی مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کا استعمال کر کے معیشت میں دخل اندازی کرتی ہے۔

کینز کے ماڈل کو ہکس (Hicks) ہینسن (Hansen) اور سیمولسن (Samuelson) جیسے ماہرین معاشیات نے آگے بڑھایا اور نئے نئے تجربات بھی کیے۔ سیمولسن (Samuelson) نے جب اپنی مشہور نصابی کتاب Economics لکھی تو کینز کے ماڈل کو آسان اور سہل طریقے سے پیش کیا جس کی مدد سے کینز کے ماڈل کو اور زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ فرینکو ماڈگلیانی (Franco Modigliani) نے بھی کینز کے نظریے کو مقبول کرنے میں محنت کی۔ Hicks اور Hansen نے کینز کے ماڈل پر مبنی IS-LM ماڈل پیش کیا جس کو آج بھی نصاب میں پڑھایا جاتا ہے۔ بعد کے ماہرین جیسے کاڈنگٹن (Coddington) اور پیٹنکنس (Patinkin) نے کینز کے ماڈل کو ایک عام توازن (General Equilibrium) ماڈل کی شکل میں تجزیاتی طور پر پیش کیا۔ فلپس (A.W. Philips) نے بھی کینز کے ماڈل پر اپنے نظریات ظاہر کیے۔ ان ماہرین معاشیات کو ہی ہم کینزی ماہرین معاشیات (Keynesian Economists) کہتے ہیں۔ کینز کے بعد کچھ ایسے بھی ماہرین معاشیات ہیں جو کینز کے ماڈل میں مسلسل سدھار کرتے رہیں ہیں۔ انہیں ہم Neo Keynesians (نو کینزی) کہتے ہیں۔ ملٹن فریڈمین (Milton Friedman) کے بعد جب مانیٹرزم اور زری پالیسی (Monetarism and Monetary Policy) نے ایک اہم رول معیشت میں نبھایا، تب بھی کینز کی مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آج بھی جب معیشت میں مندی کی حالت آتی ہے تب حکومت کی مالیاتی پالیسی کو اپنایا جاتا ہے۔ اس طرح کے اقدامات کو ہم نے Covid -19 کے دوران بھی دیکھا ہے۔ ہندوستان کے ساتھ ساتھ کئی ملکوں نے الگ الگ پیکیج راحت کے طور پر عوام اور انڈسٹری کو پہنچائی ہے

ہم نے کینز کے ذریعے پیش کیے گئے بنیادی ماڈل کے تصورات پر پچھلے باب میں بحث کی۔ اس باب میں ہم ان نکات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے جو کینز کے نظریات اور مفروضات پر مبنی ہے۔ یہ بھی بحث کریں گے کہ ان مفروضات پر مبنی نظریہ کس حد تک معیشت کو سمجھنے میں ایک بہتر تصور ہے یا اس نقطہ نظر میں کیا خامیاں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھیں گے کہ بعد کے ماہرین نے کس طرح کینز کے نظریے پر تنقید کی۔ اس طرح ہم اس اکائی میں کینز کے تصورات کا تنقیدی جائزہ لیں گے۔

22.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی میں ہم کینز کے نظریات اور تصورات کا تنقیدی جائزہ پیش کریں گے۔ اس طرح اس اکائی کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

- کینز کی بنیادی تجاویز کا جائزہ لینا۔
- کینز کے ذریعے پیش کیے گئے تصورات کے مفروضات پر بحث کرنا۔
- کینز کے تصورات اور نظریات میں آئے زوال کا تنقیدی مطالعہ کرنا۔

22.2 کینزی ماڈل کی اہم خصوصیات (Important Features of Keynesian Model)

کینز کے ذریعے شائع کردہ کتاب ("General Theory of Income, Employment, Interest and Money") کے مطالعے سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ کینز نے ہر اس نکتے کے پر بحث کی جس کا دخل معیشت میں آمدنی کے تعین میں ہوتا ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ وہ کون سے محرکات ہیں جو کسی معیشت میں آمدنی اور روزگار کا تعین کرتے ہیں۔ اپنے اس مطالعے میں کینز نے ایک بات تو خاص طور پر مانی ہے کہ "کسی معیشت کی آمدنی اس معیشت میں روزگار کے حجم (Volume of Employment) پر منحصر ہوتی ہے"۔ اس بنیادی بات کے پیچھے جو مفروضات ہیں ان میں بے روزگاری کی حالت میں توازن کی موجودگی بھی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کینز روزگار کے تعین اور اس کے حجم کی بنا پر معیشت کی آمدنی کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اس بات کو مانا کہ ایک معیشت میں توازن کی حالت بے روزگاری کی حالت میں بھی ممکن ہے۔ اس طرح کینز کے ماڈل کی ایک اہم بات یہ ہے کہ معیشت میں بے روزگاری ہوتی ہے جو کہ کلاسیکی نظریے کے برخلاف ہے۔

اپنی بات کو بنیادی طور پر سمجھانے کے لیے کینز نے ایک آسان ماڈل کا تصور پیش کیا جس میں موثر طلب (Effective Demand) کا نظریہ اہم ہے۔ موثر طلب سے مراد معیشت میں موجود طلب کی اس سطح سے ہے جو رسد کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح کینز کے نزدیک طلب کی جس سطح پر معیشت میں رسد اور طلب کی مقدار برابر ہوتی ہے وہاں پر معیشت توازن کی حالت میں ہوتی ہے اور طلب کی اس سطح کو موثر طلب بھی کہتے ہیں۔ کینز کے اس نظریے کی بنیاد دو اہم اخراجات ہیں جنہیں گھریلو اخراجات (Household Expenditure) اور سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure) کہتے ہیں۔ اپنے اس ماڈل میں کینز نے سرکار کو بھی شامل کیا ہے۔ ان کے مطابق سرکار یا حکومت اپنے اخراجات کے ذریعے معیشت میں دخل دیتی ہے اسی لے حکومت کے ذریعے کیے گئے اخراجات کو ماڈل کا حصہ مانا ہے۔ اس طرح کلاسیکی ماڈل کے برعکس کینز کے یہاں حکومت بھی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مندرجہ بالا اختصار سے کینز کے ماڈل کی خصوصیات پر تبصرہ مندرجہ ذیل ہے۔

22.2.1 مجموعی طلب اور موثر طلب (Aggregate Demand and Effective Demand)

معیشت کے بنیادی ماڈل میں کینز نے مجموعی طلب کو مجموعی اخراجات کے برابر بتایا ہے۔ یہ اخراجات گھریلو اخراجات، سرمایہ کاری

اور حکومت کے ذریعے کیے گئے اخراجات ہیں۔ اس طرح کینز کے یہاں مجموعی طلب معیشت میں کیے گئے مجموعی اخراجات کے برابر ہوتی ہے۔ کینز کا یہ نظریہ اور الگ ہو جاتا ہے جب موثر طلب کے تصورات سامنے آتے ہیں۔ ہم کینز کی دو شعبی معیشت میں مجموعی طلب کو اس طرح لکھ سکتے ہیں۔

$$AD = C + I$$

جہاں، AD مجموعی طلب C صرفی اخراجات اور I سرمایہ کاری کے اخراجات ہیں۔

جب مجموعی طلب مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے تو معیشت میں روزگار اور آمدنی کا تعین ہوتا ہے۔ اس طلب کو کینز نے موثر طلب (Effective Demand) کہا ہے۔ اس طرح معیشت میں روزگار اور رسد کے تعین کا اصل محرک موثر طلب ہے یعنی طلب کی وہ سطح جو مجموعی رسد کے مساوی ہو۔ ایسی صورت میں جب مجموعی رسد دی ہوئی ہو تو مجموعی طلب میں کسی بھی طرح کا بدلاؤ، معیشت میں روزگار کے توازن کو بدل سکتا ہے۔ اسی لیے مجموعی طلب کو بدل کر روزگار کے تعین کو بھی بدلا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ معیشت میں مجموعی طلب کو بڑھانے کے لیے C یا I، کو بڑھایا جاتا ہے۔ کینز کا یہ نظریہ بہت اہم ہے اور اس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ جب معیشت میں مندی کی حالت ہو تو گھریلو اخراجات یا سرمایہ کاری کو بڑھانا ممکن نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ممکن پالیسی یہ ہے کہ حکومت اپنے اخراجات کو بڑھائے۔ اس نظریے سے مجموعی طلب کو بڑھانے کی یہ ایک ایسی تدبیر ہے جس کو کلاسیکی ماہرین نے نظر انداز کیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غور کرنے والی بات ہے کہ اگر معیشت میں موثر طلب کی سطح کو بڑھانا ہو تو بہتر تجویز یہ ہے کہ طلب کو بڑھایا جائے۔ حالانکہ یہ بھی ایک اہم پہلو ہے کہ قلیل مدت میں موثر طلب کو بڑھانا بہت مشکل ہے۔ اس لیے کینز کے تجزیے کے مطابق قلیل مدت میں توازن کی صورت (یعنی مجموعی طلب اور مجموعی رسد کی برابری) میں مجموعی طلب کو ہی موثر طلب مانا گیا ہے۔

موثر طلب ہی کسی معیشت میں مجموعی آمدنی اور روزگار کا تعین کرتی ہے۔ ان باتوں کو مختصراً اس طرح بھی پیش کر سکتے ہیں۔

$$Effective\ Demand = Value\ of\ National\ Output = C + I = National\ Income$$

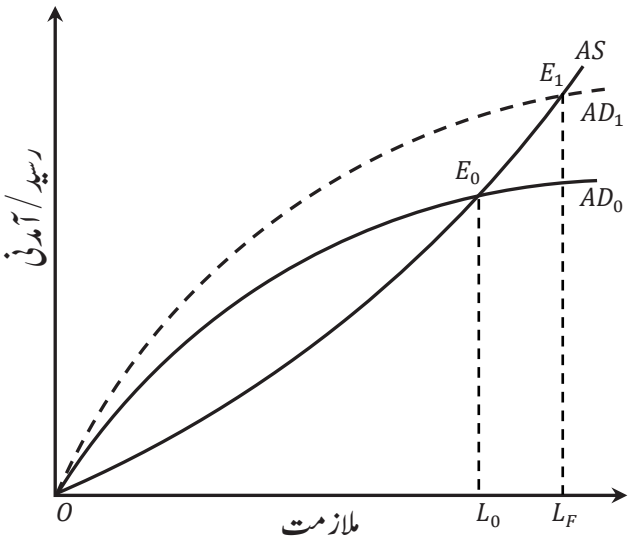
موثر طلب = مجموعی پیداوار کی قدر = مجموعی اخراجات = قومی آمدنی

اب یہ ظاہر ہے کہ کسی بھی معیشت میں روزگار موثر طلب پر منحصر کرتا ہے کیونکہ موثر طلب ہی سے قومی آمدنی کا تعین ہوتا ہے۔

22.2.2 معیشت میں بے روزگاری اور توازن (Unemployment and Equilibrium in Economy)

کینزی معیشت میں توازن کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نظریے کے برعکس بے روزگاری کی حالت میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ کینز کے ماڈل میں مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے ایک دوسرے کے برابر ہو جانے کی حالت میں روزگار کے توازن کا تعین ہونا مانا گیا ہے۔ ایسی صورت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد صرف اور صرف مکمل روزگار کی صورت میں پیدا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد اُس حالت میں بھی برابر ہو سکتے ہیں جب معیشت میں روزگار کی چاہ رکھنے والے افراد کی تعداد روزگار پانے

والے افراد سے زیادہ ہو یعنی بے روزگاری کی حالت میں۔ اس حالت کو تصویر 22.1 کی مدد سے اور بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔



تصویر 22.1: بے روزگاری کے ساتھ توازن

تصویر سے صاف اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ معیشت میں مجموعی طلب خط AD_1 اور مجموعی رسد خط AS نقطہ E_0 پر ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں یعنی اس نقطے پر مجموعی طلب اور مجموعی رسد مساوی ہیں۔ اور اس وجہ سے معیشت نقطہ E_0 پر توازن میں ہے۔

اس سطح پر (یعنی نقطہ E_0 پر) معیشت میں مجموعی رسد یا پیداوار L_0E_0 ہوگی جو OL_0 مقدار میں مزدوروں کو روزگار دے کر پیدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن معیشت میں مکمل روزگار کی صورت میں L_FE_1 مقدار میں پیداوار کرنے کی ضرورت ہوگی کیونکہ OL_F مقدار میں افراد روزگار کی تلاش میں ہیں۔ چونکہ L_0E_0 پیداوار کے لیے صرف OL_0 مزدوروں کو روزگار حاصل ہوتا ہے لہذا L_0L_F مزدوروں کو روزگار نہیں مل پاتا ہے۔ کینز کے مطابق اگر مجموعی طلب خط کو AD_0 سے AD_1 تک بڑھا دیا جائے تو معیشت میں مکمل روزگار کی حالت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ حالانکہ E_0 پر بھی معیشت توازن کی حالت میں ہے لیکن یہ توازن بے روزگاری کی صورت پیدا کرتا ہے۔ ایسی بے روزگاری کو غیر ارادی بے روزگاری (Involuntary Unemployment) کہتے ہیں۔

22.2.3 شرحِ اجرت اور بے روزگاری (Wage Rate and Unemployment)

کلاسیکی ماہرین کا یہ ماننا تھا کہ اگر معیشت میں بے روزگاری کی صورت پیدا ہوتی ہے تب شرحِ اجرت کو گھٹا کر روزگار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ ان کے نزدیک اجرت، پیداکاروں کے لیے ایک طرح کی لاگت ہے۔ اجرت کو گھٹا کر پیداوار کی لاگت کو گھٹایا جاسکتا ہے اور اس سے پیداکار (Producers) کو نئے مزدوروں کو روزگار دینے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ اس طرح اجرت کو گھٹا کر بے روزگاری دور کی جاسکتی ہے۔ لیکن کینز نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کینز نے اپنے نظریے میں اجرت کو لاگت کے ساتھ ساتھ معیشت میں مزدوروں کی آمدنی کا بھی ذریعہ مانا ہے۔ اگر اجرت کو کم کیا جائے تو کینز کے مطابق معیشت میں آمدنی کم ہو جائے گی جس کی وجہ سے صارفین کم صَرف یا اخراجات کریں گے۔ اور جب اخراجات ہی کم ہوں تو پیداوار یا پیدا کردہ چیزوں کی طلب کس طرح پیدا ہوگی؟ اس طرح اجرت کا گھٹانا بے روزگاری کے مسئلے کا حل نہیں ہے۔

22.2.4 صَرفی اخراجات کی طلب (Demand for Consumption Expenditure)

کینز نے صرفی اخراجات کو آمدنی کے اوپر منحصر مانا ہے۔ ان کے نزدیک صارفین کا میلانِ صرف اور آمدنی صرفی اخراجات کے اہم

محرکات ہیں۔ انہوں نے اسے اپنے صرف کے نفسیاتی قانون (Psychological Law of Consumption) کے نظریے سے سمجھایا۔ اس نظریے کے مطابق جب کسی معیشت میں مجموعی آمدنی بڑھتی ہے تو اس معیشت میں صرفی اخراجات بھی بڑھتے ہیں۔ لیکن اخراجات میں ہوا اضافہ، آمدنی میں اضافے سے کم ہوتا ہے۔ اس سے صاف اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب آمدنی میں اضافہ پوری طرح سے خرچ نہیں ہوتا تب وہ پس انداز کرلیا جاتا ہے۔ اس طرح آمدنی کا کچھ حصہ بچت کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

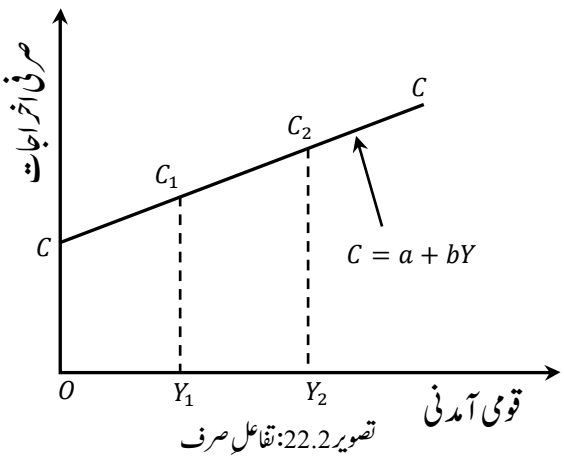
اس بات کو کینز نے صرف کی حاشیائی شرح یا حاشیائی میلانِ صرف (Marginal Propensity to Consume or MPC) کے نظریے سے واضح کیا۔ اس نظریے کے مطابق MPC کی قدر ہمیشہ ایک سے کم ہوتی ہے۔ یعنی:

$$MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y} < 1$$

جہاں، ΔC صَرف میں تبدیلی اور ΔY آمدنی تبدیلی ہے۔

دراصل کینز کے صرفی اخراجات کا نظریہ MPC پر منحصر ہے۔ اس نظریے کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اوسط میلانِ صَرف (Average Propensity to Consume or APC) گھٹتا جاتا ہے اور اوسط میلانِ بچت (Average Propensity to Save or APS) بڑھتا جاتا ہے۔ کینز کا یہ نظریہ کچھ مفروضات پر مبنی ہے۔ ان میں سب سے اہم مفروضہ یہ ہے کہ صرفی اخراجات آمدنی پر ہی منحصر ہوتے ہیں۔ تفاعلِ صرف (Consumption Function) کا کوئی اور محرک کینز کے نزدیک نہیں۔ ایک اہم مفروضہ یہ ہے کہ کینز کا تفاعلِ صرف ایسی معیشت پر لاگو ہوتا ہے جو پہلے سے ہی ترقی یافتہ ہو۔ ایسی معیشت جو ترقی پذیر ہے اس میں یہ کام نہیں کرتا۔

تفاعلِ صَرف کے تعلق سے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ قلیل مدت میں اس میں کوئی بڑی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ قلیل مدت میں یہ عام طور پر مستحکم ہوتا ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ تفاعلِ صَرف میں تبدیلی عوام کے رویے میں تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ معیشت میں تکنیکی تبدیلی اور ضروریات میں اضافہ بھی تفاعلِ صرف پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ عوام کے رویے یا تکنیکی تبدیلی یا معیشت کی ضروریات میں تبدیلی طویل مدت میں ہی ممکن ہے۔ قلیل مدت میں ایسی تبدیلیوں کو حاصل کرنا مشکل ہے۔ تفاعلِ صَرف کے مستحکم ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ صرف کی طلب میں اضافہ یا کمی نہیں ہوتی۔ صَرف کی طلب میں تبدیلی ہوتی ہے لیکن تفاعلِ صرف میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کو تصویر 22.2 کی مدد سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ تصویر میں تفاعلِ صرف کو خط $C = a + bY$ کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔ آمدنی کے بڑھنے سے صرف کی طلب یعنی صرفی اخراجات میں تبدیلی آتی ہے لیکن خط C میں تبدیلی نہیں ہوتی یعنی وہ اوپر یا نیچے کی جانب منتقل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر آمدنی OY_1 پر صرف کی مقدار Y_1C_1 ہوگی جبکہ



تصویر 22.2: تفاعلِ صرف

آمدنی OY_2 کی صورت میں صرفی اخراجات Y_2C_2 ہوں گے۔ غور کریں کہ آمدنی میں اضافے سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوا ہے لیکن تفاعلِ صرف خط میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

22.2.5 سرمایہ کاری (Investment)

کینز کے نظریے میں سرمایہ کاری (Investment) کلاسیکی نظریے میں سرمایہ کاری کے برعکس دو خاص محرکات پر منحصر ہیں۔ پہلا منافع کی شرح (Rate of Profit) اور دوسرا سود کی شرح (Rate of Interest)۔ کینز نے منافع کی شرح کو سرمایے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital or MEC) کے نام سے منسوب کیا ہے۔ چونکہ سرمایہ کاری پر ہونے والا منافع غیر مستحکم ہوتا ہے اسی لیے کینز کا آمدنی اور روزگار کا ماڈل ایک غیر مستحکم (Unstable) محرک پر منحصر ہے جسے سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure) کہتے ہیں۔ کینز کے نظریے میں معیشت میں سرمایہ کاری کو آمدنی سے آزاد مانا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ معیشت میں سرمایہ کاری میں نشیب و فراز (Fluctuations) کی وجہ سے روزگار اور آمدنی میں نشیب و فراز پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ کینز کے ماڈل کا سرمایہ کاری ایک اہم حصہ ہے اسی لیے سرمایہ کاری میں تبدیلی معیشت کے توازن کو تبدیل کر دیتی ہے۔ حالانکہ کینز کے آسان ماڈل میں سرمایہ کاری کو آمدنی سے آزاد مان کر ایک جامد محرک تسلیم کیا گیا ہے جو سرمایہ کاری کی فطرت نہیں ہے۔

سرمایہ کاری کے نظریے کو پیش کرنے کے دوران کینز نے سرمایہ کاری کے ضارب (Investment Multiplier) کا بھی نظریہ پیش کیا۔ اس کے مطابق اگر صرفی اخراجات میں اضافہ ہو گا تو نئی اشیا کی طلب بھی بڑھے گی اور صرفی اخراجات میں اضافہ سرمایہ کاری میں اضافے کی وجہ بن جاتا ہے۔ جتنا زیادہ سرمایہ کاری کا ضارب ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ قویم آمدنی ہوتی ہے۔ اس نظریے کو مختصراً اس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

$$MPC = b$$

$$Multiplier = \frac{1}{(1-b)} = \frac{1}{(1-MPC)}$$

$$MPS = s = 1 - MPC$$

$$Multiplier = \frac{1}{MPS}$$

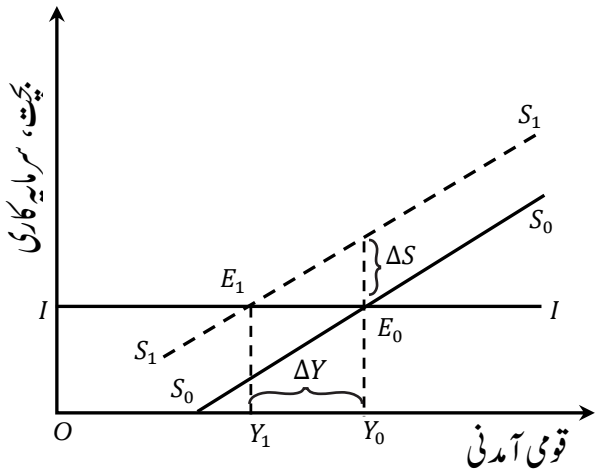
سرمایہ کاری کا ضارب MPC کے بڑھنے سے بڑھتا ہے اور اس کا اثر آمدنی پر مثبت پڑتا ہے۔ وہیں سرمایہ کاری کا ضارب MPS کے بڑھنے سے گھٹتا ہے جس سے آمدنی کے اوپر منفی اثر پڑتا ہے۔

کینز کے ماڈل کا یہ ایک اہم اور خاص حصہ ہے۔ درحقیقت کینز اور کینز کے بعد کئی ماہرین معاشیات نے اس نظریے کا استعمال کیا اور معیشت کے اندر ہو رہی تبدیلی کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اس میں ایک اہم نظریہ ضارب اور مسرع ماڈل (Multiplier and Accelerator) کے باہمی تعامل کا نظریہ ہے۔

22.2.6 مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

اس بات سے تو ہم واقف ہیں کہ کینز نے بازار کے خود بہ خود درست ہو جانے کے نظریے کی مخالفت کی۔ یہ جے بی سے (J B Say) کے اس نظریے کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ چونکہ کینز نے ایک ایسی معیشت کا مطالعہ کیا جو مندی کے دور سے گزر رہی تھی، اسی لیے اس حالت میں بازار اپنے آپ نہیں سنبھل پاتا ہے۔ اگر معیشت میں کسی بھی طرح کا نشیب و فراز پیدا ہوتا ہے تب اس کے دائرے کے مطابق بازار اپنا رخ طے کرتا ہے۔ اگر معیشت مندی کی چپیٹ میں ہے تو پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو بازار خود نہیں سنبھال پاتا۔ حکومت کو معیشت یا بازار میں دخل دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کینز نے اپنے ماڈل میں حکومت کے ذریعے کیے گئے اخراجات کو ایک اہم آلے کے طور پر پیش کیا ہے۔ حکومت ٹیکس اور اخراجات میں تبدیلی کر کے معیشت میں دخل دیتی ہے۔ اسے مالیاتی پالیسی کہتے ہیں۔

22.2.7 کینز اور کفایت شعاری کا تضاد (Keynes and Paradox of Thrift)



تصویر 22.3: تضادِ کفایت شعاری

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا کہ معیشت میں بچت، سرمایہ کاری کا تعین کرتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ ان کے نزدیک زیادہ بچت کر کے ہم معیشت میں زیادہ سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔ کینز کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ کینز نے ایک ایسی معیشت کے متعلق اپنا نظریہ پیش کیا جو قلیل مدت میں معاشی مندی کا شکار تھی۔ ایسے میں بچت کا بڑھنا معیشت کے لیے اچھی بات نہیں ثابت ہوتی ہے۔ کینز نے یہ ثابت کیا کہ اگر معیشت میں بچت کو بڑھایا جاتا ہے تو در حقیقت لوگ اپنے صرفی اخراجات (Consumption) کو کم کرتے ہیں۔ اور اگر صرفی اخراجات میں کمی آئے تو یہ معیشت کے لیے صحیح ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس سے معیشت کی آمدنی میں کمی آجاتی ہے۔

اس کو ہم کفایت شعاری کا تضاد (Paradox of Thrift) کہتے ہیں کیونکہ لوگوں کے زیادہ بچت کرنے کی کوشش کے باوجود معیشت کی مجموعی بچت میں کمی آتی ہے جو کہ لوگوں کے آمدنی اور صرف کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو تصویر 22.3 کے ذریعے بہتر طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ تصویر میں کینز کے بچت اور سرمایہ کاری کی برابری کے ماڈل کے ذریعے معیشت میں آمدنی کے تعین کو سمجھایا گیا ہے اور ساتھ ہی بچت (Saving) کے بڑھنے پر معیشت کی آمدنی پر کیا اثر پڑتا ہے اس کو بھی دکھایا گیا ہے۔ آمدنی کے تعین کی شرط کے مطابق توازنی آمدنی کا تعین E_0 پر ہوتا ہے جہاں بچت (Saving) اور سرمایہ کاری (Investment) برابر ہیں۔ یہاں پر آمدنی Y_0 ہے۔

اب فرض کریں کہ معیشت میں بچت S_0S_0 سے بڑھ کر S_1S_1 ہو گئی۔ نئے بچت خط (S_1S_1) کی وجہ سے نئے توازن کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اس طرح S_1S_1 خط سرمایہ کاری خط II کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس پر معیشت میں آمدنی اور روزگار کا تعین ہوتا ہے۔ تصویر میں

صاف دیکھا جاسکتا ہے کہ بچت کے بڑھنے سے آمدنی کی سطح Y_0 سے گھٹ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ اس طرح بچت کے بڑھنے سے معیشت کی آمدنی پر منفی اثر پڑتا ہے۔

معیشت میں اس طرح کا اثر اس لیے بھی ہوتا ہے کہ کلاسیکی ماہرین کی طرح کینز اس بات میں یقین نہیں رکھتے کہ بچت ہمیشہ سرمایہ کاری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ معیشت میں طویل مدت میں ہی ممکن ہے قلیل مدت میں ممکن نہیں خاص کر مندی کی حالت میں تو بالکل ہی ممکن نہیں۔ لیکن یہ بات بھی صاف ظاہر ہے کہ کینز کا یہ نظریہ بھی تبھی صحیح ثابت ہوتا ہے جب معیشت بازار پر منحصر ہو اور مندی کی چپیٹ میں ہو۔ حالانکہ کئی ماہرین یہ بھی مانتے ہیں کہ کینز کا یہ تجزیہ ایک طرفہ ہے اور اس میں زر کی رسد (Money Supply) یا زر کی طلب (Money Demand) کو دھیان میں نہیں رکھا گیا۔ خود کینز بھی اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اگر ایسی حالت ہو کہ معیشت مندی میں ہو اور لوگ بچت زیادہ کرتے ہوں تو مالیاتی پالیسی اپنا کر اسے بازار میں سرمایہ کاری کی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر کسی وجہ سے سرمایہ کاری بڑھ جائے تو کفایت شعاری کے تضاد (Paradox of Thrift) کی حالت کو روکا جاسکتا ہے۔

22.2.8 کینز کے نظریے پر تنقیدی تاثرات (Critical Comments on Keynes's Theory)

1970 کی دہائی میں دنیا کے مختلف ممالک جیسے امریکہ اور یوروپ کے ممالک میں ایک نئی طرح کا مسئلہ پیدا ہوا۔ یہ ایسا دور تھا جس میں افراطِ زر (Inflation) اور بے روزگاری بہت زیادہ تھی اور معیشت میں آمدنی کے اضافے کی شرح بہت کم تھی۔ ایسی حالت کو جمود (Stagflation) کہتے ہیں۔ جمود سے مراد ایسی حالت ہے جس میں معیشت بیک وقت افراط زر میں اضافے اور معاشی پیداوار کے جمود کا سامنا کرتی ہے۔ اس حالت کے نمودار ہونے کی کئی وجوہات تھیں۔ ان میں سب سے اہم کچے تیل کی بڑھتی ہوئی قیمت تھی۔ اس کے علاوہ زری پالیسی (Monetary Policy) جو مکمل روزگار کو پیدا کرنے کے لیے تشکیل دی گئی تھی اس نے بھی 1970 کی دہائی میں جمود (Stagflation) کو بڑھانے میں مدد کی۔ ان حالات میں کینز اور ان کے ماڈل پر مبنی نظریات کو پھر سے معیشت کے لیے ناکام سمجھا جانے لگا۔ ان میں سب سے اہم اے۔ ڈبلیو۔ فلپس (A.W. Phillips) کے ذریعے پیش کیا گیا فلپس خط (Phillips Curve) کا نظریہ تھا۔ ایسے ماہرین جو کینز اور فلپس کے نظریے سے اتفاق رکھتے تھے وہ یہ مانتے تھے کہ مہنگائی اور بے روزگاری ایک دوسرے سے اس طرح رشتہ رکھتے ہیں کہ اگر مہنگائی بڑھے گی تو بے روزگاری گھٹے گی۔ دوسرے لفظوں میں مہنگائی کے بڑھنے کا اثر روزگار پر مثبت ہوتا ہے۔ لیکن 1970 کی دہائی میں اس کے برعکس صورتِ حال پیدا ہوئی۔ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ اس دور میں معیشت کی آمدنی کی شرح بہت کم تھی اور مہنگائی بہت زیادہ۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ معیشت میں بے روزگاری بھی بڑھی۔ ایسے میں کینز کے ماڈل پر سب سے اہم تنقید ملٹن فریڈمین کی طرف سے آئی۔ اپنے تجزیے میں فریڈمین نے مرکزی بینک (Central Bank) کی اہمیت کو پھر سے مستحکم کیا اور معیشت میں زری پالیسی (Monetary Policy) کی اہمیت پر زور دیا۔ اس نظریے کو علم معاشیات میں مانیٹرزم (Monetarism) کہا گیا۔ اس نظریے کے مطابق مرکزی بینک (Central Bank) زر کی رسد (Money Supply) کو بڑھا کر یا گھٹا کر مہنگائی کو قابو میں رکھ سکتا ہے۔ بین برنیکے (Ben Bernanke) کے مطابق "فریڈمین کا مانیٹری فریم ورک (Monetary Framework) بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ

نظریہ ایسا تھا کہ جیسے جدید مانیٹری نظریہ (Modern Monetary Theory)۔ فریڈمین کے نظریے نے جدید کلّی معاشیات پر بہت زیادہ اثر ڈالا"۔

فریڈمین افراطِ زر بسببِ لاگت (Cost Push Inflation) کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ ان کے نظریے میں افراطِ زر خالصتاً زری مظہر (Monetary Phenomenon) ہے۔ اس لیے افراطِ زر پر قابو کرنے کے لیے مرکزی بینک (Central Bank) کے رول کو آزاد اور خود مختار دیکھنا چاہتے تھے۔ فریڈمین نے کینز کے نظریے کے برعکس اپنا نظریہ پیش کیا جو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کے خلاف تھا اور حکومت کی کسی بھی طرح کی مداخلت کو معیشت کے لیے ٹھیک نہیں مانتا تھا۔

کینز کے نظریے پر دوسری اہم تنقید یہ تھی کہ کینز نے حکومت کی مداخلت کو بہت زیادہ اہمیت دی۔ ایسا لگتا ہے کہ کینز ایک ایسی معیشت کی بات کرتے ہیں جہاں حکومت معیشت میں زیادہ سے زیادہ دخل دے۔ کچھ ماہرین اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ کینز ایک مرکزی کنٹرول شدہ معیشت (Centrally Controlled Economy) کی بات کرتے نظر آتے ہیں۔ کینز کے اس نظریے پر ان کے ہم عصر فریڈرک ہائک (F. Hayek) نے شدید تنقید کی۔

انہوں نے اپنی کتاب روڈ ٹو سرفڈم (Road to Serfdom) میں اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کینز کا نظریہ ایک ایسی حکومت جو مطلق العنان (Totalitarian State) ہے، کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حالانکہ کینز کے نظریے پر اس طرح سے تنقید کرنا بھی شدت پسندی کی نشاندہی کرتا ہے پھر بھی حکومت معیشت میں اگر مضبوط ہو تو معیشت بازار پر کم اور حکومت پر زیادہ منحصر ہوتی ہے۔ آج کے دور میں بھی ہائک (Hayek) کی بات صحیح ثابت ہوتی نظر آتی ہے۔ جب بھی مندی کی حالت پیدا ہوتی ہے حکومت اپنی مالیاتی (Fiscal Policy) کے تحت ایک ایسے نظریے کو پیش کرتی نظر آتی ہے جو ایک مطلق العنان حکومت (Totalitarian State) کی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کینز نے صرف ضرورت پڑنے پر حکومت کی مداخلت کی بات کی لیکن حکومت نے ہائک (Hayek) کے خدشات کو صحیح ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی خاص کر ان ممالک میں جو نامکمل طور پر ترقی یافتہ ہیں یا ابھی ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ مندرجہ بالا تنقید کے علاوہ بھی کینز کے ماڈل کے اندر بہت سی خامیاں ہیں۔ چند خامیاں مندرجہ ذیل ہیں:

1. بے روزگاری کا جامع حل فراہم نہیں کرتا

کینز کا نظریہ ہر قسم کی بے روزگاری کا حل فراہم نہیں کرتا ہے۔ یہ صرف چکراتی بے روزگاری سے متعلق ہے۔ کینز نے کم ترقی یافتہ ممالک کی احتکاکی بے روزگاری، تکنیکی بے روزگاری اور دائمی بے روزگاری کا حل پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ کینز کے نظریے کا اطلاق ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک پر نہیں کیا جاسکتا۔ کینز نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ کیسے منصفانہ اور مکمل روزگار کو یقینی بنایا جائے۔ روزگار کے ایک جامع اور مکمل نظریے کو اس کی وضاحت کرنی چاہیے کہ کیسے مکمل اور منصفانہ روزگار حاصل کیا جائے۔

2. مکمل مسابقت کا غیر حقیقی مفروضہ

حقیقی کاروباری دنیا میں سرمایہ دارانہ معاشیات میں بھی کامل مقابلے کے بجائے نامکمل مسابقت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا، یہ ان معیشتوں پر لاگو

نہیں ہوتا جن میں مکمل مسابقت نہیں پائی جاتی ہے۔

3. موثر طلب اور روزگار کے درمیان کوئی عملی تعلق نہیں

کینز کے نظریے میں روزگار کے تعین میں موثر طلب انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن ناقدین نشاندہی کرتے ہیں کہ موثر طلب اور روزگار کے درمیان کوئی قطعی فعال رشتہ نہیں ہو سکتا۔ کینز نے جو موثر طلب اور روزگار کے درمیان تعلق پر زور دیا ہے اس کا اس نے کوئی عملی ثبوت فراہم نہیں کیا۔ موثر طلب اور روزگار کے درمیان کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے۔ درحقیقت سب کچھ اجرت کی شرح، قیمتوں اور زر کی فراہمی کے پیچیدہ باہمی تعلق پر منحصر ہے۔

4. فطرتاً مجموعی

کینز کا نظریہ انتہائی مجموعی ہے کیونکہ یہ مجموعی تصورات جیسے کہ مجموعی صَرف، مجموعی سرمایہ کاری اور مجموعی پیداوار سے متعلق ہے۔ یہ مجموعی تصورات گمراہ کن ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ انفرادی معاشی اکائیوں جیسے فرم، صنعت اور انفرادی صرف سے متعلق مسائل کی وضاحت نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر صِرف سرمایہ کاری کا حجم ہی روزگار کا تعین نہیں کرتا بلکہ سرمایہ کاری کی نوعیت بھی پیداوار اور روزگار کو متاثر کرتی ہے۔

5. تابع سرمایہ کاری کو غیر ضروری اہمیت

کینز کے نظریات روزگار بڑھانے کے لیے مکمل طور پر سرمایہ کاری پر انحصار کرتے ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ کینز کے نظریے میں روزگار کے دیگر تعین کنندگان کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

6. تفاعلِ صَرف پر تنقید

سب جانتے ہیں کہ جب آمدنی بڑھتی ہے تو صَرف بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح، تفاعلِ صرف ایک حقیقتِ مسلمہ ہے۔ پروفیسر ہیزلٹ کینز کے تفاعلِ صرف پر اس بنیاد پر تنقید کرتے ہیں کہ یہ خالصتاً مقداری ہے، لیکن تفاعلِ صرف کا معیاری پہلو بھی ہے۔ پروفیسر ہیزلٹ یہ بھی بتاتے ہیں کہ حقیقی تجربات اور تجرباتی شواہد کینز کے تفاعلِ صرف کی حمایت کرتے نظر نہیں آتے۔

7. کینز طویل مدتی مسئلے کو نظر انداز کرتا ہے

کینز نے فرض کیا کہ مجموعی رسد تفاعل (Aggregate Supply Function) دیا گیا اور متعین ہوتا ہے۔ اس طرح، کینز کا نظریہ قلیل مدتی نظریہ ہے اور قلیل مدتی روزگار کے مسئلے کا حل فراہم کرتا ہے۔ کینز نے خود کہا، "مستقبل میں ہم سب مر چکے ہیں۔" اس طرح کینزی نظریہ قلیل مدتی مسائل سے نمٹتا ہے اور متحرک معیشت کے طویل المدتی مسائل پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔

8. کینزی نظریہ عمومی نہیں ہے

کینز نے اپنے نظریے کو عام نظریہ کہا۔ لیکن درحقیقت کینز کا نظریہ ہر صورت میں اور ہر جگہ لاگو نہیں ہوتا۔ اس کا اطلاق صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک تک محدود ہے اور ہندوستان جیسے پسماندہ ممالک کے مسائل کے حل کے لیے اس کا اطلاق مشکل ہے۔

9. کینز نے مسرع اثر کو نظر انداز کیا

ضارب اور مسرع بیک وقت کام کرتے ہیں۔ ضارب آمدنی اور صَرف پر سرمایہ کاری کے اثر کو بیان کرتا ہے اور مسرع سرمایہ کاری پر صرف اور آمدنی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن کینز نے مسرع کے اثر کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔

10. پس ماندہ ممالک پر لاگو نہیں

کینزی نظریہ پسماندہ ممالک میں لاگو نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کینز چکراتی بے روزگاری کے مسئلے سے نمٹتا ہے، جب کہ پسماندہ ممالک کو دائمی بے روزگاری اور مخفی بے روزگاری کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ بے روزگاری کے تدارک کے طور پر، کینز نے مجموعی طلب میں توسیع اور بچت کی حوصلہ شکنی کی تجویز پیش کی، جب کہ پسماندہ ممالک کو اخراجات پر روک لگانے، اور سرمایے کی تشکیل اور غربت کے شیطانی دائرے (Vicious Circle of Poverty) کو توڑنے کے لیے بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کے لیے بچت میں اضافے کی ضرورت ہوتی ہے۔

11. اشتراکی معیشت پر لاگو نہیں

کینز کا نظریہ بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ نظریہ ہے۔ یہ ایک آزاد سرمایہ دارانہ معیشت میں روزگار کے تعین کرنے والے عوامل کا تجزیہ کرتا ہے۔ اگرچہ کینز نے حکومتی مداخلت اور کنٹرول شدہ سرمایہ داری کا مشورہ دیا ہے، لیکن اس کا نظریہ اشتراکی معاشی نظام کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہے۔

12. کساد بازاری کا نظریہ

موٹے طور پر کینزی نظریہ ایسی معیشت سے متعلق ہے جو کساد بازاری کے مسئلے کا سامنا کر رہی ہے۔ یہ نظریہ 1930 کے عظیم بحران کی پیداوار ہے اور بے روزگاری کے مسائل کو حل کرنے کے اقدامات تجویز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ مہنگائی کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے تجاویز پر بہت کم توجہ دیتا ہے۔

13. وقفہ

مجموعی طلب کو تبدیل ہونے میں طویل وقفہ لگتا ہے اور جب تک مجموعی طلب میں تبدیلی آتی ہے تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور مہنگائی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کینزی معاشیات فطرتاً جامد نظریہ ہے۔ یہ معاشی متغیرات کے رویے میں وقت کے وقفے کو نظر انداز کرتا ہے۔ تاہم، کینز کے بعد کے لوگوں نے حقیقی معنوں میں متحرک تجزیہ فراہم کر کے اس خلا کو پُر کیا ہے۔

14. اثرِ مزاحمہ

کینز نے مندی کے دوران معیشت میں قرض کے ذریعے حکومت کے اخراجات کو بڑھانے کی بات کی جو درحقیقت معیشت میں بجٹ خسارے (Budgetary Deficit) کو بڑھاتا ہے۔ چونکہ حکومت قرض کو سود کی شرح پر لیتی ہے جس سے معیشت میں سود کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ سود کی شرح بڑھنے سے سرمایہ کاری پر منفی اثر پڑتا ہے۔ جس کو ہم اثرِ مزاحمہ (Crowding Out Effect) بھی کہتے ہیں۔

15. افراطِ زر

افراطِ زر کو کینز نے ایسا مسئلہ مانا ہے جو مالیاتی توسیع (Fiscal Expansion) سے پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں مہنگائی صِرف اور صِرف مالیاتی مظہر (Fiscal Phenomenon) نہیں ہے۔ افراطِ زر کی ایک شکل رسد کی رکاوٹوں کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے جسے افراطِ زر بسببِ لاگت (Cost Push Inflation) کہتے ہیں۔

کینز نے مہنگائی کو پیداوار کی رسد اور طلب میں غیر برابری کی وجہ سے پیدا ہونے والا مسئلہ مانا ہے۔ اس کو کینز نے شگافِ پیداوار (Output Gap) سے تشبیہ دی ہے۔ اس طرح کے Output Gap کی نشاندہی کرنا مشکل ہے۔

16. زری پالیسی

مندی کے دوران بھی صِرف مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) ہی کارآمد ثابت نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ کینز کا ماننا تھا۔ نئے ماہرین کا یہ بھی ماننا ہے کہ زری پالیسی (Monetary Policy) کے استعمال سے بھی مندی کو قابو میں کیا جاسکتا ہے۔

ملٹن فریڈمین کے کینز پر تاثرات

جب ملٹن فریڈمین سے کینزیاتی نظریے (Keynesian Theory) کے بارے میں اور حالت جمود (Stagflation) کی وجہ سے اس نظریے کے خاتمے کے بارے میں پوچھا گیا تب فریڈمین نے جو جواب دیا وہ بہت اہم ہے۔ ان کے جواب کا ترجمہ اختصار میں پیش ہے۔ فریڈمین کہتے ہیں:۔

مجھے اس بات پر زور دینا چاہیے کہ میرے خیال میں کینز ایک عظیم ماہر معاشیات تھے۔ اور میرے خیال میں ان کی کتاب (General Theory of Income and Employment) میں ان کا خاص نظریہ بہت دلچسپ ہے۔ یہ ایک صحیح قسم کا نظریہ ہے۔ اس نظریے کے سے استعمال سے بہت کچھ پایا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ ایک ایسا نظریہ ہے جس میں بڑی صلاحیت ہے۔ اور آپ جانتے ہیں، تمام علوم میں، ترقی ایسے لوگوں کے ذریعے ہوتی ہے جو مفروضے پیش کرتے ہیں۔ ان مفروضوں کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ جو صحیح ہوتے ہیں ان کو اپنایا جاتا ہے اور جو غلط ہوتے ہیں انہیں مسترد کیا جاتا ہے۔ اور ان مسترد مفروضوں کی جگہ بہتر مفروضے لے لیتے ہیں۔ اور کینز کا نظریہ، میری رائے میں، ان انتہائی زرخیز مفروضوں میں سے ایک تھا- ایک انتہائی حازق، بہت کارآمد۔ ہاں جب پرکھا گیا تو یہ حقائق سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ میں کینز پر تنقید نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے کینز کا بہت بڑا مداح ہوں۔ اور سیاسی سطح پر ان کا اور بڑا مداح ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں مانتا ہوں کہ ایک ماہر معاشیات کے طور پر کینز ایک عظیم حیثیت کے مالک تھے۔

اب اہم مسئلہ یہ ہے کہ قلیل مدت میں معیشت کے توازن کے تعین کرنے میں کیا زیادہ اہم ہے؟ ایک طرف سرمایہ کاری ہے اور دوسری طرف زر کی مقدار ہے۔ ان دونوں کا کیا ہوتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح ایک طرف تو مالیاتی پالیسی ہے اور دوسری طرف زری پالیسی ہے۔ اور وہ حقائق جن کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ کینز کا مفروضہ درست نہیں تھا وہ یہ تھا کہ میرے لیے زر کی مقدار یعنی زری پالیسی زیادہ اہم تھی سرمایہ کاری کے مقابلے۔ کینزی اور قبل کینزی یا مانیٹریسٹ نظریات کے مابین بنیادی فرق، جیسا کہ ان کے ارتقائی پہلو سے واضح ہے، یہ ہے کہ کیا معیشت کی قلیل المدتی نقل و حرکت کو سمجھنے کے لیے اہم عامل سرمایہ کاری ہے یا معیشت میں زر کی مقدار ہے جو سرمایہ کاری پر خرچ ہوتی ہے۔ نئے سرمایہ کاری پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اسی لیے یہ اہم ہے کہ زر مقدار کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اس کو سمجھا جائے۔ زر کی مقدار سے میری مراد معیشت میں ان پیسوں کی مقدار سے ہے جو نقد کی شکل میں لوگوں کے پاس ہے اور ان کی جمع کی ہوئی رقم جو بینکوں کے ساتھ ہے۔ یہ زر کی مقدار ہے۔ اور زر کی مقدار کو زری پالیسی کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ وہیں سرمایہ کاری پر نجی سرمایہ کار کا اختیار ہوتا ہے۔ نجی سرمایہ کار بھی مالیاتی پالیسی سے متاثر ہوتے ہیں کیونکہ حکومت ٹیکس اور اخراجات کے ذریعے ان کو متاثر کرتی ہیں۔

کینزیاتی نظریے کی بنیادی دلیل یہ تھی کہ مجموعی طور پر معیشت کے ساتھ جو کچھ ہوا اسے متاثر کرنے کا طریقہ مالیاتی پالیسی ہے۔ یہ نظریہ اس بات کو بھی مانتا ہے کہ

معیشت کے کسی خاص حصے پر دھیان نہیں دیا جائے بلکہ مجموعی طور پر آمدنی کی سطح، روزگار پر دھیان دیا جائے۔ سرکاری ٹیکس اور اخراجات کو تبدیل کر کے معیشت کے مجموعی محرکات کو متاثر کیا جانا چاہیے۔

وہیں مانیٹرسٹ کی دلیل یہ تھی کہ سب سے اہم عامل زر کی مقدار ہے۔ اور اسی لیے زری پالیسی اہم ہے۔ اور اسی لیے میں نے ان چیزوں کا تجزیہ شروع کیا۔ اور یہ واضح ہو گیا کہ حکومتی اخراجات کے مقابلے میں زر کی مقدار زیادہ اہم ہے۔ اور جب مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی ایک ہی سمت میں چل رہی ہوں تو یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ کون زیادہ اہم ہے۔ لیکن اگر آپ ان ادوار پر نظر ڈالیں جب مالیاتی پالیسی ایک سمت میں گئی اور زری پالیسی دوسری سمت میں تب زری پالیسی اہم ثابت ہوئی۔

سب سے اہم حادثہ جس نے لوگوں کی رائے کو تبدیل کیا وہ 1970 کی دہائی کا جمود تھا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا دور تھا جس میں مالیاتی پالیسی معیشت کے لیے بڑی مہنگی ثابت ہوئی۔ اس وقت ہمارے پاس دو پریشانیاں تھی ایک تو یہ کہ معیشت میں بیروزگاری تھی اور دوسری یہ کہ معیشت میں مہنگائی تیزی پر تھی۔ اس حالت کو جمود (Stagflation) کہتے ہیں۔ اس صورت میں کینزی نظریہ پوری طرح ناکام ثابت ہوا۔ جب معیشت جمود کا شکار تھی تب ہم نے پہلے سے پیش گوئی کی تھی کہ ایسا ہی ہو گا، اور جب یہ ہوا، تو لوگوں کو یقین دلانا بہت آسان تھا کہ زری پالیسی کا رول اہم ہے۔

میری نظر میں حالت جمود (Stagflation) نو ولود کینزی نظریے (Naive Keynesianism) کا خاتمہ تھا۔ اب ظاہر ہے کہ "کینزیاتی (Keynesianism)" سے آپ کی مراد کچھ بھی ہو سکتی ہے جو آپ چاہتے ہیں مگر کینز کے ذریعے جو نظریہ پیش کیا گیا اس کا خاتمہ ہو گیا اور نئے کینزایتی پہلو پیدا ہوئے۔[1]

22.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کینز کی بنیادی تجاویز کا جائزہ لے سکیں۔
- کینز کے ذریعے پیش کیے گئے تصورات کے مفروضات بیان کر سکیں۔
- کینز کے تصورات اور نظریات میں آئے زوال کا تنقیدی تجزیہ کر سکیں۔

22.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

مالیاتی پالیسی :Fiscal Policy- پالیسی جس کے تحت سرکار اپنے اخراجات اور ٹیکس میں کمی بیشی کرتی ہے۔

زری پالیسی :Monetary Policy- پالیسی جس کے تحت معیشت میں زر کی رسد کو بڑھایا یا گھٹایا جاتا ہے۔

غیر ارادی بے روزگار :Involuntary Unemployment- جب روزگار چاہنے والوں کی تعداد روزگار پانے والوں سے کم ہو۔

22.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

22.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز نے معیشت میں بے روزگاری کی حالت میں توازن کی حالت کا تصور پیش کیا۔ (صحیح یا غلط)
2. جب معیشت میں مجموعی رسد اور مجموعی طلب ایک دوسرے کے برابر ہوں تو اسے موثر طلب کہتے ہیں۔ (صحیح یا غلط)

[1] Translated excerpt from the Interview of Milton Friedman,
Source: https://www.pbs.org/wgbh/commandingheights/shared/minitext/int_miltonfriedman.html

3. موثر طلب کینز کے نظریے کا اہم پہلو نہیں ہے۔ (صحیح یا غلط)

4. ہیکس اور ہینسن نے کینز کے نظریے پر منحصر کس ماڈل کو پیش کیا؟

(a) IS-LM (b) Phillips Curve

(c) Monetarism (d) درج بالا میں کوئی نہیں

5. مانیٹریزم کو کس ماہر معاشیات نے پیش کیا؟

(a) کینز (b) فلپس

(c) فریڈمین (d) برنینکے

6. جمود (Stagflation) سے مراد کیا ہے؟

I. بے روزگاری

II. مہنگائی کا بڑھنا

III. معاشی نمو کا رک جانا

(a) I (b) II, III

(c) I, III (d) I, II, III

7. 1970 کی دہائی میں امریکہ میں حالت جمود کی کیا وجہ تھی؟

(a) زر کی رسد کا بڑھ جانا (b) سرکار کے اخراجات کا بڑھنا

(c) کچے تیل کی قیمت کا بڑھنا (d) درج بالا سبھی

8. برنینکے کون تھے؟

(a) فیڈرل ریزرو بینک کے صدر (b) آر بی آئی کے گورنر

(c) ورلڈ بینک کے صدر (d) آئی ایم اف کے چیف

9. فلپس خط (Phillips Curve) کا تصور کیا ہے؟

(a) قلیل مدت میں مہنگائی (b) مہنگائی اور بے روزگاری میں رشتہ

(c) کینز کی موثر طلب کی تشریح (d) زری پالیسی

10. کینز کے نظریے کی اہم تنقید فریڈرک ہائیک نے اپنی کتاب ---------- میں کی۔

(a) Road to Serfdom (b) Economics

(c) Principle of Economics (d) Revision of Demand Theory

22.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل پر تنقیدی جائزہ پیش کریں۔
2. کینز کے ماڈل کی اہم خصوصیات پر تبصرہ کریں۔
3. کفایت شعاری کا تضاد (Paradox of Thrift) کیا ہے؟ اس پر مختصر تبصرہ کریں۔
4. کینز کے نظریے میں بے روزگاری کی حالت کا جائزہ پیش کریں۔
5. کینز کے بعد ان کے ماڈل کی مقبولیت پر مختصر روشنی ڈالیں۔

22.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ملٹن فریڈمین کے کینز کے ماڈل پر تاثرات کا جائزہ پیش کریں۔
2. کینز کے نظریے پر تنقیدی روشنی ڈالیں۔
3. کینز کے صرفی اخراجات اور سرمایہ کاری کے نظریے پر تبصرہ کریں۔

22.6 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Gali, J. (2015). Monetary Policy, Inflation, and the Business Cycle: An Introduction to the New Keynesian Framework and Its Applications (2nd ed.). Princeton University Press.
2. Ljungqvist, L., & Sargent, T. J. (2018). Recursive Macroeconomic Theory (4th ed.). The MIT Press.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). Macroeconomics (4th ed.). India: Cengage Learning.
4. Romer, D. H. (2019). Advanced Macroeconomics (4th ed.). McGraw-Hill.
5. Wiiliamson, S. (2017). Macroeconomics (12th ed.). Pearson.

اکائی 23: مجموعی طلب مجموعی رسد ماڈل-I

(Aggregate Demand Aggregate Supply Model- I)

اکائی کے اجزا:

23.0 تمہید (Introduction)

23.1 مقاصد (Objectives)

23.2 مجموعی طلب (Aggregate Demand)

23.3 مجموعی رسد (Aggregate Supply)

23.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

23.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

23.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

23.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

23.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

23.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

23.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

23.0 تمہید (Introduction)

کینز نے اپنی آمدنی اور روزگار کے نظریے میں یہ فرض کیا کہ قیمت کی سطح مستقل رہتی ہے۔ اس نے اس تصور کو معاشی تجزیے کے لیے استعمال کیا اور یہ ثابت کیا کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد قومی آمدنی کی سطح کو متعین کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسی معیشت کا تجزیہ کر رہے تھے جو معاشی بحران کے گرفت میں تھی۔ ایسی معیشت میں طلب کی کمی اور اضافی صلاحیت (Excess Capacity) ہوتی ہے۔ ایسی معیشت کے تجزیے میں کینز نے قیمت کو مستقل سمجھا۔ اس کی تفصیل آپ سابقہ اکائیوں میں پڑھ چکے ہیں۔

دوسری طرف، کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کا خیال تھا کہ قومی آمدنی یا پیداوار کا تعین حقیقی عوامل (Factors) جیسے کہ سرمایے کے ذخیرے، ٹیکنالوجی اور مزدور کی رسد سے ہوتا ہے۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ قومی آمدنی عام قیمتوں سے متاثر نہیں ہوتی۔ ان کے خیال میں، حالانکہ قیمت کی سطح معیشت میں رقم یا زر کی مقدار سے متاثر ہوتی ہے لیکن اس کا قومی آمدنی کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسے دوفرعیت یا

کلاسیکی ڈائیکوٹومی (Classical Dichotomy) کہا جاتا ہے۔ کلاسیکی ڈائی کوٹومی کے تصور کو کلاسیکی اور ما قبل کینز ماہرینِ معاشیات سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق حقیقی متغیرات (Real Variables) اور زری متغیرات (Nominal Variables) کا علاحدہ علاحدہ تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں متغیرات ایک دوسرے پر منحصر نہیں کرتے۔ زری متغیرات کا اثر حقیقی متغیرات پر نہیں پڑتا۔ حقیقی متغیرات کا تعین محض حقیقی عوامل سے ہوتا ہے۔ چونکہ قیمت کی سطح زری متغیر ہے لہذا کلاسیکی نظریے کے مطابق اس کا قومی آمدنی کی سطح پر اثر نہیں پڑتا۔ آمدنی اور روزگار کے تعین کا AD-AS ماڈل قیمتوں کی سطح میں بدلاؤ کو مان کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ کلاسیکی ڈائیکوٹومی کے اوپر فلسفیانہ حملے کا آغاز تھا۔ مجموعی رسد اور مجموعی طلب ماڈل جسے AD-AS ماڈل کہا جاتا ہے معیشت میں پیداوار، قیمت کی سطح اور افراط زر کی شرح میں ہونے والے بدلاؤ کی وضاحت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

آنے والے حصوں میں ہم قیمت کی بدلتی ہوئی سطح کے ساتھ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے تصورات کی وضاحت کریں گے۔ یہ بھی تجزیہ کریں گے کہ یہ دونوں کس طرح مجموعی پیداوار (Real GDP) اور عام قیمت کی سطح کا تعین کرتے ہیں۔

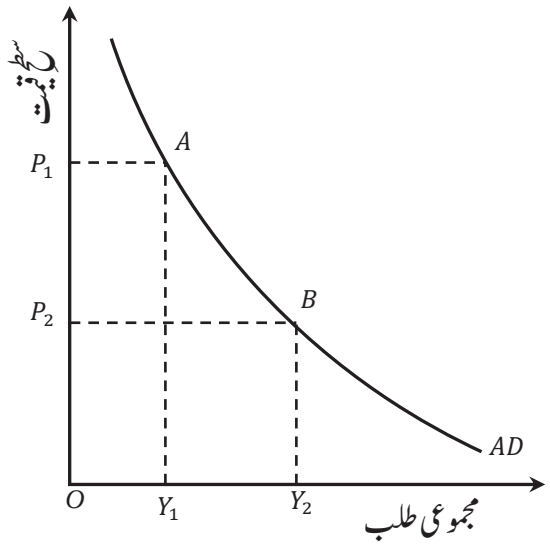
23.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

- مجموعی طلب خط کی وضاحت کرنا۔
- مجموعی رسد خط کی وضاحت کرنا۔
- طویل مدتی اور قلیل مدتی رسد خطوط کی وضاحت کرنا۔

23.2 مجموعی طلب (Aggregate Demand)

مجموعی طلب اشیا اور خدمات کی کل مطلوبہ مقدار کو کہتے ہیں جسے صارفین، سرمایہ کار، حکومت اور غیر ملکی افراد و ادارے مختلف ممکنہ قیمت پر خریدتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طلب کسی خاص قیمت کی سطح پر طلب کی جانے والی کوئی مقدار نہیں ہے بلکہ قیمت کی مختلف سطحوں پر طلب کی جانے والی مجموعی پیداوار کا ایک مکمل جدول ہے جسے طلب کے خط کے ذریعے بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ مجموعی طلب کے چار اجزا ہوتے ہیں جن میں گھریلو صَرفی طلب (Consumption Demand)، نجی سرمایہ کاری (Investment Demand)، سرکاری اخراجات (Government Expenditure) اور خالص برآمدات (Net Exports) شامل ہیں۔ مجموعی طلب خط اشیا اور خدمات کی مجموعی پیداوار کو ظاہر کرتا ہے جسے صارفین، فرمیں اور حکومت مختلف ممکنہ قیمت پر خریدنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یہ اشیا اور خدمات کی طلب کردہ کل مقدار اور قیمت کی سطحوں کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ درحقیقت مجموعی طلب خط (Aggregate Demand Curve or AD Curve) انفرادی شے کے خطِ طلب کی طرح لگتا ہے جس کا مطالعہ آپ جزوی معاشیات میں کرچکے ہیں۔ اس خط کی ڈھلان نیچے اور دائیں طرف ہوتی ہے۔ انفرادی شے کے خطِ طلب کی ہی طرح مجموعی طلب خط کی صورت میں بھی اسی طرح کی ڈھال



تصویر 23.1: مجموعی طلب خط

(Slope) ہوتی ہے۔ لیکن انفرادی شے کے خط طلب اور مجموعی طلب خط میں فرق ہے۔ انفرادی خطِ طلب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اگر شے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو اس کی طلب کردہ مقدار میں کمی آجاتی ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ دوسری متبادل اشیا اس شے کی جگہ لے لیتی ہیں۔ اس طرح انفرادی شے کے خطِ طلب کی ڈھلان بنیادی طور پر اس شے کی قریبی متبادل اشیا کے وجود اور عدمِ وجود پر منحصر کرتی ہے۔ دوسری طرف، مجموعی طلب کے خط کی ڈھلان انفرادی خطِ طلب کے تعین کرنے والے عوامل سے مختلف عوامل پر منحصر کرتی ہے۔ ہم نے تصویر 23.1 میں طلب کے خط کو پیش کیا ہے۔ افقی محور پر، مجموعی پیداوار اور عمودی محور پر مجموعی قیمت کو دکھایا گیا ہے۔ اس طلب کے خط کی ڈھلان منفی ہے اور نیچے کی طرف ہے۔

اس طرح، AD-AS ماڈل جزوی معاشیات کے طلب اور رسد کے ماڈل کے برعکس ہے۔ جب ہم کسی خاص بازار میں طلب اور رسد پر غور کرتے ہیں تو قیمت میں اضافہ رسد کی مقدار میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے کسی دوسری شے یا اشیا کی پیداوار میں لگائے گئے وسائل کو منتقل کرنا پڑتا ہے۔ وسائل کی اس طرح سے باز تقسیم اور اس کے نتیجے میں ایک شے کی پیداوار میں اضافے اور دوسری شے کی پیداوار میں کمی کو کلی معاشیات میں نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس طرح، اس ماڈل کے مختلف مقاصد ہیں جن میں آمدنی، روزگار، پیداوار اور عام قیمت کی سطح کا تعین شامل ہے۔ یہ جزوی معاشیات کے ماڈل کی طرح نہیں کام کرتا ہے۔

1. مجموعی طلب خط کا ڈھلان (Slope of Aggregate Demand Curve)

کسی انفرادی شے کی طلب کے خط کی طرح، مجموعی طلب کا خط مجموعی اخراجات اور عام قیمت کے درمیان منفی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دائیں طرف نیچے کو گرتا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے، قیمتوں کی سطح کم ہونے سے مجموعی اخراجات یا اشیا اور خدمات کی کل خریداری بڑھتی ہے۔ اسے تصویر 23.1 میں دکھایا گیا ہے۔ یہ سمجھنا اہم ہے کہ مجموعی طلب زیادہ قیمت کی سطح پر کم کیوں ہوتی ہے اور کم قیمت کی سطح پر زیادہ کیوں ہوتی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل عناصر ذمہ دار ہیں۔

رقمِ حقیقی اثر (Real Balance Effect): قیمت کی عام سطح میں تبدیلیاں زر کے ذخیرے اور مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر یا قوتِ خرید کو متاثر کرتی ہیں اور قیمت کی سطح میں اضافے کے ساتھ، ان مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر گر جاتی ہے جس سے لوگ خود کو پہلے سے زیادہ غریب محسوس کرتے ہیں اور اس وجہ سے اثاثوں کا کم استعمال کرتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، لوگ پیداوار کی خرید پر کم خرچ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر قیمتیں گرتی ہیں، تو مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر بڑھ جاتی ہے اور اس وجہ سے لوگ خود کو پہلے سے زیادہ امیر محسوس کرتے ہیں۔ یہ ان کے اخراجات میں اضافے کی وجہ بنتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، لوگوں کی طرف سے خریدی گئی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسے قیمت کی

تبدیلی کا رقمِ حقیقی اثر (Real Balance Effect) کہا جاتا ہے۔

شرح سود کا اثر (Rate of Interest Effect) : نیچے کی طرف ڈھال والے مجموعی طلب کی ایک اور اہم وجہ شرحِ سود اور اس کے ذریعے سرمایہ کاری کی طلب پر قیمت کی سطح میں تبدیلی کا اثر ہے۔ اعلی قیمت کی سطح پر لوگوں کو لین دین کے لیے زیادہ رقم یا زر کی درکار ہوتی ہے۔ اس سے لین دین کے لیے رقم کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ متعینہ رسدِ زر کے ساتھ، رقم کی طلب میں اضافہ شرحِ سود میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ سود کی شرح زیادہ ہونے پر نئے سرمایے میں سرمایہ کاری کی طلب کم ہو جائے گی۔ اس کے برعکس، اگر مجموعی قیمت کی سطح گرتی ہے، تو لین دین کے لیے رقم کی طلب میں کمی آتی ہے۔ نتیجے کے طور پر، رقم کی فراہمی کی ایک خاص سطح کو دیکھتے ہوئے، شرحِ سود کم ہو جائے گی۔ کم شرحِ سود پر سرمایہ کاری بڑھے گی۔ سرمایہ کاری مجموعی طلب کا ایک جز ہے۔ لہذا، مجموعی طلب بڑھ جائے گی.

غیر ملکی تجارت کا اثر (Foreign Trade Effect): قیمتوں کی سطح میں تبدیلی اشیا اور خدمات کی غیر ملکی طلب میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ہندوستان میں قیمت کی عام سطح گرتی ہے، تو ہندوستانی پیداوار کی برآمد سستی ہو جائے گی۔ غیر ملکی زیادہ ہندوستانی مصنوعات خریدیں گے اور برآمد میں اضافہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ہندوستانی اشیا سستی ہوں گی تو ہندوستان کے لوگ زیادہ ہندوستانی اشیا کی طلب کریں گے۔ اس سے غیر ملکی اشیا کی درآمد میں کمی آئے گی۔ اس کے برعکس اگر ہندوستان میں قیمتیں بڑھیں گی تو ہندوستانی بازار میں پیدا ہونے والی اشیا غیر ملکی بازار میں مہنگی ہوں گی جس کی وجہ سے برآمدات کم ہو جائیں گی۔ جیسے جیسے ہندوستانی اشیا کی قیمتیں بڑھتی ہیں، غیر ملکی اشیا کی درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ قیمت کی سطح میں کمی کے ساتھ گھریلو اخراجات، سرمایہ کاری اور خالص برآمد کی مجموعی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ لہذا، تصویر 23.1 میں مجموعی طلب خط نیچے کی طرف گرتا نظر آتا ہے۔ اس طرح قیمت کی عام سطح میں تبدیلی کی وجہ سے مجموعی طلب کے سبھی اجزا میں تبدیلی آتی ہے۔ اگر قیمت کی سطح میں اضافہ ہو تو مجموعی طلب کے اجزا جیسے صرفی اخراجات، سرمایہ کاری اور خالص برآمد میں کمی آئے گی وہیں اگر قیمت کی سطح میں کمی آئے تو صرفی اخراجات، سرمایہ کاری اور خالص برآمد میں اضافہ ہوگا۔

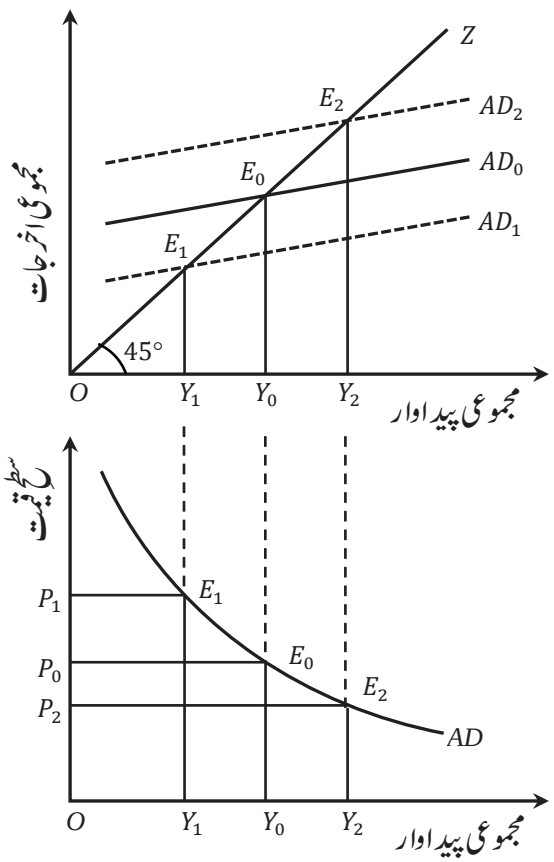
2. مجموعی طلب خط کا اخذ (Derivation of Aggregate Demand Curve)

اب ہم کینز کے آمدنی اور اخراجات کے ماڈل کے بنا پر معیشت میں بدلتی ہوئی قیمت کی سطح پر مجموعی طلب کو اخذ کریں گے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ کینز کے ماڈل میں مجموعی طلب خط یا مجموعی اخراجات خط AD ($C+I+G+X_n$) آمدنی کی مختلف سطحوں پر منصوبہ بند اخراجات کو دکھاتا ہے یعنی کینز کے ماڈل میں آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرفی اخراجات، سرمایہ کاری، سرکاری اخراجات اور خالص برآمد کے جوڑ کو مجموعی طلب کہتے ہیں۔ لیکن ہم جس مجموعی طلب کی بات اس اکائی میں کر رہے ہیں وہ قیمت کی مختلف سطحوں پر توازنی مجموعی اخراجات کو دکھاتا ہے۔ یہ بدلتی ہوئی قیمت کی وجہ سے توازنی مجموعی طلب میں پیدا ہوئے بدلاؤ کو دکھاتا ہے یعنی قیمت کی الگ الگ سطح پر معیشت میں مؤثر طلب کو بتاتا ہے۔

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ قیمت کی سطح میں بدلاؤ مجموعی طلب کے سبھی اجزا کو متاثر کرتی ہے۔ یہ تین وجہ سے ہوتا ہے، حقیقی رقم اثر،

شرح سود اثر اور غیر ملکی تجارت اثر۔ آیئے حقیقی رقم اثر کی وجہ سے مجموعی طلب خط کی منتقلی کی وضاحت کریں۔ فرض کریں کہ معیشت میں قیمت کی عام سطح میں کمی آتی ہے۔ قیمت کی سطح میں کمی آنے سے لوگوں کے پاس موجود زر رقم اور مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگ خود کو نسبتاً امیر محسوس کرتے ہیں اور اس وجہ سے زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اس طرح آمدنی کی ہر سطح پر قیمت کی سطح میں کمی لوگوں کو زیادہ صَرف پر ابھارتی ہے۔ اس وجہ سے آمدنی اخراجات ماڈل میں تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہوگا جس سے مجموعی طلب خط بھی اوپر کی جانب منتقل ہوگا۔ اس کی وضاحت تصویر 23.2 میں کی گئی ہے۔ تصویر کے اوپری حصے میں کینز کے نظریے کے مطابق توازنی آمدنی کے تعین کو دکھایا گیا ہے۔ کینز کے نظریے میں توازنی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جو مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات کے مساوی ہو۔ تصویر کے نچلے حصے میں مجموعی طلب خط کو دکھایا گیا ہے۔ قیمت OP_0 پر مجموعی اخراجات خط $AD(C+I+G+X_n)$ خط 45 زاویے کے آمدنی خط کو نقطہ E_0 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی پیداوار OY_0 متعین ہوتی ہے۔ یعنی قیمت OP_0 پر OY_0 آمدنی یا پیداوار کی طلب کی جاتی ہے۔ اسے تصویر کے نچلے حصے میں نقطہ E_0 سے دکھایا گیا ہے۔

اب فرض کریں کہ قیمت کی سطح OP_0 سے کم ہو کر OP_2 ہو جاتی ہے۔ قیمت میں کمی ہونے سے افراد کی ملکیت میں زر اور مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوتا ہے جس سے ان کے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً مجموعی اخراجات خط اوپر کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ تصویر کے اوپری حصے میں یہ نیا مجموعی اخراجات $AD_2(C_2+I+G+X_n)$ خط آمدنی خط یعنی 45^0 کی لائن کو E_2 نقطہ پر قطع کرتا ہے۔ جس سے معیشت میں توازن کی نئی صورت پیدا ہوتی ہے اور توازنی پیداوار کی سطح بڑھ کر OY_2 ہو جاتی ہے۔ یعنی قیمت OP_2 پر پیداوار کی OY_2 مقدار طلب کی جاتی ہے۔ قیمت اور مجموعی پیداوار کے اس رشتے کو تصویر کے نچلے حصے میں نقطہ E_2 میں دکھایا گیا ہے۔ قیمت OP_2 پر مجموعی طلب OY_2 ہے۔ اسی طرح، اگر قیمت کی سطح OP_0 سے بڑھ کر OP_1 ہو جاتی ہے۔ قیمت کی اعلیٰ سطح سے لوگوں کے پاس موجود زر اور مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید کم ہو جاتی ہے اور وہ خود کو نسبتاً غریب محسوس کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کے صرفی اخراجات میں کمی ہوتی ہے اور نتیجتاً مجموعی اخراجات خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر $AD_1(C_1+I+G+X_n)$ ہو جاتا ہے اور تصویر کے اوپری حصے میں آمدنی خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔ یعنی قیمت OP_1 کی سطح پر افراد OY_1 آمدنی یا پیداوار کی طلب کرتے ہیں۔ اسے تصویر کے نچلے حصے میں نقطہ E_1 سے دکھایا گیا ہے اگر ہم تصویر کے نچلے حصے میں حاصل مجموعی طلب اور سطحِ قیمت کے نقاط E_0, E_1 اور E_2 کو ملادیں تو ہمیں مجموعی طلب خط AD



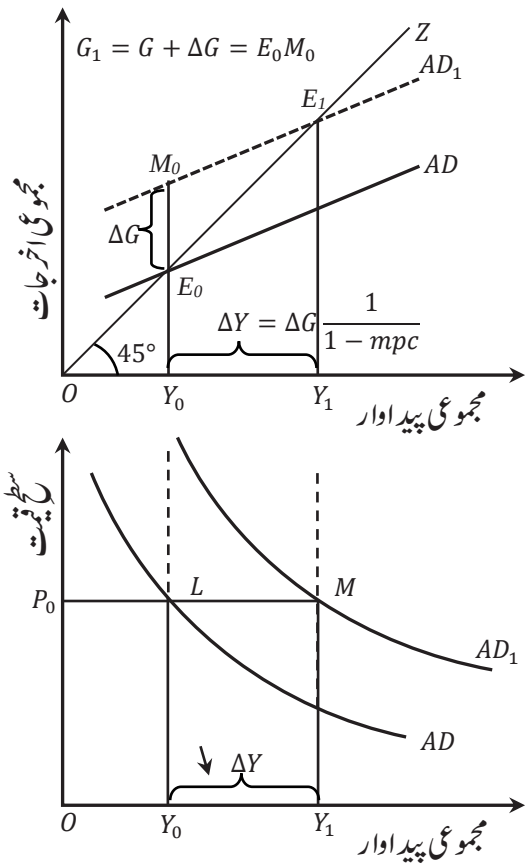
تصویر 23.2: مجموعی طلب خط کا اخذ

حاصل ہوتا ہے۔AD خط اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قیمت کی اعلیٰ سطح پر پیداوار کی کم مقدار طلب کی جائے گی جبکہ ادنیٰ سطح پر زیادہ مقدار کی طلب کی جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی طلب اور قیمت کی سطح کے مابین معکوسی تعلق ہے۔

ہم نے قیمت میں تبدیلی کے نتیجے میں تفاعلِ صَرف میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات خط کی منتقلی اور اس سے مجموعی طلب خط کے اخذ کے طریقے کو دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح، ہم قیمت کی سطح میں تبدیلی سے سرمایہ کاری خط اور خالص برآمد خط میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات خط کی منتقلی اور اس سے مجموعی طلب خط کو اخذ کرسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر قیمت کی سطح میں کمی ہونے پر زر کی طلب میں کمی ہوگی جس سے شرحِ سود میں کمی ہوگی۔ شرحِ سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا اور مجموعی اخراجات خط اوپر کی جانب منتقل ہوگا اور مجموعی پیداوار کی زیادہ مقدار طلب کی جائے گی۔

3. مجموعی طلب میں تبدیلی اور ضارب کا اثر (Change in Aggregate Demand and Multiplier Effect)

درج بالا میں ہم نے قیمت کی وجہ سے مجموعی اخراجات خط کی منتقلی سے مجموعی طلب خط کو اخذ کیا۔ لیکن اگر قیمت کے علاوہ دیگر عوامل میں تبدیلی کی وجہ سے مجموعی اخراجات خط میں تبدیلی آتی ہے تو اس سے مجموعی طلب خط بھی منتقل ہوگا یعنی قیمت کی ہر سطح پر پیداوار میں اضافہ ہوگا یا کمی ہوگی۔ خطِ مجموعی طلب کے اخذ میں ہم نے صِرف قیمت کی سطح میں تبدیلی سے مجموعی اخراجات میں تبدیلی اور نتیجتاً مجموعی طلب کی مقدار میں تبدیلی کو فرض کیا۔ ہم نے حکومتی اخراجات (Government Expenditure)، ٹیکس (Tax)، سرمایہ کاری (Investment)، زر کی رسد (Money Supply) وغیرہ عوامل کو معین سمجھا یعنی یہ فرکیا کہ ان پر قیمت کی تبدیلی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ان غیر قیمتی عوامل میں تبدیلی آتی ہے تو خطِ طلب میں منتقلی ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر سرمایہ کار کی مستقبل میں منافع سے متعلق توقعات میں اضافہ ہوتا ہے تو اس سے سرمایہ کاری کی طلب میں اضافہ ہوگا اور نتیجتاً قیمت کی ہر سطح پر مجموعی طلب میں اضافہ اور مجموعی طلب خط داہنی جانب منتقل ہوگا۔ تصویر 23.3 پر غور کریں۔



تصویر 23.3: خطِ مجموعی طلب میں منتقلی

فرض کریں کہ قیمت P_0 پر تصویر کے اوپری حصے میں مجموعی اخراجات کا خط AD ($C+I+X_n+G$) تھا جو OZ خط کو نقطہ E_0 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے توازنی آمدنی OY_0 متعین ہوتی ہے۔ تصویر کے نچلے حصے میں قیمت P_0 پر مجموعی طلب کو OY_0 سے دکھایا گیا ہے۔ اب فرض کریں کہ حکومت اپنے اخراجات میں ΔG کا اضافہ کرتی ہے۔ قیمت کی سطح مستقل رہتے ہوئے اس کے نتیجے میں اوپری حصے میں مجموعی طلب خط منتقل ہوکر AD_1

$(C+I+G+Xn+G_1)$ ہو جائے گا۔ یہ نیا مجموعی طلب خط OZ خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرے گا جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہو گی۔ چونکہ قیمت مستقل ہے یعنی OP_0 ہے لہذا، توازنی پیداوار کی زیادہ مقدار OY_1 اعلی مجموعی خط طلب AD_1 پر دکھائی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومتی اخراجات میں اضافے کے نتیجے میں خطِ مجموعی طلب داہنی جانب منتقل ہو گیا۔ درج بالا میں ہم نے ایک قیمت کو لیا اور دکھایا کہ کیسے حکومتی اخراجات میں اضافہ یکساں قیمت پر زیادہ مجموعی طلب کا سبب بنتا ہے۔ ایسے ہی آپ مختلف قیمت کی سطحوں اور اس کے ساتھ اوپری حصے میں مجموعی اخراجات میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں دی گئی قیمت پر مجموعی طلب میں اضافے کو دکھا سکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں اعلی مجموعی طلب خط AD_1 حاصل ہو گا۔ اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ حکومتی اخراجات میں اضافے سے مجموعی طلب خط داہنی جانب منتقل ہو گیا اور ہر قیمت پر زیادہ مقدار میں پیداوار کی طلب کی جا رہی ہے۔

ضارب کا اثر: یاد کریں کہ حکومتی اخراجات اور سرمایہ کاری میں اضافے کا مجموعی پیداوار پر ضارب کی قدر کے لحاظ سے اثر پڑتا ہے۔ تصویر 23.3 میں حکومتی اخراجات میں ΔG کے اضافے سے مجموعی پیداوار میں Y_0Y_1 یا E_0E_1 یا $\Delta \boldsymbol{Y}$ کی مقدار سے اضافہ ہوا ہے۔

اس طرح قومی آمدنی میں Y_0Y_1 کے اضافے یا مجموعی پیداوار میں Y_0Y_1 کے اضافے کو ذیل کی مساوات میں دکھایا گیا ہے۔

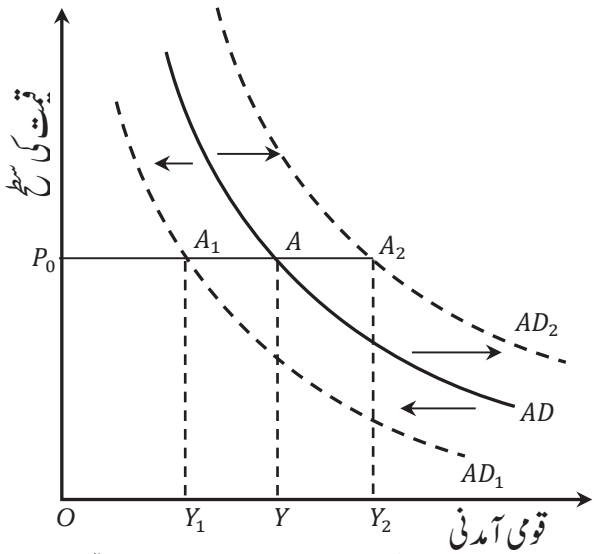
$$\Delta Y = Y_0Y_1 = LM = \Delta G \frac{1}{1 - MPC}$$

جہاں MPC حاشیائی میلانِ صرف ہے اور $\frac{1}{1-MPC}$ ضارب کی قدر ہے۔

حکومتی اخراجات میں اضافے کی ہی طرح، ٹیکسوں میں کمی سے دی گئی قیمت کی سطح پر طلب کی جانے والی مجموعی پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا اور اس وجہ سے مجموعی طلب خط میں تبدیلی آئے گی۔ اسی طرح زر کی رسد (M) میں اضافے کی وجہ سے مجموعی طلب کے خط میں دائیں جانب تبدیلی پیدا ہو گی۔ دی گئی مجموعی طلب خط کے اخذ میں، معیشت میں زر کی رسد کو مستقل مان لیا جاتا ہے۔ اگر دی گئی قیمت کی سطح پر، زر کی فراہمی میں اضافہ ہوتا ہے، تو سود کی شرح کم ہو جائے گی۔ سود کی شرح میں کمی سے سرمایہ کاری کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ اس طرح طلب کی دی گئی مجموعی پیداوار میں دی گئی قیمت کی سطح پر اضافہ نظر آئے گا۔ ہم یہ مان سکتے ہیں کہ زر کی رسد میں توسیع کی وجہ سے مجموعی طلب کے خط میں دائیں طرف منتقلی ہوتی ہے۔

اسی طرح معیشت کی مجموعی طلب خالص برآمد میں تبدیلی سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر روپے کی غیر ملکی شرحِ مبادلہ (Foreign Exchange Rate) گرتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکی ڈالر کے مقابلے میں اگر روپے کی قدر میں کمی آتی ہے، تو اس سے ہماری برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اور درآمدات میں کمی آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں خالص برآمد میں اضافہ ہو گا۔ اس لیے، مجموعی طلب کا خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا۔

تصویر 23.4 میں مجموعی طلب میں تبدیلی کو AD سے AD_2 تک خط طلب کی دائیں طرف منتقلی سے دکھایا گیا ہے۔ یہ تبدیلی مجموعی طلب کے تعین کرنے والے قیمت کے علاوہ دیگر عوامل جیسے زر کی فراہمی میں توسیع یا خالص برآمدات (X_n) میں اضافے کی وجہ سے



تصویر 23.4: غیر قیمتی عوامل کی وجہ سے مجموعی طلب خط کی منتقلی

پیدا ہوا ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ AD سے AD_1 تک مجموعی طلب کے خط میں دائیں طرف تبدیلی کے ساتھ، اشیا اور خدمات کی طلب کردہ مجموعی مقدار دی گئی قیمت OP_0 پر OY سے OY_2 تک بڑھ جاتی ہے۔

اس کے برعکس، جب سرمایہ کار اور صارفین کو ان کے متوقع منافع یا آمدنی میں کمی آتی ہے یا اگر مہنگائی کو کم کرنے کے لیے حکومت مالیاتی پالیسی کے تحت اشیا اور خدمات پر اپنے اخراجات کو کم کرتی ہے تب مجموعی طلب میں کمی آئے گی۔ اسی طرح اگر ریزرو بینک افراط زر کو روکنے کے لیے سخت مانیٹری پالیسی اپناتے ہیں اور زر کی رسد میں کمی لانے کے لیے سود کی شرح میں اضافہ کرتا ہے تب مجموعی طلب کے خط میں بائیں طرف تبدیلی آئے گی۔ اسے تصویر 23.4 میں مجموعی اخراجات خط کی AD سے AD_1 کی منتقلی سے دکھایا گیا ہے جہاں سرمایہ کاری یا گھریلو اخراجات میں کمی کے نتیجے میں یا حکومت کی طرف سے سرکاری اخراجات میں کمی یا زر کی فراہمی میں کمی اور سود کی شرح میں اضافے کی وجہ سے مجموعی طلب میں بائیں جانب تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

4. قیمت کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ ضارب کا اثر (Multiplier Effect with Changes in Price Level)

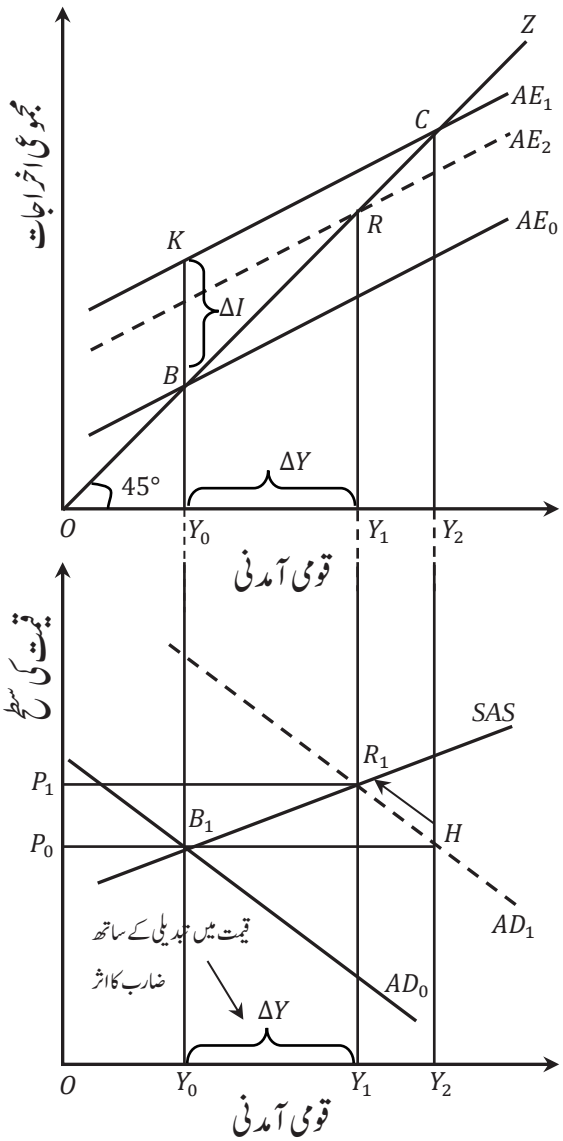
ابھی تک ضارب کا مجموعی طلب پر اثر کا جو تجزیہ پیش کیا گیا ہے اس میں قیمت کی سطح کو مستقل مانا گیا ہے۔ کاروباری ایک مقررہ قیمت پر مزید پیداوار فراہم کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ کسی بھی آزاد اخراجات جیسے حکومتی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات، خالص برآمدات کے نتیجے میں کتنی قومی آمدنی بڑھتی ہے، اس کا تعین قیمت کے مقرر ہونے پر ضارب کی قدر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں مجموعی طلب خط میں دائیں طرف کی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ کرتا ہے کہ قلیل مدتی مجموعی رسد خط افقی (Horizontal) ہوتا ہے۔ تاہم، قلیل مدتی رسد کا خط اوپر کی طرف بڑھتا ہے کیونکہ عام طور پر صرف زیادہ قیمت پر ہی مدتِ قلیل میں کاروباری پیداوار میں اضافے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط کی ڈھال اوپر کی طرف ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے مجموعی طلب میں دائیں جانب تبدیلی سے معیشت میں توازن کی سطح بڑھ جاتی ہے جو مجموعی طلب میں افقی تبدیلی کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہوتی ہے۔ نتیجتاً، ضارب کا سائز ایک مقررہ قیمت کی سطح کے کینز کے آسان ماڈل کے ضارب سے کم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد حکومتی اخراجات میں اضافے کا توسیعی اثر کا ایک حصہ قیمت کی سطح میں اضافے سے پورا ہوتا ہے۔

اوپر کی طرف ڈھال والے مجموعی رسد خط اور ضارب کے اثر کو تصویر 23.5 دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر کے اوپری پینل میں اخراجات خط AE_0، 45^0 خط کو نقطہ B پر قطع کرتا ہے اور قومی آمدنی توازن کی سطح پر Y_0 کا تعین کرتا ہے۔ تصویر کے نچلے حصے میں مجموعی

طلب خط AD_0 اور قلیل مدتی مجموعی رسد (SAS) ایک دوسرے کو نقطہ B پر قطع کرتے ہیں۔

اب فرض کریں کہ مستقل سرمایہ کاری کے اخراجات میں ΔI یا BK مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً مجموعی اخراجات خط اوپر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور نئے توازن کی سطح پر قومی آمدنی کا تعین Y_2 کے برابر ہوتا ہے۔ نچلے پینل میں مجموعی طلب میں اوپر کی طرف تبدیلی کی وجہ سے طلب خط AD_0 سے AD_1 تک دائیں طرف شفٹ ہو جاتا ہے۔ متعینہ قیمت پر مجموعی طلب خط کی افقی منتقلی کا تعین مجموعی اخراجات میں تبدیلی اور ضارب کی قدر کے حاصلِ ضرب کے مساوی ہو گا۔

لیکن نئے مجموعی طلب کی سطح پر قلیل مدتی مجموعی رسد (SAS) کے ڈھال کی وجہ سے قیمت کی سطح مستقل نہیں رہتی ہے۔ جیسا کہ تصویر کے نچلے پینل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مجموعی طلب خط AD_1 مجموعی رسد SAS کو نقطہ R پر قطع کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں قیمت کی سطح OP_1 تک بڑھ جاتی ہے۔



تصویر 23.5: قیمت کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ ضارب کا اثر

قیمت کی سطح میں اضافے کی وجہ سے مجموعی اخراجات پر اثر پڑے گا اور تصویر کے اوپری حصے میں اخراجات کا خط نیچے کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ مجموعی اخراجات کے خط میں یہ کمی دولت اور دیگر اثاثوں پر ان منفی اثرات ہونے کی وجہ سے ہے۔ قیمت کی سطح میں اضافے سے لوگوں کے پاس موجود اثاثوں کی قوتِ خرید کی حقیقی قدر میں کمی ہوتی ہے۔ جس سے وہ کم خرچ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ نتیجتاً صَرفی اخراجات میں کمی آتی ہے۔

قیمت کی سطح میں اضافہ حقیقی زر کی فراہمی کو کم کرتا ہے۔ زر کی طلب کے دیے گئے تفاعل (M^d) کے ساتھ اس کی رسد میں کمی سود کی شرح میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ سود کی شرح میں اضافہ نجی سرمایہ کاری کے اخراجات کو کم کر دے گا۔ اس کے علاوہ قیمت میں اضافے سے برآمدات پر منفی اثر پڑے گا کیونکہ پیداوار کی قیمت بڑھ جائے گی۔ اور خالص برآمدات میں کمی ہو جائے گی۔

بالکل اسی طرح قیمت کی سطح میں اضافے کے حقیقی دولت اور نجی سرمایہ کاری پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ تصویر 23.5 میں اوپری پینل میں مجموعی اخراجات خط مجموعی اخراجات میں کمی کی وجہ سے نیچے کی طرف آتا ہے۔ اور قومی آمدنی کی سطح کا تعین Y_1 کے حساب سے مجموعی

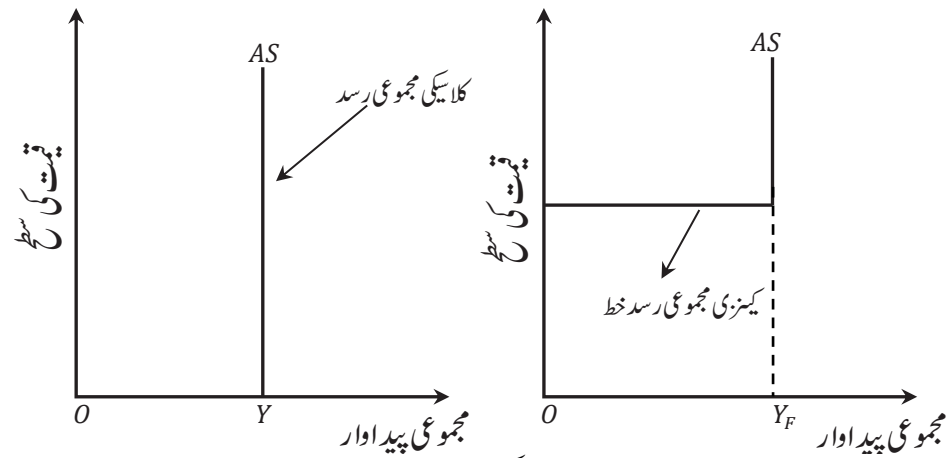
طلب AD_1 اور SAS ایک دوسرے کو نقطہ R_1 پر قطع کر کے قومی آمدنی کا تعین Y_1 کرتا ہے جسے تصویر کے نچلے پینل میں دکھایا گیا ہے۔

اس طرح مثبت ڈھلان والے SAS کے ساتھ، قومی آمدنی کی سطح میں اضافے اور مستقل سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے کے اثرات کو دو مراحل میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے، سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے سے تصویر کے اوپری پینل میں مجموعی اخراجات کا خط AE_0 سے اوپر کی طرف منتقل ہو کر AE_1 ہو جاتا ہے اور اسی طرح نچلے پینل میں مجموعی طلب خط AD_0 سے منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ اس طرح معینہ قیمت کے ساتھ قومی آمدنی کی سطح Y_0 سے بڑھ کر Y_2 ہو جاتی ہے۔ دوسرا قلیل مدتی مجموعی رسد SAS کی وجہ سے، مجموعی طلب کے خط میں دائیں جانب تبدیلی قیمت کی سطح کو P_0 سے P_1 تک بڑھاتی ہے اور آمدنی کو Y_2 سے کم کر کے Y_1 پر لاتی ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جب قیمت کی سطح میں تبدیلی کے اثرات کو مد نظر رکھا جائے تو سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے کا ضارب اثر حقیقی GDP پر پڑتا ہے لیکن یہ اثر مستحکم قیمت والے ماڈل کے ضارب سے کم ہوتا ہے۔ مزید قلیل مدتی رسد خط کی ڈھلان جتنی زیادہ ہو گی قیمت کی سطح میں اضافے کی وجہ سے حقیقی آمدنی پر سرمایہ کاری کے ضارب کا اثر اتنا ہی کم ہو گا۔

23.3 مجموعی رسد (Aggregate Supply)

مجموعی رسد اشیا اور خدمات کی پیداوار کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو معیشت میں سبھی فرمیں ہر ممکنہ قیمت کی سطح پر پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ اس طرح، مجموعی طلب کی ہی طرح مجموعی رسد بھی ایسا جدول یا خط ہوتا ہے جو یہ بتاتا ہے کہ معیشت میں تمام کاروباری فرمیں قیمت کی مختلف سطحوں پر سبھی اشیا اور خدمات کو کتنی مقدار میں فروخت کرنے کو تیار ہیں۔ سابقہ اکائی میں آپ نے کینز کے مجموعی رسد خط کے بارے میں پڑھا تھا جو روزگار کی مختلف سطحوں پر اس کم سے کم آمدنی کو دکھاتا تھا جس کو وصول کرنے کی پیداکار توقع کرتے ہیں۔ مجموعی رسد مجموعی طلب ماڈل میں جب ہم مجموعی رسد کی بات کرتے ہیں تو ہماری اس سے مراد ایک مختلف تصور ہوتا ہے۔ دوسرے عوامل کو مستقل فرض کرتے ہوئے مجموعی رسد مجموعی پیداوار کی سطحوں کو دکھاتا ہے جو پیداکار قیمت کی مختلف سطحوں پر فروخت کے لیے پیدا کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی رسد خط مجموعی پیداوار کی ان مقداروں کو دکھاتا ہے جنہیں پیداکار قیمت کی مختلف سطحوں پر پیدا کرنے اور فروخت کرنے کو راضی ہوتے ہیں۔ ماہرینِ معاشیات کے مابین مجموعی رسد خط کی شکل سے متعلق بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چونکہ کلاسیکی ماہرین معاشیات نے یہ مان لیا تھا کہ معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی حالت ہوتی ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے مکمل روزگار کی حالت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے تب اجرت، سود، قیمتوں وغیرہ میں اس طرح تبدیلی ہوتی ہے کہ معیشت میں مکمل روزگار کی حالت از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر کلاسیکیوں نے مکمل روزگار کی سطح پر مجموعی رسد خط کو مکمل غیر لچک دار مانا ہے۔ اس طرح کے مجموعی رسد خط کو تصویر 23.6 کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے۔

اس کے برعکس کینز اس بات کو مانتے تھے کہ قلیل مدت میں پیداوار سے وسائل کے روزگار میں بھی تبدیلی آتی ہے اور معیشت بے روزگاری کی حالت میں بھی توازن کی صورت حاصل کر سکتی ہے۔ چونکہ کینز نے ایک ایسی معیشت کا مطالعہ پیش کیا جو مندی یا معاشی بحران کے دور سے گزر رہی تھی۔ ایسی معیشت میں شرحِ اجرت متعین ہوتی ہے۔ کینز یہ بھی مانتے تھے کہ مجموعی طلب میں اضافے کی وجہ

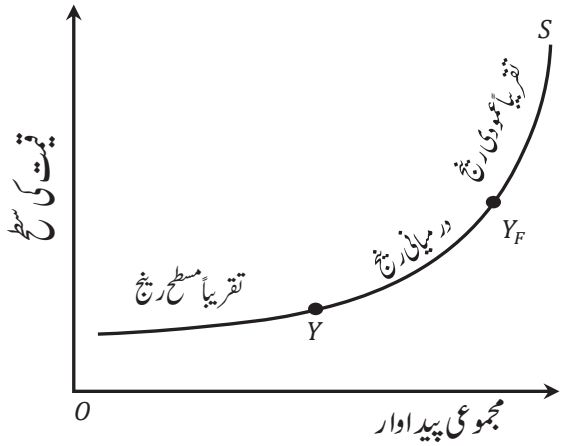


تصویر 23.6: کلاسیکی اور کینزی مجموعی رسد خطوط

سے مزدوروں کے لیے اور زیادہ روزگار کے مواقع رہتے ہیں لیکن ان کی اوسط اور حاشیائی لاگت معین رہتی ہے۔ یعنی مندی کی صورت ایسی ہوتی ہے کہ فی اکائی لاگت میں اضافے کے بنا زیادہ پیداوار کی جاسکتی ہے۔ اس طرح جب مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے تو دی گئی قیمت پر کاروباری مزید اور مزید اشیا اور خدمات پیدا کرتے ہیں چونکہ مزید پیدا کردہ اشیا اور خدمات کی اوسط اور حاشیائی لاگت میں تبدیلی نہیں آتی اسی لیے طلب کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ روزگار بھی بڑھتا ہی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب معیشت مکمل روزگار کی حالت میں آجاتی ہے تب مجموعی رسد کی شکل پوری طرح سے غیر لچکدار ہو جاتی ہے۔ اس طرح کینز کا مجموعی رسد خط قلیل مدت میں مکمل لچکدار ہوتا ہے جو رسد کی مقدار کے بڑھنے سے قیمت میں کسی طرح کے اضافے کو نہیں دکھاتا ہے۔ ایسے مجموعی رسد خط کو تصویر کے داہنی حصے میں دکھایا گیا ہے۔ AS خط پیداوار کی OY_F سطح تک افقی سیدھا خط ہوتا ہے۔ OY_F مکمل روزگار کی پیداوار والی سطح ہے۔ پیداوار کی اس سطح تک پہنچنے کے بعد پیداوار میں مزید اضافہ ممکن نہیں ہوتا اور خطِ رسد مکمل غیر لچک دار ہو جاتا ہے۔ یہاں محلِ نظر رہے کہ کینز کے مطابق مجموعی رسد خط جب مکمل روزگار کی حالت کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو فی اکائی پیداوار لاگت میں بھی بتدریج اضافہ ہونے لگتا ہے۔ لیکن کینز کا ماننا ہے کہ مکمل روزگار کی صورت پہنچنے سے پہلے فی اکائی لاگت اور شرحِ اجرت میں ہوا یہ اضافہ کچھ زیادہ اہم نہیں ہوتا۔

درج بالا بحث سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ مجموعی رسد خط کی شکل ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ چونکہ مجموعی رسد پیداوار کی اس مقدار کو دکھاتا ہے جسے پیداکار مختلف قیمتوں پر پیدا کرنا اور فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اوسط قیمت حاشیائی لاگت سے زیادہ ہو تو پیداکار کے لیے پیداوار میں اضافہ کرنا منافع بخش ہوتا ہے۔ جب معیشت عظیم کساد بازاری سے گزر رہی ہوتی ہے حاشیائی پیداوار میں کچھ خاص اضافے کے بنا پیداوار میں اضافہ کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے قلیل مدتی خطِ رسد تقریباً مسطح ہوتا ہے۔ لیکن متعینہ سرمایے کے ساتھ جب پیداوار میں مزید اضافہ کیا جاتا ہے تو ایک سطح کے بعد تقلیلِ حاصل کا مرحلہ آجاتا ہے اور مجموعی رسد خط دھیرے سے اوپر کو جانے لگتا ہے۔ ایک مرحلے کے بعد جب معیشت مکمل صلاحیتی پیداوار کے قریب پہنچنے لگتی ہے تو مجموعی رسد خط میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔ مکمل روزگار کی حالت پر پہنچنے کے بعد پیداوار میں اضافہ ممکن نہیں ہوتا اور مجموعی رسد خط عمودی سیدھا خط ہو جاتا ہے۔

1. مجموعی رسد خط: جدید نقطہ نظر (Aggregate Supply Curve: Modern View)

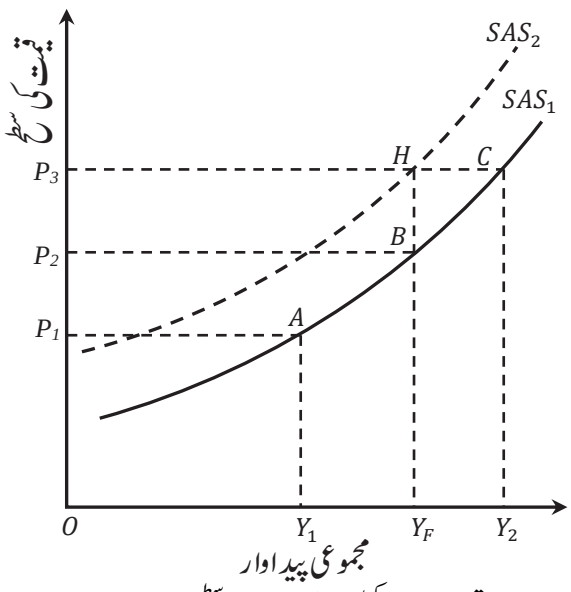


تصویر 23.7: جدید نظریے کے مطابق مجموعی رسد خط

قلیل مدت میں مجموعی رسد کے بارے میں جدید نظریہ کینز سے مختلف ہے۔ تاہم اب جدید ماہرین ماہرین معاشیات کے درمیان ایک اتفاق رائے ہے کہ جب معیشت معاشی بحران یا شدید کساد بازاری سے گزرتی ہے تب معیشت صلاحیت سے کافی نیچے کام کر رہی ہوتی ہے۔ ایسے میں پیداواری لاگت میں زیادہ اضافے کے بغیر زیادہ پیداوار کی جاسکتی ہے اور اس وجہ سے مجموعی رسد کا خط بالکل افقی کے بجائے اوپر کی طرف تقریباً فلیٹ ہوتا ہے۔ اس خط کے تین رینج ہوتے ہیں۔

پہلی رینج کو تقریباً فلیٹ رینج کہا جاتا ہے۔ سرمایے کے دیے گئے اسٹاک کے ساتھ جب پیداوار کو اس رینج میں بڑھایا جاتا ہے تو پیداوار بڑھتی تو ہے لیکن گھٹتی ہوئی شرح پر۔ اس کے علاوہ حاشیائی لاگت بھی بڑھتی ہے۔ اور بالآخر مجموعی رسد کے خط کے ڈھال کو آہستہ سے اوپر کی طرف لے جاتی ہے۔ قلیل مدت میں مجموعی رسد کے خط کا ایک حصہ درمیانی حد کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس رینج میں جیسے جیسے معیشت میں فرم اپنی صلاحیت کی پیداوار کے قریب پہنچتی ہیں ان کی حاشیائی لاگت میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے پیداوار کی سطح تیزی سے بڑھتی ہے۔ جب معیشت کے دیے گئے وسائل کو مکمل طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو مختصر مدت کا مجموعی رسد خط بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کینز کے نظریے کے برعکس جدید ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ بے روزگاری میں کمی اور افرادی قوت کو دیر تک کام پر آمادہ کرکے مجموعی پیداوار کو مکمل روزگار کی سطح سے آگے بڑھانے کی گنجائش رہتی ہے۔

اس طرح مختصر مدت کے مجموعی رسد کے خط کے عام طور پر تین حصے یا رینج ہوتے ہیں:- a) تقریباً فلیٹ رینج، b) درمیانی رینج اور c) عمودی رینج۔ ایسے مجموعی رسد کے خط کو تصویر 23.7 میں دکھایا گیا ہے۔ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ رسد کے جدید تصور کے مطابق بے روزگاری کی قدرتی سطح کے بعد بھی رسد کے خط کی ڈھال اوپر کی طرف ہوتی ہے۔ کیونکہ مکمل روزگار کی سطح پر ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری بھی رہتی ہے۔ اسی لیے قیمت کی سطح بے روزگاری کی قدرتی سطح سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ زیادہ پیداوار میں اضافہ ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری میں کمی کرکے حاصل کی جاسکتی ہے فرض کریں



تصویر 23.8: مکمل روزگار سے زیادہ سطح پر پیداوار

کہ تصویر 23.8 میں Y_F بے روزگاری کی قدرتی سطح ہے جس پر صرف فریکشنل بے روزگاری موجود ہے اور مجموعی پیداوار Y_F تیار ہو رہی ہے۔ Y_F کے بائیں طرف قیمت کی سطح P_1 پر معیشت کساد بازاری کا شکار ہو گی۔ اب فرض کریں کہ قیمت کی سطح P_2 تک بڑھ جاتی ہے، دیگر عوامل کی قیمتوں اور ٹیکنالوجی کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، فرم اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے زیادہ محنت اور دیگر وسائل کو زیادہ پیداوار پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اس طرح اعلی قیمت کی سطح P_2 پر مجموعی پیداوار زیادہ محنت اور دیگر وسائل کو روزگار دینے سے Y_F تک بڑھ جائے گی۔ پیداوار کے Y_F سطح پر طلب میں کمی کی وجہ سے پیدا شدہ بے روزگاری ختم ہو جائے گی اور صرف ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری موجود رہے گی۔

اب اگر قیمت کی سطح مزید بڑھ کر P_3 تک پہنچ جاتی ہے، تو فرموں کی پیداوار بڑھ کر Y_3 ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتیں مستقل رہتی ہے۔ کینز کے نظریے کے برخلاف مجموعی پیداوار کو زیادہ مزدور لگا کر بے روزگاری کی فطری سطح سے بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری کو کم کر کے ممکن ہے۔ A، B اور C نقطوں کو جوڑ کر آپ تصویر 23.8 میں اوپر کی طرف ڈھال والے قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط (SAS) کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب آپ SAS کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں، اگرچہ اجرت مستقل رہتی ہے پھر بھی قیمت کی سطح بڑھنے کے ساتھ ہی حقیقی اجرت کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ اجرت کی حقیقی شرح کو زری اجرت کی شرح (w) کو قیمت کی سطح (P) سے تقسیم کر کے حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح، قدرتی بے روزگاری کی سطح Y_F پر، حقیقی مزدوری کی شرح $\frac{W}{P_2}$ ہے۔ اور جب مجموعی پیداوار Y_2 تک بڑھ جاتی ہے تو حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W}{P_3}$ تک گر جاتی ہے کیونکہ قیمت کی سطح P_3 قیمت کی سطح P_2 سے زیادہ ہیں۔

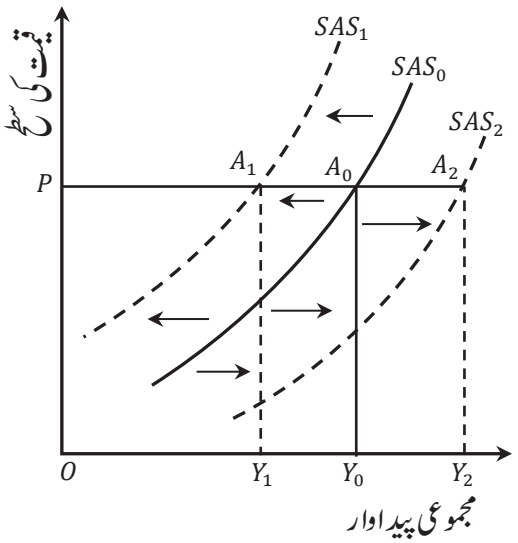
اجرت کی شرح کچھ عرصے تک برقرار رہ سکتی ہے لیکن اس کے بعد مزدوروں کو احساس ہو جائے گا کہ ان کی اصل اجرت کی شرح گر گئی ہے۔ اس لیے وہ اپنی اصل اجرت کو سابقہ سطح پر بحال کرنے کے لیے زیادہ اجرت کا مطالبہ کریں گے۔ قدرتی بے روزگاری کی سطح Y_F سے لے کر مجموعی پیداوار کی سطح Y_2 تک، قیمت میں P_2 P_3 کا اضافہ ہوا ہے۔ ان کی حقیقی اجرت کو بحال کرنے کے لیے، اجرت کی شرح کو P_2 P_3 سے بڑھایا جانا ضروری ہو گا۔ نتیجے کے طور پر قلیل مدتی مجموعی رسد اپنے نئے خط SAS_2 کے ساتھ اوپر کی طرف شفٹ ہو جائے گا۔

2. قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط میں منتقلی (Shift in Short Run Aggregate Supply Curve)

قلیل مدتی مجموعی رسد خط کی اوپر کی طرف ڈھال کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے ہم نے بتایا کہ مجموعی رسد کا خط قیمت کی سطح اور مجموعی پیداوار کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتا ہے، جب دیگر عوامل جیسے اجرت، وسائل کی قیمتیں اور ٹیکنالوجی وغیرہ مستقل ہوں۔ ان دیگر عوامل میں تبدیلیاں مجموعی رسد کے خط میں تبدیلی کا سبب بنتی ہیں۔ ہم ذیل میں ان مختلف عوامل کی وضاحت پیش کرتے ہیں۔

شرحِ اجرت میں تبدیلی: اجرت کی شرح میں تبدیلی ایک اہم عامل ہے جو قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو متاثر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب مزدوروں کی اجرت کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے، تو اس سے مختصر مدت کا مجموعی رسد خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجرت میں اضافے سے پیداوار سے فی یونٹ لاگت بڑھ جاتی ہے۔ پیداوار کی دی گئی قیمت کے ساتھ، زیادہ شرح اجرت کا مطلب ہے کہ

پیداوار کے فی یونٹ منافع میں کمی آئے گی۔ جیسے جیسے پیداوار کم منافع بخش ہو جاتی ہے، اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ کاروباری پیداوار میں کمی کریں گے اور پیداوار کی رسد کم ہو جائے گی۔ اس طرح جب مزدوروں کی اجرت میں اضافہ ہوتا ہے تو قلیل مدتی مجموعی رسد بائیں جانب منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ تصویر 23.9 میں خط SAS_1 سے دکھایا گیا ہے۔



تصویر 23.9: قلیل مدتی مجموعی رسد خط کی منتقلی

دیگر عوامل پیدائش کی قیمتیں: دیگر عوامل جیسے کہ کچے تیل اور خام مال کی قیمتیں بھی قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط میں تبدیلی لاتی ہیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ OPEC کی طرف سے 1973 میں اور پھر 1979 میں کچے تیل کی قیمت میں اضافے نے پیداوار کی فی یونٹ لاگت میں اضافہ کر کے مجموعی رسد کو متاثر کیا۔ یہ قلیل مدت میں مجموعی رسد کو بائیں جانب تبدیلی کرتا ہے۔ جیسا کہ تصویر 23.9 میں دکھایا گیا ہے۔ مجموعی رسد کے خط میں اس طرح کی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ قیمت کی کسی بھی سطح پر پہلے سے کم پیداوار کو فراہم کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف جب کچے تیل کی قیمت گرتی ہے تب مجموعی رسد کا خط دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ تصویر 23.9 میں SAS_0 خط کی SAS_2 تک کی منتقلی سے اسے دکھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی قیمت کی سطح پر پہلے سے زیادہ پیداوار اور رسد کی جا رہی ہے۔

کاروباری ٹیکس اور سبسڈی: کاروباری ٹیکسوں کی شرحوں میں اضافہ جیسے کہ ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی فی یونٹ پیداوار کی لاگت میں اضافہ کرتا ہے۔ پیداوار کی لاگت میں اس طرح کا اضافہ اجرت کی شرح میں اضافے کی وجہ سے لاگت میں اضافے کے مترادف ہے۔ اس طرح کاروباری ٹیکس کی شرحوں میں اضافے سے مجموعی رسد کا خط بائیں طرف تبدیل ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف بالواسطہ ٹیکسوں میں کمی مجموعی رسد کے خط میں دائیں طرف تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ مختلف صنعتوں کی مصنوعات پر سبسڈی کی فراہمی بھی مجموعی رسد کے خط کو دائیں طرف شفٹ کرے گی۔

دستیاب وسائل کی فراہمی: آخر میں ایک بہت اہم عنصر، جو کہ مجموعی رسد کے خط کی پوزیشن کا تعین کرتا ہے، وسائل کی فراہمی ہے۔ جب دستیاب وسائل کی فراہمی جیسے مزدور اور سرمایے میں اضافہ ہوتا ہے تو قلیل مدتی مجموعی رسد خط دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے مزدوروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور سرمایہ کاری کے ذریعے سرمایے کی فراہمی میں اضافہ ہوتا ہے، قلیل مدتی مجموعی رسد خط دائیں طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی قیمت کی سطح پر فروخت کے لیے زیادہ پیداوار پیدا کی جائے گی۔ اسی طرح بنیادی ڈھانچے کی سہولیات میں توسیع، جو پیداوار کی رسد میں اضافے کا باعث بنتی ہے، مجموعی رسد خط میں دائیں جانب تبدیلی کا سبب بنے گی۔

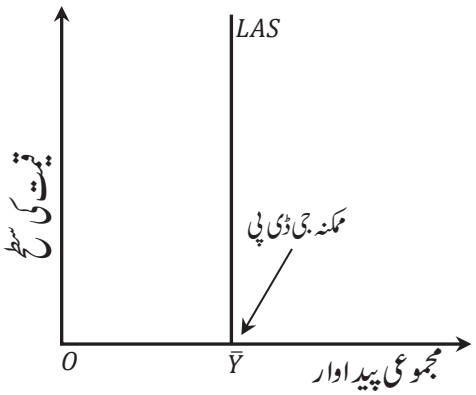
3. طویل مدتی مجموعی رسد (Long Run Aggregate Supply)

طویل مدتی مجموعی رسد یا حقیقی جی ڈی پی تین اہم عوامل پر منحصر کرتی ہے: (1) مزدوروں کی موجودہ مقدار، (2) سرمایے کی مقدار

اور (3) تکنیک کی سطح۔ اس طرح طویل مدتی تفاعل پیدا ئش ہو گا:

$$Y = f(L, K, T)$$

جہاں Y مجموعی پیداوار کی مقدار یا قومی پیداوار، L مزدوروں کی مقدار، K سرمایے کی مقدار (ذخیرے) اور T تکنیک کی سطح کو دکھاتے ہیں۔ قومی پیداوار کی مقدار دی ہوئی تکنیک کی سطح پر مزدور اور سرمایے کے استعمال سے پیدا کی جاتی ہے۔ ہم طویل مدت میں اس بات کو مان کر چلتے ہیں کہ مزدور اور سرمایہ دونوں وسائل کا مکمل استعمال ہوتا ہے یعنی معیشت مکمل روزگار کی سطح پر ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ



تصویر 23.10: طویل مدتی مجموعی رسد خط

مکمل روزگار کی صورت میں معیشت میں کچھ عارضی اور ساختیاتی بے روزگاری کا ہونا ممکن ہے جو روزگار پانے والے مزدوروں کی کُل تعداد کا 4 سے 5 فیصد ہوتا ہے۔ مکمل روزگار کی صورت میں پیدا شدہ مجموعی پیداوار کی سطح کو ممکنہ جی ڈی پی (Potential GDP) کہتے ہیں۔

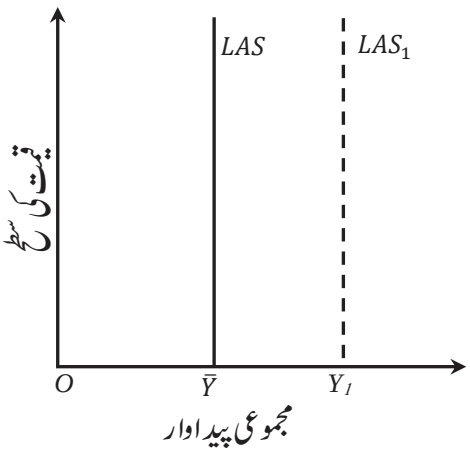
طویل مدتی مجموعی رسد خط حقیقی جی ڈی پی کی مقدار اور قیمت کی سطح کے درمیان تعلق کو دکھاتا ہے جب حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی کے مساوی ہو۔ طویل مدتی مجموعی رسد خط سیدھا عمودی خط ہوتا ہے جیسا کہ تصویر 23.10 میں LAS خط سے دکھایا گیا ہے۔ طویل مدتی مجموعی رسد خط عمودی ہوتا ہے کیونکہ ممکنہ جی ڈی پی قیمت کی سطح پر منحصر نہیں کرتی۔ یعنی قیمت کی سطح میں تبدیلی آنے پر ممکنہ جی ڈی پی میں تبدیلی نہیں آتی۔ طویل مدتی رسد خط (Long Run Aggregate Supply Curve) ممکنہ قومی پیداوار یعنی مکمل روزگار کی سطح پر افقی خط کی طرح ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیمت میں جو بھی اضافہ ہو، روزگار اور پیداوار میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے۔

4. طویل مدتی مجموعی رسد خط میں تبدیلی (Changes in Long Run Aggregate Supply Curve)

درج بالا میں ہم نے طویل مدتی مجموعی رسد خط کے تصور کو دیکھا۔ چونکہ یہ ایک عمودی خط کے مانند ہوتا ہے اسی لیے قیمت میں تبدیلی سے طویل مدتی مجموعی رسد خط پر اوپر یا نیچے کو حرکت ہوتی ہے۔ یعنی قیمت میں تبدیلی سے ممکنہ پیداوار میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ طویل مدت میں قومی آمدنی میں تبدیلی تبھی ممکن ہے جب طویل مدتی مجموعی رسد خط شفٹ ہو جائے۔ اسے ہم LAS میں شفٹ کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اس طرح کی شفٹ کی تین اہم وجوہات ہیں: (1) مزدوروں کی تعداد میں اضافہ، (2) سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ، اور (3) تکنیکی پیش رفت۔ یہ تینوں وجوہات LAS کو متاثر کرتی ہیں اور اس سے LAS میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

سرمایے کے ذخیرے میں تبدیلی، تکنیکی پیش رفت اور مزدوروں کی تعداد میں اضافہ معاشی ترقیات کی وجہ سے ممکن ہو پاتے ہیں۔ یہ ترقیات معیشت میں بڑی تبدیلیاں لاتی ہیں جنہیں ہم ساختیاتی تبدیلیاں کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے LAS خط دائیں طرف شفٹ ہوتا ہے جس سے معیشت ممکنہ قومی پیداوار (Potential GNP) کی نئی سطح حاصل کر پاتی ہے جس کو تصویر 23.11 میں Y_1 سطح پر دکھایا گیا ہے۔

مزدوروں کی تعداد میں اضافہ: مزدور پیداوار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ سرمایے کے ذخیرے اور ٹیکنالوجی کی دی ہوئی سطح پر ممکنہ قومی آمدنی (Potential GDP) میں اضافہ مزدوروں کے مکمل روزگار کی سطح میں اضافہ کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مزدوروں کی مکمل روزگار



تصویر 23.11: طویل مدتی مجموعی رسد خط

کی مقدار میں اضافہ طویل مدتی مجموعی رسد خط میں دائیں طرف تبدیلی لاتا جیسا کہ تصویر 23.11 میں دکھایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ معاشی سائیکل کے دوران مزدوروں کے روزگار میں تبدیلیاں حقیقی قومی آمدنی (Real GDP) میں اتار چڑھاؤ کا باعث بنتی ہیں۔ لیکن حقیقی قومی آمدنی (Real GDP) میں یہ تبدیلیاں جو کاروباری دور میں ہوتی ہیں ممکنہ قومی آمدنی (Potential GDP) میں تبدیلیاں نہیں ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، ممکنہ قومی آمدنی میں تبدیلی مزدور اور سرمایے کے ذخیرے میں تبدیلی اور ٹیکنالوجی میں بہتری کی وجہ سے ہوتی ہے۔

سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ: معیشت میں سرمایے کا ذخیرہ معیشت کی پیداواری صلاحیت کا تعین کرتا ہے۔ معیشت میں سرمایے کا ذخیرہ جتنا زیادہ ہوگا، مزدوروں میں پیداواری صلاحیت اتنی ہی زیادہ ہوگی اور ممکنہ قومی آمدنی بھی اتنی زیادہ ہوگی۔ ہندوستانی معیشت کے مقابلے امریکی معیشت کی فی کس پیداوار اور ممکنہ قومی آمدنی بنیادی طور پر اس لیے زیادہ ہے کیونکہ امریکہ میں سرمایے کا ذخیرہ زیادہ ہے۔ جدید ماہرینِ معاشیات سرمایے میں نہ صرف انسانی سرمایے بلکہ غیر انسانی سرمایے کو بھی شامل کرتے ہیں۔ انسانی سرمایے کا مطلب ہے حاصل کردہ ہنر، تعلیم اور تربیت۔ اسی طرح، سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ ممکنہ قومی آمدنی میں اضافہ لاتا ہے اور طویل مدتی مجموعی رسد خط کو دائیں طرف منتقل کرتا ہے۔

تکنیکی پیش رفت: ٹیکنالوجی میں پیش رفت ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم دیے گئے وسائل سے مزید پیداوار حاصل کر سکیں۔ تجرباتی تحقیقی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں قومی آمدنی میں اضافے کا سب سے اہم ذریعہ تکنیکی پیش رفت ہے۔ یہ ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقی کی وجہ سے ہے کہ صنعت اور زراعت دونوں میں ایک جدید کارکن پرانے زمانے کے مزدور سے کئی گنا زیادہ پیداوار دیتا ہے۔ اور دائیں طرف طویل مدتی مجموعی رسد خط میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔

اجرت اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں تبدیلیاں: یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اجرت اور دیگر عوامل کی قیمتوں میں تبدیلی جیسے تیل کی قیمت مختصر مدت کے مجموعی رسد خط کو متاثر کرتی ہے لیکن طویل مدتی مجموعی خط رسد کو متاثر نہیں کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طویل مدتی رسد کے ساتھ ساتھ مزدوری کی شرح یا دیگر وسائل کی قیمتوں میں کوئی بھی تبدیلی قیمت کی سطح میں مساوی فیصد تبدیلی لاتی ہے تاکہ متعلقہ قیمتیں اور حقیقی مزدوری کی شرح مستقل رہ سکے۔ چونکہ متعلقہ قیمتیں یکساں رہتی ہیں جس کی وجہ سے کاروباری کو پیداوار بڑھانے یا کم کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ممکنہ قومی آمدنی اور طویل مدتی مجموعی رسد خط مستقل رہتا ہے۔

تاہم اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں تبدیلیاں فرموں کی پیداواری لاگت کو متاثر کرتی ہیں اور اس وجہ سے قلیل مدتی مجموعی رسد میں تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً، جب اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو فرم کی لاگت بڑھ جاتی ہے اور اس لیے وہ قیمت کی ہر سطح پر پیداوار کی کم مقدار فراہم کرتی ہیں۔ نتیجتاً قلیل مدتی مجموعی رسد خط بائیں طرف شفٹ ہو جاتا ہے۔

23.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- مجموعی طلب خط کی وضاحت کر سکیں۔
- مجموعی رسد خط کی وضاحت کر سکیں۔
- طویل مدتی اور قلیل مدتی رسد خطوط کی وضاحت کر سکیں۔

23.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

کلاسیکی ڈائیکوٹومی :Classical Dichotomy-کلاسیکی مفروضہ جس کے مطابق پیداوار بازار ازر کا بازار الگ الگ ہوتے ہیں اور ایک بازار میں تبدیلی دوسرے کو متاثر نہیں کرتی۔

رقمِ حقیقی اثر :Real Balance Effect- اثر جس کے تحت قیمت کی عام سطح میں تبدیلیاں زر کے ذخیرے اور مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر یا قوتِ خرید کو متاثر کرتی۔

23.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

23.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مجموعی رسد خط کی ڈھلان

(a) نیچے کی اور دائیں طرف ہوتی ہے۔ (b) افقی ہوتی ہے۔

(c) عمودی ہوتی ہے۔ (d) کوئی نہیں

2. قیمت میں اضافے سے مالیاتی اثاثے کی قدر میں ---------- ہوتا/ہوتی ہے۔ (کمی/اضافہ)

3. قیمت میں اضافہ حقیقی رقم کی فراہمی کو ---------- کرتا ہے۔ (کم/زیادہ)

4. کلاسکی مجموعی رسد خط ---------- ہوتا ہے۔ (عمودی/افقی)

5. کینزی مجموعی رسد خط ---------- ہوتا ہے۔ (عمودی یا افقی)

6. قلیل مدت میں خط رسد

(a) اوپر کی اور فلیٹ ہوتا ہے۔ (b) افقی ہوتا ہے۔

(c) عمودی ہوتا ہے۔ (d) نیچے کی اور ہوتا ہے۔

7. ان میں سے کن عناصر پر طویل مدتی خط رسد منحصر ہوتا ہے؟

(a) مزدوروں کی مقدار پر (b) تکنیک کی سطح پر

(c) سرمایہ کاری پر (d) ان میں سے سبھی

8. AD-AS ماڈل قیمت کے معین ہونے جیسے مفروضات پر مبنی ہے (صحیح یا غلط)

9. صرفی اخراجات۔۔۔۔۔۔۔۔کا تفاعل ہے۔ (آمدنی/شرحِ سود)

10. ان میں سے کن عناصر سے مجموعی طلب متاثر ہوتی ہے؟

(a) صرفی اخراجات سے (b) قیمت سے

(c) ڈالر کے مقابلے ملک کے زر میں کمی سے (d) ان میں سے سبھی

23.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. رقم حقیقی اثر کیا ہے؟
2. قیمت میں اضافے سے صرفی اخراجات اور غیر ملکی تجارت پر کیا اثر ہوتا ہے؟
3. قلیل مدتی خط رسد سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. متوقع قیمت کیا ہے؟

23.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل سے مجموعی طلب خط کو اخذ کریں۔
2. قلیل مدتی اور طویل مدتی خط رسد کو تفصیل کے ساتھ پیش کریں۔

23.7 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Dornbusch, R., & Fischer, S. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). McGraw Hill Education.
2. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
3. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.

اکائی 24: مجموعی طلب مجموعی رسد ماڈل-II

(Aggregate Demand Aggregate Supply Model- II)

اکائی کے اجزا:

24.0 تمہید (Introduction)

24.1 مقاصد (Objectives)

24.2 قلیل مدتی کلی معاشیاتی توازن (Short Run Macroeconomic Equilibrium)

24.3 طویل مدتی کلی معاشیاتی توازن (Long Run Macroeconomic Equilibrium)

24.4 فریڈمین کا قدرتی شرح کا مفروضہ (Freidman's Natural Rate Hypothesis)

24.5 معاشی اتار چڑھاؤ اور AD-AS ماڈل (Economic Fluctuations and AD-AS Model)

24.6 مالیاتی اور زری پالیسی کا کردار (The Role of Fiscal and Monetary)

24.7 جمود (Stagflation)

24.8 اکتسابی نتائج (Learning Objectives)

24.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

24.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

24.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

24.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

24.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

24.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

24.0 تمہید (Introduction)

متغیر قیمت کی سطح کے ساتھ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے تصورات کی وضاحت کرنے کے بعد ہم اس بات کی وضاحت کریں گے کہ قومی آمدنی کی مقدار اور قیمت کی سطح کا تعین کرنے کے لیے مجموعی رسد اور مجموعی طلب کے درمیان کس طرح توازن حاصل کیا جاتا ہے۔ چونکہ طویل مدتی اور قلیل مدتی مجموعی رسد کے خطوط کے درمیان فرق ہے اسی لیے معیشت میں طویل مدتی توازن اور قلیل مدتی

توازن میں بھی فرق ہے۔ طویل مدتی توازن وہ حالت ہے جس کی طرف معیشت گامزن ہوتی ہے اور قلیل مدتی توازن معیشت کی اصل حالت ہے۔ قلیل مدت میں معیشت ممکنہ آمدنی کے ارد گرد کام کرتی ہے۔AD-AS ماڈل کا مقصد یہ بتانا ہے کہ کس طرح مختلف متغیرات مثلاً، زری اور مالیاتی پالیسیاں حقیقی آمدنی اور قیمت کی سطح، دونوں میں تبدیلیاں لاتی ہیں۔ اس اکائی میں ہم قلیل مدتی توازن اور طویل مدتی توازن کی وضاحت پیش کریں گے۔

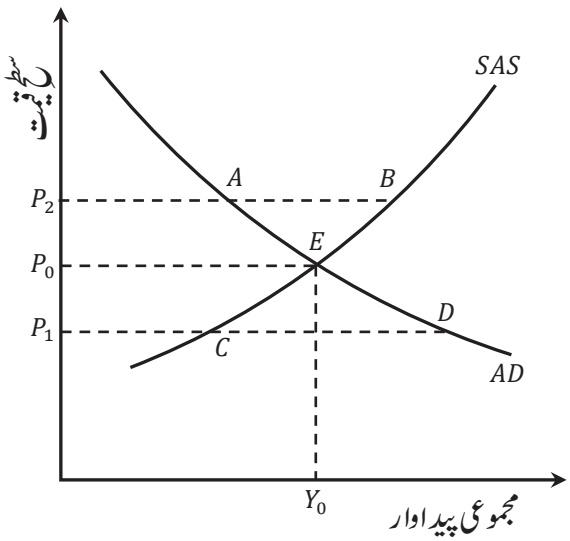
24.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

- AD-AS ماڈل کے ذریعے معیشت میں قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کے تعین پر بحث کرنا۔
- قلیل مدت اور طویل مدت میں روزگار اور قومی آمدنی کے تعین کے درمیان فرق کا مطالعہ کرنا۔
- AD-AS ماڈل کا استعمال کرکے مالیاتی اور زری پالیسیوں کی وضاحت کرنا۔
- AD-AS ماڈل کے ذریعے معاشی تبدیلی یا اتار چڑھاؤ کا مطالعہ کرنا۔

24.2 قلیل مدتی کلی معاشیاتی توازن (Short Run Macroeconomic Equilibrium)

قلیل مدت میں توازن قیمت کی اس سطح پر قائم ہوتا ہے جس پر مجموعی پیداوار کی طلب اور مجموعی پیداوار کی رسد برابر ہوتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں قلیل مدتی توازن اس قیمت پر حاصل ہوتا ہے جس پر مجموعی طلب خط اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ اسے تصویر 24.1 میں دکھایا گیا ہے جہاں قلیل مدت میں مجموعی طلب کا خط (AD) مجموعی رسد خط (SAS) کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے۔ نقطہ E پر قیمت کی سطح P_0 ہے اور قومی آمدنی یا مجموعی پیداوار کی مقدار Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اگر قیمت P_0 سے مختلف ہو، تو معیشت حالتِ توازن میں نہیں رہے گی۔ فرض کریں مثال کے طور پر قیمت کی سطح P_2 ہو تو مجموعی طلب کی مقدار P_2A مجموعی پیداوار کی رسد کی مقدار P_2B سے کم ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ کاروباری اپنی تمام پیداوار فروخت نہیں کر پائیں گے۔ نتیجے کے طور پر غیر ارادی انوینٹری (Inventory) میں اضافہ ہو جائے گا اور فرم پیداوار اور قیمت دونوں میں کمی کریں گی۔ پیداوار اور قیمتوں میں کمی کا عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ معیشت توازنی قیمت کی سطح P_0 تک نہ پہنچ جائے اور مجموعی پیداوار Y_0 نہ ہو جائے۔ اب فرض کریں کہ قیمت کی سطح P_1 ہے۔ تصویر 24.1 کے مطابق قیمت کی سطح P_1 پر، مجموعی پیداوار کی طلب کی مقدار (P_1D) مجموعی رسد (P_1C) سے



تصویر 24.1: معیشت کا قلیل مدتی توازن

زیادہ ہے۔ اس طرح معیشت میں قیمت کی P_1 سطح پر تمام اشیا اور خدمات کی کھپت ہو جائے گی۔ فرموں کے پاس مزید طلب کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ سطح سے کم مقدار میں پیداوار ہو گی۔ اس کے نتیجے میں فرمیں پیداوار اور قیمتوں میں اضافہ کریں گی۔ پیداوار اور قیمت کی سطح اس وقت تک بڑھتی رہے گی جب تک کہ قیمت کی سطح P_0 تک نہیں پہنچ جاتی اور مجموعی پیداوار Y_0 تک نہیں آ جاتی۔ اس طرح، قیمت کی سطح P_0 اور مجموعی پیداوار Y_0 معیشت کے قلیل مدتی توازن کو دکھاتی ہے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ قلیل مدت میں اجرت کی شرح نہیں بدلتی ہے۔ یعنی اشیا و خدمات کی قیمتوں میں اضافے یا کمی کا شرحِ اجرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور اس طرح معیشت کو مکمل روزگار کی سطح پر توازن میں لانے کے لیے اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور لہذا، قلیل مدتی توازن ممکنہ پیداوار کی سطح سے کم سطح یا زیادہ سطح دونوں پر قائم ہو سکتا ہے۔ صِرف طویل مدت میں ہی شرحِ اجرت میں تبدیلی کرنا ممکن ہوتا ہے اور لہذا طویل مدت میں ہی توازن کو ممکنہ پیداوار پر بحال کرنا ممکن ہوتا ہے۔

مزید، معیشت میں اتار چڑھاؤ اُن عوامل میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو مجموعی طلب اور مجموعی رسد میں تبدیلی کا سبب بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر زر کی رسد میں تبدیلی، حکومتی اخراجات، ٹیکس، کاروباری اداروں کی طرف سے سرمایہ کاری کی طلب یا گھریلو صَرف کی طلب مجموعی طلب میں تبدیلیاں لائے گی اور قلیل مدتی توازن میں تبدیلی کا سبب بنے گی۔ دوسری طرف اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں تبدیلی مجموعی رسد خط کو منتقل کرتی ہے جو قلیل مدتی توازن میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔

کینز کے مطابق جب معیشت کساد بازاری کا شکار ہوتی ہے تو کاروباری طبقے کی جانب سے نجی سرمایہ کاری میں کمی کی وجہ سے مجموعی طلب میں بھی کمی آتی ہے۔ جس کی وجہ سے مکمل روزگار کی سطح سے کم پر توازن وجود میں آتا ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ جب تک حکومت توسیعی مالیاتی پالیسی کو اپنا کر معیشت میں مداخلت نہیں کرتی اور بجٹ خسارے کی مال کاری (Deficit Financing) کے ذریعے حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار کے درمیان فرق کو پورا نہیں کرتی، معیشت میں مکمل روزگار کی سطح پر توازن کو نہیں بحال کیا جا سکتا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ آزاد بازار پر مشتمل معیشت اجرت اور قیمتوں میں کسی بھی قسم کی مطابقت کے ذریعے خود کو درست نہیں کر پاتی کیونکہ معاشی بحران کی وجہ سے معیشت میں طلب بہت ہی کم ہوتی ہے اور لہذا، حکومت کی مداخلت کے بغیر معیشت میں کساد بازاری کے ساتھ بے روزگاری کا توازن طویل مدت تک برقرار رہتا ہے۔

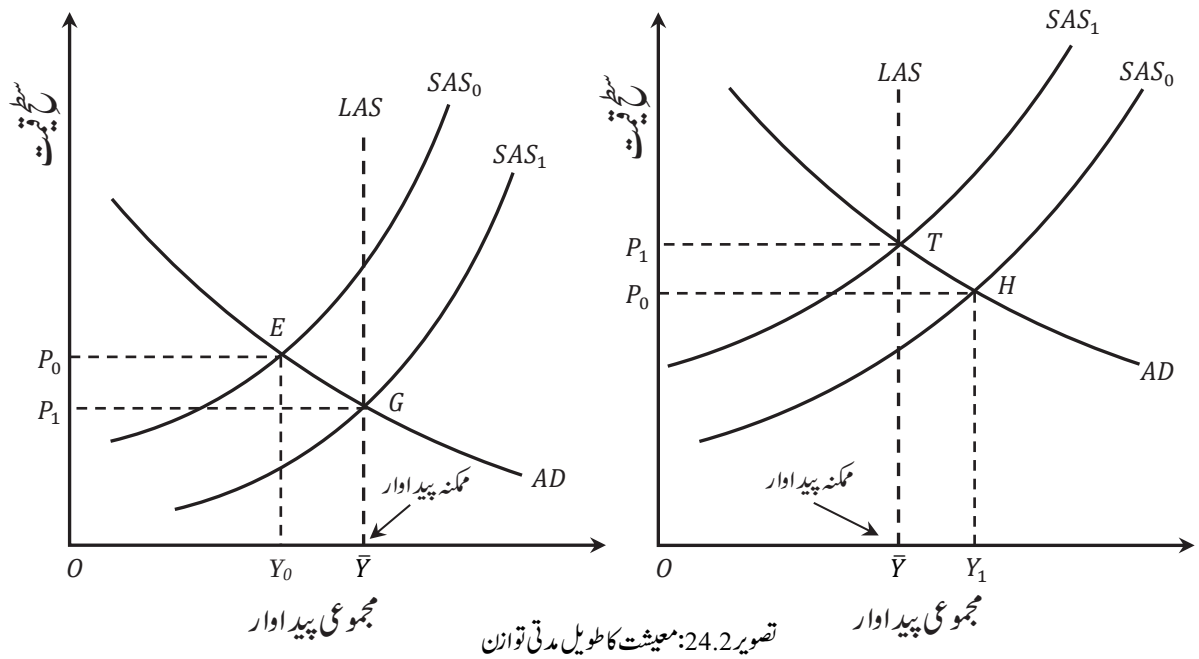
یہی وجہ ہے کہ کینز نے اس پر بحث نہیں کی کہ اجرت اور قیمتوں کی تطبیق (Adjustment) کے ذریعے معیشت کا طویل مدتی توازن کیسے حاصل کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف کلاسیکی ماہرین معاشیات، مانیٹرسٹ اور نئے کلاسیکی ماہرین معاشیات اجرت اور قیمتوں میں خود بخود مطابقت کے ذریعے مکمل روزگار کی سطح پر طویل مدتی توازن کے قیام پر یقین رکھتے ہیں۔

24.3 طویل مدتی کلی معاشیاتی توازن (Long Run Macroeconomic Equilibrium)

طویل مدتی توازن قیمت کی اس سطح پر واقع ہوتا ہے جہاں مجموعی طلب خط طویل مدتی مجموعی رسد خط کے برابر ہو جو ممکنہ پیداوار کی سطح پر عمودی خط ہوتا ہے۔ اس طرح، طویل مدتی توازن اس وقت قائم ہوتا ہے جب حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار کے برابر ہو۔ لیکن اس طویل

مدتی قیمت اور حقیقی پیداوار میں توازن کی حالت تب ہی ممکن ہو پاتی ہے جب شرحِ اجرت اس طرح ایڈجسٹ کرے کہ قلیل مدتی خطِ رسد منتقل ہو کر طویل مدتی مجموعی رسد خط کو توازن کے اس مقام پر قطع کرے جس پر مجموعی طلب خط بھی طویل مدتی مجموعی رسد خط کو قطع کرتا ہو۔ طویل مدتی معاشی توازن کو تصویر 24.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے بائیں حصے سے واضح ہوتا ہے کہ قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0 دیے گئے مجموعی طلب خط (AD) کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے اور P_0 کے مساوی قیمت کی سطح کا تعین کرتا ہے۔ اور حقیقی پیداوار قلیل مدت میں Y_0 کے برابر ہے۔ اس طرح قلیل مدت میں معیشت کے توازن کی حالت میں حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے کم ہے۔ حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار کے درمیان فرق $Y_0\bar{Y}$ کو کساد بازاری کا فرق (Deflationary Gap) کہا جاتا ہے۔ قلیل مدتی توازن میں قیمت کی P_0 سطح پر مجموعی طلب ممکنہ پیداوار کی خریداری کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ممکنہ پیداوار سے کم پیداوار کا مطلب یہ ہے کہ قلیل مدتی توازن میں چکراتی بے روزگاری موجود ہے یعنی بے روزگاری کی شرح بے روزگاری کی قدرتی شرح سے زیادہ ہے۔

اگر اجرت کی شرح لچک دار ہو جیسا کہ کلاسیکی ماہرین معاشیات، مانیٹرسٹ اور نئے کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا ہے، تو نقطہ E پر قلیل مدتی توازن کی حالت میں بے روزگاری کی شرح قدرتی بے روزگاری کی شرح سے کم ہو جائے گی۔ نتیجتاً، قلیل مدت میں خط رسد (SAS) دائیں طرف منتقل ہونے لگے گا۔ قلیل مدتی مجموعی رسد خط میں دائیں طرف کی تبدیلی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ یہ طویل مدتی رسد خط (LAS) کو نقطہ G پر قطع نہ کرے۔ توازن کی نئی سطح G نقطے پر قیمت کی سطح P_1 تک گر جاتی ہے اور مطلوبہ پیداوار کی مجموعی مقدار ممکنہ پیداوار تک بڑھ جاتی ہے۔ تصویر 24.2 میں نقطہ G مکمل روزگار کی سطح پر طویل مدتی توازن کو پیش کرتا ہے جس پر بے روزگاری کی صِرف قدرتی شرح موجود رہتی ہے۔ غور کریں کہ نقطہ G پر قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0، طویل مدتی مجموعی رسد خط LAS اور مجموعی طلب خط تینوں ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ یہ وہ نقطہ ہے جس پر مجموعی طلب، قلیل مدتی مجموعی رسد اور طویل مدتی مجموعی رسد مساوی ہیں۔



تصویر 24.2: معیشت کا طویل مدتی توازن

آیئے اس کے برعکس معاملے پر غور کریں جب قلیل مدتی توازن ابتدائی طور پر ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو، جو کہ مکمل روزگار کی سطح سے اوپر ہو۔ تصویر کے داہنی حصے میں ابتدائی طور پر مجموعی طلب خط (AD) اور مجموعی رسد خط SAS_0 قلیل مدت میں H نقطے پر برابر ہیں جہاں قیمت کی سطح P_0 کا تعین ہوتا ہے اور حقیقی پیداوار Y_0 متعین ہوتی ہے جو کہ ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ سے زیادہ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ کیسے ممکن ہے؟ ظاہر کہ ممکنہ پیداوار وہ پیداوار ہوتی ہے جسے معیشت اپنے وسائل کے مکمل استعمال سے پیدا کر سکتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ ممکنہ پیداوار کی سطح سے آگے حقیقی پیداوار میں اضافہ ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ مزدور کے روزگار میں بھی اضافہ بے روزگاری میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور بے روزگاری میں یہ کمی قدرتی شرح سے زیادہ تیزی سی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مکمل روزگار کی صورت میں معیشت میں قدرتی بے روزگاری رہتی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت کی قدرتی بے روزگاری کی شرح 3 فیصد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مکمل روزگار اور ممکنہ آمدنی کے پیدا کرنے پر بھی معیشت میں 3 فیصد کی بے روزگاری ہوگی۔ قدرتی بے روزگاری میں فرکشنل بے روزگاری اور ساختیاتی بے روزگاری کو شامل کیا جاتا ہے۔ اگر معیشت میں صرف قدرتی بے روزگاری ہو تو ہم کہیں گے کہ معیشت میں مکمل روزگار ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ مکمل روزگار کا یہ ایک طرح سے غلط استعمال ہے۔ اگر معیشت میں قدرتی بے روزگاری کی شرح 3 فیصد سے کم ہو کر 2 فیصد ہو جائے تو ظاہر ہے معیشت کی حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو جائے گی۔ یہ محلِ نظر رہے کہ ممکنہ پیداوار سے زیادہ کی یہ پیداوار طویل مدت میں برقرار نہیں رہ سکتی۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ تصویر 24.2 کے داہنی حصے میں $\bar{Y}Y_0$ کی مقدار سے حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہے۔ حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار کا یہ فرق افراطی خلا (Inflationary Gap) کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ فرق معیشت میں افراط زر کا دباؤ پیدا کرتا ہے۔

جب معیشت کا توازن قائم ہو جاتا ہے تو معیشت مکمل روزگار یا ممکنہ پیداوار کی سطح سے زیادہ پر کام کر رہی ہوتی ہے۔ اصل بے روزگاری بے روزگاری کی قدرتی شرح سے نیچے آجاتی ہے۔ اس سے مزدوروں کی کمی کی وجہ سے شرحِ اجرت بڑھ جاتی ہے۔ اجرت میں اضافے کے ساتھ، قلیل مدتی خط رسد بائیں طرف منتقل ہونے لگتا ہے اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ قلیل مدتی رسد خط SAS منتقل ہو کر SAS_1 نہیں ہو جاتا اور نقطہ T پر طویل مدتی رسد خط LAS کو نہیں کاٹتا۔ اسی نقطے پر طویل مدتی توازن قائم ہو جاتا ہے۔

کینز کے مطابق، مکمل روزگار کی سطح سے زیادہ توازن جہاں معیشت میں افراط زر (Inflationary Gap) کا غلبہ ہوتا ہے، مجموعی رسد کے مقابلے مجموعی طلب زیادہ ہوتی ہے۔ اجرت اور قیمتوں میں مطابقت کے ذریعے اسے خود بخود درست نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے بجا طور پر دلیل دی کہ معیشت میں افراط زر پر ڈیمانڈ مینجمنٹ پالیسی (Demand Management Policy) کے ذریعے قابو پایا جا سکتا ہے۔ ان پالیسیوں میں سخت مالیاتی اور زری پالیسیاں شامل ہیں۔ کلاسیکی، مانیٹرسٹ اور نئے کلاسیکی ماہرین معاشیات مکمل روزگار کی سطح پر طویل مدتی توازن حاصل کرنے کے لیے شرحِ اجرت اور قیمتوں کے خود بخود ایڈجسٹمنٹ پر یقین رکھتے تھے۔ تاہم، یہ بات سامنے آتی ہے کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے درمیان توازن مکمل روزگار کی سطح سے کم یا ممکنہ پیداوار سے کم یا مکمل روزگار کی سطح سے زیادہ یا ممکنہ پیداوار سے زیادہ اور مکمل روزگار کی سطح پر یا ممکنہ پیداوار پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

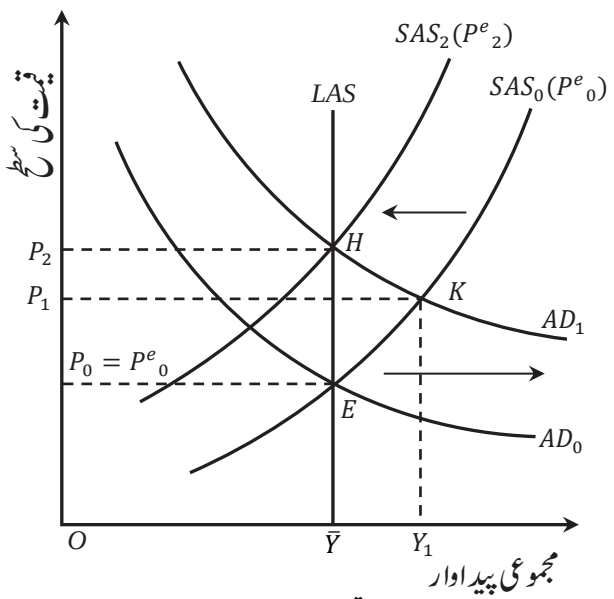
24.4 فریڈمین کا قدرتی شرح کا مفروضہ (Freidman's Natural Rate Hypothesis)

آیئے اب ہم فریڈمین کے پیش کردہ قدرتی شرح مفروضے کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس مفروضے کے مطابق، قلیل مدت میں مجموعی طلب میں اتار چڑھاؤ پیداوار اور روزگار پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن طویل مدت میں معیشت بے روزگاری کی قدرتی شرح کی سطح پر واپس آجاتی ہے۔ یاد کریں کہ، بے روزگاری کی قدرتی شرح مکمل روزگار یا ممکنہ پیداوار کی سطح کی بے روزگاری کے مساوی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قدرتی شرح کے مفروضے کے مطابق مکمل روزگار یا ممکنہ پیداوار کی سطح کا تعین ان عوامل سے مختلف عوامل سے ہوتا ہے جو قلیل مدت میں روزگار کی سطح کا تعین مجموعی طلب میں اتار چڑھاؤ سے کرتے ہیں۔ یہ درحقیقت کلاسیکی دو فرعیت کا اظہار ہے۔ قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو درج ذیل مساوات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

$$Y = \bar{Y} + \alpha(P - P^e) \quad OR$$
$$Y - \bar{Y} = \alpha(P - P^e)$$

جہاں Y حقیقی پیداوار ہے، $\bar{Y}$ ممکنہ پیداوار ہے یا بے روزگاری کی قدرتی شرح کے مطابق GDP ہے، P اصل قیمت کی سطح ہے اور P^e متوقع قیمت کی سطح ہے۔ یہ مساوات بیان کرتی ہے کہ حقیقی پیداوار Y کی ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ سے دوری یا فرق حقیقی قیمت کی سطح کی متوقع قیمت کی سطح سے دوری یا فرق $(P - P^e)$ پر منحصر کرتی ہے۔

قدرتی شرح مفروضے کی وضاحت کرنے کے لیے، قلیل مدتی رسد خط (SAS) جو مساوات $Y = \bar{Y} + \alpha(P - P^e)$ کی نمائندگی کرتا ہے، کے ساتھ مجموعی طلب کے خط کو بھی رکھتے ہیں۔ طویل مدتی مجموعی رسد خط (LAS) کو روزگار کی قدرتی شرح پر دکھایا گیا ہے۔ تصویر 24.3 پر غور کریں۔ یہ بات قابل ذکر ہے دی گئی متوقع قیمت کی سطح میں تبدیلی قلیل مدت میں مجموعی رسد خط کو منتقل کرتی ہے۔ تصویر میں، طویل مدتی مجموعی رسد (LAS) کے ساتھ قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0 اور مجموعی طلب خط AD_1 ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں۔ اس طرح، نقطہ E پر قدرتی پیداوار کی سطح یا روزگار کی قدرتی سطح پر توازن قائم ہوتا ہے۔ اب فرض کریں کہ مجموعی طلب کسی وجہ سے غیر متوقع طور پر AD_1 تک بڑھ جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں نقطہ K پر نیا قلیل مدتی توازن قائم ہوتا ہے جہاں قیمت P_1 ہے اور مجموعی پیداوار Y_1 تک بڑھ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بے روزگاری، بے روزگاری کی قدرتی شرح سے نیچے گر جائے گی۔ اس طرح نقطہ K پر توازن عروج کی مدت (Boom Period) کی نمائندگی کرتا ہے۔ تاہم مزدور متوقع قیمت کی سطح P_0 کے مقابلے میں حقیقی قیمت کی



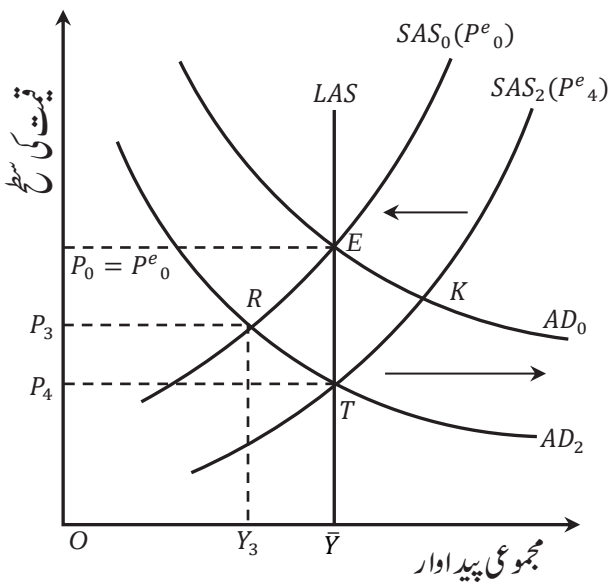
تصویر 24.3: قدرتی شرح کا مفروضہ: طلب میں اضافہ

سطح میں P_1 تک اضافے پر حیران ہوں گے۔ اس کی وجہ سے متوقع قیمت کی سطح میں اضافہ ہو گا اور معیشت میں نئی متوقع قیمت کی سطح قائم ہو گی۔ اور اس کے نتیجے میں SAS اوپر کی طرف منتقل ہو جائے گا اور اس وقت تک اوپر کی طرف منتقل ہوتا رہے گا جب تک کہ متوقع قیمت اصل قیمت کے برابر نہ ہو جائے۔

اس طرح کے قلیل مدتی رسد خط کو SAS_2 کے ذریعے دکھایا گیا ہے جو کہ مجموعی طلب خط AD_1 اور طویل مدتی مجموعی رسد خط (LAS) کو نقطہ H پر قطع کرتا ہے۔ اس نقطے پر متوقع قیمت کی سطح P^e_2 ہو جاتی ہے اور اصل قیمت کی سطح P_2 کے برابر رہتی ہے۔ چونکہ نقطہ H پر توازن میں قلیل مدتی رسد طویل مدتی رسد کے مساوی ہے یعنی معیشت کی پیداوار ممکنہ پیداوار کے مساوی ہے لہذا، یہ توازن بے روزگاری کی قدرتی سطح پر قائم ہو گا۔

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مدتِ قلیل میں مجموعی طلب میں غیر متوقع اضافے کی وجہ سے حالانکہ معیشت قدرتی بے روزگاری پیداوار $\bar{Y}$ سے ہٹ جاتی ہے تاہم یہ طویل مدت میں بے روزگاری کی قدرتی سطح پر واپس آجاتی ہے۔ ملٹن فریڈمین کے مطابق مجموعی طلب میں تبدیلی کی وجہ سے معیشت قلیل مدتی رسد خط کے ساتھ چلتی ہے جس سے افراط زر اور پیداوار کے درمیان ایک ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک میں اضافہ ہو تو دوسرے میں نہیں۔ دوسری طرف، طویل عرصے میں ایسا کوئی رشتہ ممکن نہیں ہے کیونکہ معیشت بے روزگاری کی قدرتی سطح پر رہتی ہے۔

آیئے اب ہم اس کے برعکس معاملے کو دیکھتے ہیں۔ جب طلب کم ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے معیشت میں کساد بازاری ہوتی ہے۔ تصویر 24.4 میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ معیشت نقطہ E پر توازن میں ہے جہاں اوپر کی طرف ڈھال والے قلیل مدتی رسد خط (SAS_0) دیے گئے مجموعی طلب خط AD_0 اور طویل مدتی رسد خط (LAS) ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ قیمت کی موجودہ سطح P_0 ہے اور ہم یہ مان لیتے ہیں کہ قیمت کی یہ سطح پچھلی مدت میں بھی رائج رہی ہے۔ لہذا مزدور کی متوقع قیمت کی سطح P_0 ہے۔ اس کا مطلب ہے P^e_0 اصل سطح P_0 کے برابر ہے۔ اب فرض کریں کہ مجموعی طلب کم ہو جاتی ہے اور AD کا خط بائیں طرف منتقل ہو کر AD_2 ہو جاتا ہے جو کہ قلیل مدتی مجموعی رسد خط ($SAS_0(P^e_0)$) کو نقطہ R پر قطع کرتا ہے۔ اس نئے توازن کی سطح پر قیمت P_3 پر آجاتی ہے اور اس کے نتیجے میں قومی آمدنی کی سطح Y_3 تک کم ہو جاتی ہے۔ بے روزگاری اپنی قدرتی شرح کی سطح سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح مجموعی طلب میں AD_2 تک کی کمی معیشت کو کساد بازاری کی طرف لے جاتی ہے۔ تاہم فریڈمین کے مطابق، چونکہ اصل قیمت کی سطح P_3 میں کمی ان کی متوقع قیمت کی سطح P_0 کے خلاف ہے، اس لیے متوقع قیمت پر نظر ثانی کی جائے



تصویر 24.4: قدرتی شرح کا مفروضہ: طلب میں کمی

گی اور وہ P_3 میں تبدیل ہو گی۔ نتیجے کے طور پر قلیل مدتی مجموعی رسد خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا۔ یہ تبدیلی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ یہ SAS_2 تک پہنچ نہ جائے اور جب متوقع قیمت کی سطح اصل قیمت کی سطح ($P_4 = P_4^e$) کے برابر نہ ہو جائے۔ اسے تصویر 24.4 میں دیکھا جا سکتا ہے۔ قلیل مدتی رسد خط SAS مجموعی طلب خط AD_2 اور طویل مدتی مجموعی رسد خط کو نقطہ T پر کاٹتا ہے۔ معیشت بے روزگاری کی قدرتی سطح کے مطابق قومی آمدنی کے توازن کی طرف واپس چلی آتی ہے۔

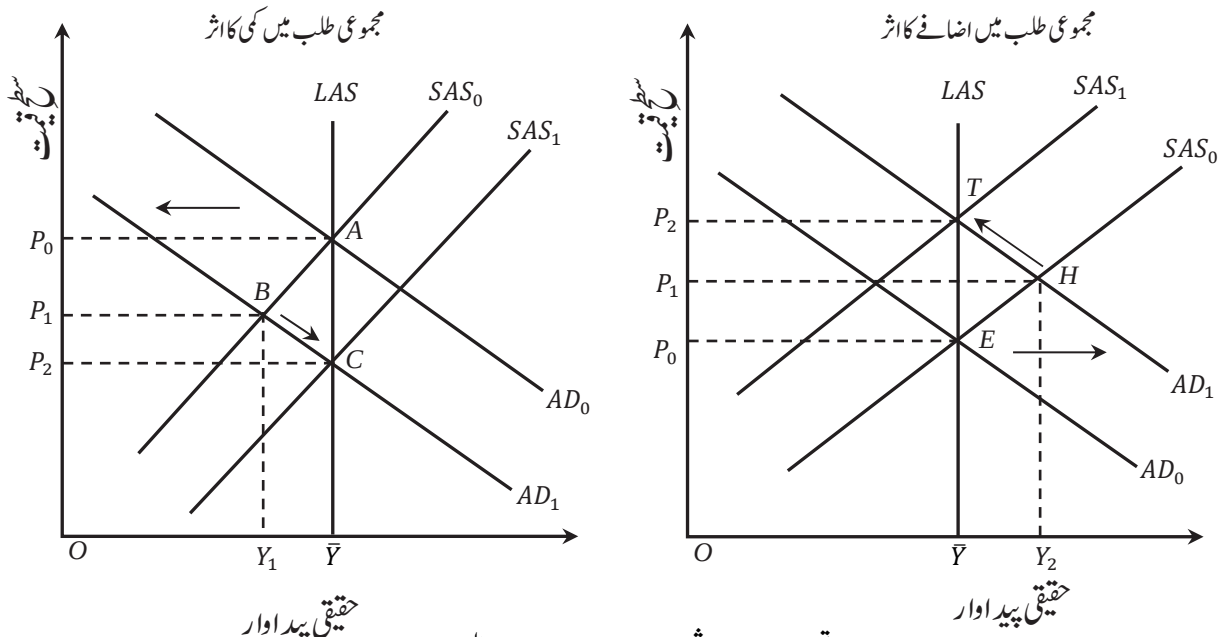
24.5 معاشی اتار چڑھاؤ اور AD-AS ماڈل (Economic Fluctuations and AD-AS Model)

AD-AS ماڈل کا مقصد معاشی اتار چڑھاؤ کی وضاحت کرنا ہے جسے بزنس سائیکل یا تجارتی چکر یا کاروباری چکر بھی کہا جاتا ہے۔ اس ماڈل کے مطابق، تجارتی سائیکل کے معاشی اتار چڑھاؤ اس لیے ہوتے ہیں کیونکہ مجموعی طلب اور قلیل مدتی مجموعی رسد میں اتار چڑھاؤ آتا ہے۔ لیکن شرحِ اجرت اتنی تیزی سے ایڈجسٹ نہیں ہوتی ہے کہ ممکنہ پیداوار کی سطح پر حقیقی پیداوار کو برقرار رکھا جا سکے۔ معیشت کی آمدنی ممکنہ پیداوار کے ارد گرد کم زیادہ ہوتی ہے۔ معیشت میں کبھی کساد بازاری اور کبھی تیزی کے حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مجموعی طلب اور قلیل مدتی مجموعی رسد میں تبدیلیاں حقیقی پیداوار اور قیمت کی سطح میں اتار چڑھاؤ لاتی ہیں۔

1. مجموعی طلب میں کمی (Decrease in Aggregate Demand)

مجموعی طلب گھریلو صَرف (C)، سرمایہ کاری (I)، سرکاری اخراجات (G) اور خالص برآمدات (NX) پر مشتمل ہوتی ہے۔ مجموعی طلب کے ان اجزا میں سے کسی ایک میں کمی سے طلب خط بائیں طرف منتقل ہو جائے گا۔ کینز نے اس بات پر زور دیا کہ نجی سرمایہ کاری بہت غیر مستحکم ہوتی ہے۔ جب مستقبل میں تاجر کی منافع کی توقعات کم ہو جاتی ہیں تو وہ سرمایہ کاری کو کم کر دیتے ہیں اور ضارب کے اثر سے صَرف کی طلب پر بھی اس کا منفی اثر پڑتا ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں کاشت کاری کا اب بھی معیشت میں اہم رول ہے کیونکہ ہندوستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اس شعبے سے منسلک ہے۔ بارش کے کم ہونے کے نتیجے میں پیداوار میں کمی ہوتی ہے جو کسانوں کے صَرفی اخراجات میں کمی کا سبب بن سکتی ہے۔ معیشت پر اس کا منفی اثر لازمی ہے۔ اسی لیے مجموعی طلب کا خط بائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

جب حکومت اپنے سرمایہ کاری کے اخراجات کو کم کرتی ہے تو یہ بھی مجموعی طلب کے خط کو بائیں جانب منتقل کرتی ہے۔ اسی طرح عالمی تجارت بھی معیشت کی مجموعی طلب کو متاثر کرتی ہے۔ فرض کریں مثال کے طور پر ایک سال میں عالمی تجارت میں کمی آتی ہے اور اس کے نتیجے میں ہندوستانی برآمدات کی طلب کم ہو جاتی ہے تو اس سے ہندوستان میں مجموعی طلب میں بھی کمی آئے گی۔ تصویر 24.5 پر غور کریں۔ اگر مجموعی طلب کے مندرجہ بالا اجزا میں سے کسی ایک میں منفی تبدیلی آتی ہے تو، مجموعی طلب خط AD_0 سے AD_1 ہو جاتا ہے۔ تصویر 24.5 کے بائیں حصے میں، ابتدائی طور پر مجموعی طلب خط AD_0 اور قلیل مدتی رسد خط SAS_0 کے درمیان طویل مدتی توازن نقطہ A پر قائم ہوتا ہے۔ قیمت کی سطح P_0 ہے اور حقیقی پیداوار $\bar{Y}$ ہے۔ AD_0 سے AD_1 تک مجموعی طلب میں تبدیلی سے، نیا توازن نقطہ B پر قائم ہوتا ہے جس پر قیمت کی سطح P_1 ہو جاتی ہے اور حقیقی پیداوار گھٹ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ قیمت کی اس سطح پر Recessionary Gap کی



تصویر 24.5: معاشی اتار چڑھاؤ اور AD-AS ماڈل

مقدار $\bar{Y}Y_1$ ہے۔ اس لیے معیشت میں کساد بازاری کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں چونکہ کل پیداوار فروخت نہیں ہو پاتی لہذا فرمیں اپنی پیداوار کی قیمتیں کم کریں گی۔ اگر اجرت کی شرح مستحکم (Sticky) ہو تب قیمت کی سطح کم ہونے سے حقیقی اجرت کی شرح میں اضافہ ہو گا۔ نتیجے کے طور پر فرموں کی پیداوار لاگت میں اضافہ ہو گا۔ چونکہ حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے کم ہو گئی ہے، اس لیے معیشت میں بے روزگاری اپنی قدرتی شرح سے زیادہ ہو جائے گی۔ بے روزگاری کی ایک بڑی مقدار کا وجود زری شرحِ اجرت پر کم ہونے کا دباؤ ڈالے گا۔ اس طرح آخر کار کساد بازاری کے حالات اجرت کی شرح کو کم کر دیں گے۔ اجرت کی شرح میں کمی سے، قلیل مدتی رسد خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا اور حقیقی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

لیکن، جدید ماہرینِ معاشیات کے مطابق، اجرت کی شرح بتدریج کم ہوتی ہے اور حقیقی پیداوار دھیرے دھیرے بڑھ کر ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ کے برابر ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً قیمت کی سطح P_2 تک کم ہو جائے گی۔ اس طرح طویل مدتی توازن LAS کے نقطہ C پر قائم ہو گا۔ قیمت کی سطح میں P_0P_2 یا AC کے برابر کمی ہو گی۔ غور کریں کہ قیمت میں کمی اور اجرت کی شرح میں کمی ایک دوسرے کے مساوی ہو گی۔

2. مجموعی طلب میں اضافہ (Increase in Aggregate Demand)

مجموعی طلب میں اضافے کے اثر کو تصویر 24.5 کے داہنی حصے میں دکھایا گیا ہے۔ مجموعی طلب خط AD_0 اور طویل مدتی رسد خط (LAS) کے درمیان طویل مدتی توازن نقطہ E پر متعین ہوتا ہے جہاں قلیل مدتی رسد خط (SAS_0) بھی مجموعی طلب کے برابر ہے۔ قیمت کی سطح P_0 ہے اور حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اب فرض کریں کہ طلب کے کسی ایک جز میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0 کو نقطہ H پر قطع کرتا ہے۔ اس نقطے پر شگاف افراط زر (Inflationary Gap) پیدا ہوتا ہے اور نتیجتاً قیمت کی سطح P_1 اور حقیقی پیداوار Y_2 تک بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ حقیقی پیداوار ممکنہ

پیداوار سے زیادہ ہو جاتی ہے، لہذا، بے روزگاری کی شرح قدرتی شرح سے کم ہو جاتی ہے اور محنت کی زائد طلب پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ مدتِ قلیل میں زری شرحِ اجرت مستحکم رہتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے لہذا مزدوروں کی حقیقی شرحِ اجرت میں کمی آتی ہے۔ اس طرح تصویر 24.5 میں نقطہ H پر قلیل مدتی توازن کی حالت میں اجرت کے مستحکم ہونے اور قیمت کی سطح میں اضافہ ہونے سے مزدوروں کی حقیقی اجرت میں کمی ہوگی۔ حقیقی اجرت میں کمی ہونے کی وجہ سے مزدور زیادہ اجرت کا مطالبہ کریں گے۔ چونکہ بے روزگاری کی شرح بے روزگاری کی قدرتی شرح سے کم ہوگئی ہے لہذا معیشت میں مزدوروں کی قلت ہے اور لہذا فرمیں مزدوروں کے اجرت میں اضافے کے مطالبے کو قبول کریں گے اور ان کی اجرت میں اضافہ کریں گے۔

جیسے جیسے اجرت کی شرح میں کمی ہوگی، مجموعی رسد خط (SAS) بائیں طرف منتقل ہونا شروع ہو جائے گا۔ چونکہ اجرت کی شرح میں بتدریج مطابقت ہوتی ہے، اس لیے قلیل مدتی مجموعی رسد خط آہستہ آہستہ منتقل ہو کر SAS_1 ہو جائے گا۔ نئے توازن کا تعین بالآخر طویل مدتی مجموعی رسد خط LAS کے نقطہ T پر ہوگا جہاں مجموعی رسد خط SAS_1 مجموعی طلب خط AD_1 کے برابر ہے۔ نقطہ T پر توازن کے نتیجے میں، حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار کی سطح پر واپس آجاتی ہے اور قیمت کی سطح P_2 تک بڑھ جاتی ہے۔ P_0 سے P_2 تک طویل مدتی قیمت کی سطح میں اضافہ اجرت کی شرح میں فیصد اضافے کے برابر ہوگا۔

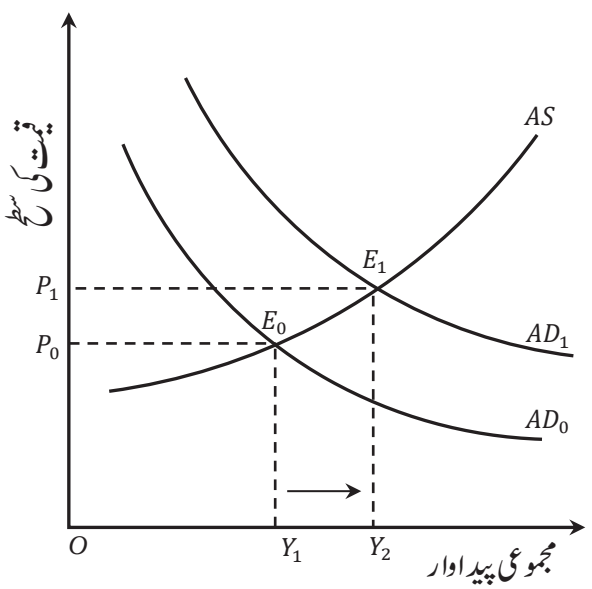
درج بالا سے واضح ہو جاتا ہے کہ مجموعی طلب میں اتار چڑھاؤ پیداوار، روزگار اور قیمت کی سطح میں قلیل مدتی اتار چڑھاؤ کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس طرح AD-AS ماڈل معیشت میں کاروباری چکروں (Business Cycle) کی وضاحت کرتا ہے۔

24.6 مالیاتی اور زری پالیسی کا کردار (The Role of Fiscal and Monetary)

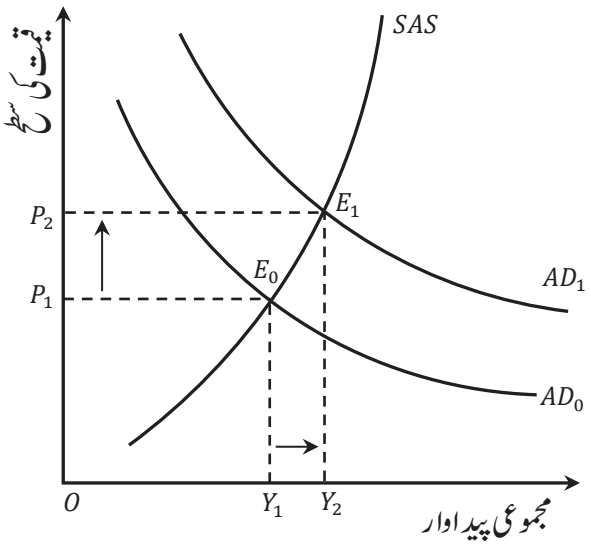
آیئے اب معیشت میں مجموعی پیداوار اور قیمت کی سطح پر توسیعی مالیاتی پالیسی اور مانیٹری پالیسی کے اثرات کی وضاحت کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر حکومت ٹیکسوں میں اضافہ کیے بغیر اخراجات میں اضافہ کرتی ہے، تو اس سے مجموعی طلب خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا اور نتیجتاً پیداوار اور قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا (تصویر 24.6 دیکھیں)۔ اسی طرح زر کی رسد میں توسیع، نجی سرمایہ کاری میں اضافہ یا سرکاری اخراجات میں کمی کیے بغیر ٹیکسوں میں کمی کا نتیجہ بھی مجموعی طلب کے خط کو متاثر کرے گا۔ جس کی وجہ سے قیمت کی سطح اور قومی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

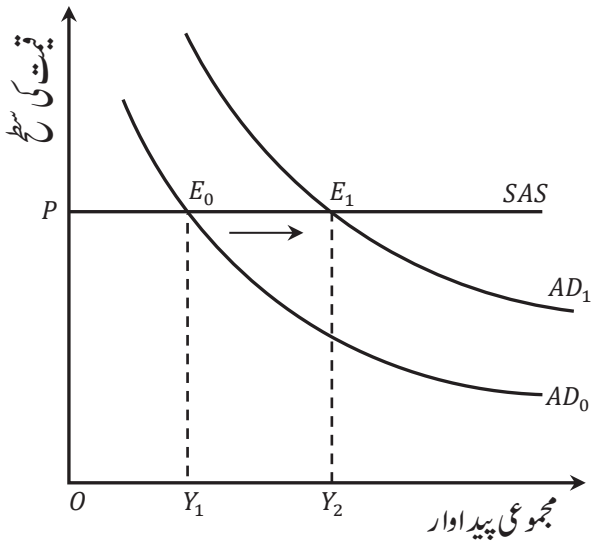
AD-AS ماڈل کا استعمال توسیعی پالیسیوں کے اثر کو سمجھنے میں آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اگر توسیعی پالیسیوں کا استعمال ہوتا ہے



تصویر 24.6: توسیعی پالیسی کا اثر: لچک دار خط رسد



تصویر 24.7: غیر لچک دار خط رسد کی صورت میں توسیعی پالیسی کا اثر

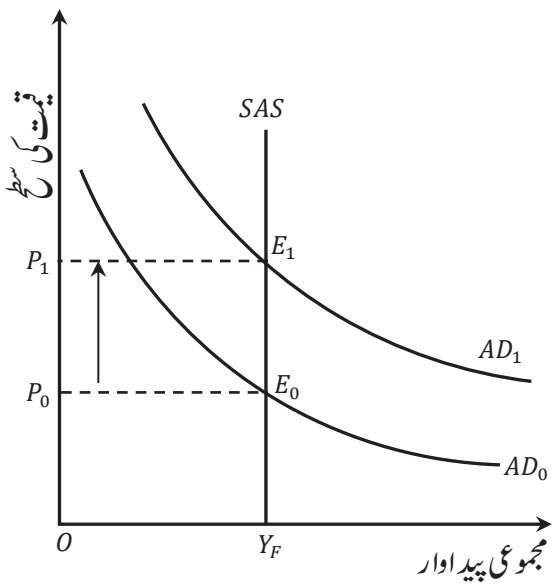


تصویر 24.8: مکمل لچک دار خط کی صورت میں توسیعی پالیسی کا اثر

تو مجموعی طلب کا خط دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ کس حد تک قومی پیداوار کو متاثر کرتا ہے مجموعی رسد خط کی لچک پر منحصر ہے۔ کینزیاتی ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ مجموعی رسد خط نسبتاً لچک دار ہوتا ہے خاص طور پر کساد بازاری کے دور میں۔ لہٰذا مجموعی طلب میں توسیع کا زیادہ اثر قیمت کی سطح میں اضافے کے بجائے پیداوار میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسے تصویر 24.6 میں دکھایا گیا ہے۔

دوسری طرف، مانیٹرسٹ کے مطابق خطِ رسد کافی ڈھلوان ہوتا ہے جیسا کہ تصویر 24.7 میں دکھایا گیا ہے۔ لہٰذا، توسیعی مالیاتی اور زری پالیسیاں پیداوار میں اضافے سے زیادہ قیمت کی سطح میں اضافہ کریں گی۔ بالکل لچک دار مجموعی رسد خط کی صورت میں، جسے کینز نے معاشی بحران کے دوران اپنے تجزیے میں فرض کیا، مجموعی طلب میں اضافے کا اثر قیمت کی سطح کو متاثر نہیں کرے گا اور اس کا مکمل اثر قومی پیداوار کی سطح پر پڑے گا (تصویر 24.8)۔

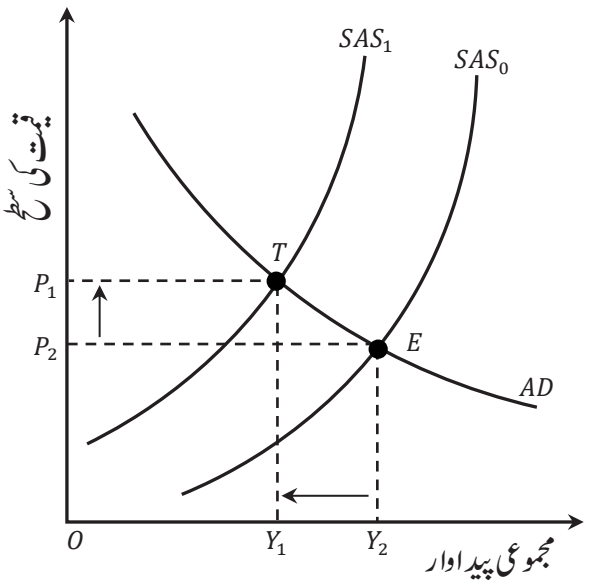
جب معیشت اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ کام کر رہی ہو جیسا کہ کلاسیکی ماہرین معاشیات نے فرض کیا تھا، تو مجموعی طلب میں اضافہ مجموعی پیداوار کو متاثر کیے بغیر صرف قیمت کی سطح یا معیشت میں افراط زر کا باعث بنے گا۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نقطہ نظر کو تصویر 24.9 میں دکھایا گیا ہے جہاں مجموعی رسد خط SAS کو پیداوار کی سطح OY_F پر مکمل روزگار کی حالت میں ایک عمودی خط کے مانند دکھایا ہے۔ اس تصویر سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب توسیعی مالیاتی اور مانیٹری پالیسیوں کے نتیجے میں، مجموعی طلب کا خط AD_0 سے AD_1 تک منتقل ہوتا ہے تب قیمت کی سطح P_0 سے P_1 ہو جاتی ہے جبکہ مجموعی پیداوار OY_F پر مستقل رہتی ہے۔



تصویر 24.9: مکمل غیر لچک دار خط رسد کی صورت میں توسیعی پالیسی کا اثر

24.7 جمود (Stagflation)

حالیہ برسوں میں سپلائی سائڈ اکنامکس اور نئی کلاسیکی کلی معاشیات کی آمد کے ساتھ، ماہرین معاشیات نے مجموعی رسد خط میں تبدیلی پر توجہ دینا شروع کیا۔ مجموعی رسد میں تبدیلی کے اہم اسباب میں عوامل کی قیمتوں میں تبدیلی، وسائل کی دستیابی، پیداواری صلاحیت میں تبدیلی اور مستقبل میں افراط زر کی توقع وغیرہ جیسے عوامل شامل ہیں۔ ادارہ جاتی عوامل جو وسائل کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں جیسے حکومتی ضابطے وغیرہ بھی مجموعی رسد خط میں تبدیلی کی وجہ ہو سکتے ہیں۔



تصویر 24.10: مجموعی رسد خط میں تبدیلی

عوامل کی قیمتوں کی وجہ سے مجموعی رسد خط میں تبدیلی کے لیے اوپیک (Organization of the Petroleum Exporting Countries-OPEC) کی طرف سے تیل کی قیمت میں اضافے کی مثال دی جاسکتی ہے۔ اوپیک کی طرف سے 74-1973 میں تیل کی قیمت میں بڑا اضافہ کیا گیا اور پھر 80-1979 میں بھی ایسا ہی دیکھنے کو ملا۔ تیل کی قیمتوں میں اس اضافے کی وجہ سے مجموعی رسد خط بائیں طرف منتقل ہو گیا جیسا کہ تصویر 24.10 میں دکھایا گیا ہے۔ فی یونٹ وسائل کی لاگت زیادہ ہونے کی وجہ سے مجموعی رسد خط SAS_0 سے SAS_1 میں منتقل ہو گیا ہے۔ مجموعی طلب کو AD خط سے دکھایا گیا ہے۔ مجموعی طلب خط AD کے مستقل رہتے ہوئے، مجموعی رسد خط میں تبدیلی سے معیشت میں نیا توازن نقطہ T پر قائم ہوتا ہے۔ اس نقطے پر قیمت کی سطح پہلے سے زیادہ ہے اور مجموعی پیداوار پہلے سے کم ہے۔ اسے ہی Stagflation یا جمود کہتے ہیں۔

مجموعی رسد خط کی بائیں جانب منتقلی کی وجہ سے قیمت کی سطح میں اضافے یا افراطِ زر کو افراطِ زر بسبب لاگت (Cost Push Inflation) کہا جاتا ہے۔ افراطِ زر بسببِ طلب اور افراطِ زر بسببِ لاگت کے درمیان اہم فرق ہے۔ طلب کی وجہ سے افراطِ زر کی صورت میں، قومی پیداوار میں اضافے کے ساتھ قیمت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ لاگت کی وجہ سے افراطِ زر کی صورت میں قومی آمدنی میں کمی کے ساتھ قیمت کی سطح بڑھ جاتی ہے۔ اسے تصویر 24.10 میں دیکھا جاسکتا ہے۔ P_0 سے P_1 تک قیمت کی سطح میں اضافے کا باعث بننے والا SAS خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ دوسری طرف، قومی پیداوار Y_0 سے Y_1 تک کم ہو جاتی ہے۔ جب افراطِ زر اور کساد بازاری دونوں بیک وقت ہوتی ہیں تو ماہر معاشیات اس صورت حال کو جمود (Stagflation) کا نام دیتے ہیں۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ لاگت میں اضافہ یا قیمتوں میں اضافہ افراط زر اور کساد بازاری دونوں کا سبب بنتی ہیں۔

واضح رہے کہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک کے تناظر میں، معاشی نمو کی شرح میں سست روی کے ساتھ مہنگائی کی شرح مسلسل بلند رہنے اور بیروزگاری کی سطح بلند ہونے کی صورت کو بھی جمود کہا جاتا ہے۔ رسد میں کمی یا خام تیل جیسی ضروری اشیا کی قیمتوں میں اضافے

کے نتیجے میں جمود (Stagflation) کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ دیے گئے مجموعی طلب خط کے ساتھ، نیا توازن اضافی قیمت کی سطح پر پہنچ جاتا ہے اور مجموعی پیداوار کم ہو جاتی ہے جس سے معیشت میں بے روزگاری پیدا ہوتی ہے۔

بارش کی کمی کی وجہ سے مجموعی پیداوار میں کمی آنے پر ہندوستان میں جمود پیدا ہو سکتا ہے۔ مجموعی زرعی پیداوار میں کمی مجموعی رسد میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح زرعی پیداوار میں زبردست کمی بھی زرعی شعبے کی طرف سے صنعتوں کو فراہم کیے جانے والے نئے مواد کی قیمتوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ صنعتوں کے لیے خام مال کی قیمتوں میں اس طرح کا اضافہ مجموعی رسد خط کو بائیں طرف منتقل کرتا ہے جس کی وجہ سے معیشت میں افراطِ زر میں اضافہ اور پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔

حالتِ جمود کے مسئلے کو حل کرنا مشکل کام ہے۔ ستر کی دہائی میں جب پہلی بار جمود کا مسئلہ درپیش تھا، تو اسے طلب نظام کو درست کرنے والی پالیسیوں کے ذریعے حل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ تاہم جب مہنگائی کو کم کرنے کے لیے اخراجات میں کمی کے ذریعے مجموعی طلب کو کم کیا گیا تو اس کا نتیجہ مجموعی پیداوار میں کمی کی صورت میں نکلا جس سے بے روزگاری کا مسئلہ مزید بڑھ گیا۔ دوسری طرف جب بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے توسیعی مالیاتی اور زری پالیسیوں کے ذریعے مجموعی اخراجات کو بڑھانے کی کوشش کی گئی تو اس کا نتیجہ مہنگائی میں اضافے کی صورت میں نکلا۔ جمود کا مناسب حل پیداواری سطح کو بڑھا کر لاگت کو کم کر کے قلیل مدتی خطِ رسد کو دائیں طرف منتقل کرنا ہے۔ صنعت اور زراعت دونوں میں پیداواری صلاحیت کو تکنیکی بہتری اور زیادہ سرمایہ کاری کر کے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، بالواسطہ ٹیکسوں جیسے کہ ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، کسٹمز وغیرہ کو کم کر کے خطِ رسد کو دائیں طرف منتقل کیا جا سکتا ہے۔

24.8 اکتسابی نتائج (Learning Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- AD-AS ماڈل کے ذریعے معیشت میں قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کے تعین کی وضاحت کر سکیں۔
- قلیل مدت اور طویل مدت میں روزگار اور قومی آمدنی کے تعین کی وضاحت کر سکیں۔
- AD-AS ماڈل کے ذریعے مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی کی وضاحت کر سکیں۔
- مجموعی رسد خط میں تبدیلی اور جمود کی وضاحت کر سکیں۔

24.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

جمود :Stagflation- جب معیشت میں قیمت کی سطح میں اضافے کے ساتھ قومی آمدنی اور روزگار کی سطح میں کمی ہو۔

افراطِ زر :Inflation- معیشت میں قیمت کی سطح میں اضافہ۔

سخت مالیاتی پالیسی :Tight Fiscal Policy- مالیاتی پالیسی جو معیشت میں مجموعی طلب کو کم کرے۔

توسیعی مالیاتی پالیسی :Expansionary Fiscal Policy- پالیسی جن کے استعمال سے معیشت میں مجموعی طلب بڑھ جائے۔

لاگت کی وجہ سے افراط زر:Cost Push Inflation-جب معیشت میں قیمت کی سطح میں اضافہ پیداوار کی لاگت کی وجہ سے ہو۔

24.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

24.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. قلیل مدت میں اجرت کی شرح میں تبدیلی نہیں آتی۔ (صحیح/غلط)
2. قلیل مدت میں معیشت میں توازن ممکنہ قومی آمدنی کی سطح سے اوپر یا نیچے ہو سکتی ہے۔ (صحیح/غلط)
3. ان میں سے کون توسیعی مالیاتی پالیسی ہے؟

(a) زر کی رسد میں کمی (b) ٹیکس میں اضافہ

(c) سرکاری اخراجات میں کمی (d) سرکاری اخراجات میں اضافہ

4. مجموعی طلب کے اضافے سے ان میں سے کون سی حالت پیدا ہوتی ہے؟

(a) افراط زر (b) حالت جمود

(c) کساد بازاری (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

5. حالت جمود کو ان میں سے کن پالیسیوں سے درست کیا جاتا ہے؟

(a) مجموعی طلب میں اضافہ کر کے (b) زر کی رسد بڑھا کر

(c) عوامل پیدائش کی قیمتوں میں کمی کر کے (d) ٹیکس بڑھا کر

6. جب معیشت میں ممکنہ قومی آمدنی حقیقی قومی آمدنی سے کم ہو تب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

(a) افراط زر (b) بے روزگاری

(c) کساد بازاری (d) قیمت میں کمی

7. Inflationary Gap کیسے پیدا ہوتا ہے؟

(a) ممکنہ آمدنی کے حقیقی آمدنی سے کم ہونے پر (b) ممکنہ آمدنی کے حقیقی آمدنی سے زیادہ ہونے پر

(c) مجموعی طلب میں کمی ہونے پر (d) ان میں سے کوئی نہیں

8. معیشت میں افراط زر کو کیسے کم کیا جاتا ہے؟

(a) سخت مالیاتی پالیسی سے (b) سخت زری پالیسی سے

(c) دونوں سے (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

9. زری پالیسی کا تعلق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے ہوتا ہے (زر / ٹیکس)

10. طویل مدت میں خطر رسد ممکنہ قومی آمدنی پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتا ہے (عمودی / افقی)

24.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. حالت جمود کیا ہے؟
2. افراط زر سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. توسیعی مالیاتی پالیسی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. سخت مالیاتی پالیسی اور سخت زری پالیسی کے استعمال پر تبصرہ کریں۔
5. طویل مدت میں خطر رسد کے عمودی ہونے کی وجوہات بیان کریں۔

24.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. AD-AS ماڈل سے قلیل مدتی اور طویل مدتی توازن پر روشنی ڈالیں۔
2. کینز کی مالیاتی پالیسی پر AD-AS ماڈل کے ذریعے تبصرہ کریں۔
3. حالت جمود پر تبصرہ کریں۔ اسے کس طرح سے روکا جا سکتا ہے؟

24.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B. S., & Croushore, D. (2013). *Macroeconomics* (8th ed.). Pearson.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Klien, L. R. (1968). *The Kenesian Revolution* (2nd ed.). The Macmillan Press LTD.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.

نمونہ امتحانی پرچہ

(Model Examination Paper)

Maulana Azad National Urdu University

B.A.III Semester Examination

(BAEC301CCT): Macroeconomics-I

Time: 3hrs. Marks: 70

ہدایات : یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارۃً ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات / خالی جگہ پُر کرنا / مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ **(10 x 1 = 10 Marks)**
2. حصہ دوم میں آٹھ سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو (200) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔ **(5 x 6 = 30 Marks)**
3. حصہ سوم میں پانچ سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ **(3 x 10 = 30 Marks)**

حصہ اول

سوال 1.

I. عام قیمت کی سطح کا نظریہ موضوع ہے:

(a) جزوی معاشیات کا۔ (b) کلی معاشیات کا۔

(c) (a) اور (b) دونوں۔ (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔

II. عموماً اس کے لیے قومی آمدنی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے:

(a) NDP_{FC} (b) NNP_{FC}

(c) NDP_{MP} (d) NNP_{MP}

III. اگر میلانِ صرف 0.5 ہے تو ΔC کتنا ہو گا اگر آمدنی میں 100 کروڑ روپے کی تبدیلی ہو؟

(a) 100 کروڑ (b) 50 کروڑ

(c) 80 کروڑ (d) 90 کروڑ

IV. درج ذیل میں کون سا جوڑ درست نہیں؟

(a) فریضہ دورِ حیات-موڈگلیانی (b) فریضہ اضافی آمدنی-ڈیوسنبیری

(c) فریضہ دائمی آمدنی-برومبرگ (d) (a)اور(c)

V. سرمایہ کاری میں اضافے سے سرمایے کی حاشیائی استعداد

(a) زیادہ ہوتی ہے (b) کم ہوتی ہے

(c) مستقل رہتی ہے (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

VI. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق کون سا عنصر بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن کو برقرار رکھتا ہے؟

(a) شرحِ سود (b) آمدنی

(c) روزگار (d) پیداوار

VII. آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے میں کس طرح کی بے روزگاری کے امکانات پائے جاتے ہیں؟

(a) غیر ارادی بے روزگاری (b) ارادی بے روزگاری

(c) عمومی بے روزگاری (d) مکمل بے روزگاری

VIII. کینز کے آسان ماڈل میں صَرفی اخراجات منحصر کرتے ہیں:

(a) آمدنی پر (b) قیمت پر

(c) سود کی شرح پر (d) سرمایے پر

IX. گرین جی ڈی پی میں

(a) ماحولیاتی وسائل کو شامل کیا جاتا ہے۔ (b) ماحولیاتی خدمات کو شامل کیا جاتا ہے۔

(c) ماحولیاتی لاگت کو منہا کیا جاتا ہے۔ (d) (b)اور(c)دونوں

X. درج ذیل میں سے کون حتمی اخراجات کا حصہ نہیں ہے؟

(a) اشیائے صَرف پر حکومتی اخراجات (b) بیرونِ ملک برآمد کی گئی اشیائے صرف

(c) بیج کی خرید پر کسان کے اخراجات (d) حکومتی مقررہ سرمایہ کاری

حصہ دوم

سوال 2. محاصل کے خسارے اور مالیاتی خسارے میں فرق کریں۔

سوال 3. خالص برآمدت غیر ممالک سے خالص عاملی آمدنی سے کس طرح مختلف ہوتی ہے؟

سوال 4. کینز کا تفاعلِ صرف قانونِ بازار کو کیسے باطل ثابت کرتا ہے؟

سوال 5. ایک ملک کی سرمایہ کاری میں 100 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے اور اس کا تفاعلِ صرف ذیل ہے:

$$C = 100 + 0.6Y$$

اس معیشت کی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

سوال 6. زر کی غیر تاثیرت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

سوال 7. توسیعی مالیاتی پالیسی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

سوال 8. کینز کے ماڈل میں قیمت میں اضافے سے صرفی اخراجات اور غیر ملکی تجارت پر کیا اثر ہوتا ہے؟

سوال 9. سماجی لاگت کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

حصہ سوم

سوال 10. درج ذیل میں کسے آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کے حساب میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اپنے جواب کا جواز پیش کریں۔

a. گیہوں کی پیداوار پر دی گئی سبسڈی

b. جنگ میں شہید فوجی کے اہل خانہ کو ادا کی گئی فیملی پنشن

c. کورونا وبا میں ہلاک افراد کے اہل خانہ کو ادا کیا گیا وظیفہ

d. کمپنی کی طرف سے ملی کار

e. LPG پر ادا کی گئی کیش سبسڈی

f. ملازمین کو ملی وردی جو صرف آفس میں پہنی جا سکتی ہے

g. پرانی اشیا کی خرید و فروخت سے کمائی گئی دلالی

سوال 11. اصولِ اسراع کو تفصیل سے بیان کریں۔

سوال 12. کینز کے ماڈل سے مجموعی طلب خط کو اخذ کریں۔

سوال 13. فریڈمین کے فریضۂ دائمی آمدنی کو تفصیل سے بیان کریں۔

سوال 14. کلاسیکی نظریے پر کی گئی کینز کی تنقیدات بیان کریں۔

Notes/اہم نکات

Notes/اہم نکات

یہ کتاب مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے ڈی ٹی پی سیل کاؤنٹر پر دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ:

ڈی ٹی پی سیل کاؤنٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، گچی باؤلی، حیدرآباد-500032 (تلنگانہ)

DTP Sale Counter, Directorate of Translation & Publications

Room No. G-09, H. K. Sherwani Centre for Deccan Studies
Maulana Azad National Urdu University, Gachibowli,Hyderabad-500032
M: 9394370675, 9966818593, Email: directordtp@manuu.edu.in
Account Name: DTP Sale Counter **Account No.:** 187901000009349
Bank Name: Indian Overseas Bank **IFSC:** IOBA00001879
Branch: Gachibowli, Hyderabad

Counter Timings

Monday To Friday
09:30 a.m. To 05:30 p.m.

کتابوں کی قیمت پر رعایت کی شرح:

1۔عام قارئین کے لیے 25% 2۔طلبا، کالجز اور دیگر اداروں کے لیے 30%

کتابیں ڈاک سے بھی منگوائی جاسکتی ہیں۔

نوٹ: -/500 روپے سے زائد کے بل پر ڈاک خرچ نہیں لیا جائے گا۔